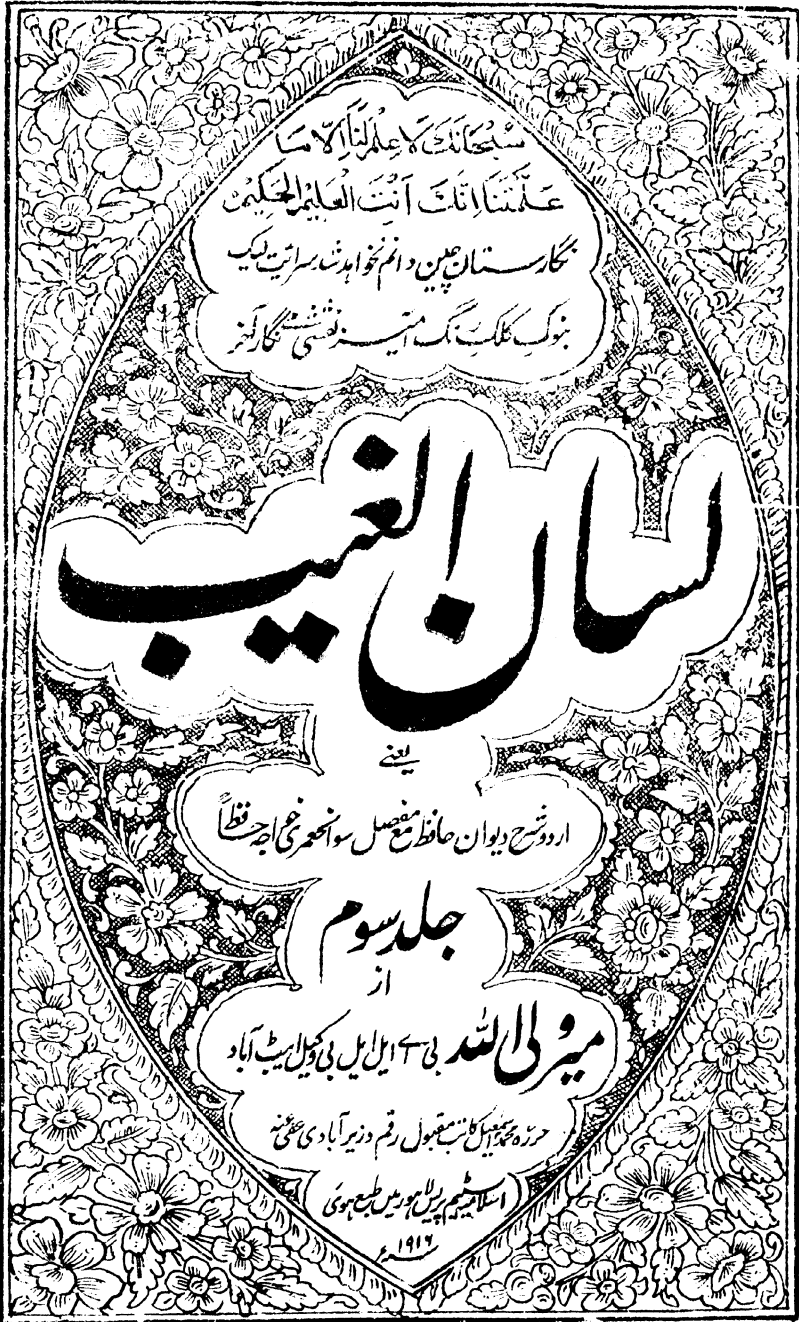


UNIVERSAL
LIBRARY

OU_228200

UNIVERSAL
LIBRARY



سبحانك لا علم لنا الا ما
 علمتنا انك انت العليم الحكيم
 نگارستان چین و انم خواہد شد سرایت یک
 بزک کلمت نگ میسنه نشی نگار گز

سatan الغیب

یعنی

اردو شرح دیوان حافظ مفضل سوانح و غزلیہ

جلد سوم

از

میرزا اسلم الدین بی بی کوئل ایٹ آباد

حرزہ محمدیہ کتبستان قبول رقم وزیر آبادی

اسلامیہ پریس بریلوویں طبع ہوئی

۱۹۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لسان الغریب

یعنی

اردو شرح دیوانِ فقط مفصل سوانح عمری

جلد سوم

از

میر ولی اللہ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بنی وکیل ایبٹ آباد

۱۹۱۶ء

اسلامیہ پریس لاہور میں باہتمام حافظ مظفر الدین صاحب منیجر طبع ہوئی۔



غزل ۶۰

(۳۱)

۱	عشق پیدا شد و آتش بہمہ عالم زد	۱	درازل پر تو حسنت ز تجھ لے دم زد
۲	عین آتش شد ازین غیرت بر آدم زد	۲	جلوہ کر درخش دید ملک عشق نہ داشت
۳	دست غیر بآبد و برسینہ نامحرم زد	۳	مدعی خواست کہ آید تہا شاگہ راز
۴	برق غیرت بد خشید جہاں بر ہم زد	۴	عقل منیخواست کہ از ان شعاع چراغ افروزد
۵	دست و حلقہ آن لہنہ ہم اندر خم زد	۵	جان سلوی ہوسچاہ ز سخاں تو داشت
۶	دل غنیم دیدہ ما بود کہ ہم بر غنیم زد	۶	دیگران قرعہ قسمت ہمہ بر عیشش نہ دند
۷	خیرہ آب گل مزرعہ آدم زد	۷	نظری کرد کہ بیند جہاں صورت خویش

حافظ آن روز طربناہدہ عشق تو نوشت

(۸)

(۸)

کہ قلم بر سر سبب دل خرم زد

(۱) ترجمہ - ازل میں تیرے حسن کے پر تو نے تجلی کا دم مارا عشق پیدا ہو گیا اور تمام جہاں میں لگا لگا دی۔

یعنی معشوق مطلق کے حسن اپنا جلوہ دکھایا اور تمام جہاں میں عشق کی آگ لگا دی بشریح کے لہو

دیکھو شعر د ۵۹

(۲) ترجمہ - اس کے چہرہ نے جلوہ نمائی کی۔ دیکھا کہ فرشتے عشق نہیں کہتے اس غیرت سے عین آتش ہو گیا

اور یہ آگ آدم پر آگری۔

مطلب یہ ہے کہ جن معشوق مطلق نے جلوہ نمائی کی۔ دیکھا کہ فرشتے اس کے خسار کا عشق نہیں رکھتے اس غیر سے کہ وہ جلوہ بجلی بن کر خرم آدم پر آگرا۔ فرشتے اگرچہ ہر وقت تسبیح و تحمید میں مصروف ہیں۔ مگر رابطہ عشق و معشوق انسان و رخداد کے درمیان ہے۔ وہ خدا اور فرشتوں کے درمیان نہیں۔ صبیح و شامی کا ایجاد قبول فرشتہ خدا اور انسان کے درمیان ہے۔ بارانامت بھی صرف انسان کے کندھے پر رکھا گیا۔ وضاحت کے لئے دیکھو شعر د ۵۴ الف ۱ الف ۱۵

(۳) ترجمہ۔ مدعی چاہتا تھا کہ راز کے تماشا گاہ میں لے۔ غیبک ہاتھ آیا اور نامحرم کو سینہ پر لپٹا۔ مدعی اور نامحرم سے مراد شیطان۔ تماشا گاہ راز یعنی عالم بالا۔ ملا الاملی فرشتوں کا عالم۔ دست غیب سے مراد شہا ثاقب۔

قرآن شریف سورہ والصفۃ میں آیا ہے۔ وَحِفْظًا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ۵ لَا يَتَمَنَّوْنَ اِلَيْهِ اَمْلًا اَوْ اَعْلًا وَ لَقَدْ فَوَّضْنَا فَوْضًا مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۵ دُ حُورًا اَوْ اَكْثَمَ عَدَاۤءٍ ۵ وَ اَصْبَحَ ۵ اَلَا مَرْخُطَفَ اَلْحُطْفَةِ ۵ فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ ۵ ثَابِتٌ ۵ ۵ یعنی ہم نے آسمانوں کو ہر سرکش اور نافرمان شیطان کے نزدیک آنے سے محفوظ کر دیا ہے۔ گروہ بالا یعنی اشرف ملائکہ جو لوح محفوظ پر امرار سے واقف ہیں اور ایک دوسرے سے ان امرار کے متعلق گفتگو کرتے ہیں شیاطین انکی باتوں کو نہیں سن سکتے اور ان شیطانوں پر ہر طرف سے شہاب گرائے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ آسمانوں کے نزدیک نہ آسکیں اور بڑی خواری سے ہٹائے جاتے ہیں۔ انکے لئے عذاب سخت ہے۔ اور وہ ملائکہ کے کلام پر امرار کو نہیں سن سکتے۔ سو آسکے کہ وہ فرشتوں کو کوئی کلمہ چوری سواڑا ایجا تیں۔ اس پر انکے پیچھے شہاب ثاقب لگتا ہے جاتے ہیں جو انکو ہٹاتا ہے اور جلاتے ہیں تاکہ پھر آسمانوں کی طرف رخ نہ کریں۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ شیطان لوح محفوظ کے امرار کو معلوم کرنے کے لئے آسمانوں کو نزدیک لپٹا ہوتا ہے مگر شہاب یعنی جلائی تیز و الاشعرا کے سینہ پر لگتا ہے اور اسے ہٹا دیتا ہے

(۴) ترجمہ۔ عقل چاہتی تھی کہ اس شعلہ سے چراغ روشن کرے غیرت کی بجلی چسکی اور جہان کو درہم برہم کر دیا یعنی عقل چاہتی تھی کہ وہ بھی شعلہ عشق سے اپنا چراغ روشن کرے۔ مگر محبوب کی غیرت نے یہ نہ چاہا۔ اور تمام جہان کو برہم کر دیا مطلب یہ ہے کہ عقل بھی کار دبا عشق میں دخل حاصل کرنا چاہتی تھی مگر سہا ثاقب

نے تمام جہاں کو دیوانگی محشق سو درہم برہم کر دیا اور عقل کی مداخلت کی گنجائش نہ چھوڑی تشریح کو لئے
دیکھو شعر الف اے ت نیہ د نیہ

رفت از من ہزار فرسنگ

عشق آمد و عقل ہیچو بادے

(۵) ترجمہ - علوی جان تیرے چاہ و زرخدان کی آرزو رکھتی تھی۔ اسلئے اس زلف پیچ در پیچ کی حلقہ میں
ہاتھ مارا۔

علوی بضم اول و کون لام یا بکمل اول و کون لام۔ یعنی ملک فرشتہ۔ کوب۔ آسمانی بلند تیرے
جان کو علوی اسوا سے کہا ہے کہ جان دروچ کا تعلق عالم بالا سے ہے جسے عالم ارضی سے متعلق ہوا اور جان
عالم ملکوت سے۔

جسطح انسان کنوئیں میں اترنے کے لئے رسی کا محتاج ہوتا ہے اور کنوئیں سے پانی نکالنے کے لئے
بھی رسی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح جان کو محبوب کی چاہ و زرخدان کے لئے بھی کسی رسن کی ضرورت
تھی پس اس کو محبوب کی زلف پیچیدگی کی زنجیر کو ہی پکڑ لیا اور اس سو رسی کا کام لیا۔ ظاہر ہے کہ انسان
محبوب کی کا مشاہدہ مرآت تعینات کو ذریعہ کرتا ہے۔ یعنی عالم کثرت سے ہی عالم وحدت کا علم حاصل کرتا
ہے۔ زلف سے مراد عالم تعینات ہے۔ پہلے کئی جگہ بوضاحت تمام لکھا جا چکا ہے کہ عالم کثرت ایک
ذریعہ ہے واحد مطلق کی معرفت کا۔ پس شعر کا مطلب یہ ہے کہ محبوب کے چاہ و زرخدان تک پہنچنے کو
لئے رسن زلف کی ضرورت ہے یعنی معرفت الہی کے حاصل کرنے کے لئے عالم کثرت ایک ذریعہ ہے۔

ذرات کون مرآت آن یار شد مرا

دیم جمال دوست بہر ذرہ آشکار

(۶) ترجمہ - دوسروں نے قسمت کا قرعہ عیش پر ڈالا۔ ہمارا عملیں دل ہی تھا جس نے غم پر ہی ڈالا
مطلب یہ ہے کہ اور سب نے عیش پسند کی۔ ہمارا غم دیدہ دل نے غم ہی اختیار کیا۔ دیگر آن
اور ما کا مقابلہ یا تو دیگر کائنات اور حضرت انسان کا مقابلہ ہے یا دوسرے انسانوں اور خواجہ حسا کا۔

چونخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

قسمت کی اہر ایک کو قسم ازل سے

غم ہم کو دیا جسے جو مشکل نظر آیا

بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنسا

(۷) ترجمہ - نظر کی کہ جہاں میں اپنی صورت دیکھے (اسلئے) آدم کی کھیتی کے آب و گل میں خیمہ لگا دیا
مطلب یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اپنی صورت کو دیکھے تو آدم کو اپنی صورت پر پیدا

کیا کہ اسے دیکھ کر اپنی صورت دیکھ سکے۔

حدیث قدسی گنت کنسہ الخ کی طرف اشارہ ہے دیکھو شعر لاف ہے

إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ، یعنی خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ یعنی اپنی عظیم الشان مملکت اور بادشاہی کا ایک مختصر نسخہ حضرت انسان کو بھی عطا کیا۔ انسان کا وجود بذات خود ایک نمونہ ہی اس محیط کل سلطنت کا جسکے ماتحت وہ پیدا ہوتا ہے اور پرورش پاتا ہے۔

ایں صورت انکس ست کان نقش است

انقرش کہ تخت مستی پیداست

(۸) ترجمہ۔ حافظ نے اس روز تیرے عشق کا طرب نام لکھا جب کہ اسباب دل خوم پر علم پھیر دیا یعنی جس روز سے حافظ نے اسباب کو چھوڑ کر مسبب اسباب خیال کیا ہے اور اپنے خوشحال دل کی خوشی پر علم پھیر دیا ہے۔ اس روز خوش ہو۔ زیادہ تشریح کے لئے دیکھو شعر دہویہ

(۷۰)

غزل ۶۱

دوش می آمد و رخسارہ برافروخت بود	۱	تا کجا با ز دل غمزدہ بسخوت بود
رسم عشاق کشی و شیوہ شہر آشوبے	۲	جامہ بود کہ بر قامت او دست بود
کفر زلفش رہ دین میزد و آن سنگین دل	۳	در زلفش مشعلہ از چہرہ برافروخت بود
دل سببی خون بخت آورد ولی دیدہ بر خیت	۴	اللہ اللہ کہ تلف کرد و کاندوت بود
یا ز فروش بدنیا کہ بسے سود نکرد	۵	آنکے یوسف بز نامہ بر بخت بود
جان عشاق سپند رخ خود میدانست	۶	و آتش چہرہ بریں کار برافروخت بود
گر چہ میگفت کہ زارت بکشم میدیدم	۷	کہ نہانش نظری با من دست بود

گفت و خوش گفت بخور و بنوا حافظ

یار یار میں قلبش نمانسی کہ آموختہ بود

(۷۱)

(۷۱)

(۱) ترجمہ۔ کل آ رہا تھا اور اپنی چہرہ کو روشن کیا ہوا تھا۔ تاکہ دیکھے کہ جلا ہوا غمزہ دل کہاں ہے باز۔ زاید ہے برآ ضرورت شعری اور زینت کلام۔ مطلب یہ ہے کہ اپنے چہرہ کو اور خوش کر کے معشوق اس تلاش میں آ رہا تھا کہ کوئی غمزہ اور خستہ دل ہے۔ جسے وہ اور جلائے۔

(۲) ترجمہ۔ عاشق کشتی کی سم اور شہر آشوبی کا شہیوہ اکیلا بھٹا جاسکے قد پر (موزون) سیا ہوا تھا۔

یعنی عاشق کشتی اور شہر آشوبی اسکے قد بالا کا ایک شہیوہ تھا۔

(۳) ترجمہ۔ اس کی زلف کا کفر دین کی رہزنی کرتا تھا۔ اور اس سنگین دل نے اسکے راست پر چہرہ کی مشعل روشن کر رکھی تھی۔

یعنی اس کی زلف رہزنی کرتی تھی اور اسکا چہرہ اس رہزن کو مشعل کا کام دیتا تھا زلف کو کفر ہی سمیٹتے تھے دیتے ہیں۔ اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر ۵۵

(۴) ترجمہ۔ دل ذہبت سا خون جمع کیا لیکن آنکھوں نے گرا دیا۔ اللہ اللہ کس صنایع کیا اور کس نے جمع کیا یعنی دل نے بہت خون جمع کیا ہوا تھا لیکن میرا مقدر خون رو یا کہ سب آنکھوں کے رستے سے نکل گیا۔ دیکھئے جمع کس نے کیا۔ اور صنایع کس نے۔ یعنی جمع دل ڈکھا۔ اور برباد آنکھوں نے۔

(۵) ترجمہ۔ و دست کو دنیا کے عوض نہ بیچ کیونکہ بہت نفع حاصل کیا اس شخص نے جس نے یوسف کو زنا بھیس کے عوض فروخت کیا۔

مطلب یہ ہے کہ دین کو دنیا پر قربان نہیں کرنا چاہئے یعنی معشوق حقیقی کو دنیا کے عوض نہیں بیچنا چاہئے ہر اصول کی تائید میں مثال بھی پیش کی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو آپ کے بھائیوں نے مالک سوداگر کا نام اسکے ہاتھ چند ناسرہ ددموں کے عوض بیچ دیا تھا۔ ایسی بیس بھیا اور قیمتی چیز کو فروخت کر کے انکے ہاتھ کیا آیا۔ دنیا کو زنا سرہ اور دست کو حضرت یوسف علیہ السلام ہی تشبیہ دی ہے۔ سورہ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کے زنا سرہ کے عوض فروخت ہونے کے متعلق یہ آیت ہے جسکی طرف خواجہ صاحب اشارہ کیا ہے۔ وَشَرَوْهُ بِحَسَنِ مَّخْصُوسٍ دَاهِمٍ مَّعْدُودَةٍ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ہ آپ کے بھائیوں نے دعویٰ کیا کہ یہ ہمارا غلام ہے۔ نافرمان ہے خدمت نہیں کرتا اور بھاگ آیا ہے ہم اسے فروخت کرنا چاہتے ہیں مالک نے کہا کہ میرے پاس جب قدر زر نقد تھا وہ میں نے مختلف

اسباب متاع کے خریدنے میں صرف کرو یا ہو سیر پاس صرف چند درم نامسرہ رہ گئے ہیں۔ آپ کے بھائیوں نے یہی قیمت قبول کر لی اور انکو اس بہانے اعتبار پر فروخت کر دیا۔ مالک نے سترہ کھوٹے درم ان کو دیئے۔ انہوں نے لے لئے کیونکہ انکو آپ کے کوئی رغبت نہ تھی۔

مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے اسی واقعہ کے متعلق کہا ہے۔

اگر فتنہ شکر مارا بندہ ایست این	سرا از طوق وفا تابندہ ایست این
بکار و خدمت آمد سست پیوند	رہ بگریختن گیرد بہر چنبد
در اصل حشاش از بس می بخوشیم	بہر قیمت کہ باشد می فروشیم
جو انفرسے کہ از چہ بر کشیدش	باندک قیمتے ز نشاں خریدش
بہ مالک بود مشہور آن جوان مرد	بفلس چند مملوک خود شش کرد
ز یا نکار آن کہ جنس جاں فروشد	چنان بے حسہ چنیں از زان فرود شد
دہد گنج سعادت ناخر و مند	ستاند زو کشیدہ در ہی چند

شعر کا مطلب یہ ہے کہ دین کو دنیا کے عوض بیچنے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ دین ایک نین ہوا چیز ہے اور دنیا کھوٹا سکہ ہے۔

اسی مضمون پر ہے۔ اُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ
فَلَا يَخَفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَ لَآ هُمْ يُنصَرُونَ سورہ بقرہ۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے
زندگانی دنیا کو بعض عاقبت کے خرید لیا ہے۔ ان پر عذاب سبک نہیں کیا جائیگا اور نہ انکو کوئی مدد
دی جائیگی۔

(۶) ترجمہ۔ عاشقوں کی جان کو اپنے زسار کا پسند جانتا تھا۔ اور چہرہ کی آگ کو اس کی سلام کے لئے فروخت کر لیا
پسند (ایک بار ایک سیاہ بیج۔ کالا دانہ) رفع نظر بد کے لئے جلا تے ہیں۔ آگ پر گرنے
سے بڑے زور سے آواز کر کے جل جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ معشوق جانتا ہے کہ عاشقوں کی جان کے
چہرہ کا پسند ہے۔ اسی لئے چہرہ کو فروخت کر لیا ہوا ہے کہ اس آگ پر پسند کی طرح عاشقوں کی جان
جل جائے۔

(۷) ترجمہ۔ اگر معشوق کہتا تھا کہ میں تجھ پر ہی طرح قتل کروں گا لیکن میرے کچھ تھا کہ وہ پوشیدہ پوشیدہ

جہڑل جلعے ہوئے پر نظر (غایت) رکھتا تھا۔

یعنی اگرچہ بظاہر مشوق مجھ کو کہتا تھا کہ میں تجھ کو قتل کرونگا اور بہت بڑی طرح قتل کرونگا۔ مگر میں مجھ رہا تھا کہ حقیقت میں وہ جہڑلسونتہ پر مہربان ہے۔ اسی طرح خداوند کریم نے اگرچہ اپنی بندوں کو ہزار ہا طرح کے مختلف عذابوں کا خوف لایا ہے مگر حقیقت میں وہ انسان پر ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان ہے اور اور اس کی رحمت اس کے غضب سے زیادہ ہے۔ سَبَقَتْ رَحْمَتِي عَلَىٰ غَضَبِي

بظاہر ہر ما مجھ سے غافل مگر | لنگھیوں وہ دیکھے بجائے گیا (امیر)

(۸) ترجمہ۔ کہا اور کیا اچھا کہا کہ اے حافظ جا اور خرقہ کو جلا دو۔ یارب یہ قلب شناسی اس کس سے کی سیکھی تھی۔

مطلب یہ ہے کہ خرقہ لباسِ ریاضی۔ مجھے مشوق ڈیا سا کٹ کہا کہ جا کر خرقہ کو بھڑک دو۔ یعنی اس قلب یا ناخالص دماغ کو جلا دو۔ حیراں ہوں کہ اس نے قلب شناسی یعنی صرافی کہاں سے سیکھی ہے۔ قلب پر سوزاں کی رعایت ظاہر کیونکہ ناخالص دماغ کی حقیقت کو آگ ظاہر کرتی ہے۔

غزل (۶۲)

۱	دوش آگہی زیار سفر کردہ داد باد	۱	من نیرول بباد ہم ہرچہ باد باد
۲	دچین طرہ تودل بے حفاظ من	۲	ہرگز بگفت مسکن مالوف یا باد
۳	دلغش شہم بیاد تو ہرگہ کہ درچین	۳	بند قبای غنچ گل می کشا باد
۴	طرف کلاہ شاہیت آمد بخاطر م	۴	آنجا کہ تاج بر سر ز گس نہاد باد
۵	کارم بدان رسید کہ ہمارہ خود کنم	۵	ہر شام برق لامع دہر یا باد باد
۶	از دست رفتہ بود وجود ضعیف من	۶	صبحم بوی سول توجان بازو باد
۷	امروز قدر نید عزیزان شناختم	۷	یارب روان نامح ما از تو شاد باد
۸	تاریخ عیش و شب یدار دوست بود	۸	عمر شباب و صحبت احباب یا باد

حافظ نادر نیک تو کامت بر آورو

(۹)

جاننا فدای مردم نیک کو نہاد باو

(۹)

(۱) ترجمہ۔ کل ہوا نے معشوق سفر کردہ کی خبر دی۔ میں ہی دل ہوا کو دیتا ہوں (یا برباد کرنا ہوں) جو کچھ ہو سو ہو۔

باوصیادیا معشوق کو خبر و پیام لائی ہے۔ عاشق اس پر اپنا دل قاصدِ صبا پر قربان کرنا چاہتا ہے۔ گویا خبر کے عوض دل دیتا ہے۔ اور نتائج کی مطلق کوئی پرواہ نہیں کرتا۔

(۲) ترجمہ۔ تیری زلف کے خم میں سیر بے حیثیت لی ڈکھی یہ نہ کہا کہ وطن مالوف یاد ہو۔

حفاظ۔ لیکر اول۔ عارِ حیثیت۔ مروت۔ نگہبانی۔ مالوف۔ جو گرفتہ شدہ۔ دوستی کردہ شدہ۔ جس چیز سے محبت اور الفت ہو۔

مطلب یہ ہے کہ جب میرا دل میرے پہلو تو کل تیری زلفِ پنجم میں جا کر گرفتار ہوا ہے اس بحیثیت ڈکھی تو وطن مالوف کا یاد تک نہیں کیا۔ کبھی تو وطن کا ذکر تک نہیں کیا۔ پنجم میں کون متعلق کبھی یاد نہیں آئی۔ پنجم میں کیا۔ یعنی میرا دل تیری زلف میں اتنا خوش ہو کہ کبھی سیر پہلو میں اپس آنے کا خیال تک نہیں کیا۔ نگہبانی سے ہے۔ (۳) ترجمہ۔ تیری یاد میں میرا دل خوش ہو گیا جب کہ باغ میں غنچہ گل کی قبا کے بند کو ہوا کھولتی تھی۔

یعنی جب ہوا نے باغ میں غنچہ کو کھفتے لڑکے پھول بنایا تو مجھ تو میرے بند قبا کا کھلنا یاد آیا معشوق کے بند قبا کا کھلنا گویا غنچہ کا کھفتے ہو کر پھول ہو جانا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ تیری کلاہِ شاہی کا گوشہ مجھ کو یاد آیا جب کہ ہوا نے سبز گرس پر تاج رکھا۔

گرس کے قائم پر گل گرس کو دیکھ کر تہ معشوق اور کلاہ کا نقشہ نظر کے سامنے آگیا۔

(۵) ترجمہ۔ میری حالت اب یہ ہو گئی ہے کہ اپنی ہمراہ کرنا ہر شاہ کھپتی ہوئی بجلی کو اور صبح ہوا کو۔

لامح۔ روشن، روشنیاں۔ برقی لامح سے مراد آد پر۔ دو دو۔ دل کی آگ۔ دل جلوں کی آہ

کو برقی و عموماً تشبیہ دیتے ہیں مثلاً۔

کیا تابلِ جلوں تو جو برقی لاگ رکھے (اذق) دوزخ بھی ہو تو ان کی چلیوں پر آگ رکھے

باد یعنی آہ۔۔۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ صبح و شام آہ و فغاں کر رہا ہوں۔

(۶۱) ترجمہ - میرا ضعیف وجود ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ صبح کے وقت ہوا تیرے وصل کی خوشبو سے از سر نو جان بخشی۔

مطلب یہ ہے کہ تیرے ہجر میں میرا سقد زنا توں ہو گیا تھا کہ جان ہی ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔ مگر تیرے وصل کی امید نے دوبارہ جان بخشی۔ اسی مضمون کے لئو دیکھو شعر دہم

(۶۲) ترجمہ - آج میں نے عزیزوں کی نصیحت کی قدر پہچانی۔ اے خدا ہمارے ناصح کی جان تھیں وہ خوش ہو یعنی تو اسکی جان کو خوش رکھے۔

(۶۳) ترجمہ - ہمارا عیش کی تاریخ محشوق کے دیدار کی رات تھی۔ جوانی کے زمانہ اور اجباب کی صحبت کی یاد بخیر ہو۔

(۶۴) ترجمہ - اے حافظ تیری نیک طبیعت تیری مراد پوری کرے گی۔ نیک نہاد انسان پر جانیں فدا ہوں نیک نہادی کی ترغیب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نیک نہاد آدمی پر لوگ جان قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اے حافظ تو بھی نیک نہاد بن کہ تیری نیک نہادی تیری مقصد برآی کرے گی۔

غزل (۶۳)

۱	گزر منے بسوز و جن میں عجب نباشد	۱	در آن ہوا کہ خبر برق اند طلب نباشد
۲	بر شاخسار عمرش برگ طرب نباشد	۲	مگر عینکے عینم دل شد آفتیش حاصل
۳	آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد	۳	در کاخانہ عشق از کفر ناگزیر است
۴	اینجا نایب نگینجا اینجا حسب نباشد	۴	دکیش جان فروشان فضل و مہنہ ز نیرید
۵	خود را بزرگ دیدن شرط ادب نباشد	۵	در محضی کہ خورشید اندر شمار ذرہ است
۶	جز بادہ بہشتی ہمچس سبب نباشد	۶	می خور کہ عمر سرد گرد در جہان لالہ نیست

حافظ وصال جانان چون تو تنگدستی

(۷)

روزے شود کہ با او پیوند شب نباشد

(۷)

(۱) ترجمہ۔ جب کہ زوین سوای برق کے اور کوئی چیز طلب میں ہی نہ ہو۔ اگر کوئی خرمین حل جا۔ تو چنداں تعجب کی بات نہیں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جس آرزو میں طلب ہی برق ہو وہاں خرمین ہستی کا حل جاننا عجیب بات نہیں۔ آرزو خفق بذات خود آرزو سے برق پر مشق طبعاً خانماں سوز ہے۔ پھر خرمین ہستی کا حل جاننا ایک مع ولی بات ہی عشق ایک ہی بجلی ہے جس نے عشق اختیار کیا اپنی خرمین ہستی کو گو یا جو بر باد کیا۔ برق وہ تو ان کی رعایت ظاہر۔

(۲) ترجمہ۔ وہ پرندہ جسکو غم ل کہ ساتھ الفت حاصل ہو گئی۔ اس کی عمر کی شناخت پر ہنسی کا پتا نہیں ہوتا۔
مطلب یہ ہے کہ جس دل میں غم عشق ہو۔ اسکو خوشی کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔

(۳) ترجمہ۔ کاغذ عشق میں کفر ضروری ہے۔ اگر لوہے ہو۔ تو آگ کس کو جلائے۔

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو عشق کا کاغذ ہے۔ اسلام کے ساتھ کفر بھی ضروری ہے۔ کیونکہ دوزخ کی آگ کے لئے بھی تو کوئی ایندھن ہونا چاہئے۔ اگر لوہے اور اسکی ہم خیال نہ ہوں۔ تو دوزخ میں خدا اسکو ڈالے گا

قرآن تریف سورہ اعراف میں ہے۔ وَ لَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لِيَهْمُوا
فَسَلُّوا لَهَا لِيَفْقَهُوا ۗ وَسَاءَ لِهَؤُلَاءِ عَمَلِهِمْ كَأَن يُصْرَبُونَ ۚ بِهَا وَ لَقَدْ آذَانٌ لَّيْسَ مَعُونًا
بِهَا ۗ یعنی ہم نے پیدا کئے ہیں جنہم کے لئے بہت سے دیوا اور آدمی جتنکے ل ایسے میں جن سے وہ
نہیں سمجھتے۔ اور انکی آنکھیں میں جن سے وہ نہیں دیکھتے اور ان کے کان میں جن سے وہ نہیں سنتے۔

اس آیت کریمہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے بہت سی آدمیوں کو دوزخ کے لئے ہی پیدا کیا ہے
جو ضرور دوزخ میں جائیں گے۔ سورہ ہود میں ہے۔ وَ لَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً

وَاحِدَةً ۗ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا مُخْتَلِفِينَ ۗ أَلَا مَن ذُرِّيَّتِكَ وَإِلَّا لَآتَاكَ مِن جَهَنَّمَ حَمِيمًا ۚ
تو کیا آدمیوں کو ایک امت اور ہمیشہ مختلف ہوں تو وہ دشمن ہیں یا پروردگار جو ہم کو اور انکی امتوں
کے راہ پیدا کیا ہے اور تمام ہوا کثیر ہے۔ اسکی کہبت میں پروردگار کا حکم ہے اور انکی
سے بچا۔

(۴) ترجمہ۔ جاں فروشوں کو کہہ بیٹھنا نہیں دیتو۔ اس کا نسب کی گنجائش نہیں اور کجکے جس نہیں۔
مطلب یہ ہے کہ مذہب عشق و مفضل و نہر ہے کا ہر دل و حسب نبی بے سو دیہاں صرف دل درو مند چاہئے

کمال ترا کس خسہ دیدار نیست بریں آستان قہمیش و اشود (بیدل)	متاسخ بجز نقص در کار نیست ز جنس شکست آنچه پیدا شود
--	---

(۵) ترجمہ - جن جن میں عروج بھی ذرہ شمار ہوتا ہو۔ وہاں اپنے نہیں بزرگ سمجھنا شرط ادب نہیں۔
مطلب یہ ہے کہ بارگاہ بے نیاز میں جہاں غور شدیدی اکیفرہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اپنی آپ کو بزرگ
سمجھنا ترا کس میں داخل ہے۔ خالی انسان کو خاکساری اختیار کرنی چاہئے۔
(۶) ترجمہ - شراب پی کیونکہ جہاں میں حیات ابدی حاصل ہوتی ہے تو سو آ بادہ بہشتی کے اسکا اور
کوئی سبب نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ شرابِ عشق پی کیونکہ اس بہشتی شراب کے سوا حیات ابدی حاصل نہیں ہو سکتی۔
(۷) ترجمہ - ای حافظہ مشوق کا وصال تجویہ جو تگدست کو اس دن حاصل ہوگا جس کے ساتھ رات کا اتصال
نہ ہوگا۔

قیامت کے دن سزا دہی مطلب یہ ہے کہ جہم سے بے بضاعت شخص کو جہم کا سرمایہ اعمال بہت کم ہے۔
مشادہ ذات دنیا میں نصیب نہیں ہو سکتا۔ قیامت کے دن کا انتظار کرنا چاہئے۔

غزل (۶۴)

۱	دلہ جز مہر و وہاں طریقی بر نیگیرد	۱	زیر میبہم چند شرو لکن در نیگیرد
۲	خدا را ای نصیحت کو حدیث از مطربے گو	۲	کہ نقشی در خیال ما ازین خوشتر نیگیرد
۳	صلحی میکشم نہاں مردم دفتر انکار ند	۳	عجب کہ آتش ازین برق درد و فتر نیگیرد
۴	از ان دہست یاراں اصفایا با معنی عش	۴	کہ خیز از آتشی نقشی درین جو فتر نیگیرد
۵	میان گر مینیم کہ چون شمع اندر مجلس	۵	زبان آتش مینم بہت اادب نیگیرد
۶	شیر پوی با یخ ملی تو کوئی چشم از و برقیہ	۶	برو کا یخ عظمی معنی مراد فتر نیگیرد
۷	تصیحت گوئی یاراں کہ ہستم خداجکت	۷	دلش بر تہم گم بنیم چرا غمٹ نیگیرد
۸	چہ غمٹ صیدم کردی بنا ز غمٹ مست را	۸	اگر گل ہوئی خوشی ازین خوشتر نیگیرد

۹	چہ سودا فوگوری می کی درد نمیب گید	سخن در حنیج ماو استغای معشوق است
۱۰	درد بگور نمیب اندرہ دیگر نمیب گید	خدا را حمی منعم کہ درویش سرکویت
۱۱	کہ این بق ریائی را بجای می بر می گید	من از پیرمغان بدم کرامتہای مردانہ

(۱۲) **باین شعر تر و شیرین شاہنشاہ عجب دارم**
کہ سر تا پای حافظ را چہ آرزو نمیب گید (۱۲)

(۱) ترجمہ - میرا دل حنیوں کی محبت کے سوا اور کوئی طریقہ اختیار نہیں کرتا میں اسکو ہر طرح سے سمجھا تا ہوں
 گروہ نصیحت قبول نہیں کرتا۔
 مہر و ماہ میں صنعت ایہام اور در و در میں صنعت تخمین ہے۔
 (۲) ترجمہ - خدا کے لئے ناصع مطرب کی باتیں کہیں کہیں کوئی نقش ہا خیال میں اس سے زیادہ خوشنما نہیں۔
 یعنی ہم پر حدیث مطرب سے کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور نصیحتیں فضول میں
 (۳) ترجمہ - میں جیسا کہ صراحتی لایا تا ہوں اور لوگوں کو کتاب بھیجے ہیں تعجب اگر اس ریا کاری و دفتر میں لگ نہ
 لگ جاتے۔

مطلب ہے کہ زہدان ریا کا حقیقت میں شراب کی صراحتی فعل میں لہو پھرتے ہیں اور خوشحال تعداد لوگ سمجھتے
 ہیں کہ حضرت کتاب لئے جاتے ہیں۔ اس کو اور فرمایا نتیجہ یہ ہوا کہ انکی ہا مہ اعمال لوگوں کا جانیگی۔ ریا کہ ریا کی
 فعل میں کتاب بھی صراحتی کا درجہ رکھتی ہے ایسے لوگوں کو نامہ اعمال اگر سیاد نہ ہوں اور کیا ہو۔ خواجہ صاحب نے
 اپنے آپ کو ریا کا زنا ہر کہ کے شعر کیا ہے مدعا دوسرے ریا کاروں پر حملہ ہے۔ یہ بھی ایک طریق سخن ہے۔ سجاد و فرنگی
 برا کہنے کے اپنے تئیں برا کہ کر اپنا مطلب لایا کہ زیادہ موزوں ہے۔

واعظ کتاب عطا لئے ہے تو کیا ہوا	بول شراب کی بھی تو نہاں فعل میں ہے
واقت ہیں زہدان ریائی سے خوب ہم	اکلمہ تیوں کا پڑھتی ہیں قرآن فعل میں ہے

(۴) ترجمہ - یادوں کو اسلئے اسکے لئے فعل سے صفائی حاصل ہے کہ اس جو ہر میں راستی کو بغیر کسی
 نقش کی گنجائش ہی نہیں
 ازاں رہ۔ ازیں راہ۔ زین رہ۔ زیرا۔ اس لئے۔ اس سبب۔

جو برے کا فائدہ ہے کہ سفالی اور راکستی پیدا کرتا ہے۔ زرق و ربا اور منافقت اس میں نہیں ہوتی۔

(۵) ترجمہ۔ میں روتے ہوئے ہنستا بھی ہوں کہ شمع کی طرح اس مجلس میں زبان آتشین تو جمع وصال ہو مگر آتش نہیں

شمع کا خندہ و گریہ ہو۔ شمع کی زبان بھی آتشین ہوتی ہے اور تمام رات وہ آتش بیانی کرتی رہتی ہو مگر

اس مجلس پر اسکا پلہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح عاشق بھی اگر چہ نصیب و طبع ہو اور آتش بیانی ہو مگر کسی بات کو کامیاب

پر کچھ لڑ نہیں ہوتا۔ اس لکھوہ شمع کی طرح اس غیر معمولی بات پر عین رونے کی حالت میں بھی ہنستا کرتا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ (مشوق کے) حسرتوں سے ایسے خوبصورت (ہیں) اور تو کہتا ہے کہ اس ہوا کچھ پھیرے (لے دے)

جا کہ یہ سب منہ و غلامی سے دماغ میں لڑ نہیں کرتا۔

یعنی توجہ و ایسے حسین مشوق کے عشق سے باز رکھنا چاہتا ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ چاہنا کام کر۔

(۷) ترجمہ۔ زندہ و کونصیحت کرنے والا جس کا حکم و اطاعتی اس کا دل میں بہت تنگ دیکھتا ہوں۔ وہ

ساغرے کیوں نہیں لیتا۔

مطلب یہ ہے کہ زندہ و کونصیحت کرنے والی حالت میں کہہ کر جس میں وہ میں پہل کی نصیحت کرنے والا کو یا خدا سے جنگ

کرتا ہے۔ اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر الفریسی: بزم بہت مند خیال ہے سب کو اپنے خیال اور اپنے مشرب پر دیکھنا

چاہتا ہے۔ اسکو چاہئے کہ اس سنگینی کو دور کرنے کے لئے شہ اس پر کبھی کبھی اپنے سر سے فرار دل بنا دے گی۔

(۸) ترجمہ۔ تو نے میرے دل کو کیا اچھی طرح شکار کیا ہے۔ مجھے تیری چشم پر ناز ہے کہ کیوں نہ کوئی شہنشاہ

ہرگز کو اس سے اچھی طرح نہیں کھڑتا

یعنی میرا دل تمہاری وحشی کی طرح تھا۔ کسی کو قابو نہ آتا تھا۔ تیری چشم پر میں ناز کرتا ہوں جس لئے تو

اسیر کر لیا چشم و آہو کی رعایت ظاہر۔

(۹) ترجمہ۔ سب بات ہماری نیامندی اور مشوق کی۔ یہ نیامندی نہیں ہے۔ اول افسوں کی کل کیا نامہ ہے کجا کجا

دلبر پر نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ تم نیامندی میں اور مشوق بے نیاز۔ افسوں کی سو کیا حال ہے اسکا کچھ لڑ نہیں۔

(۱۰) ترجمہ۔ لے دو لہند خدا کہتے ہم کہ تیرے کوچہ کا درویش کوئی دوسرا دروازہ نہیں جانتا۔ اور کوئی

دوسرا راستہ اختیار نہیں کرتا۔

مطلب یہ ہے کہ ہم محتاج ہیں اور تو غنی۔ اور تیرے دروازے کو چھوڑ کر ہم جابھی نہیں ہیں۔ تیرے ہی خدا کا حکم

تو کہ مطلق من گدا چکنی جزایں کہ بہ خوانی ام (ایدل) در دیکری ہما کہ من کجا روم چو برانی ام
 (۱۱) ترجمہ میں پیغمبر کی مراد ان کے امتین کی ہے کیونکہ وہ اس نبی ربانی کو ایک پیالہ کے عوض بھی نہیں لیتا
 یعنی پیغمبر کے نزدیک پیالہ ربانی کی اتنی قیمت بھی نہیں جتنی ایک پیالہ شراب کی یہ پیغمبر کی مراد نہ
 کراست ہے۔
 (۱۲) ترجمہ۔ ایسے لطیف اور شیریں کلام کی باوجود تعجب ہے کہ بادشاہ حافظ کو سرتاپا کیوں زرمیں نہیں لیتا
 یعنی حافظ کا کلام ایسا شیریں اور لطیف ہے کہ بادشاہ کو چاہتا ہے کہ حافظ کو سرتاپا کیوں تک سونے میں ڈال
 دے۔ غالباً صلہ کی درخواست ہے۔

غزل (۶۵)

<p>۱ تعجب ہے کہ کار بدولت حوالہ بود ۲ ندبیر ما بدست شراب دو سالہ بود ۳ چہین زلفان بست کین کلاہ بود ۴ دولت مساعدا آدمی در پیالہ بود ۵ کا شاخشاہ کار من از آہ و نالہ بود ۶ روزی ما ز خان کرم این نوالہ بود ۷ آن دم کہ کار مرغ چمن آہ و نالہ بود ۸ در رگنڈار باد گھبساں لہ بود ۹ زان رخسہ بھر کہ در جان لہ بود ۱۰ پیشش بروز معرکہ کمتر خوا لہ بود</p>	<p>دیدم بخوا خوش کہ بدستم پیالہ بود چل سال رخ و غصہ شیدم و غمبت آن نافہ مراد کہ میخو استم ز غیب از دست بردہ بود وجود شمار عشق نالان دادخواہ بیخانہ میسوم خون منخوم و لیکت جامی شکایت بظرف گلشنم نظر افتاد وقت صبح ہر کونکاشت مہر و ز خوبی گل پیچید آتش فگن کرد دل غان شیم باغ آن شاہ تہ تہما کہ خورشید شیر گیر</p>
---	---

(۱۱)	دیدم کہ شعرد شہ حافظ بوج شاہ	(۱۲)
	ہر بیت از ان سفینہ از صد سالہ بود	

(۱) ترجمہ - میں اچھی خواب میں کھیا کہ میرے ہاتھ میں پیالہ ہے۔ تعبیر یہ ہوئی کہ کام دولت کو حوالہ ہے۔
مطلب یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں پیالہ ہے۔ یہ بہت مبارک خواب سمجھی تو کئی
اشخاص کی تعبیر یہ ہوئی کہ میرا کام اچھ شش قسمتی کما ادا کیا گیا ہے۔ یعنی خواب میں عام کی ہاتھ میں دیکھا جس کی
مطلب یہ ہے کہ تجھ پر شراب ملے گی۔

(۲) ترجمہ - چالیس سال تک بیخ و غصہ بڑاشت کیا اور آخر کار ہماری تدبیر شراب سالہ کے ہاتھ میں تھی
شراب سالہ - دو سال کی پرانی شراب عموماً پرانی شراب کے لئے دو سالہ کہتے ہیں مثلاً
مئے دو سالہ و معشوق چارہ سالہ

پرانی شراب زیادہ تیز ہوتی ہے۔

مطلب یہ کہ کہتے تھے انہی مدت بیخ و غصہ میں گزار ہی کوئی تدبیر نظر نہ آئی آخر کار معام ہوا کہ ہماری کشتا نیک
شراب سالہ میں ہے یعنی تمام عمر زہد و تقویٰ میں گزار ہی مگر تدبیر کا عشق کرنا ہاتھ میں تھی۔

شراب سالہ بعض بزرگوں کو قرآن حکیم مراد لی ہے قرآن شریف کو ڈوڈو کے عدد سے یہ تعلق ہے کہ دو دفعہ
قرآن مجید لوح محفوظ پر نازل ہوا اور وہی دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اترا یعنی ایک دفعہ قرآن مجید
یکبار تشریف رکھ کر لوح محفوظ پر آسمان دنیا پر میت العمور میں نزل ہوا۔ دوسری دفعہ اس تکبیر حضرت رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تشریف سال کی مدت میں اترا۔ اسی طرح ایک دفعہ توح سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن شریف کا تمام علم عکس
تمام و کمال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل عرش منزل کو عطا فرمایا چنانچہ ابتدا ہی بعینت میں وحی ادا کرنے کی
پہلے ملاوت شروع کر دیتے تھے جس پر جسباز تعالیٰ نے اپنی جلیب خطاب کیا کہ **وَلَا تَجْعَلْ بِالْقُرْآنِ**
مِنْ قَبْلِ أَنْ يَفْضَلَ إِلَيْكَ وَ حَيْثُ عِنْدَ قُرْآنٍ طُرِبَتْ نَفْسٌ تَعْبِلُ نَكَرُ وَ سِيشْتَرَا سَلَا کہ وحی تم پر
ادا کی جائے۔ اور دوسری دفعہ قرآن شریف بطریق مذکورہ بالا تیس سال کے عرصہ میں حضور تھوڑا تھوڑا کر کے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔

اس کے علاوہ چالیس سال کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن شریف کی ایک ہی نسبت ہے
وہ یہ ہے کہ آپ کے زمانہ نبوت اور نزول وحی کا آغاز چالیس سال کی عمر میں ہوا۔ گو چالیس سال کی محنت کے بعد آپ
قرآن حکیم کو کشتا نیک حاصل ہوئی۔

(۳) ترجمہ - وہ نادرا و جبر میں غیب طلب کرتا تھا۔ اس معشوق مشکین کا کل کی لاف کو خم میں تھا۔

مطلب یہ ہے کہ جو شیو میں غیب ہنگھٹا تھا۔ وہ مشوق کی زلف عنبریں میں موجود تھی۔ اسی مضمون پر مرزا عبدالقادر بیدل نے کہا ہے۔

پتے ناز ہائے رمیدہ بو پسند زحمت جستجو | بنجیالِ حلقہ زلف او گر ہے غور و جعقن در آ

(۴) ترجمہ۔ خمار عشق میری وجود کو میری ہاتھ سے لے چلا تھا کہ دولت و مساعت کی اور شراب لہریں لئی خمار۔ دیکھو شعر د ۵۶۔

مطلب یہ ہے کہ خمار عشق کی حالت میں یہ جان بولتا تھا کہ دھو بیٹھا تھا کہ نعت از موافقت کی اور شراب ملی جس سے خمار دور ہوا۔ اسی مضمون کے لہجہ دیکھو شعر د ۶۱۔

(۵) ترجمہ۔ میں نے تانوا اور داد طلب ہوا شراب نے میں تانوا ہوں۔ کیونکہ آج کل میری کشتی کا آہ و نالہ بڑھ جاتی ہے۔

یعنی مقام عشق میں آہ و نالہ کو کشتی حاصل ہو جاتی ہے۔ دیکھو شعر د ۶۲ تا ۶۴۔

(۶) ترجمہ۔ ریخن بیتا ہوں لیکن جا شکایت نہیں کیونکہ خان کرم سے ہر حصہ میں یہی نوالہ آیا تھا یعنی میں خون جگر بیتا ہوں لیکن شکایت نہیں کرتا۔ کیونکہ کرم مطلق ڈالنے سے نوان کرم سے تیری حصہ میں بھی خوراک تقرر کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نوشتہ قسمت پر صابر و شاکر رہنا چاہئے

(۷) ترجمہ۔ صبح کے وقت باغ کے گوشہ پر میری نظر پڑی۔ جب کہ مرغ چمن کا کام آہ و نالہ تھا یعنی صبح کے وقت میں زباغ کی طرف دیکھا جب کہ بلبلیں آہ و نالہ میں مصروف تھیں۔

(۸) ترجمہ۔ جس نے مجھ سے کابج) نہ بویا اور حسن کا پھول نہ چنا وہ گو یا ہوا اگر ستم میں لالہ کا گہبان ہوا گل لالہ کو دل کو تہیہ دیتے ہیں۔ کیونکہ لالہ کے اندر بھی ایک باغ ہوتا ہے اور دل کا اندر بھی۔ ہوا کی ذرا صفی نہیں سوسہی گل لالہ گر پڑتا ہے۔ اسی طرح انسانی دل بھی مختلف اہتمام کے اثر سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ جس شخص نے مریعہ دل میں تخم محبت نہ بویا اور تہیہ گلشن سے پھول نہ چنا۔ اس کو یا گل لالہ کو ہوا محفوظ رکھنے کی کوشش کی۔ لیکن ظاہر ہے کہ گل لالہ محفوظ نہیں رہ سکتا آخر کیا۔ اسی طرح اس شخص کا دل بھی آزاد نہیں رہ سکتا۔ اگر اس نے اپنی دل کو غم عشق سے محفوظ رکھا ہے تو وہ کسی دغ میں گرفتار ہو گیا ہو گا دل ایک ایسی چیز ہے جو کبھی غم سے محفوظ نہیں رہ سکتی۔ مرزا غالب کا شعر ہے۔

غم اگر چہ جان کسل ہے سہے کیا کریں کہ دل ہے | غم عشق اگر نہ ہوتا غم روزگار ہوتا۔

(۹) ترجمہ نسیم بلیغ نے پرند و کس دل میں لگ لگائی۔ اس سرمدیہ ناز سے جو لالہ کی جان میں تھا۔
گل لالہ کو اندر داغ ہوتا ہے۔ جو شگفتہ ہونے سے پہلے بند (سر بہر) ہوتا ہے۔ باہر نسیم سے جھیل کھل جاتا ہے اور
وہ داغ ظاہر ہو جاتا ہے۔ مرغان چین کو دل میں آتش شوق تیز ہو جاتی ہے۔ پھول سے شگفتہ ہو پھول کا
شہید ہونا ظاہر۔ دل اور گل لالہ کے داغ کی رعایت ظاہر۔

(۱۰) ترجمہ ۔ وہ تند حملہ بادشاہ کہ شیر گریز آفتاب بھی۔ اسکے مقابل میں لڑائی کو روز ایک تھیر غرہ الٹھا۔
(۱۱) ترجمہ ۔ میں دیکھا کہ حافظ کو دلکش شعراں بادشاہ کی مدح میں (ایسے تھے) کہ اس سفینہ کا ہر ایک
شعر سو رسالوں سے اچھا تھا۔

تند حملہ ۔ سخت حملہ کرنیوالا۔ شیر گیر ۔ نور شہید کو شیر گیر بچ اسد کی رعایت سے کہا ہے۔
شیر گیر سے مراد خود دار مغزور صاحب مرتبہ اور نیم مست بھی ہوتی ہے۔ غرہ الہ بفتح (۱۱) بچہ آہو جو
ماہ ۵ ہو۔ (۲۵) آفتاب بجز اول غلط۔ سفینہ ۔ بیاض اشعار شعروں کی کتاب۔ دیوان ۔ رسالہ
(۱) چھوٹی کتاب۔ نامہ (۲) سوار و کار سے مصدر ہے بمعنی مفعول مستعمل۔
یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں۔ مطلب صاف ہے۔ انفاط کی رعایت ظاہر۔

غزل ۶۶

(۴۲)

۱	دلی با غم بے سروں جہاں کیے نئے ارزد	۱	بہی بفرشوں لقی ماگز میں بہت نئے ارزد
۲	کبوی نے فروشانش سجایا بزمی گیند	۲	زہی سجادہ تقویٰ کہ یک غم نئے ارزد
۳	شکوہ تاج سلطانی کہ ہم جان و دجست	۳	کلاہ دلکش ست اما بدرد نئے ارزد
۴	قدیم نیر نرٹھا کر دکن ایں باب سرور تباب	۴	چہ فتادیں سر بار کہ خاک ورنے ارزد
۵	ترا اکل یہ کہ روی خود زشتا قان ہو چٹان	۵	کہ سودای جہان داری غم شکر نئے ارزد
۶	بشو این نقش و لنگہ کی کہ در بازار بیکر نمکی	۶	بنعمتہ ہمای گو تا گوں می حسن نئے ارزد
۷	ویار یار مردم را مقید میکنند ورنہ	۷	چہ یی یار کیں محنت ہیں چہاں کیے نئے ارزد
۸	بلساں می نمود اول غم دریا بوی سود	۸	غلط گھنٹم کہ ہر جو شتر بصد گھوٹے نئے ارزد

(۲) ترجمہ۔ پردہ مجلس میں آئی ہو اسکا پسینہ پونچھو تاکہ حریف یہ نہ کہیں کہ اس نے کیوں دوری کی۔ اگر ایک پردہ نشین پردہ سے نکل کر مجلس میں آئے تو ضرور بوجہ حیا و حجاب اسکی جبین پر پسینہ کو قطرے ٹنڈا رہو جائینگے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ دختر ز مستوری چھوڑ کر مجلس میں آئی ہو اس کو اسکی پیشانی پسینہ سے تر ہوگئی ہو اسکے پسینہ کو پونچھو تاکہ حریف یہ نہ سمجھیں کہ دختر ز ہمیشہ پردہ میں رہی ہو اور آج ہی ہمارے سامنے آئی ہو۔ مطلب یہ ہے کہ شراب ختم ہو جاوے گی اور آئی ہو بے تحلف بیٹو۔

(۳) ترجمہ۔ ادا دل اس خوشخبری کا انعام دے کہ مطرب عشق کو دوبارہ مست سرود گا یا ہر اور مخمور کی کھال کھائے۔

مشرذگانی۔ جو چیز خوشخبری پہنچانے والے کو خوشخبری کے دے گی جا۔ راہ زدن نغمہ برائی کرنا کا نام۔ سرود کہنا۔

مطلب یہ ہے کہ ہم حالت مخموری سے تنگ آئے تھے کہ مطرب عشق نے مست نغمہ شروع کر دیا اور ہم کو از سر نو مست کیا۔

(۴) ترجمہ۔ مناسب یہ ہے کہ عقد وصال میں لے لیں۔ دختر ز کو جس نے ختم میں ملے مستوری کی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ دختر ز راہی مدت ختم میں بند رہی ہو اور مستوری کو ملحوظ رکھا ہو اس لئے مناسب یہ ہے کہ اسکو اپنی عقد نکاح) میں لے لیں۔ یعنی شراب ختم ہو جاوے گی اور اسے پیو۔ قاعدہ ہے کہ کو آپن کی مستوری کو بعد ہر ختم کو عقد نکاح میں لے لیا جاتا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ سات سمندر نہیں بلکہ سو آگ سے بھی اسکا رنگ نہیں جاتا۔ جو کچھ خرقہ زاہد کا ساتھ شراب لگوری کیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ خرقہ زاہد پر شراب لگوری کو جو داغ ہیں انکو سات پانی سے نہیں بلکہ سو آگ سے بھی دور نہیں کیا جاسکتا یعنی زاہد پر یا کا جو شراب لہو ہو کر تاتھا۔ اس کے خرقہ پر شراب سرخ جو نشان کر دیتے ہیں وہ دوزخ کی آگ سے بھی دوہرے ہو سکتے ہیں۔ گویا ان ریاکار زاہدوں کی ریاکاری جو چھپ کر شراب پیتے ہیں۔ ایسا بیخ گناہ ہے کہ دوزخ میں کئی سال تہنوں سے بھی اسکا گوارہ نہیں ہوگا۔ ہر گناہ کچھ مدت کو لئے دوزخ میں تہنوں سے بچتا جاتا ہے مگر ریاکار آدمی اگر ابد الابد تک بھی دوزخ میں ہی رہے تو پھر گناہوں کا داغ اس کے دامن دور نہیں ہوتا۔ ہفتہ صد اور آب و آتش کا مقابلہ لطیف ہے۔

(۶) ترجمہ۔ یہی وصل کر باغ کا غنچہ اکی یہ کھلا۔ بیل کے گھرے کی چکھڑی پر خوشی کی

سوروی اکی تہم کہ سرخ بھول کا نام۔ ہر ایک قسم کے بھول کو اور گل لاکھ جو سرخ ہو سوروی کہتے ہیں۔

سور یعنی سرخ -

بل بھول کر شکفتہ ہونے پر خوش ہوتی ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میری اصل کا نغہ مشوق کی نسیم سے
شکفتہ ہو کر بھول ہو گیا یعنی انتظار کے بعد مشوق کو لگنے پر بھول نصیب ہوا۔ میں بھی مرغ خوشخوآن کی طرح
کل وصال کے شکفتہ ہونے پر خوش ہوں۔ لفظ سور یعنی طرب و خوشی بھی استعمال ہوتا ہے لہذا
طرب و سوری کی رعایت ظاہر۔

(۷) ترجمہ۔ ای حافظ عاجزی نے چھوڑ لکھو کہ حاسد۔ مال ال اور دین کو تنگ منہ کی مغزوری کی وجہ سے برباد کیا
عرض کبیر۔ ناموس۔ آبرو۔ ویر سر کروں۔ بر باد کرنا (معاورہ ہے) غیثات اللغات
حاسد سے مراد یہاں شیطان ہے جس نے جو حسب حضرت آدم علیہ السلام کو سامنے سجدہ نہ کیا اور غرور
کی وجہ سے ملعون ہوا۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں -

تکبر عز از بل را خوار کرد	بزنان لعنت گرفتار کرد
---------------------------	-----------------------

وَأَذَقْنَا لِلْمُنَافِقِينَ - ه (بقرہ) یعنی جب ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کو الگ سجدہ کرو جسے سجدہ
کیا مگر ایسے قبول نہ کیا۔ اور تکبر کیا اسلئے وہ کافر بن کر رہ گیا۔

غزل (۶۸)

۱	نہاں دشمنی بر کن کہ رنج بشمار آرد	۱	دخستہ ستی بنشاں کہ کام دل بیار آرد
۲	کہ در سر کشی جاناں گرتی خمار آرد	۲	چو جان پاتی بعشرت باش باز دل
۳	بس گدش کند گردوں بسی لیل نہار آرد	۳	شب صحبت صمیمت ان و داد خوشدلی بیجا
۴	خدا یا در دل ندانش کہ بر جنوں گذار آرد	۴	عاری از ایلی را کہ ہر ماہ در حکم ست -
۵	چو نرسن صد گل آرد بار و چون بلبل نزار آرد	۵	ہزار غم خواہ می لگ کر نای چین ہر سال
۶	بفرمان بلبل نشین آ کہ چاں را برقرار آرد	۶	خدا را چون بل شیم قراری بستہ باز رفت
۷	برو کی گنج عمی در کس در حالت بکار آرد	۷	از کار افتادہ می لگ کہ صد من با عم داری

در بیان از خدا خواہد پس پرانہ سحر

(۷۱)

(۸۱)

انشیند بر لب تلی و سروی در کنار آرد

(۱) ترجمہ - دوستی کا درخت لگا لڑل کا مقصد اسکا پھل ہو۔ دشمنی کو درخت کو جوڑو اسکا ٹڈو کہ یہ نیچا رہتا ہے یعنی درخت دوستی کا پھل مقصدیل ہوتا ہے اور دشمنی کا درخت موجب بیخ ہوتا ہے۔ اسلئے چاہئے کہ تو دوستی کا درخت لگاؤ اور دشمنی کو درخت کو جوڑ سے الھاڑو مطلب یہ ہے کہ دشمنی چھوڑ اور دوستی اختیار کر۔ اخلاق و تمدن کا ایک نہایت قیمتی حصول ہے۔

(۲) ترجمہ - جب تو اس خرابات (دنیا) کا مہمان ہو تو رندوں کو ساتھ عیش و عشرت سے وقت بسر کر کیونکہ آجناں اگر تہستی خمار لاٹینگے تو تہجے در دسر ہوگا (در دسر کھینچے گا) مطلب یہ ہے کہ دنیا ایک شہ بات ہے اور آسکے مہمانوں کو مست زندگی بسر کرنی چاہئے جو بطرح شرک کا نشہ دور ہو پر حالت خمار پیدا ہوتی ہے اور در دسر لاحق ہوتا ہے اسی طرح خرابیات دنیا میں اگر آدمی رندانہ زندگی بسر کرے اور تہستی کو چھوڑ دے تو اسکو تکالیف کا سامنا ہوگا یعنی ہمیشہ مست رہنا چاہئے۔ تاکہ زندگی عیش و عشرت سے گذرے کیونکہ حالت خمار باعث سردرد ہونگی دیکھو الف

ہمیشہ از بستن نہ ز قانون حکمت است

در کارخانہ کہ بناش ز غفلت است

اسی مضمون پر ہے

وہی مز میں رہے جو یہاں خراب ہے

اسلئے نجن میں مل شادہ چشم سانی کا

(۳) ترجمہ صحبت کی رات کو غنیمت جانو خوشدلی کی داد لے کیونکہ آسمان بہت کر دیش کرنا ہے اور بہت رات دن پیدا کرتا ہے۔

یعنی انقبابت دہر کی جسد دن رات ہمیشہ ایک ہی نہیں ہے صحبت کی رات کو غنیمت سمجھو۔ جہاں تک ہے کہ عیش سے رات بسر کر۔ ضروری نہیں کہ دوسری رات ہی شہل ہو۔

(۴) ترجمہ - ایلی کا عماری دار جبیکے حکم میں مہر ماہ میں ہر خدا اسکول میں یہ بات ڈال کہ جنوں کو طریف ہو کر گذرے عماری محل شتر منسوب بہ عمار جو اسکا دراضع تو ادرال میں مشدہ ہو مگر عموماً یہ تخفیف میں استعمال ہوتا ہے۔ یہاں بھی میں مشدہ نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اسے خدائیلی کو عماری دار یعنی شتریان کو دل میں جم ڈال کہ وہ جنوں کی طرف ناقتہ کو لے چلے چونکہ عمار کی اندر نیلی ہے اسلئے کہا ہے کہ چاند اور سورج کو حکم میں گویا نیلی کو جدہر چا پی لیا جاسکتا ہے۔
 (۵) ترجمہ - ادول عمر کی بہار (زمانہ شباب) کو غنیمت جان ورنہ یہ باغ ہر سال ہر سیرن کی طرح سو سو پھول کا ہے اور بلبل کی طرح ہزار بار پرنڈی پیدا کرتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ باغ میں ہر سال سینکڑوں ٹوکڑیوں اور ہزاروں نئی بلبلیں ہوتی ہیں۔ اسلئے چاہئے کہ موسم بہار یعنی زمانہ شباب کو ضائع نہ کیا جائے کیونکہ کل سال بھرتے بھرتے پھول ہونگے اور نئی بلبلیں نئے معشوق ہونگے اور نئے عاشق۔ بہار شباب ایک نفعہ جا کہ بھرتے نہیں لیتا۔

اپنی پی بولیاں میل کر اڑ جائینگے	یعین ہونے پر گھا اور ہزاروں جانور
----------------------------------	-----------------------------------

بلبل اور ہزار میں صنعت ایہام ہے
 (۶) ترجمہ - خدا کے جب سیر زخمی دل زخمی نصیب قرار باندھا ہے تو اپنی لب شیریں کو کم دے کہ جان کو قرار بخشے یعنی جب سیر دل زخمی زلف سے عمدتاً بیان باندھا ہے اور اسیر رہنے کا وعدہ کیا ہے تو برآخدا تو بھی اپنی لب شیریں کا بوسہ دیکر میری جان کو قرار اور آرام بخش۔ قرار اور قرار میں صنعت تجنیس ہے۔

(۷) ترجمہ - ادول تو ازل کا رفته ہو گیا ہے کہ نمون کسوں بوجھ اٹھایا ہے۔ جا اور ایک کہوٹ پی مالا اٹھی ہے برقرار کرے۔

یعنی اسے دل تو بقیہ ہو گیا ہے اور نگین ہے جا شراب پی کہ بھو قرار اور آرام حال ہو۔ در حال یعنی اسی فوراً۔
 غم اور شراب کے لئے دکھو شعر الف ۱ الف ۲ الف ۳ الف ۴ الف ۵ الف ۶ الف ۷ الف ۸ الف ۹ الف ۱۰ الف

د ۱۱ د ۱۲ د ۱۳ د ۱۴ د ۱۵ د ۱۶ د ۱۷ د ۱۸ د ۱۹ د ۲۰ د

(۸) ترجمہ - اس باغ میں طافاں سے پہاڑ سڑی میں خدا سے چاہتا ہے کہ نہر کے کنارے پر بیٹھے اور کوئی سرو قد نہ کھینچے اسکی بل میں ہے۔

باغ لب جو اس سرو و کنار کی رعایت ظاہر ہے پہاڑ سالی اور عشق کے متعلق مولانا جامی فرماتے ہیں

ہنوز اس ذوق شیرم در خمیر است دمد بر من دادم این فنون عشق سب کو بھی کن و در عاشقی میر	اگر چہ کہ من انکوں چو شیر است پیری و جوانی نیست چو عشق - اگر بھائی چو شادی در عاشقی میر
--	---

غزل ۶۹

۱	کہ حضرت سلیمان عشرت اشارت آمد	دوش انجناب آصف سپین اشارت آمد
۲	ویران سرای دل را گاہ عمارت آمد	خاک جو دار از آبا پدہ گل کن
۳	حرفیت از ہزاراں کا نہ عبارت آمد	ایں شرح بی نہایت کو سن یا رکفتند
۴	کان پاک امن ایجا بہ زیارت آمد	علیم پرپوشن نہارای خر قومی آلود
۵	کان ماہ مجلس آل اندر صدارت آمد	امروز جای ہر کس پیدا شود ز خوباں
۶	ہمت نگر کہ موروی با ایں حقارت آمد	بر تخت حم کہ تاجش محراب قتالت
۷	کان جادوی مکان کش بر غم عمارت آمد	از چشم نشوخش ای لایمان خود نگہدار
۸	ہاں ی زیاں سید وقت تجارت آمد	دریاست مجلس شاہ دریاب وقت ڈریاب

آلودہ و تجاوز فیضہ ز شاہ در خواہ

(۹)

(۱۰)

کان عنصہ سماحت بہر طہارت آمد

غزل نہا کا مضمون مسلسل ہے۔ وعدہ وصال کی خوشخبری بیان کر کے محبوب کی جلاہ آرائی اور منصدرات پر تشریف فرمائی کا نقشہ کھینچا ہے اور پہرانیچہ دل کو نرم وصال پر مستفیض ہونے کی ہدایت کی ہے۔ آصف حضرت سلیمان کو وزیر کا نام تھا۔ خواجہ صاحب نے اپنی کلام میں سلطان قطب الدین کو وزیر عماد الدین ابن محمود کو جا بجا آصف عود کہا ہے اس غزل کو مطلع میں اگر کسی بادشاہ وقت اور اسکے وزیر سومرا نے لیا جاتا تو سلطان حقیقت اور اسکے وزیر کھیرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ خواجہ صاحب نے یہ غزل بھی مفرح صدر کی کئی عمارت میں لکھی ہے۔ (۱) ترجمہ۔ کل جناب صفت خوشخبری کا قصد آیا (اور کہا) کہ حضرت سلیمان جو عشرت کا اشارہ ہوا ہے۔

وعدہ وصال کی امید دلائی گئی ہے۔

(۲) ترجمہ۔ ہمارے وجود کی خاک کو شراب پانی کو گناہ۔ دل کو ویران مکان کی تعمیر کا وقت آبا ہے۔

خواجہ صاحب نے کئی دفعہ بیان کر چکی ہیں کہ حضرت انسان کی خاک شراب و عیش و گناہ ہی گشتی۔

طہیر فارابی نے کہا ہے۔

خاکِ مرآبِ محبت سرشتہ اند | تخمِ ابریزِ عشق کشتہ اند |

خواجہ صاحب اپنی دل دیران کی عمارت کو شرابِ محبت پر منحصر سمجھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ماری ک کو آبِ بادہ سے گل کرو۔

(۳) ترجمہ۔ حزنِ یار کی وجہ انتہا شرح لوگ بیان کر چکے ہیں وہ ہزار میں سے ایک حرف کی جو تہذیبِ قرینہ کی نیچے جو طبقات کی توفیق میں اگر چند ہزارہ دفتر کھلے گئے لیکن اب تک ہزار میں سے ایک حرف ادا ہوا ہے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسیدم | باہمچنان در اول وصف تو ماندہ ایم |

اسی قصہ ہوا پر ہے۔

افضل خدا را کہ تو اند شمار کرد | یا کرت آنجا بشکر یکو از ہزار کرد |

قرآن شریف سورہ لقمان میں ہے۔ وَ لَوْ اَتَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَوْ اَصْلَامٍ وَاَلْبَعْرِ یَمْدُہُ مِنْ بَعْدِہُمْ سَبْعَۃَ اَلْحِجْرِ مَا نَفَعَتْ کَلِمَاتُ اللّٰہِ۔ یعنی زمین میں جتنی درخت ہیں اگر ان کو قلم بنائے جائیں اور سمندر سیاہی بن جائیں اور ان سمندروں پر سات اودھ منہ بیڑے لگا دیں جائیں تو بھی کلماتِ خدا کو توہین نہیں کر سکتے

(۴) ترجمہ۔ اے خرقہ سے آلود میری عیب ضرور ڈھانپ کر کیونکہ وہ پاکہ من اس جگہ زیارت کیا گیا ہے خرقہ کچھ عیب پوش جامہ ہے زاہدوں کی عیب پوشی پاک و صاف خرقہ سے ہوتی ہے اور رندوں کی عیب پوشی خرقہ سے آلود ہے۔

مطلب یہ ہے کہ وہ پاکہ من تشریف فرما ہوا ہے۔ اے خرقہ سے آلود میری عیب پوشی کو قاعدہ کی کسی محترم پور معزز شخص کے آنے پر آدمی اپنی جامہ کو پاک صاف کر دیتا ہے اور اپنی ظاہری اور باطنی عیب پوشی دھو کر نے کی کوشش کرتا ہے۔ خواجہ حافظ کو پاس صرف خرقہ آلود ہے۔ وہ اسی کو اپنی عیب پوشی کرنا چاہتے ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ آج حسینوں میں سوہرا ایک کی جگہ (حیثیت) معلوم ہو گیا۔ کیونکہ وہ ماہِ مہربان آراستہ نشین ہوا ہے

یعنے ہمارے محبوب پر ہر ایک میں اپنا آپ کو صد نہیں جاتا تھا آج ہمارا مجلس آرا مجبوراً بخل میں آ گیا ہوا اور کرسی
صدارت پر بیٹھ گیا ہے۔ باقی حسین علی قدر تہہ ہم اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جائیگی اور انکی حیثیت معلوم ہو جائیگی۔

رات محل میں ہر اک مہ پارہ گرم لاون تھا	صبح کو خورشید چب نکلا تو مطلع صاف تھا
اخترا نے کہ ریشہ و نظر ما آئند۔	پیش خورشید بحال است کہ پید آئند

اسی مضمون کے لکھو کچھ شعر الٹ

جو سلطان عزت علم بر کشد	جہاں سر بر حبیب عدم در کشد
-------------------------	----------------------------

(۶) ترجمہ سلیمان تخت پر کہ جس کا تاج آفتاب کا محراب ہے۔ بہت دیکھو کہ چوٹی باوجود اتنی حقیر تھوڑی لکھی۔

جم یا جمشید۔ نغظ جم مطلق یعنی بادشاہ بھی استعمال ہوتا ہے اور مختلف قراین کے ساتھ مختلف بادشاہوں کے
لئے آتا ہے۔ اگر لفظ تم و تمین۔ اسے تخت۔ باد و آصف مور و ماہی و طیور وغیرہ کے ساتھ آتی تو مراد حضرت
سلیمان علیہ السلام۔ اللفظ سد و آئینہ اور آب حیات وغیرہ کے ساتھ آتی تو مراد اسکندر۔ اگر جام و آ
اور بزم و جشن۔ نوروز اور اس قسم کے الفاظ کے ساتھ آئے تو جمشید بادشاہ مراد ہوگی۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جن کا تاج سورج کا محراب تھا یعنی نہایت عالی قدر
اور بلند مرتبہ بادشاہ تھا وہ انکے تخت پر ایک حقیر چوٹی چڑھ آئی ہے۔ اس چوٹی کی عالی جہتی دیکھو۔ مور و
سلیمان کی رعایت ظاہر۔ علاہ ہمت کی ترغیب و تعلیم ہے۔

دانم رسد ذرہ بنجر شید و لیکن	اشوق طیران سکیند ار باب ہم را (عرفی)
------------------------------	--------------------------------------

(۷) ترجمہ۔ اے دل اسکی شوخ آنکھ سے اپنے ایمان کو بچا کیونکہ وہ کمان کش جادو کار کے ارادہ پر آیا ہے۔
جادو کمان کش سے مراد آنکھ۔ کمان کش بجاظ کمان ابرہ کہا ہے۔

(۸) ترجمہ۔ بادشاہ کی مجلس میں باجو وقت کو قسمت سجھانے مروتی حاصل کرنا اور نقصان سے اجتناب (دشمنانہ کا وقت آیا
یعنے بادشاہ کی مجلس میں باقی فیض اس سے گہرا ہو مقصود حاصل کر اور دشمنانہ حاصل کر کے پھیلے نقصانوں کی تلافی کر
مرد و طبیعت دیوانوں میں پہلا مصرعہ اس طرح ہے دریاست مجلس شاہ دریا و وقت شناس ہے
مولف نے جو نسخہ اختیار کیا ہے وہ ایک قلمی دیوان کا ہے

(۹) ترجمہ۔ اے حافظ تو آدوہ ہے بادشاہ سے فیض طلب کر کیونکہ وہ جو ان مردی کا عنصر طہارت لکھی آیا۔
عنصر یعنی لؤلؤ ثالث یعنی صل۔ بنیاد۔ طبیعت کے نزدیک خاک و باد و آب و آتش مراد ہے

سماحت۔ جو انفرادی۔ وجہ تسمیہ یہ کہ متبع یعنی سہل و آسان ہے۔ سماحت یعنی سہل گیری۔ جب تک کسی کام کو آسان نہ سمجھیں اسکا پورا کرنا مشکل ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہمارا بادشاہ (مشوق یا ممدوح) جو انفرادی کا عنصر ہے یعنی اصل بنیاد جو انفرادی ہے وہ طہارت یعنی پاک کرنے کے لئے آیا تو بھی گناہوں کی آلودہ ہر کسی کو فیض کی طلب کر کے تجویز بھی پاک کر دی۔

غزل (۷۰)

در نماز خم بر وی تو چوں یاد آمد	۱	حالتے رفت کہ محراب بقریاد آمد
از من کنو طبع صبر دل و ہوش مدار	۲	کان تجمل کہ تو دیدی ہمہ بر یاد آمد
بادہ صفائی شد مرغان چمن مست شدند	۳	موسم عاشقی و کار بہ بنیاد آمد
بوی بہ بو ز او ضلع جہاں نمی شنوم	۴	شادی آورد گل و باو صبا شاد آمد
ای عروس تنہ از دہر شکایت نہماست	۵	تجارت حسن بیارای کہ ادا آمد
بزرگچاستم ای یوسف منسری پسند	۶	ز آنکہ عشق بڑا میں ہمہ پیدا آمد
و نظریاں نباتی ہمہ ز یور بستند	۷	دلبر راست کہ باخشن خدا داد آمد
زیر بارند درختاں کہ غسقل دارند	۸	ای خوشاسر و کازن بنم آزاد آمد

مطربان گفتہ حافظ غزلی لغزین خواں

(۴)

(۴)

تا بگویم کہ ز عہد طرب ہم یاد آمد

(۱) ترجمہ۔ نماز میں مجھ پر عبادت کا نام یاد آیا۔ ایسی حالت طہاری ہوئی کہ محراب بھی فریاد کرنے لگا۔

عاشقوں کا عہد ہم ابرو چنان ہوتا ہے۔ نماز میں جب عاشق کو خم ابرو مشوق یاد آیا یعنی عین حضور کی حالت ہوئی۔ تو انکی خاص وجہ کی کیفیت اس پر طہاری ہوئی۔ جسکا اثر محراب پر بھی ہوا۔ وجہ کی حالت میں ہر ایک چیز حالت و جذبہ میں نظر آتی ہے۔

(۲) ترجمہ۔ اب مجھ سے صبر و دل اور ہوش کی امید نہ رکھو۔ تجمل جو تو نے دیکھا تھا بر باد ہو گیا۔

یعنے اب میں شرابِ عشق پی کر مست ہو گیا ہوں۔ ہر خوش حواس اور صبر و سکون جاتے رہتے ہیں۔ پہلی سی حالت نہیں جب مجھے نمکنت اور ٹھنڈی کا دھوکہ تھا۔

(۳) ترجمہ - زہرا صیاف ہوئی اور مرغانِ چین مست ہو گئی۔ عاشقی کا موسم آ گیا اور کار و بارِ عشق منقطع ہو گئے ہیں۔
یعنے عن شوق اور زہرا بے عشق کا وقت ہے۔

(۴) ترجمہ - جہاں کھڑے وضع سے میں ہیڑوی کی خوشبو سونگتا ہوں پھولِ خوشی لایا اور یادِ مباحِ مرم و شاد آئی موسمِ بہار ہی پھول کھڑی میں بلبل کو خوش فقی کی امید ہی بربط ہے کہ عاشق کو وصل کی امید ہی قرآینِ خشکوا ہیں۔

(۵) ترجمہ - آہنر کی عروس زمانہ کی شکایت نہ کر۔ حسن کے جھکے کو آراستہ کر کہ شوہر آیا۔

تجملہ - دہلن کا خاص مکان - داماد - معنی نوکتہ اور تحقیق لغوی کے لئے دیکھو شغرت پہ آہنر کے قدردان جہاں میں کم ہوتے ہیں اس اہل نثر ہمیشہ زمانہ سے شناسا کرتے رہتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے موسم کی خوشگوار سی اور ایام کی موافقت پر غزل لکھی ہے عروس ہنر کو بھی امید دلاتے ہیں کہ باپوں نہ ہو اور شکایت نہ کر جھکا آراستہ کر کہ داماد آیا ہے۔ یعنی قدردان پیدا ہو گئی ہیں۔

(۶) ترجمہ - آریوسف مصغر زلیخا ظلم روانہ رکھ۔ کیونکہ یہ تمام تم اس پر پوجہ عشق کے ہوئے۔

یعنے مظلوم عشق ہی اس پر رحم کرے

(۷) ترجمہ - تمام بناتانی مشوقوں کو زور پہنایا ہے۔ ہمارا معشوق ہی جو حسن خدا داد سے کرا آیا ہے۔

یعنے گل و سبل - اللہ در بیان کرے و نشترن وغیرہ تمام بناتانی مشوقوں کو زور پہن کر اپنی آپ کو خوبصورت بنا یا ہے۔ ہمارا معشوق کا حسن بہ نسبت زور پہن کر کا حسن خدا داد ہی خواجہ صاحب نے معشوق کا حسینان چہن سے متاثر کیا ہے

زور پہنارائتہ تھی خوب رویاں را | تو سیمین چہاں خوبی کر زور پہنارائی

(۸) ترجمہ - جو درخت تعلق کرتی ہیں زیر بار میں سرور خوش ہی جو بندِ غم سے آزاد ہے

سرور - اس درخت کا پھل نہیں ہوتا سیدھا اور اونچا چلا جاتا ہے۔ سو کہنے کی قید سے آزاد ہی ہمیشہ تازہ و سرسبز رہتا ہے اس لئے سرور آزاد کہتے۔ سرور آزاد سرور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔

خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جس لئے درخت ہمیشہ زیر بار رہتا ہے اور باردار شاخ اسے تعلق کی وجہ سے ہمیشہ بھکی رہتی ہے۔ سرور چونکہ بلند ہے اس لئے تعلق سے آزاد ہے اس لئے بندِ غم سے آزاد ہے اور آزاد کہلاتا ہے۔

شیخ ابراہیم فون شاخ پرنر کے ساتھ سرو آزاد کو بھی گرفتار بتاتے ہیں۔

دنیا میں گرانبار کی اولاد غضب ہے	توڑا کہ شاخ کو کثرت نے نثر کی
کہتے ہیں گرفتار کو آزاد غضب ہے	ہے سرو بھی پابند غم بے نثری میں

فی الحقیقت نثار تعلق میں قید تعلقات سے پوری آزادی ممکن نہیں۔

ہجرت آزادگان پابو در گل دیدہ ام	از گرفتاران این گشتن چه میرسی کن
---------------------------------	----------------------------------

(۹) ترجمہ۔۔۔ سطر جب نظر کلام کوئی اچھی غزل پڑھ۔ تاکہ میں کہوں کہ ہجرت آزادانہ طرب یاد آیا۔
یعنی حافظ کی کوئی غزل سنا تاکہ خوشی کا زمانہ یاد آئے۔ حافظ کے کام میں بیشک یہ اثر موجود ہے۔

غزل (۱۱)

۱	زخامی کہ زوگم شود چہ غم دارد	۱	ولی کہ غیب نہایت جام بستم دارد
۲	بدرست شاہ و شی وہ کہ تخت م دارد	۲	بخط و خال کہ دایاں مدہ خب زینہ دل
۳	غلام ہمت موم کہ این قدم دارد	۳	نہ ہر دخت محل کند جہای خستراں
۴	تہدی سیاقی قدح ہر کہ شش درم دارد	۴	رسید موم آن کہ طبعی ز کس مست
۵	کہ عقل شکل بصدت عیب متہم دارد	۵	زر از بہای می انوں چو گل فریغ مدار
۶	کہ ام محرم دل رہ درین حرم دارد	۶	ز سر غیب کس کہ گاہ نیت قصہ مخواں
۷	ابوی زلف تو با باد صبح دم دارد	۷	دل کہ لاف تجر دزدے کنوں صد شغل
۸	کہ جلوہ نظر و شیوہ کرم دارد	۸	مرا دل کہ جویم کہ نیت دل داری

(۹)	ترجیب تو حافظ چہ طرف تو ان بست	(۹)
	کہ ماصطد طلبیم واو صنم دارد	

(۱) ترجمہ۔۔۔ جود غیب ہر وہ جام جم رکھتا ہے اس انگشتی کا جو اس کو گم ہو جا اس کی غم ہے۔
جس شخص کو دل محرم اسرار حقیقت ہو وہ گویا جام جہاں نما رکھتا ہے وہ کسی انگشتی پر منحصر نہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی بگوشتری جب صحزہ نام دیہ کے قبضہ میں آگئی۔ تو آپ سلطنت سے محروم ہو گئے اور اربابہ عناصر پر انکی حکومت نہ رہی لیکن جس شخص کو دل ہی خاتم سلیمان آگے اور صاف رکھتا ہو اسکے لئے کبھی بگوشتری کا ہونا نہ ہو نا برابر ہی۔ یہاں جام جم سے مراد جام جہاں نما ہے لفظ جم لفظ قرآن مختلف بادشاہوں کے نام کے لئے آسکتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ گدا اگر وہ کسی خط و خال کو دل کا خزانہ نہ دی۔ بلکہ کبھی اوش موجود ہے ہاتھ میں دے لے کیونکہ وہ اس عورت و احترام سے رکھے گا۔

یعنی معشوقان ظاہر کی خط و خال پر دل نہ دی۔ وہ محبوب حقیقی کو مقابلہ میں لے لی میں صدیہ شاہ کو مقابلہ میں لے گیا وہ سیر و دل کی قدر نہیں کرینگے سلطان عزت یعنی معشوق حقیقی کو دل دی وہ اسکی عزت کرے گا۔

(۳) ترجمہ۔ ہر ایک نخت موسم خزان کی جفا کا تحمل نہیں ہو سکتا میں سرو کی بہت کا غلام ہوں جس میں بی طاقت ہے قدم و اشتن۔ ثابت اور پائدار ہونا۔ پاؤں بجا رکھنا۔ ثابت قدم ہونا۔

سرو پر خزان و بہار کا کچھ اثر نہیں ہمیشہ سرسبز اور تازہ رہتا ہے خواجہ صاحب نے کہا کہ ہر ایک شخص اسکی تاباں ہو کر بڑا شہت نہیں کرے گا سرو آزاد کی طرح صرف آزاد لوگوں پر ہی دنیا کی رنج و اہت کا اثر نہیں آتا اور ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہتی ہیں اسکی مضمون کے لئے وہ بیکھو شرف ہے۔

(۴) ترجمہ۔ اب ایسا موسم آیا ہے کہ خوشی بگوشتری مست کی طرح جس شخص کی پاس بھی چہرہ مہر ہوگی پیالہ کے پاؤں پر رکھ دیا گیا۔

یعنی موسم بہار آیا ہے اور ہر ایک کو خواجہ کے پاس کم و بیش کچھ نقد ہو گا وہ اس نقد کو عوض جام شراب خریدے گا۔ اگر گرسنت کی مثال اسطوری ہے کہ گرسنت کی پیالہ کو ہمشکل تو ہا ہے اور اسکی بگوشتری کو یاد دہم میں جو اس پیالہ کو بچھہ رکھی ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ چھوٹی طرح اب شراب کی قیمت میں زور (خرچ کرنے) سے دور نہ کرے۔ در نہ عقل کل تجھ سے عینیت نہیں کرے گا۔

عقل کل سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام اور کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مطلب یہ ہے کہ موسم بہار ہے شراب پر زور صرف کرو جس طرح موسم بہار میں چھوٹی صرف زور سے دریغ نہیں کرتا (چھوٹی جگہ میں جا تا ہے تو اسکی اندر ہی ایک ماہ زرد مادہ گر تا ہے۔ جسے زور گل کہتے ہیں) اگر اس موسم میں تو ہا ہے

شراب میں صوفی اور سوز دین کر گیا۔ تو عقل کل کو نزدیک تو مجرم ہو گا یا عقل تجو احمق قرار دے گی۔ ظاہر ہے کہ خواجہ صاحب شراب عشق کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

(۶) ترجمہ - غیب کا سر از کوئی آدمی افسانہ نہیں باتیں نہ بند کون ایسا محرم دل ہے جس کو اس حرم میں رہتا ہوں۔ خواجہ صاحب عی کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ تو فضول قصی بیان نہ کر۔ اسرار حقیقت کی حرم میں کسی اہل دل کو دخل نہیں۔

بس ہمایوں میں غم عقل از آشتیاں زند

نوحیرت در شایعہ نشہ اوصاف تو

(۷) ترجمہ - میرا دل جز آزادی کی لاف زنی کرتا تھا اب تیری زلف کی خوشبو کیلئے باوجود صدمہ کو ساتھ شغل رکھتا ہوں۔ یعنی میرا دل پہلا آزاد تھا اور بے تعلقی کا دعویٰ کرتا تھا اب تیری عشق میں قاصد صبا کا محتاج ہے کہ شاید کہیں تیری زلف کی خوشبو مجھ تک پہنچائے۔ مولانا حالی حرم عشق کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

اک دسترس تو تیری حالی چسپا ہوا تھا۔

(۸) ترجمہ - میل بزدلی کی مرا کس سے طصو نہ ملے کہ کوئی ایسا دلدار نہیں جو جلوہ نظر اور شیوہ کرم رکھتا ہو۔ یعنی کوئی معشوق عاشق پر نظر التفات نہیں کرتا اور کسی دلدار میں شیوہ کرم نہیں۔

(۹) ترجمہ - حافظ کو خرد کی جیب کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے کہ ہم نے صمد کی طلب کی اور اس کے پاس صمغ ہے۔

جیب - عرب میں دل سینہ کو اور دل کو بوی کہتے تھے۔ پھر گریبان کو کہنے لگے کہ سینہ پر ہوتا ہے بعض اہل لغت کہتے ہیں کہ جو بے قطعہ گریبان کہتا ہوا ہوتا ہے اس کو اسکا نام جیب رکھا ہے کیونکہ جیب یا کرتے گریبان میں ایک تھیلی مانگ کر اس میں چیز رکھ لیا کرتے تھے۔ مدت کے بعد سی کا نام جیب ہو گیا۔ فارس میں وہ تھیلی گریبان سے ڈھلک کر کمر کے نیچے آگئی اور نام وہی جیب رہا۔ تماشایہ کہ اب گھڑی کی شو قینوں نے چھاتی کا باطن جگڑی اور کوٹ پتلون اوس کے کپڑے پہنچا دیا۔ پھر بھی وہی جیب اور عرب میں جیب ہی گریبان ہے (سخندان فارس) صمد - بفتخیں - بہتر - بے نیاز - بلند - دائم - جسے جو کہ بیاس نہ ہو جس کو حاجت روانی کی درخواست کی جائے۔ ایسی ذات کہ جو چاہے کرے۔ جس کی کیفیت کی اطلاع سے عقل نا امید ہو۔ خدا کا نام۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ حافظ کو خرد نہیں تو صمغ رکھتے ہوئے ہیں اور ہم خدا کو طالب ہیں۔ وہاں سے

ہیں کیا حاصل ہو سکتا ہے اور حقیقت زائد ان ریاکار پر حملہ ہے جو خرقہ پارسی کا اندر بت چسپا کر رہے ہیں یعنی بظاہر پارسا اور حقیقت میں نامنرا ہوتے ہیں۔

اور انصاف میں زائد ان ریاکاری کو خوب ہم | کلمہ بڑ نکال پڑھتے ہیں قرآن نزل میں ہے

غزل (۷۲)

۱	یا جان سدا بجانان یا جان تن برآید	دست از طلب نام تا کام من برآید
۲	کز آتش درونم و دواز کفن برآید	بکشای ترمیم را بعد از وفات و سنگ
۳	بکشای لکب فریاد از مردوزن برآید	بنمای رخ کہ خلقے والہ شوند و حیراں
۴	نگرفتم پیچ کامی جان از بدن برآید	جان بربست حسرت دلک از لباش
۵	خود کام تنگ ستاں کی ان من برآید	از حسرت ز بانس جانم بہ تنگ آمد
۶	کار کسیت ایں کو باغوشتن برآید	گفتم بچویش کزوی برگیر دل ولم گفت
۷	چوں این دل شکستہ با آن شکن برآید	ہر یک شکن ز زلفت پچاہست وارد
۸	آید نسیم و ہر دم گرد چمن برآید	بروی آنکہ در باغ آید گلی چور ویت
۹	مایم و آستناش تا جان تن برآید	ہم جو ہو فایاں نتواں گرفت یار
۱۰	ہم سرور برآید ہم نارون برآید	بخیر تا چمن را از قامت قیامت

گویند ز کز خیرش در میل عشقبازاں

(۱۱)

ہر جا کہ نام حافظ در انجمن برآید

(۱۱)

(۱) ترجمہ۔ میں طلب نام نہیں ہر جا کہ نامک کہ میرا مقصد حاصل نہ ہو۔ یا جان عشق تک پہنچ جائی یا جان تن سے نکل جائیگی۔

جدوجہد سے ہی دستفقال کی تعلیم ہو فرماؤ مگر جب تک میرا مقصد حاصل نہیں ہو گا میں دست ملک کو تا وہ نہیں کرونگا اسی طلب میں یا رجاؤنگا یا محبوب تک پہنچ جاؤنگا۔

(۲) ترجمہ رمیہ مٹنے کو بد میری قبر کھول در دیکھ کہ میری دل کی آگ کا دھواں کفن ہی نکلے گا۔

بجھنے کی آگ ل کی نہیں زیر خاک بھی | ہوگا درخت گور پہ میری چنار کا

نیاز بے نیاز کا شعر ہے۔

سر و سامانِ جو دم شرع عشقِ ربوخت | زیر خاک تیرے دل سوز نہا تم باقیت

(۳) ترجمہ چہرہ دکھا لاکر خلقت شیدا اور حیران ہو جا۔ لب کھول کہ مرد و زن فریاد کرنے لگیں۔

(۴) ترجمہ۔ جان لب پر ہر اول میں حسرت ہو کہ آگ لبوں کی۔ کوئی مقصد حاصل نہ ہو بغیر جان بدن کو نکلی جائے۔ یعنی مرتے وقت یہ حسرت ہو کہ تیری لب لعل کا بوسہ لئے بغیر جا رہا ہوں۔

(۵) ترجمہ۔ اکوہن کی حسرت میری جان تنگ ہو گئی۔ تنگدستوں کا مقصد اس دہن کی مجال ہی کتب کتاہی مشوق کے تنگدہن کو بوسہ کی حسرت میں میری جان تنگ ہو گئی ظاہر ہو کہ تنگدست اور نادار شخص کو دہن مشوق کا برفضیب نہیں ہو سکتا۔ دہن کی تنگی ہی جان کا تنگ ہونا اور جان کا تنگ ہونے سے واسطہ تنگدست بننا اور اس لئے اس کا محروم ہونا بیان کیا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ میں نے اپنے آپ سے کہا لاس ہر دل ٹھلے میری دل زبواں یا کہ یہ شخص کام ہو اپنا آپ میں ہو۔ باخوشی برآمدی۔ اپنے آپ میں ہونا۔ ہوش میں ہونا۔ اپنا اختیار میں ہونا۔ باخود برینا میدان یعنی بے اختیار ہونا۔ اپنے آپ میں نہ رہنا۔

مطلب یہ جو کہ میں چاہتا تھا کہ عشق ہی باز آؤں اور اپنا دل مشوق سے اٹھا لوں مگر دل نہ کہا کہ تھلا اختیار ہی کیا ہے۔ دل وہ اٹھاؤ جو کادل کے قابو میں ہو تم بے اختیار ہو جو کچھ نہیں کر سکتے۔ مجال کلام یہ کہ دل مشوق کو قبضہ میں ہے۔ عاشق کیا کر سکتا ہے۔

(۷) ترجمہ۔ تیری زلف کی ہر ایک کھنکھاس سلف کندہ کہتی ہے میری شیکستہ دل اس کھنکھاس کے ساتھ کھنکھاس کے مقابلہ کرے شت۔ یعنی۔ (۱) نام عدو معروف جسکو ہر آدق شریعہ عالی غیر شفقت بصادقہ لکھتی ہیں۔ ساٹھ ۶۰۔ (۲) زہر زہر جو ہم (۳) تار ساز دم (۴) حلقہ زلف (۵) زنا (۶) صیفہ ماضی مخففت (۷) گرفت سوز خاتیر (۸) پھول پھولنے کا کاٹنا (۹) مضراب ساز (۱۰) حلقہ کندہ۔ برآمد۔ از مصدر برآمدن اور پڑھنا۔ غالب آنا۔ مثالی کرنا ترقی پانا۔

مطلب یہ جو کہ تیری زلف کی ہر کھنکھاس میں کئی کھنکھاس ہیں میری شیکستہ دل اس کے مقابلہ کر سکتا ہے لفظ چاہو

میں صنعت ایہام ہے۔

(۸) ترجمہ۔ اس امید پر کہ تیری چہرہ کی طرح کوئی چھول باغ میں کوئی نیم آتی ہے اور ہر وقت چمن ڈگر دھرتی ہے۔

یعنی نیم باغ میں اگر اور اور ہر اسٹے پھرتی ہے کہ تیرے چہرہ کی طرح کوئی چھول باغ میں نظر آئی۔

(۹) ترجمہ۔ یہ وفاؤں کی طرح ہر وقت ایک دنیا معشوق نہیں بنا سکتے۔ ہم نہیں اور اس کا آستانہ جسے کہ بدن کو جان بگل جاگی۔

یعنی جب تک زندہ ہوں اپنی معشوق کو دروازہ پر پڑا ہوں یہ وفا کو کوئی طرح روز نئے معشوق نہیں بنا سکتا بعض غلی دیوانوں میں یہ شعر نہیں ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ اللہ تاکہ باغ کو تیری قیامت جیسے قدسی سرو بھی نبل میں جاؤ اور نارین بھی نبل جاؤ۔

نارون۔ بفتح واد۔ انار کی ایک قسم ہے جو گلزار غامبی کہتی ہیں۔ اسکے چھول میں کچھ پھریاں ہشتیا ہوتی

ہیں نہایت سرخ ہوتا ہے اور جیامت میں گل سرخ کو برابر ہونے کی ایک شے نام۔ پر بیک اور سادہ اور دخت کا نام بھی ہے۔

صاحب بہار ہم نے لکھا ہے کہ نارون ہضم واد میں نارین کا بھی یعنی دخت انار۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ تو باغ میں آتا کہ باغ کو سرد اور نارون ہر دو نبل جائیں سرد و نارون کی باغ کی

زمینت ہوتی ہے (سرد بوجہ قامت اور نارون بوجہ گل رخسار۔

(۱۱) ترجمہ۔ جب تک کانام مجلس میں تہا تو عاشقوں کی گروہ میں دگرش بخیر کہتے ہیں۔

یعنی جب مجلس میں تہا تو عاشق کہتے ہیں کہ یادش بخیر یادش بخیر، صوفی ایسی آدمی کو نام بہا

کہا جاتا ہے۔ جو عزیز و محترم ہو۔ خواجہ احیکلہ مدعا یہ ہے کہ حلقہ عشاق میں مجھ پر گزیدہ خیال کیا جاتا ہے۔

غزل (۷۳)

۱	تا ابد جام مرادشس ہمد جانی بود	۱	درازل ہر کو بغیض دولت ارزانی بود
۲	گھنٹہ این شاخ اردوباری ہشتیا نی بود	۲	من جان ساعت کہ از می تو ام شد تو بکار
۳	ہجول بر خرقرنگ مسلمان بود	۳	خود گنم کا فگم سجادہ چو سن بدش
۴	ز آنکہ کبج اہل دل باید کہ نورانی بود	۴	خلوت مار افروغ از عکس جسم بادہ با

۵	وقت گل مستوری مستان ز نادانی بود	۵	بی چسراغ جام و خلوت نمی ریشست
۶	جام می بخورفتن از جانان گران جانی بود	۶	مجلس نغمه بہار و بخت عشق اندر میان
۷	رند را آب عنب یا قوت ز تانی بود	۷	ہمت عالی طلب جام صبح گویشش
۸	خود پند ہی جان من بر مان با دانی بود	۸	نیک نامی خواهی ای دل بابدان صحبت مدار
۹	کاندیس کشور گدائی رشک سلطانی بود	۹	گرچہ بیسیان نماید کار باہش بہ بین
۱۰	بادہ ریجانی و ساقی مست ریجانی بود	۱۰	خوش بود خلوت ہم صوفی لیکن گردو

دعای نیکو گفت حافظ میخورد پنهان سر آ

(۱۱)

(۱۱)

ای عزیز من گناہ آن بہ کہ پنهانی بود

(۱) ترجمہ ساز میں جو شخص دولت کو فیض کا سزاوار ہوا۔ ایک تک مراد کا پیرا اسکا جانی فیتق رہیگا۔
 ارزانی۔ (۱) ضد گران بیخ اشیا۔ (۲) افزونی (۳) مجازاً پستہ وینار عطا کرنا۔ (۴) لائق سزاوار تسلیم۔ برقرار
 مطلب یہ ہے کہ جو شخص میں روزانہ توفیق دولت مقرر ہے وہ ابد الابد تک با مراد اور کامران رہیگا
 (۲) ترجمہ میں نے اسی وقت جب شربت توبہ کار (یا توبہ کار) ہونا چاہا۔ تو کہا کہ اگر شیخ کوئی صلہ کی تودہ صلہ
 پیشمانی ہوگا۔
 یعنی میں نے جنت توبہ کا ارادہ کیا تھا اسی وقت کہ وہاں تک اسکا بیخہ پیشمانی ہوگا چنانچہ میں آخر توبہ ہی پیشمان ہوا
 اگر کار از مصدر کا مشتق ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ تیب میں نے توبہ کا نام بویا اسی وقت کہہ دیا تھا کہ اس وقت خست کا
 صلہ پیشمانی ہوگا۔

(۳) ترجمہ میں خوش کیا کہ سون کی طرح سجادہ کند ہی پڑا لکھوں (لیکن کیا) پھول کی طرح خرقہ پر شرکاء لنگ
 بھی کوئی مسلمان ہی؟

سون ایسا ہے کہ آسمانی رنگ پھول کی قسم میں اسکی شاخ بلند تر پینے پھول میں پانچ پنکھڑیاں ہوتی ہیں جو
 کھل کر خمیدہ ہوجاتی ہیں چنانچہ شعر اوس پھول کو اکثر زبان تو شبیدی ہی سفید رنگ کا ایک سون کو سون لناد
 کہتے ہیں سون کو سجادہ بدوش سنے کہتے ہیں کہ اسکی بلند شاخ پر پنکھڑیاں مثل سجادہ کو ہوتی ہیں
 شعر کا مطلب یہ ہے کہ میں سون کی طرح سجادہ تو کند ہوں پر لے پھروں اور بڑا زاہد و عابد نظر آؤں لیکن کھینچ

کی طرح خرد شراب سرخ سے نکلے، جو اسے کیا کر دے۔ سجاوہ بدوش شکر پر سے ہرگز نہ۔ تو نظر اڑھکا لیکن خرد شراب پر کچا
 داغ تو کوئی مسلمان کی علامت نہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ لفظ ہرمان تو بنوں لیکن اپنی بد کرداریوں کو گس طرح
 چھپاؤں حقیقت میں سجاوہ بدوش درمی نوش بزرگوں یعنی ریا کار لوگوں کی حالت کا خاکہ ہے۔
 (۴) ترجمہ۔ ہماری حکومت میں شراب کے پیالہ کو عکس کی روشنی ہونی چاہئے کیونکہ اہل دل کو گوشہ کو نورانی ہونا چاہئے
 یعنی اہل دل جس گوشہ تنہائی میں بیٹھو وہ نورانی ہونا چاہئے۔ اور وہ نور پیالہ کی عکس سے پیدا ہو سکتا ہے
 حاصل کلام یہ کہ دل میں نور عشق ہونا چاہئے۔

(۵) ترجمہ۔ پیالہ کو چراغ کے بغیر بیخاکت میں نہیں بیٹھ سکتا۔ موسم بہار میں ستوں کی مستوری نادانی ہے۔
 پہلے مصرعہ کا مطلب ہی ہے جو کہ شتہ شتہ شعور کا ہے۔ وقت گل سے مراد موسم بہار۔ شراب بخوری کیلئے موسم بہار
 نہایت موزون وقت ہے ایسے موسم میں مستوری نادانی ہے۔

(۶) ترجمہ۔ محبت کی مجلس سے موسم بہار اور عشق کی گفتگو درمیان ہے مشوق و شراک۔ پیالہ نہ لیتا لگا کرانی ہے
 گراں جانی۔ سستی کا ہلی۔ سخت جانی

یعنی ایسے حالات میں مشوق کی بات سے شراب نہ پینا طبری غفلت ہے۔

(۷) ترجمہ۔ گو جڑاؤ پیالہ نہ ہو بہت بے نیاز طلب کر۔ زندگی کو شراب ہی یا قوت سرخ ہے۔

آب عنجب۔ آب انجور شراب سرخ یا قوت زتانی۔ یا قوت چار رنگ ہوتا ہے (۱) سرخ
 (۲) زرد (۳) کبود (۴) سفید۔ یا قوت سرخ کی سات قسمیں ہیں (۱) بہرمانی (۲) رمانی (۳) اورغمانی (۴)
 دروی (۵) خمری (۶) خلی (۷) لمی۔

مطلب یہ ہے کہ بہت بلند ہونی چاہئے۔ پیالہ خواہ مصع نہ ہی ہو۔ زندگی کو نزدیک شراب خود یا قوت سرخ ہے
 اور پیالہ کو مصع کرتی ہے۔

ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق	باش لقب در ہمت تو اعتبار تو (سعدی)
(۸) ترجمہ۔ اے دل اگر تو تیکنی نامی چاہتا ہے تو بیڑوں سے صحبت نہ رکھ۔ اے میری جان خود پسندی نادانی کی دلیل ہے۔	

پسر نوح بابدان نیشہ است	خاندان نبوتش گم شد (سعدی)
”خود پسندی“ کی بجائے بعض دیوانوں میں ”بد پسندی“ ہے۔	

خود پسندی یعنی خود رائی غرور تکبر۔ دانا آدمی کبھی خود پسندی نہیں ہوتا۔

زومعی تہی آی تا پسر شوی | تاز خود پری زان تہی میروی

(۹) ترجمہ۔ اگرچہ ہمارا کام ہر مسلمان نظر آتا ہو لیکن تو اسے آسان سمجھ کر بیکار ملک میں لگا کر ہی پر بادشاہی شک کرتی ہے
یعنی اگرچہ ہم بے سامان ہیں اور ظاہری اسباب ہمارے پاس نہیں لیکن ہمارا کاروبار آسانی سے چل جائے گا تو ہمیں کیوں کہ
ہم اسباب پر نہیں بلکہ سبب الیہی اسباب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور ملک عشق میں بوسہ و سامانی پر ساز و سامان بھی رشک
کرتے ہیں۔

چو از افروزد و نشان ز آسیب گرانباری	چو محتاجند سلطانان با سبب جہانبانی
یو اسطانیان کو را بود رخ دل آشوبی	خوشاوردنیان کو را بود گنج تن آسانی
پس از سی سال روشن گشت برفانی این	کہ سلطانیت نہ روشنی دوروشی سلطانی
اگر والد کا گھر بے سرو سامانوں کا	پاسبانوں کا یہاں نام نہ در بانوں کا

(۱۰) ترجمہ۔ اگر صوفی خلوت میں بھی بے بشرطیکہ اس میں شراب کی بجائی اور ساقی مست شراب کی بجائی ہو۔
در سحانی سنبوب پر سحان ناز بو گیا نہ مشبوہ وار گلہ رخ کو ساقی باقی تمام چھل چلا کر اپنے شراب
و خیاں خانہ سے زیادہ در سحانی در شراب میں خوشبو دار پھل ڈالے گی ہوں۔

مطلب یہ کہ خلوت میں بے بشرطیکہ اس میں شراب ہو اور ساقی بھی موجود ہو جو اس شراب پر مست ہو
اس شعر کا مطلب ایک طرح سے بیان ہو چکا ہے یعنی اسے ساقی اگرچہ خلوت بنا تا ایک لہجہ چیز ہی لیکن اگر اس میں
شراب ساقی بھی ہوں تو پھر اس سے خوشتر اور کوئی چیز ہو ہی نہیں سکتی۔ اس صورت میں سرور مصرعہ کے
بعد یہ عین استحضار و فہم ہو گی "خوشتر نہ بود"

سر اور کچھ بال غہ ہوساتی ہو مہر شوس | اور در آن محل نہ ہو کوئی باعث چو کچک

(۱۱) ترجمہ۔ اگر ایک مہربان کو کہا کہ حافظ چھپ کر شراب پیتا ہے تو مہربان میں پہلی جھاڑی گناہ چھپ گیا جا
معترض کا از ہم ہے کہ حافظ چھپ کر شراب نوشی کرتا ہے۔ خواجہ حافظ کا جواب ہے کہ گناہ چھپ
ہی کرنا چاہئے (تاکہ دوسروں کو بھی ترغیب نہ ہو)

غزل (۷۴)

۱	چو بیگانہ کا شنائی ندارد	۱	و لم بی جمالت صفائی ندارد
۲	بیا زار حسنش بہائی ندارد	۲	متاع دل یا کشتاق مسکین
۳	کہ چون گل زمانہ بقائی ندارد	۳	ہو لاجام حسائی مغلخ طلب کن
۴	بجز آن خم زلف جانی ندارد	۴	اگرچہ لم رفت لیکن عمنش نیت
۵	رود جاسے وانگہ دوائی ندارد	۵	ازین سببہ تنگتہ تم کہ تیر کش
۶	دغیب کہ با ما و فانی ندارد	۶	ہمچہ چیز دارد دلارام لب کن

چو ماہ است روشن کہ بی مہر روشیں

(۷)

(۷)

دل جان حافظ صفائی ندارد

یہ غزل بعض علمی دیوانوں میں نہیں ہے۔

(۱) ترجمہ میر دل تیرو جمال کو سوا صفائی نہیں کھتا۔ مثال اس بیگانہ کو جس کا کوئی آشنا نہ ہو۔

یعنی میر دل تیرو جمال کو فوراً کوئی صفائی پیدا نہیں ہو سکتی۔ میری حالت اس ساؤ کی طرح ہے جس کا ملک میں کوئی دوست آشنا نہ ہو۔

اگر وہ میر مصرع میں بیگانہ کی سجا بیگانہ، پڑھا جائے تو یہ مطلب ہوگا کہ میری دل کو تو تیری دیدار کوئی صفائی حال نہیں ہوتی اور تو ایسا بیگانہ بنا ہو گیا تیرا کوئی آشنا ہی نہیں۔

(۲) ترجمہ لیکن عاشق کو پاک دل کی متاع۔ اس کو حسن کو بازار میں کچھ قیمت نہیں رکھتی۔

یعنی بازار حسن میں دل عاشق کی کچھ قیمت اور قیمت نہیں۔

(۳) ترجمہ۔ سدا کی جام شراب بھول کر خسار دے ساقی کی طلب کر کیونکہ بھول کی طرح زمانہ کو بقا نہیں۔

بھول چند روز میں چھوٹ جاتے ہیں اسی طرح انسان کا عہد شباب بھی چند روزہ ہے اس لئے اب تیرے پیش کردہ ساقی کو

(۴) ترجمہ۔ اگرچہ میر دل جاتا رہا لیکن مجھ کو اسکا کچھ نہیں دیا اسکو کچھ غم نہیں کہ اس صوفی زلف کو سوا اسکی اور

کوئی جگہ نہیں۔

یعنی اگر میرا دل میرے ہاتھ سے چلا گیا ہے تو کچھ غم نہیں۔ زلفِ معشوق کے خم میں ہو گا۔ وہی اسکی جگہ ہے۔

دل جاگوا اسکی زلفِ گرگمیر میں الجہا	اچھا ہوا اور لو انا تھا زنجیر میں الجہا
-------------------------------------	---

(۵) ترجمہ۔ میں پڑتنگ سینہ سوڑتا ہوں کہ اسکا (معشوق کا) تیر کیسی جگہ جاگوا جا لگو اور پھر اس کا علاج نہ ہو۔

(۶) ترجمہ۔ معشوق تمام چیزیں کھتا ہے لیکن انہیں کہ تمہارا ساتھ وہا نہیں رکھتا۔

اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر الف ۱۱۲ ت ۱۱۲

اجزا بقدر نتوان گفت در جمال تو عیب	اگر مہربانی از ان طبع و فوئی آمد (سعدی)
------------------------------------	---

(۷) ترجمہ۔ حافظ کا دل اور جان چاند کی طرح روشن ہیں۔ کیونکہ معشوق کو چہرہ کو آفتاب کے بغیر ان میں کوئی سفائی نہیں۔

جس طرح چاند بذاتہ روشن نہیں۔ بلکہ آفتاب کی روشنی سے روشن ہوتا ہے اسی طرح حافظ کا دل بھی محبوب کے رخسار کو نور کے بغیر روشن نہیں ہو سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ تمام نور صفا اور روشنی کا چشمہ محبوب کا چہرہ ہے۔

غزل (۷۵)

دل شوق لبست مدافزارد	۱	یارب ز لبست چکھم دارد
جان شربت مہر بادہ شوق	۲	در عاشق دل ام دارد
شویدہ ز لعل یار و اتم	۳	در دام بلا مقتام دارد
آخ ز سدا کہ باز پرسیم	۴	کان دلبر با چشمہ ہم دارد
با یار کجا نشیند آن کو	۵	اندیشہ خاص و عام دارد
خرم دل آن کسی کہ صحبت	۶	با یار علی الدوام دارد
ناصید کند دلے بشوخی	۷	بر گل ز نغبت دام دارد

حافظ چومی خوش رست مجلس

(۸)

(۸)

اسباب طرب تمام دارد

(۱) ترجمہ۔ دل ہمیشہ تیر کی بگ شوق رکھتا ہے۔ خدا جانے تیری لب و دہ کیا مقصد رکھتا ہے؟
نظا ہر ہے کہ بوسہ کی خواہش کرتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ جان عشق کا شربت اور شوق کی شراب۔ ہمیشہ دل کے پیالہ میں رکھتی ہے۔

یعنی میرا سوغدول ہمیشہ شربت عشق کی بھرا رہتا ہے یا ہمیشہ شربت عشق کی دست رہتا ہوں۔ نیز مدام معنی شراب
صنعت ایہام ہے۔ ڈاکٹر اقبال جو شراب کے نام سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب پرائیوٹ صاحب کو تو میں کہ

ہرین ساقی خرقہ پر بہیز او	مے علاج ہول رستا خیز او
ہرست فیروز بادہ در بازار او	ازدو جام اشغفتہ دستار او

(۳) ترجمہ۔ معشوق کی زلف کا شوریدہ ہمیشہ۔ بلا کو جال میں مقام رکھتا ہے۔

یعنی حلقہ زلف خود ایک دمام بلا ہے۔ اس لئے اس سیر زلف ہمیشہ اسیر ہلا رہتا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ کیا یہ بھی جائز نہیں دیکھا یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ہم پوچھیں کہ ہمارا اس دلبر کا کیا نام
رسد۔ (۱) فعل مضارع از مصدر رسیدن (۲) لائق (۳) غور کرنا (۴) متوجہ ہونا (۵) حصہ
(۶) ممکن ہونا (۷) جائز ہونا۔

ہائے نے غفلت نہیں کراچ کمال تخی خیر | اکون کی مطلوب میں جسکے طلبکاروں میں ہوں

(۵) ترجمہ۔ وہ شخص معشوق کو پاس کب بیٹھ سکتا ہے جسکو خالص عام کا اندیشہ ہو۔

یعنی جو شخص دنیا میں مشغول ہو۔ اسی خدا نہیں مانتا

اے کہ مشغول کرتی بخدا	میر توحید را تو نشناہی
-----------------------	------------------------

(۶) ترجمہ۔ اس شخص کا دل خوش ہے۔ جو ہمیشہ معشوق کے ساتھ صحبت رکھتا ہے۔

فی الحقیقت جس شخص کو وصال دمام حال ہو وہ بہت خوش نصیب ہے۔

(۷) ترجمہ۔ تاکہ کسی کو خوشی کی شکار کرے۔ پھول پر ہنفتہ کا جال رکھتا ہے۔

پھول تو مراد عارض۔ زخماں جاناں ہنفتہ۔ یعنی زلف

مطلب یہ ہے کہ معشوق نے اپنے چہرہ پر زلف کا جال پھیلا یا ہوا ہے۔ تاکہ جو شخص اس کے چہرہ پر نظر کرے اس کا دل اس میں گرفتار ہو جا۔

حزن سبب نہ خط سبز مرا کرد اسیر | دام ہم رنگ زمین بود گرفتار شدم

(۸) ترجمہ۔ جب مجلس توتوی دیر کیلئے ہی خوشی ہی ہو۔ تو گویا حافظ خوشی کو تمام اسباب رکھتا ہے۔ یعنی اگر مجلس اجاب نہیں لیکم بھی خوشی ہو گزری جائے تو حافظ سمجھتا ہے کہ عیش و طرب کے تمام سامان مہیا ہیں۔

غزل (۷۶)

۱	صد رطفت چشمم دستم و یک نظر نکرد	رو بر رہش نہ آدم و بر من گذر نکرد
۲	در سنگ خارہ قطرہ باران اثر نکرد	سیل سرشک ما ز دلش کس بندر نکرد
۳	واں شوخ دید پیش کہ سر از خواب بر نکرد	ماہی مرغ دوش سخت از فغان من
۴	او خود گذر من چون نسیم سحر نکرد	میخواستم کہ میرش اندر قدم چو شمع
۵	کز تیلو گوشہ نشیناں حذر نکرد	یارب تو آن جولان داور نگاہدار
۶	کاوشش زخم تیغ تو جاں را سپر نکرد	جانا کدام سنگدل بی کفایت است
۷	سودای خام عاشقی از سر بد نکرد	شوخی نگر کہ مرغ دل بال و پر کباب

حافظ حدیث عشق تو از بسکہ دلکش است

(۸)

(۸)

نشیند کس از سر رغبت بر نکرد

غزل ہذا کے اشعار نمبر ۲-۶، بعض نئی دیوانوں میں نہیں ہیں۔
 (۱) ترجمہ میں نے اسکی راہ میں سر (چہرہ) رکھ دیا لیکن وہ مجھ پر ہو کر نہ گذرے اسلطف کی میں مید رکھتا تھا لیکن اس نے ایک نظر بھی نہ کی۔

مطلب یہ ہے کہ میں معشوق کی رگنڈ میں بی بیلا مید سر رکھ دیا کہ کہی وہ اس طرف سے گذرے گا

جہاں راہ میں ہم نقش کف پا ہو کر

آتے جاتے کہی ٹھوکرہ گاجی کو

لیکن ناموس ہو کر معشوقِ زودہ دستہ ہی چھوڑ دیا۔ دوسرا مصرعہ بھی سی امید و حیران پر ہے۔ فرماؤ ہیں کہ میں معشوق
کی صدہ لطف و کرم کی امید رکھتا تھا لیکن اس نے مجھ پر ایک نظرِ عنایت بھی نہ کی۔

(۲) ترجمہ۔ ہمارے آنسوؤں کی سیلاب آلودگی کو کینہ دور نہ کیا، سنگِ سخت میں بارش کو قطرہ ڈال کر نہ کیا۔
جب طرح سخت پتھر میں بارش کا قطرہ اتر نہیں کر سکتا اسی طرح میرے آنسوؤں کے معشوق کے پتھر جیسے دل پر
کچھ اتر نہ کیا۔

(۳) ترجمہ۔ کل میرے والدِ بگڑے کے شور و مچھیاں دل پر نہ پڑیں، یہی نہ ہو سکا لیکن اشعخ چشم کو دیکھو کہ نیند سو ستر اٹھایا
کل بیٹے گذشتہ رات۔ شبِ بھول۔

(۴) ترجمہ۔ میں چاہتا تھا کہ اسکے قدموں میں شمع کی طرح جان دوں لیکن اس نے نصیم کی طرح میری
طرف گنڈرتا دکھایا۔

میرٹس اندر قدم۔ یعنی میرم اندر قدمش۔
شمعِ نصیم حرکت کرنے پر بجھ جاتی ہے گو یا نصیم سحر کے قدموں میں جان دیتی ہے، عاشق سوختہ جان کی بھی آرزو
ہے کہ وہ معشوق کے قدموں میں جان دے۔ لیکن معشوق ادھر کا رخ ہی نہ کرے تو ناچار کیا کرے۔

(۵) ترجمہ۔ خدا تو اس لاوار جوان کو محفوظ رکھ کہ جس نے گوشہ نشینوں کے آہ کے تیرے پر ہینز کیا۔
یعنی معشوق گوشہ نشینوں کو تیرے پر ہینز نہیں کرتا۔ اے خدا ایسے ولاور آدمی کا تو نگہبان ہو۔

(۶) ترجمہ۔ جان وہ کون ہے کفایت سنگدل ہے جسے تیری تلو اور کہ زخم کو سامتی جان کو ڈھال نہ بنایا
کفایت۔ کافی ہونا۔ بہت ہونا۔ سہرا بنجام کرنا۔ فائدہ اٹھانا۔ بے کفایت یعنی غیر مستفید۔ سوہ ظلموش
زیاں کار۔

یعنی کوئی ایسا زیاں کار سنگدل آدمی نہیں جسکی جان پر تیری خنجر کا زخم نہ ہو۔
(۷) ترجمہ۔ شوخی دیکھ کر مرغِ دل جب کو بال و پر کیا ہو گیا۔ عاشقی کو سوہ و آخام کو سرس نہیں نکالتا
یعنی مرغِ دل کی شوخی دیکھ کر آتشِ عشق کو بال و پر سوختہ ہو جائیکے باوجود بھی عشق کو سوہ و آخام سے باز
نہیں آتا

رفتم اندر تیرا گلش بتانم باقیست	عشق جانم پر پو آفت جانم باقیست
---------------------------------	--------------------------------

(۸) ترجمہ۔ حافظ تیرے عشق کی حکایت نہایت ہی دلکش ہو گئی ایسا شخص نہیں جسے اس سنا اور عزت سے

حفظ نہ کریا۔

حدیث عشق سے مراد خواجہ صاحب کا عاشقانہ کلام
خواجہ صاحب کلام کی دلکشی اور اسکے حفظ کر لینے کے لئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۴۴۔ ۴۵
سوا ستمبری۔

غزل (۷۷)

۱	شعری سخن باو طریں گراں تو ایں زو	۱	راہی بز آن کہ آہی بر سار آن تو ایں زو
۲	گلیا ناک سر بلندی بر آسماں تو ایں زو	۲	بر آستان جاماں گر سرتواں نہاوں
۳	اجام می مغانہ ہم با مغیاں تو ایں زو	۳	و زانفہ ننگینا سر ار عشق و کستے
۴	گر را سزین تو باشی صد کار و ایں تو ایں زو	۴	شد سزین سلامت لطف تو وین عجب نیت
۵	سر پار برین شکیل بر آستان تو ایں زو	۵	گر دولت صالت جمع ابدوری کشودن
۶	چشم و چہرہ و تہا نیت تیر از کسماں تو ایں زو	۶	قد سیدہ ماسلمت نماید امان
۷	باشد کہ بوسہ چند بر آن لہاں تو ایں زو	۷	از شرم و حجاب ساقی تلمطفے کن
۸	بر خاک رکندارش آب و ایں تو ایں زو	۸	بر جو بیار چشم گرم گرساہ افکند دوست
۹	ماہیم و کہنہ لعلی کاتش در ایں تو ایں زو	۹	در ویش را نباشد منزل سر سلطان
۱۰	عشق سست و او اول بر نقد جاناں تو ایں زو	۱۰	اے نظر و عجب المومدیکہ نظر بیازند
۱۱	چوں جمع شد معانی گوی بیایں تو ایں زو	۱۱	با عقل و فہم دانش او سخن تو ایں داد
۱۲	ساقی بیایا کہ جامی در ایں زمان تو ایں زو	۱۲	عشق و شباب زندگی مجموعہ مرادست

حافظ سخی قرآن کر زرق و شید بازا

(۱۲)

(۱۳)

باشد کہ گوی عشقی در ایں میاں تو ایں زو

(۱۱) ترجمہ۔ ایسی زندگی کہ اس کے سارے روزہ کی جاسکے کوئی ایسا شہر ہے جس سے شراب کا پالہ پیا جاسکے۔

را دزدون - سرود کہنا غمہ سرائی - سا زندگی - ساز بجانا - با جد بجانا -

مطلب یہ ہے کہ اس مطرب کوئی ایسا راگ شروع کر جسکے وزن پر ہم آہ کر سکیں یعنی حالت وجد میں تہلکی آہیں یا یا وہ ہوا اسی طرز و انداز اور اسی وزن میں ہو جس میں ہمارا سرود اور ایسے شعر سنا کہ ایک ایک شعر پر ایک ایک پیالہ پیتے جائیں (عموماً حالت وجد کی ہادی ہو مطرب کے سرود و ساز کو مطابق اور ہم مقام ہو جاتی ہے) راہ زدن اور آہ زدن کا مقابلہ لطیف -

(۲) ترجمہ معشوق کی آستان پر اگر سر رکھ سکیں تو سر بندی کو نعرہ ہادی طرب بکیر آستان تک پہنچا جاسکتے ہیں - یعنی درجانان کی خاک بوسی اگر نصیب ہو جاتا - تو بڑی رفعت و عزت حاصل ہوتی ہے - (۳) ترجمہ معشوق ہستی کا اسرار خاقانہ میں نہیں ساتے تیرا شیانہ کو جام صرف معنوں کے ساتھ ہی پئے جاسکتے ہیں یا وہ نوشی کیلئے ممنوع جگہ نرم زندان در خرابات معنای ہے - اسی طرح عشق و محبت کیلئے بھی جسے اچھی جگہ محض عشاق ہے - زانہنگی خاقانہ میں اسی چیزیں نہیں ملتیں - حاصل کلام یہ ہے کہ عشق الہی خاقانہ و مسجد کو احکام سے پیدا نہیں ہو سکتا - زہد و عبادت کے علاوہ دل میں سوز اور محبت چاہئے اور پیر معنای کی صحبت کا فیض

زہر کج خرابات معنای ریاضت جو شہید | کسے زلفہ پر ہنر نگاراں بر نمی خرمسود

(۴) ترجمہ - تیری لطف سلامتی کی رہزن ہو گئی ہے اور یہ کچھ عجیب بات نہیں کہ تو رہزن ہو تو سو قافلہ بوٹے جاسکتے ہیں -

یعنی تیری زلف زدل عشاق کی سلامتی لے لی ہے اور انکو پریشان کر دیا ہے کیوں نہ ہو اگر تجھ جی رہنزل ہوں تو کسی قافلہ کی تیر نہیں - یعنی تیری عہد کار وہان دل کی سلامتی ناممکن ہے -

(۵) ترجمہ - اگر تیری وصال کی دولت دردازہ کھولدی - تو اس خیال میں کئی سر آستانہ پر ہلک سکتے ہیں - قاعدہ ہے کہ دردازہ پر دستک دینے سے دردازہ کھول دیا جاتا ہے - خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر عشاق کو یہ خیال ہو کہ تیری وصال کا دردازہ کھول دیا جا گا تو بجا دستک لگنی سردردازہ پر نہ لگائیں - یعنی اس امید میں کہ دردازہ کھلے گا عاشق بجا دستک لگنی سردردازہ سے ٹپکنگے -

(۶) ترجمہ - ہمارا خمیدہ قد تجھ کو حق نظر آتا ہے لیکن تیری دشمنوں کی آنکھوں میں تیرا کمان ہے ہی مارا جاسکتا ہے -

سہل - (۱) آسان (۲) ہموار زمین (۳) مجازاً حقیر - بے قدر - کم حیثیت - مطلب یہ ہے کہ ہمارا قد خمیدہ کوئی حقیر چیز نہیں ہے - یہ ایک کمان ہے جس کی تیری دشمنوں کی آنکھوں میں تیر

دارا جاسکنا ہی یعنی تیری عشق میں مجھ غمخیزہ قدر و محکم تیری اعدا کی آنکھوں میں تیر لگنے ہیں۔

(۸۷) ترجمہ یہ میں بوجہ شرم حجاب میں ہوں آسانی مہربانی کرتا کہ چند بوسوں اس دہن کے لئے جاسکیں۔

مطلب یہ ہے کہ میں بوجہ شرم و حجاب تیری حیرت نہیں کرتا کہ دہن معشوق کو بوسوں۔ آسانی براہ لطف و کرم
مجھ کو ایک جام شہنائی تاکہ بوجہ سستی میں حجاب حیا دور ہو اور اس کو دہن میں کہ بوسے لے لوں۔

یار اور ہر بدست میں یہ بخود تکلف پر لڑن | ابھی حبت میج آتا ہوش کیا دیوانہ تھا

مرزا غالب ہی غدر سستی کو کام نکالنا چاہتے ہیں۔

ہم کو کھل جاو بوقت ہی پرستی ایک دن | ورنہ ہم چھپرے کے کھکر غدر سستی ایک دن

(۸۸) ترجمہ میری آنکھوں کو جو مبارکبادی اور سایہ سرو کے نیچے جو مبارکبادی ہونا ملاحظہ ہو۔
بوجہ شرم نہ کر یہ آنکھوں کو جو مبارکبادی اور سایہ سرو کے نیچے جو مبارکبادی ہونا ملاحظہ ہو۔

(۸۹) ترجمہ۔ حور ویش کی منزل محل سلطانی نہیں ہوتا۔ ہم میں اور ایک سانی گدڑی کہ میں گدھی لگائی جاسکتی ہے
یعنی ہم درد نشوں کو اسباب جاہ اور محراب ہی سے کیا غرض ایک پرانی گدڑی ہے جس کا ہونے نہ ہونیکا کوئی غم نہیں
چاہیں تو اسے بھی آگ لگا دیں۔

انخال شینی ست سلیمانیم | تنگ بودا فرمایم

اہمیت سال کہ شے پوش | کہ نہ شد جاو فرمایم

(۹۰) ترجمہ۔ اہل نظر و نوجوانوں کو ایک نظر میں ہار دیتی ہیں عشق کی بازی اور پہلا دو صرف نقد جان پری
لگا سکتے ہیں

واؤ۔ (۱۵) دیوار (۲) قمار میں جیتنا (۳) نوپ قمار۔ جو کا داؤ (۴) حید۔

مطلب یہ ہے کہ قمار عشق میں لے اور جان تو پہلو داؤں میں ہی ہار جاتے ہیں

قمار عشق میں اب کیا لگائیں گے آزاد | جو نقد دل تھا وہ پہلی ہار بیٹھے میں

آخر کار عشق اسی بازی میں نیا و عاقبت بھی ہار دیتا ہے اور نصیحت یہ ہے کہ جب دل ہار دیا تو سمجھو کہ وہ نوجوان ہار دے گا

آئین تک تھی ملتے جرتے ل کی مجھ کو نصیحت | افسوس کن گاہ پر میں سوکھ مال آیا

عاشق کو دنیا اور عقبہ کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اسکا مطلوب صرف معشوق ہے دین اور دنیا کی اسکا سامنے کچھ
حقیقت نہیں۔ دوزخ و بہشت کی سبب سے حضرت خواجہ معین الدین صاحب امیری قدس سرہ فرماتے ہیں۔

اہل عقوبت سو بروہا لیب و نیازیاں | اگر می باز آید سو دوزیاں من بسیرت

(۱۱) ترجمہ عقل فہم اور دانا بی سجن کی داد دوسکتے ہیں۔ جب نبی بیع ہو گویا تو بیان کی گیند مار ہی جا سکتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مطالب معافی جمع کر کے عقل فہم کی ضرورت وادرجب منہا میں جمع ہو گئی تو نظم یا شعر میں ہر طرح ادا ہوسکتے ہیں۔

(۱۲) ترجمہ عشق جوانی اور روزی مراد نکاح مجھو ہے۔ آسانی آگے تشریح کی ہے۔ ایسا ہی وقت پہنچا جا سکتا ہے۔ یعنی عشق عہد شباب اور روزی کو ساتھ شراب بنوری ہے۔ مراد آج دن ہیں کی ساقی جام شراب لا بعض تسلیمی یوالوں میں اس شعر کی تفسیر ذیل ہے۔

بر عہد کامرانی فانی | بزن چہ دانی | ممکن کہ گوسے عشرت در آن میان آن زد

(۱۳) ترجمہ اس کا حافظہ جو کم قرآن کا واسطہ ہے کہ مکرو ریاسی باز آتا۔ تا کہ اس ایسے تو گوسے عشق لیجا سکتے خواہ صاحب نیر آپ کو نکاح کی کہ بواسطہ قرآن کریم فریب پہنچنے کی نصیحت کرتے ہیں فی الحقیقت یہ زاہدین ریاض کا کو نصیحت ہے کہ قرآن کریم کو دام تزویر نہ بنائیں۔ کیونکہ کسی میں نجات اور سعادت ہے۔ خواہ صاحب حفظ قرآن علم اس قرآن کا واسطہ دیا ہے کہ حافظہ ہر کر تیسے کام نہ کہ بعض یوانوں میں شعر غزل کی تفسیر ذیل ہے۔

بناظری قرآن کر زہد۔ ق بجز بز | باشد کہ کو سن زلت برام جان آن زد

غزل (۷۸)

۱	یاد باد آن روزگار راں یاد باد	۱	روز وصل دوستداراں یاد باد
۲	زان خاواراں ویالراں یاد باد	۲	ایں نہاں در کس خاوازی نامند
۳	بانگہ نوش باوہ خواراں یاد باد	۳	اکھم از بلخی غم چوں زہر گشت
۴	چارہ آن غمگساراں یاد باد	۴	امن کہ در تدبیر سبب بچارم
۵	از من نشان راہنراں یاد باد	۵	اگر چہ یاران فارغ انداز یاد من
۶	کو شمشیراں حق گذراں یاد باد	۶	مبتلا شستم دریں دم بلا

راز حافظ بعد از این ناگفتہ بہ

(۷)

(۷)

اسی در بیخ از راز داراں یاد باد

(۱) ترجمہ - دوستوں کے مول کا زمانہ یاد رہے۔ وہ زمانہ یاد رہے یاد رہے۔
خواجہ صاحب نے یہ غزل یاد ایا ہم عشرت فانی "پر لکھی ہے۔ گذر سے ہوزمانہ کو یاد کرتے ہیں اور موجودہ
اور گذشتہ حالت کا مقابلہ کرتے ہیں۔

(۲) ترجمہ - اس زمانہ میں کسی مریض داری نہیں۔ ان وفاداروں اور یاروں کی یاد بخیر ہو۔

(۳) ترجمہ - میرزا تالوعم کی تلخی سوز سر کی مانند ہو گیا۔ شرخی غباروں کی وہ شیریں آواز یاد ہو!
خواجہ صاحب گذشتہ باوہ نوشی کی شیریں آواز کی یاد جو ہی منہ میٹھا کرنا چاہتے ہیں۔

(۴) ترجمہ - میں چونکہ تم کے علاج میں بے بس ہوں۔ ان غمگساروں کے علاج کی یاد بخیر ہو۔
یعنی غم عشق کی اب کوئی تدریر نہیں۔ عہد گذشتہ کے غمگساروں کی یاد بخیر!

(۵) ترجمہ - اگرچہ دوست میری یاد سے فارغ نہیں لیکن میں کچھ تڑپا یاد کرتا ہوں۔

یاد مئے کئی وز یاد مئے رومی | عمرت دراز باد فراموشگار من

(۶) ترجمہ - میں اس بلا کے حال میں ایسا ہو گیا ہوں۔ اُن جن گذاروں کی کوشش یاد آتی ہے۔
یعنی ان دوستوں کی یاد بخیر! جو دام بلا سے راکرنے کی کوشش کرتے تھے۔

(۷) ترجمہ - حافظ کے راز کا اسکے بعد ایشا نہ کرنا چھایا۔ (فوس) اور راز دارا یاد آتے ہیں۔

مطلب - یہ کہ اب کوئی محرم راز نہیں جس کے سامنے رازِ دل بیان کریں عہد قدیم کے راز دارا یاد آتے

یہاں۔

اقبال کوئی محرم اپنا نہیں جہاں میں | معلوم کیا کسی کو درد نہاں جہاں

غزل (۷۹)

(۷۹)

رسید غمزدہ کہ ایام غم نہ خواہد ہند | چہاں نمازد و چنین میرم نہ خواہد ہند

۲	رقیب نیز چنین مختصم نخواهد ماند	من ارچه در نظر بیا خاکسار شدم
۳	کسی مختصم حریم نخواهد ماند	چو پرده دار بشم میر زند همه را
۴	که حسن ز زو گنج درم نخواهد ماند	توانگر اول درویش خود بدست آورد
۵	که اس معالمتی صاحب مختصم نخواهد ماند	غنیست شمر شمع و صن بن روان
۶	که پروردگار شمس درم نخواهد ماند	سروش عالم ضمیم بشاکت خوش داد
۷	که جز نکونی حاصل کر مختصم نخواهد ماند	بریں رواق زبرد نوش تا ندبزد
۸	که جام باده بیاور که مختصم نخواهد ماند	سز و مجلس بشید گفته اند این بود
۹	که کس همیشه گرفتار مختصم نخواهد ماند	چه جای شکر و شکایت ز نقش نیک بست

زمهر بانی جانان طبع مبر جاوید

(۱۰)

(۱۱)

ا که نقش جور و نشان مستم نخواهد ماند

۱۱ ترجمہ - خوشخبری پہنچی کہ تم کو دن نہیں سنسکے - وہ حالت نہیں رہی یہ حالت ہمیں نہیں آئیگی -

نیز اور ہم کہ اجتماع بر ضرورت شعری اور زنیہ کلام -

مطلب یہ کہ خوشی اور غم دو نو گذر جاتی ہیں - ہمیشہ یک حالت نہیں رہتی - تم کی حالت میں بھی اس امید پر خوش رہنا چاہئے کہ یہ حالت چند روزہ ہی اور خوشی کے دن بھی آنے والے ہیں -

بہار رفت و خزاں صمم بجا نخواهد ماند | چنانکہ در کف خوباں حسا نخواهد ماند

اسی مضمون پر ہے -

از خاوات جہانم ہمیں پسنداید | کہ ز شفق خوب بد رنگ در گذردیم

یہ شعر بھی علامہ حسنہ فرماتے ہیں -

اور ان بقا چو باد صبح | لکھت | لکھی خوشی و زشت و زجا بکشد

فَان مَعَ الْعَصْرِ سُورَةٌ اِنَّ مَعَ الْعَصْرِ لِكُفْرًا ه (مترجمہ) مشکل کو متصن سانی سے الیتھ کے متعلق سانی پر (الاشترج) تلك الايام رندا اولها بين الناس

(۱۲) ترجمہ - میں کہ خوشی کی نظر فرما کسار ہو گیا ہوں رقیب ہی (ہمیشہ) اسی طرح غم نہیں ہوگا -

آج میں دوست کی نظروں میں نابل ہوں اور رقیب محترم ہو لیکن ہمیشہ یہی حالت نہ رہیگی۔ کبھی رقیب بھی میری طرح ذلیل ہوگا اور میرا محترم ہوگا۔

پیش ماں اگر آج پنجمرا آگلو بھی نہیں رہیگا | اگر میں قائل کروں تو کبھی تو بھی نہیں رہیگا۔

(۳) ترجمہ۔ جب پردہ اور تلوار ڈال کر کہتا ہوں تو کوئی بھی حرم حرام کا مقیم نہیں رہیگا۔ دربان کی سخت گیری اور شکایت ہوگا کسی کو زیم مجبور ہو کر سب سے بے اختیار نہیں رہتا اور جرم رازنک فی الحقیقت دہی شخص پہنچ سکتا ہے جو اپنی جان و مافوقہ سے بچتا ہے۔

جیسا کہ سب سے عشق ہو جو پارا ترنے میں | گذر جائیں تو ستر پیچھے پاؤں پڑتے ہیں

(۴) ترجمہ۔ تو نیکیاں پر درویش کو الی کو مانو نہیں۔ تجویز کر کہو کہ سونے کا بخرانہ اور دم کا خزانہ (ہمیشہ) نہیں رہیگا تو گھر سے مراد مشوق اور زور و دم سے مراد دولت حسین بھی ہو سکتی ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اسے شیعہ پر واز کے حوالہ کو غنیمت جان۔ کیونکہ یہ معاملہ صیح تک نہیں رہیگا۔ صیح کو وقت شیعہ مال کی بجائی کرنا ہی ہرگز نہیں چاہیے۔ ناپا ہزار ڈالنا مشوق کو چاہیے کہ سال عاشق کو غنیمت سمجھے۔ ستر یا وہی نضرمون پر جو گذشتہ شعر کا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ عالم نیکے رشتے اور مجھے یہ فخری سالی کا اس (مشوقی) کی بخشش اور وازہ پر کوئی ضرر نہیں رہیگا۔ شروش یعنی۔ ام جبریل علیہ السلام۔ ہر ایک کی شکر نام جو خوشخبری لائے۔ و زوم یعنی تین افراد۔ اندوگین یا کبر اول و نفع ثانی۔ آشتی۔

مطلب یہ ہے کہ مجھ پر حق کے دروازہ کوئی حرم نہیں آتا۔ اسکا نہیں عام ہے۔ سورہ زمر میں ہے۔ قُلْ لِيُعَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ فَتَقْطُوعُ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِذْ اللَّهُ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ہ در میری طرف سے میرا بندو کا کہ نہیں اپنی نفس پر لڑدنا اور کیا۔ کہو کہ خدا کی رحمت نامید نہ ہوں ہر آس۔ خدا تمام گناہوں کو بخشتا ہے۔ ہر آس خدا بخشنے والا اور مہربان ہے (کہتے ہیں کہ تمام آیات قرآنی یہ آیت بہترین اور امیڈار ترین ہے۔

(۷) ترجمہ۔ آسمان پر اب زریں لکھا ہے کہ اہل کرم کی نیکی کے بغیر کچھ چیز (دنیا میں) نہ رہیگی رواق۔ وہ چھت جو مکان کے سامنے نیا جاتا ہے۔ چھت کا وہ حصہ جو مکان کو بڑا ہوا ہوتا ہے بیگناہ خانہ۔ پردہ۔ زبرد۔ ایک بیگناہ کی دی والی حرم کا نام۔ زمرہ کی ایک م رواق زبرد۔ یعنی آسمان۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں البتہ اہل کرم کی نیکی باقی رہتی ہے۔

نازہ آتم طافی ولیک تابہ ابد | ہاں نام نکوش نیس کوئی مشہور

اسی مضمون پر ہے۔

نوشت است بر گور بربہ ام کو | کہ دست کرم بز بازوئے زور
اگر کنیم عالم بردی و زور | ولکن نہ بردیم با خود بگور

(۸) ترجمہ۔ کہتے ہیں کہ کھینچتے ہیں کاراک یہ تھا کہ شراب کا پیالہ لاؤ کیونکہ حبشیہ نہیں رہیگا۔
یعنی بنیم حبشہ میں ہمیشہ یہ گیت گایا جاتا تھا کہ زندگی ستارہ ہے جام شراب لاؤ۔ کہ وقت خوشی سے گزری
دیکھو شہرت +

(۹) ترجمہ۔ نیکان باندش پر کار و نہایت دلہا موقع ہے۔ کیونکہ کوئی شمس ہمیشہ گرفتار غم نہیں رہیگا
یعنی خوشی نہ کہ وقت خوشی اور غم کی وقت نہ شاد ہو کر کوئی وجہ نہیں کیونکہ ہمیشہ احوال نہیں ہے۔

ازج و راست گیتی مر جان از شاد و دل | کہ آئین جہان کی ہر چین کلبے خانی

(۱۰) ترجمہ۔ آج افراط و تفریط کی ہر مانی کی امید نہ ہو تو کیا تمام باندش او تم کا نشان نہیں رہیگا۔
مرو جو بطلو عدو انوں میں نفل جو رکی جی افراط و تفریط سے اور سہ ماہ کی کلیمی نوالوں میں بظاہر
ہے اور یہی نفل بہتر ہے۔

مطلب یہ ہے کہ کج کردہ ہم ہمیشہ نہیں رہتے محبوب کی ہر مانی کی امید نہیں ہونا چاہئے۔

اصل نقدش لطف و داد و بخشش است | قبر بروی چوں خجرا از عیش است

غزل (۸۰)

روشنے طلعت تو ماہ ندارد	۱	پیش تو گل رونق گیاہ ندارد
جانب دلبا گاہدار کہ سلطان	۲	ملک نیگرد اگر سپاہ ندارد
دیدہ ام آج چشم دل سب کہ تو آرا	۳	جانب ہیچ آشنا نگاہ ندارد
ای شیخو باں با شقائق کی کن	۴	ہیچ ہیچ جس تو ایس سپاہ ندارد

۵	کیت بدل داغ این سیاہ ندارد	نی من تہا کتہم تطاول زلفت
۶	چشم دریدہ ادب نگاہ ندارد	شوخ ز کس نگر کہ پیش تو بگفت
۷	شاد و بی خیی کہ خاتقاہ ندارد	طل گر آنم وہ ای مرید خرابات
۸	ہر کہ درین آستانہ ندارد	گو پروا ستین بخون جگر شوی
۹	آینہ دانی کہ تاب آہ ندارد	با چہ کند با رخ تو دودل من
۱۰	حلاقت فریاد دا دخواہ ندارد	انخون و جاش ششین کہ آن دل نازک
۱۱	خوشتر ازین گوشہ بادشاہ ندارد	ا گوشہ البروی است منظر چشم

حافظ اکبر جمدہ تو کرد کن عیب

(۱۲)

(۱۲)

کافر عشق صبیح منم گناہ ندارد

(۱) ترجمہ - تیرے چہرے کی سی روشنی چاندنی نہیں کہنا تیرے ساتھ چہل گھاس کی رونق بھی نہیں رکھتا۔

بمیزان نظر حسن ترا با ماہہ سنجیدم	ببان این فرق زمین و آسمان ہم
کون آیا چین میں کہ خجالت نہ تھمتے	بڑھ کر روی میں رخ عالم غزل سچول (امیر شیانی)

(۲) ترجمہ - دونوں کی طرف نگاہ رکھو کیونکہ بادشاہ - ملک فتح نہیں کر سکتا اگر سپاہ نہ ہو۔

یعنی عاشقوں کی دلداری کہ کیونکہ دل تیرا لشکر ہے اور بادشاہ کے لیے لشکر کی دلجوئی ضروری ہے۔

(۳) ترجمہ - میں نے سیاہی الی آنکھ کو جو تو رکھتا ہے دیکھا ہے کہ کسی آتشناکی طرف نظر نہیں کرتی۔

یعنی تیری سیاہ آنکھ عاشقوں کی طرف نظر نہیں کرتی آنکھ کو دل سیاہ کہا کیونکہ آنکھ سیاہ ہوتی ہے اور خصوصاً بچاؤ سیاہی مر دم چشم۔

(۴) ترجمہ - آ حسیندیکو بادشاہ عاشقوں کی طرف نظر کر دیکھو کہ کوئی بادشاہ تیری طرح یہ فوج نہیں رکھتا۔

شاہ و سپاہ کی رعایت ظاہر دیکھو شعر (۲) غزل ہوا۔

(۵) ترجمہ - صرف میں ہی تیری زلف کی ستم نہیں ٹھاتا۔ کون ہے جس کو دل میں سیاہ کا داغ نہ ہو

تطاول - دراز دستی (تطویل) ظلم - زلف (بوجہ درازی) و تطاول کی رعایت ظاہر۔

سیاہ - بمعنی زلف

(۷) ترجمہ۔ نرس کی شوخی دیکھ کر تیرے منہ کھنٹہ ہوئی۔ بے حیا کو ادب کا پاس نہیں۔
چشم دیدہ۔ بے ادب شیخ خچم۔ بے حیا گرگن چونکہ آنکھ تو شب بیداری میں اہل احوال نرس چشم دیدہ ظاہر
مطلب یہ ہے کہ نرس بہت بے ادب ہے، لہذا بے آنکھ کو مشق کی آنکھ کے مقابلے میں لاتی ہے۔
(۸) ترجمہ۔ آخر اباشے مرید مجھ پر شراہ بڑا پیالہ دیا اس شیخ کی شوخی کے شکرانہ میں جو خانقاہ نہیں کھتا
مطلب یہ ہے کہ شیخ نے خانقاہ یعنی پر خرابا کی خوشحالی کے شکرانہ میں شراہ کا پیالہ دیا۔ شادی شیخ
یعنی بے شادی شیخ

(۹) ترجمہ۔ کہو کہ جاو خون بگو آستین دھو جو شخص اس آستین میں راہ نہ رکھتا ہو۔
یعنی جو شخص آستین مشوق یا میخانہ کی طرف نہ آئے یا جس شخص کا تمام عشق میں گذر نہ ہو۔ وہ ہائے خون
جگر کی آستین ہو تا رہے گا۔ محروم اور بد نصیب ہو گا اور لوہے کے آستین ہوتا رہے گا۔

(۱۰) ترجمہ۔ دیکھو کہ تیرے چہرہ کو۔ اہم تر بول کا دھواں کیا کرنا ہی تو جانتا ہے کہ آستین آہ کی تلب میں کھتا
مطلب یہ ہے کہ جی طرح آستین بوجہ اونی اور نزاکت کسانس۔ آہ یا دم کی تاب نہیں رکھتا اور مکدر ہو جاتا ہے
اسی طرح تیرا چہرہ جو آستین کی طرح صاف ہر میر دل کو دھو میں یعنی آہوں کی تاب نہیں لاسکتا اس لیے چہرے کی
آہوں پر تیرے کرنا چاہی۔ خواہ صاحب عاقلانہ پہلو اختیار کیا ہے۔ ورنہ شیخ سعادی علیہ الرحمۃ اسی ضمنوں
کو ہنسانہ انداز میں تیز تر الفاظ میں بیان کر چکے تھے۔

آتش سوزان بکند باسپند | آہیہ کند وود و دل ستند

(۱۱) ترجمہ۔ خون پی اور خاموش ہو کر بیٹھ کہ وہ نازک دل داد خواہ کی فریاد کی لطافت نہیں کھتا۔
یعنی مشوق نازک دل ہوا سکادل عاشقوں کی فریاد کی تاب نہیں لاسکتا اس لیے خون جگر پی اور چہرے فریاد نہ کرے۔

اہستہ کہ خاطر دل از نازک است | باہر نمے کشا اس نار نازک است

(۱۲) ترجمہ۔ میری آنکھوں کا منظر تیرا گوشہ آبرو ہے۔ بادشاہ بھی اس بہتر زیادہ خوبصورت گوشہ نہیں کھتا
بعض قلمی دیوانوں میں منظر چشم کی بجائے منزل جہان ہے۔

مطلب یہ ہے کہ میرے نظارہ کے گوشے تیرے بار و کا گوشہ ہے۔ بادشاہوں کو بھی اس بہتر منظر نصیب نہیں۔
(۱۳) ترجمہ۔ حافظ نے آرزو کیا جو سجدہ کیا ہی تو عین لگا۔ صدم عشق کا کافر کے نو ایسا کرنا گستاہ نہیں۔
مطلب یہ ہے کہ میں کافر عشق ہوں اپنی محبوب کی پرستش کرتا ہوں۔ گویا بت پرست ہوں۔ اس لیے

میرے نہ بہت سے عشوق کو سجدہ کرنا گناہ نہیں

غزل (۸۱)

۱	ظلیفہ گریب مصفر گل رت دہنید	۱	رسید فرزند کہ آمد بہار دوس بجز وہ
۲	فغان قنار بہ بلبل نقاب گل کہ درید	۲	صفیر مرغ پر آمد رینا شراب کجاست
۳	اگر درو خاڑنستان خط بنفشہ دمید	۳	زر وی سامی جوش گلن بچین امروز
۴	اگر باسی دگر م نیست وئی لفت شنید	۴	چنان کہ شکرہ اتی دلم زد دست ببرد
۵	اگر پیر بادہ فرو شش بجز عہ نہ بدید	۵	من این مرق زنجین جگال بخواہم سوخت
۶	اگر کم شد آنکہ دریں رہ بر بہری نرسید	۶	بکوی عشق منسبہ دلیل راہ قدم
۷	اگر کسی کہ سبب ز نخلان شاد ہی نگزید	۷	زمیوہ ہای ہشتی چہ ذوق در یاد
۸	برستی نرسید آنکہ ز جمتی ناکشید	۸	مکن ز غصہ نکایت کہ در طریق ادب
۹	ز پشیز ہوی ایس دشت شیر ز بر مید	۹	عجائب عشق ای رفیق بسیار است
۱۰	اگر نیست باد بہ عشق را کرانہ پدید	۱۰	فدا ایستد لے دلیل راہ حرم
۱۱	اگر کیم مر دست دریں چین نہ درید	۱۱	گلن چید زستان آرزو دل من
۱۲	اگر پادشہ زر کم جرم سوا فیاں بخشید	۱۲	شراب نوش کن جام زر بلوئی دہ

بہار می گند ز در زمر تر آوریاب

(۸۲)

(۸۳)

اگر زت ہوم واقظ ہنوزی پیشید

(۱) ترجمہ۔ خوشخبری پہنچی کہ بہار آئی اور سبزہ آگاہی اور ظلیفہ پہنچ جائی تو۔۔۔ کوئی گل صرف کرتی۔۔۔
 تیبیر۔ خرا اور جو وغیرہ سخی ہوی شراب۔ دراصل لفظ نمید ہے فارسی استعمال میں نمید پر ہنا بھی اور
 دال۔ دال۔ ذال ایک دستہ کی جیا فارسی میں استعمال ہوا ہل در کسی دفعہ ال کہ مقابل میں
 تحقیق حروف
 دال و ذال
 تاقی ذال ہونا ہی مثلاً مولانا روم فرماتے ہیں۔

چوں در انگذت دریں آلوده زود	دمدم میخوال و مبدم قمل احوذ
دال در ذال کے متعلق طوسی نے یہ رباعی لکھی ہے۔	
آمانکہ بغارسی سخن میسہ لند	در معرض دال ذال بنشاند
اقبل دے ارساکن جزوا بود	دال ست گزند دال معجم خوانند
گو یا طوسی گزند و یکا رو۔ الف۔ می۔ ساکن باقبل ہو تو ذال پڑیں گے ورنہ دال مثلاً دمید کو دمید پڑھینگے کیونکہ حرف باقبل یکساکن ہے پیراں شعر میں نیب۔ (لفظ عربی) کے مقابل میں دمید پڑھنا چاہیگی لیکن عام استعمال میں دمید کے مقابل نمید کو تبد پڑھتے ہیں۔ اسی اصول پر ایک شاعر نے کہا ہے	
تغیر ذال ذال کہ در مغزے فتد	زا لفاظ فارسی بنوزانکہ مبہم است
حرفے صحیح و ساکن اگر پیش از و بود	دال ست ہر چہست جزا این ذال بچم
یعنی اگر انبیل صرف صحیح ساکن ہو تو ذال پڑھینگے مثلاً گرد۔ اگر باقبل و۔ آ۔ می۔ ساکن ہو تو ذال پڑیں گے مثلاً دمید کو دمید پڑھینگے۔ حکیم انوری کی رباعی ہے۔	
دست بسجا چوں ید مبضیا بنمود	از جو د تو بر جہاں جہا نے افزود
ا کس چوں تو سخنی نہ بہت نہ خواہد بود	اگر قافیہ ذال شوز ہے عالم جو د
انوری نے اختلاف قافیہ پر معذرت کی ہے نظر ہے کہ اصول بالاجو فارسی الفاظ چاوی ہے۔ عربی الفاظ پر اسکا اطلاق نہیں۔ میں فقط جو د جو عربی ہے وہ جو دی صحیح ہے۔ لیکن بنمود۔ افزود اور بود جو فارسی الفاظ ہیں وہ حسب اصول مذکورہ بالا دراصل بنمود۔ افزود اور بود ہیں اور چونکہ جو د کے ساتھ ان کا قافیہ ہے اس لئے ضرورت معذرت پیش آتی۔	
اس معذرت کی ثابت ہوتا ہے کہ و۔ آ۔ می ساکن اگر باقبل ہو تو فارسی الفاظ میں ہمیشہ ذال پڑھنا چاہیگی لیکن عام استعمال میں دید۔ داؤاؤ و دو وغیرہ الفاظ کو دید۔ داؤ اور دو کو ہی نہیں پڑھتا اس شعر میں وظیفہ کا ہلکا سا تقاضا ہے یہ غزل خواجہ صاحب نے خواجہ قوام وزیر شاہ شجاع کو لکھا ہے	
تمی تفصیل کیلئے دیکھو لسان انجیب جلد اول صفحہ ۱۸ سے انحصاری۔	
(۲) ترجمہ۔ مرغ کی آواز آئی شرب کی صراحی کہاں ہے بیل نے فریاد کی سچول کا تقاب کس نے اٹھایا۔	
موسم بہار ہے پھول گلشنہ ہر گویا میں بلبلین لغز لری کر رہی ہیں۔ مرغان چمن ہمسفر ہر کوبل رہے ہیں۔	

خواجہ صاحب صراحتی سے کے طالب ہیں۔

(۳) ترجمہ سچانہ کے چہڑے کے ساقی کو زخار کو آج ایک پھول چمن۔ کیونکہ باغ کے عارض کے گرد و خطہ بنفشہ آگاہی۔
زمانہ شباب میں عشوق کے عارض پر سبزہ خط کا آغاز ہو تا جو گویا موم بہار میں خوشگل پر بنفشہ آگاہی۔ خواجہ صاحب نے آج ایک پھول چمن پر سبزہ بنفشہ کو خط کا آغاز ہے۔ یعنی موم بہار ہی اس لئے تو یہی اپنی معشوق کے چمن عارض کی ایک پھول چمن یا گل زخار کا ایک ہوسہ ہے۔

(۴) ترجمہ۔ ساقی کو زخمہ فی سطح میرا دل مانتے سے لیا کہ کسی دوسرے کے ساتھ مجھ کو گفت و شنید کی طاقت نہیں رہی۔

یعنی میں ہی محبوب میں سدا رہو چکا ہوں کہ اسکے ماسوا تمام چیزوں کو قطع تعلق کر دیا ہے۔ عاشق حق کی نظر و با بین ہی ماسوا اللہ کی کچھ حقیقت نہیں ہوتی۔

(۵) ترجمہ۔ میں اس پھول کو طرح رنگین خرقہ کو جلادوں گا۔ کیونکہ میرا وہ فریضہ ہے ایک ٹھونٹ کے عوض خریدنا۔
مرقع یعنی مہم و فخر را و تشدید قاف مفقوح۔ دور و شیوے کی گڈری۔ چونکہ وہ رقعہ اور پارہ پارہ ہوتی ہوتی ہے اس لئے مرقع نام ہوا

مطلب یہ ہے کہ میں اس خرقہ درویشی کو جو اپنے یابی لباس اور بظاہر رنگین ہے۔ جلادوں گا۔ کیونکہ جب تک میں نہ نزلہ ہی اگر کوئی نہیں ہوتی۔ تو اس کو کیا فائدہ۔ یعنی زہد و شکر کا ظاہری پرہیزگاری جاہم عشق کو ایک گھٹنہ کی راز ہی نہیں۔
(۶) ترجمہ عشق کو جو چرم میں ہے اور بغیر ایک قدم نہ رکھ کیونکہ جو شخص اس سے میں میرے کہ نہیں پہنچتا مگر وہ ہوا جاتا ہے۔
یہ شعور ضرورت مرشد پر ہے۔ تحصیل و تشریح کے لئے دیکھو اشعار د ۱۳۹

(۷) ترجمہ۔ بستی میں ہے وہ شخص کا لذت حاصل کر سکتا ہے۔ جس نے کسی معشوق کو سید زرخا کو نہ کا (نہ چوسا) دیکھو سان الغیب جلادوں صفحہ ۱۴۱ سوا انجمی

(۸) ترجمہ۔ شخص کی شکایت نہ کر کہو کیا وہ ادب میں وہ شخص راحت تک نہیں پہنچ سکتا جو کلین برداشت نہ کر راہ عشق کی دشواریوں کا مقابلہ کے بغیر منزل معشوق تک پہنچنا محال ہے لہذا سنگی کا گلہ ناچار ہے۔

(۹) ترجمہ۔ آفریق (دہرا) عشق کو کہہ سکتے مجاہبات بہت ہیں اس سبب کہ بہن کی بھی شیر تر جھاگ جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ راہ عشق بہت دشوار گزار ہے اور اس کی ادنی ادنی مصیبتوں کا مقابلہ کرنا بھی مشکل ہے۔ سبب کہ کتنا ہی دلیر کیوں نہ ہو۔

ذہلی میں مگر کیا جو نہ باب نہ ہو تھا

عشق نبرد پیشہ طلب کار مرد تھا

(۱۰) ترجمہ - آراہ حرم کے رہنما خدا کے لہو مدوکر - کیونکہ بیابان عشق کا کنارہ ظاہر نہیں ہے -
یعنی راہ عشق بے پایان ہے - آراہنما خدا کے لئے مدوکر - دیکھو شعر دہم راہ عشق کو بے پایاں ہونے
کے متعلق دیکھو شعر ت ۱۵

(۱۱) ترجمہ - آرزو کے باغ سے تیرے دل (یا کبھی دل بھی نہ چنا - سناکس باغ میں مردت کی نسیم کبھی نہیں چلی -
یعنی میری ایک زو بھی پوری نہ ہوئی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا سے مردت (جہر بانی) یا کبھی مذم ہو گئی ہے -
ایک علمی دیوان میں یہ شعر غزل کا مقطع ہے "دل من کی سجا حافظ لکھا ہے -

(۱۲) ترجمہ - شراب پی اور سونے کا پیالہ صوفی کو دی کیونکہ بادشاہ فرما ہائی کہ صوفیوں کا جرم بخش دیا ہے -
جام زر - سونے کا پیالہ جو شراب پی کے کام آئے یعنی دیوانوں میں جام زر لکھا ہے -
مطلب یہ ہے کہ آج کل صوفی بھی شراب پی سکتے ہیں اجازت عام ہو ممکن ہے شاہ نجف اور احمد علیہ السلام
جو سکر روز سید میخانے کھولے گئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۵ سوانح میری -

(۱۳) ترجمہ - بہار گدڑی جاتی ہے - ای منبع محبت معلوم کر کہ تو تم گدڑ گیا اور حافظ نے اپنی تک شراب نہیں پی -
یعنی لئے معشوق دیکھ کہ سو سم بہار جبار گدڑ اور میں شراب مجرم ہوں ایک پیالہ عطا کر -
ایک علمی دیوان میں جو لکھا ہے "بہار لکھا ہوا ہے - یہ شعر نہیں ہے - مگر سنہ ۱۱۲۲ کے ایک علمی دیوان
میں اور مرد و جلیب و بعد دیوانوں میں موجود ہے -

غزل (۸۲)

۱	زوم این فال گذشت اختر و کار خورشید	روز و سحران شب وقت یار خورشید
۲	عاقبت در قدم باد بہار آخرشید	آن ہمہ ناز و تعجب کہ خزان مینورید
۳	کہ بخورشید رسیدیم و بخار آخرشید	بعد از میں نور بہ آفاق دہیم از دل خورشید
۴	ہمہ رسایہ کیسوی نگار آخرشید	آن پریشانی شبہائی از دم دل
۵	کہ سبھی تو ام اندوہ خسار آخرشید	ساقیا محمد راز و قدرت پرے باد

۶	نخوت باد دمی شوکت رخا آخر شد	شکر ایزد که باقبال کد گوشه گل
۷	قصہ غصہ کہ در دولت یا آخر شد	باورم نیست ز بد عمدی ایام بنوز
۸	گو بروں آئی لگا شب تا آخر شد	صبح سپید که بچنگت پرده غیب
۹	حلل میں عقدہ ہم زوی نگار آخر شد	گرچہ آتشکے کارمن از زلف تو بود

دشمارا چہ نیاورد کے حافظ را
شکر کاں محنت بحد و شمار آخر شد

(۱۰)

(۱۰)

اس غزل میں تسلسل مضمون موجود ہے۔ شرح صدر حاصل ہونے اور انوار معرفت کی سسینہ پر نور چہو پر لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

(۱) ترجمہ۔ بچر کا دلچور فراق یاری کی رات تمام ہوئی۔ میں یہ فال نکالی۔ اختر گذرا اور کام سر انجام ہوا۔
اختر۔ (۱) ستارہ (۲) فال شوگون (۳) ایک فرشتہ کا نام چینیائیں آمین، آمین! کہتا ہوا پھر تاربتا،
اور جو دعا اسکی آمین کے برابر واقع ہوگا۔ وہ مقبول ہو جاتی ہے۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ میں زمانہ بچر کے گزرنے کے متعلق فال نکالی اور دعا کرتا تھا کہ یہ زمانہ جلد گزرا جائے اور
فرشتوں نے اس دعا کو ساتھ آمین کہی چنانچہ فال نیک آمد ہوئی زمانہ بچر فراق گذر گیا اور صل محبوبہ ہوا۔ اگر
اختر کو منی شوگون مبارک کیا جاوے تو یہ مطلب ہوگا۔ کہ میں نے فال نکالی نیک گوں ہوا اور کام سر انجام کو پہنچا۔
(۲) ترجمہ۔ سوہ تمام ناز و نعم جزا اٹھ کر گئی تھی۔ آخر کار باد بہاری کے دموں میں تمام ہو گیا۔

یعنی خزان کی تمام نخوت و عونت کو باد بہاری نے برباد کر دیا۔ حال کلام یہ کہ خزان گئی بہار آئی۔
(۳) ترجمہ۔ اسکو بعد ہم اپنوں کی تمام جہان کو روشن کرینگے کیونکہ ہم خوشی تک پہنچ گئے ہیں اور خبار معلوم ہو گیا۔
یعنی ہم روشنی کو منبع تک پہنچ گئے ہیں۔ تاریکی جاتی رہی ہے اپنے دل کے نور کو اب ہم جہاں کو نورانی کرینگے
(۴) ترجمہ۔ ایسی باتوں کی وہ پریشانی اور دل کا وہ غم۔ تمام معشوق کے گیسو ساتھ میں جاتے رہے۔

یعنی بچر کی راتوں کی پریشانی اور غم و غصہ وصال محبوب کے حال ہونے پر جاتے رہے گیسو باری کو سیاہی اور
درازی میں شب بچران کی شبیہ یا کرتے ہیں اس لئے شب بچران کی پریشانی کو دور کرنے کے لئے
گیسو باری کو مقابل قرار دیا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ آسانی تیری عمر لمبی ہو اور تیرا پیارا شراب پُر ہے۔ کہ تیری کوشش کو ہمارا تکلیف جاتی رہی۔
 ہمارا تکلیف کو دور کرنے کے لئے شراب پی جاتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ شراب پلا کر تو نے ہمیں ہمارا تکلیف سے
 بچا یا ہے۔ خدا تیری عمر دوڑا کرے اور تیرا پیارا ہمیشہ شراب پُر ہے۔

(۶) ترجمہ۔ خدا کا شکر جو کہ بچوں کے گلہ گوشہ کو اقبال سے باوجود خزاں کی خوش اور کانٹے کی شوکت تمام ہوئی۔
 گلہ گوشہ۔ ٹوپی کا کونہ۔ گلہ گوشہ شکتن یعنی فخر کرنا۔ گلہ گوشہ بافتاب رسیدن۔ ٹوپی کا کونہ افتاب
 تک پہنچ جانا عورت چھل ہونا سر بلند ہونا۔ گلہ کوچ کر دن یعنی فخر کرنا۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ بچوں کی کج کلاہی اور شمت کے اقبال سے باوجود خزاں اور خار کی رعوت جاتی رہی۔ یعنی
 بہاری اور موسم خزاں گذر گیا۔ بچوں کا گلہ گوشہ ہوتا ہے۔ لہذا گلہ گوشہ گل۔

(۷) ترجمہ۔ زمانہ کی بیوفائی سے مجھے اب تک یقین نہیں ہے۔ رنج و غم کا قصہ جو وصال یار میں تمام ہوا۔
 یعنی اگرچہ وصال یار ہونے سے رنج و غم دور ہو گئے لیکن زمانہ کی بد عہدی سے ڈرتا ہوں کہ پھر
 وہی حالت نہ ہو جائے۔

(۸) ترجمہ۔ امید کی صبح جو پردہ غیب میں مقیم تھی۔ اسے کہو کہ باہر آئی۔ کیونکہ اندھیری رات کا کام تمام ہوا
 یعنی شب پھر گذر گئی ہے۔ صبح وصال کو کہو کہ پردہ غیب سے باہر آئی۔

(۹) ترجمہ۔ اگرچہ میری پریشان حالی تیری زلفت کی وجہ سے تھی۔ اس عہدہ کا صلہ بھی مشوق کے چہرہ سے ہی ہوا
 یعنی اگرچہ زلف مشوق نے مجھ پریشان حال کیا ہوا تھا۔ لیکن کشائش کار بھی آخر مشوق کے چہرہ سے
 ہی ہوئی۔

(۱۰) ترجمہ۔ اگر کوئی شخص حافظ کو کسی شمار میں نہیں لانا تھا۔ تاہم شکر ہے کہ وہ بے حد و حساب تکلیف ختم ہوئی
 یعنی حافظ کی کوئی توفیق نہ تھی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ وہ پہلی ہی رنج و غم کی حالت اب نہیں رہی

غزل (۸۳)

۱	از سر پیمان گذشت و بر سر پیمانہ شد
۲	باز بہ پیرانہ سر عاشق و دیوانہ شد
	زادہ خلوت نشین و درون بیخندانہ شد
	شاہد عہد شباب آمدہ بودش بنجواب

۳	در پی آن آشنایاں ہم بیگانہ شد۔	منہجہ میگذشت انہرین عقل و دین
۴	چہرہ خندان شمع آفت پروانہ شد	آتش خسار گل خرمین بلبل بسوخت
۵	قطرہ باران ماگو ہر یک دانہ شد	گر نیہ شام و سحر شکر کہ ضائع ہو گشت
۶	حلقہ اوراد ماگر دشس پیمانہ شد	ترکس ساقی بخواند آیت افسونگری
۷	دوش بیکت عمی علی فرزانہ شد	صوفی مجلس کدی جام قحیحی شکست

منزل حافظ کنوں بارگہ کبریاست

(۸)

(۸)

دل بردار رفت جاں بر جانانہ شد

یہ غزل ۱۹۹ اور ۲۰۰ لہجہ کے دو قطعی دیوانوں میں نہیں دیے ممکن ہے۔ الحاقی ہو۔
 (۱) ترجمہ۔ خلوت نشین زہد کل میمانہ میں گیا وعدہ کا خیال بھڑکانا اور پیلالہ کے سر ہوا۔
 پیمانہ مراد پیمانہ تقویٰ اور پیمانہ سمراد پیمانہ شرا ہے۔ پیمانہ پیمانہ میں صنعت تجنیس ہے۔

ایک عمر سے دانشمندی پیمانہ تقویٰ

مرا بہ یاد کیک پیمانہ کردی

(۲) ترجمہ۔ عہد شباب کا معشوق سے نواہت میں آیا تھا۔ پھر اس پر پندرہ سالوں میں عاشق و دیوانہ ہو گیا۔
 بظاہر ایسی زاہد نسلت نشین کا لہجہ ہے۔ در حقیقت اپنے حریف (۱) کو دیکھ کر ہے ہنس۔
 (۳) ترجمہ۔ عقل و دین کا غارت گر منہجہ پاس ہی ہو کر گذرنا اس آشنائے کیلئے تمام دنیا ہی بیگانہ ہو گیا۔
 یعنی اس منہجہ کے عشق میں دنیا و مافیہا ہی بیگانہ ہو گیا۔ آشنائے ہو گیا۔ ہر ایک کا مقابلہ اعلیٰ۔
 (۴) ترجمہ۔ چہل کے خسار کی آگ نے بلبل کے خرمین کو جلا دیا۔ شمع کا خندان چہرہ پر آفت کیلئے آفت ہو گیا۔
 یعنی عشق گل کی آگ نے بلبل کے خرمین ہی کو جلا دیا اور شمع کا خندان چہرہ کیلئے آفت ہو گیا اس شعر کا ہنسون
 بھی گذشتہ اشعار سے مسلسل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس غارت گر عقل و دین نے زاہد کے خرمین تقویٰ کو جلا
 دیا۔ چہل کی سرخی کو آگ سے اور شمع کے جلنے کو خندانہ سرخی سے۔ بیہوشی ہے۔

(۵) ترجمہ۔ سب سے و شام کا روز نامہ شکر ہے کہ ضائع ہو گیا۔ ہمارا قطرہ باران کو ہر یک دانہ ہو گیا۔
 گو ہر یک دانہ۔ وہ موتی جو صدف میں صرف ایک ہو۔ مقابلہ بڑا اور زیادہ آبدار ہوتا ہے۔ دیر تم
 ہی کہتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ ہمارا رونا بیکار نہیں گیا۔ ہمارا قطرہ اشک گوہر کی زبان گیا۔ یا ہمارے گریہ وزاری کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہمیں معشوق کا وصال حاصل ہوا۔ گوہر کی زبان سے مراد معشوق۔

(۶) ترجمہ۔ ساقی کی آنکھ فراموش گری کی آیت پڑھی۔ ہمارا دظائف کا حلقہ گردش پیمانہ ہو گیا یعنی خیم ساقی نے ایسی جا دو گری کی کہ حلقہ زیادہ میں بجائے ورد و دظائف کے جام سے کا دور شروع ہوا حال کلام یہ ہے کہ زاہد نے زہد خشک کی پچھلائی اختیار کیا۔

(۷) ترجمہ۔ محلک کاسوفی جو کل جام و قدح کو توڑنا تھا۔ رات شراب کا ایک گھونٹ پھلند اور دانا گونیا دی۔ گذشتہ دن۔ دو من۔ گذشتہ رات شراب جو بہوشی حاصل ہوتی ہے۔ اہل دل نامہ شریں اور نقل کہتے ہیں۔

دیوانہ ہے دنیا میں جو دیوانہ ہے
عالم ہی ہوتا ہے جو عاقل نہیں ہوتا

مطلب یہ ہے کہ سوفی ایک گھونٹ پی کر حال ہو گیا اور پھر جام و ساغر کا توڑنا چھوڑ دیا اور شراب نوشی شروع کر دی

(۸) ترجمہ۔ ابطال کا مقام کبریائی بارگاہ ہے۔ دل دلاہ کے پاس گیا۔ اور جان جانانہ کی پاس چلی گئی مطلب یہ ہے کہ دل و جان معشوق مطلق کے حوالہ کر کے ابطال کا بارگاہ کبریائی میں پہنچ گیا۔

غزل (۸۴)

۱	نفس برآمد و کام از تو بر نمے آید	۱	فتنا کہ بخت من از خواب بر نمے آید
۲	مگر بروی دل آزار سے یار من در نہ	۲	بہیچ گونہ دیگر کار بر نمے آید
۳	دیں خیال بسر شد در بیغ عمر ستیز	۳	بلای زلفت سیاہت سب بر نمے آید
۴	چنان بجزت خاک در تو سے میرم	۴	کہ آنک ندگیم در نظر بر نمے آید
۵	بے حکایت دل بہت بانسیم سحر	۵	ولی بخت من اشب سحر بر نمے آید
۶	تقدیر بند تر اما بس نمے گیم	۶	دخت کام و مرادم بر نمے آید
۷	مقیم لطف تو شد لب از خوش ہوئی داشت	۷	وزار عریب بلا کش خبر نمے آید

فدای دوست نکریم عموال درینغ
ہمیشہ تیر سحر گاہ من خطا نشدی
۸ کہ کار عشق زما این قدر نے آید
۹ کنوں چہ شد کہ کی کار گر نے آید

(۱۰)

از بسکہ زدل حافظ مرید از ہم کس

(۱۰)

اکنوں ز حلقہ زلفت بدر نمی آید

(۱) ترجمہ - دم نکل گیا (جان گئی) اور عقیدہ تجسس حاصل نہیں ہوتا۔ زیادہ کہ میرا بخت نیندے ہی نہیں جانتا۔

مطلب یہ ہے کہ دم بہرہ اور مدعا حاصل نہیں ہوا۔ افسوس کہ ہماری قسمت اپنی نہیں اس شکر کہ محض خود کو دیکھتے

ز دل بر آدم و کام بر نے آید	۱	ز خود بدر شد مویار در نے آید (مغنی ۱۳۲)
ز دل بر آدم و کام بر نے آید	۲	ز خود بیرون شد مویار در نے آید (مغنی ۱۳۱)
انفس بر آدم و کام از تو بر نے آید	۳	فقال کہ بخت من از خواب بر نے آید (مطبوعہ ۱۳۲)

(۲) ترجمہ - شانہ تیر معشوق کو دل آرا چہرہ ہو (مدعا حاصل ہو جائے) ورنہ اگر کسی طرح مطلب حاصل نہیں ہوتا۔

پہلے مصرع میں "بر آید" محذوف ہے۔ یہ شعر مطبوعہ دیوانوں میں ہے مگر ۱۳۲ ص ۱۱۱ کی ایک نسخہ دیوان میں نہیں۔

(۳) ترجمہ - افسوس کہ عزیز عراسی خیال میں بسر ہو گئی۔ کہ تیری زلفت سیاہ کی بلا ختم نہیں ہوتی

یعنی اسی خیال میں عمر گذر گئی کہ تیری زلفت سیاہ کی بلا ختم ہو مگر ختم نہ ہوئی۔ یا اس طرح سمجھتے کہ عراسی خیال میں گذر گئی۔ مگر تیری زلفت سیاہ کی بلا ختم نہ ہوئی۔

بعض قلمی لوگوں میں پہلے مصرع میں "بجا عزیز" "بہنوز" ہے مطلب ہوگا کہ اسی خیال میں عمر گذر گئی مگر اب تک تیری زلفت سیاہ کی بلا ختم نہ ہوئی۔ پہلا مصرعہ خواجہ صاحب شیخ سحر علی رحمتی لیا ہے

دریں امید بسر شد درینغ عور عزیز
کہ آنچہ در دم ہست از دم فراز آید (سعدی)

(۴) ترجمہ - میں تیری درد و داؤد کی کمی کی حسرت میں اس طرح مرا جاتا ہوں کہ آب حیات بھی میری نظروں میں نہیں جھپٹتا۔

یعنی تیرے درد و آرزو کی خاک بڑی کی چھو اتنی آرزو ہی جتنی آب حیات کی نہیں۔ تیری درد و داؤد کی کمی ہی میرے لئے

آب حیات ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ میں اس آب حیات کے لئے مر رہا ہوں۔ مگر نہیں ملتا۔ خاک آب اور میرا

و آب حیات کا مقابلا لطیف ہے۔

ایک غلی دیوان میں یہ شعر اس طرح ہے۔

اصبا چشم من از ناخت خاک کے از کوئت	کہ آب زندگیم در نظر نمی آید
------------------------------------	-----------------------------

اس صورت میں چشم و نظر اور خاک و آب کا مقابلہ لطیف تر ہے۔

(۵) ترجمہ۔ دل کی بہت سی باتیں نسیمِ حرمی کو کہنی م ہیں۔ لیکن میری بے قسمتی تو آج رات صبح ہی نہیں ہوتی۔

ہجر کی رات ہی خواجہ صاحب دردِ دل کے کسی تھکے نسیمِ حرمی کے ذریعہ مشوق تک پہنچا ناچاہتا ہوں۔ مگر نسیم کہاں تو گئے نسیم ہی نہیں ہوتی۔ (ظاہر ہے کہ ہجر کی رات بہت لمبی معلوم ہوتی ہے)

(۶) ترجمہ۔ جب تک تیری بلند قد کو میں نفل نہیں مانتا۔ سیر مقصود اور مراد کا درخت بار آور نہیں ہوتا یعنی جب تک تجوہ ہم آغوش نہیں ہو گیا۔ نامراد رہو گا۔ تیرا در تیر میں صنعتِ سفینس تام ہو۔ قد بلند اور درخت کی رعایت ظاہر۔

یہ شعرا و شعراء (۱۹۹۰ء اور ۱۳۲۲ھ) کو غلی دیوانوں اور (۱۳۲۲ھ) کو انیسویں صدی (مجمعی) دیوان میں نہیں ہے۔

(۷) ترجمہ۔ دل تیری زلف میں مقیم ہو گیا کہ اچھی رزور کہتا تھا۔ اور اب اس بلاکش غزلِ طین کی کوئی خبر ہی نہیں آتی۔

مطلب یہ ہے کہ دل تیری آرزو میں ازوین کو چھوڑ کر (یعنی میرے پہلو سے نکل کر) تیری زلف میں جا چھینا اور اب اس کی کوئی خبر ہی وہاں سے نہیں آتی۔ دیکھو شعر گدشتہ

(۸) ترجمہ۔ ہمیں علم و مال کو دوست پر قربان نہ کیا۔ افسوس کہ ہم سے عشق کا اتنا کام بھی نہیں ہو سکتا۔

ذوقِ عمل۔ جدوجہد اور سعی و طلب کے میدان میں سب سے بڑا اور سب سے مشکل کار نامہ ایشیا ہے۔ خواجہ صاحب کی الو العزمی اور انکا استقلال دیکھ ہی کہ طلب مقصود میں جان و مال قربان کرنے کو ایک معمولی چیز اور ایک کمینہ بازی خیال کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ افسوس ہم سے ایشیا بھی نہیں ہو سکا کہ راہ طلب میں جان و مال قربان کر دیں۔

سو واقعا عشق میں شیریں ہو کو کہن	بازی اگر چہ ہے نہ سکا سر تو کھوسکا
کس منہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشق باز	آدو سیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

(۹) ترجمہ۔ میرا سحر کا تیر کبھی خطا نہیں ہوتا تھا۔ اب کیا ہو گیا کہ ایک بھی کارگر نہیں ہوتا۔

یعنی میرے نالہ نائی سحر اسے اثر ہو گئے۔

(۱۰) ترجمہ۔ حافظہ کا دل کشہ رنگ کی سی بھاگتا تھا۔ اب تیری زلف کو حلقہ سے باہر نہیں آتا۔

یعنے حافظ کا دل جو کسی شخص کے قابو میں نہیں آتا تھا۔ اب تیری زلفوں میں ایسا اسیر ہوا ہے کہ باہر بھی نہیں آسکتا۔ مولانا حالی نے دیباچہ مسدس میں سرسید احمد کے متعلق یہ شعر لکھا ہے

آن دل کہ دم نمود از خو برد جو اناں | دیر نینہ سال سپر بردش بیک جگاہ

غزل (۸۵)

(۴۸)

۱	سالہ اول طلب جام جم از ما می کرد	۱	آنچہ خود داشت ز بیگانہ تمنا می کرد
۲	گوہری کرد صدف کون مکان بیرون بود	۲	طلد آن گمشدگان لب دیا می کرد
۳	مشکل خویش بر پیر یغان بردم دوش	۳	کاوتبائید نظر حل معما می کرد
۴	بیدی در ہمہ احوال خدا با او بود	۴	اوفنیدیدش از دور خدا را می کرد
۵	دیش خرم و خندان قرح بادہ بدست	۵	داندر آن آئینہ ضد گونہ تماشا می کرد
۶	گھنم ابر جام جهان میں تو کی داد سکیم	۶	گفت آن در گلین گنبد میں می کرد
۷	آن ہمہ شجہ ہا عقل کہ می کرد آن جا	۷	سامری پیش عصا دید بیضا می کرد
۸	گفت آن یار کرد گشت سردار بلند	۸	جزش آن بود کہ اسرار بویا می کرد
۹	فیض روح القدس از باز مدد فرماید	۹	دیگران ہم بگفتند آنچہ میا می کرد

گفتش سلسلہ زلف بتان انی نصیت

(۱۰)

(۱۱)

گفت حافظ کلمہ از شب بیدا می کرد

مولانا شبلی نعمانی مرحوم نے خواجہ صاحب کی اس غزل پر ایک غزل کہی ہے اور نہایت اچھی لکھی ہے اس کا مطلع

صوفی آن تر حقیقت کہ ہویدا می کرد | ہر حدیثے کہ بہا کرد ہم ازنا می کرد

(۱) ترجمہ۔ برسوں ل جام جم ہم طلب کرتا رہا۔ جو کچھ خود اسکی پاس موجود تھا غیر سوا گنتا رہا۔

آنچہ دست ز بیت الحرم و مسجد ویر | باخوش بود دم و آچہ بجا می کرد (دستاویز)

سیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

عمر باری در پئے معصود سبیاں کر دیم

دوست دوزخا نہ نہیں کر دیاں کر دیم

(۲) ترجمہ - وہ موتی جو کون و مکان کی حدت باہر تھا۔ لب دریا کے گمشدگان سے طلب کرتا رہا۔

ان دونوں شعروں میں تسلسل مضمون ہے۔ جام جم جمی مراد شراب عشق۔

گوہر سے مراد گوہر معرفت۔ گمشدگان لب دریا سے مراد خواجہ صاحب یا انسان۔ آدمی کو گمشدہ لب یا اسو اسلو کہا ہے کہ انسان دریا معرفت کے کنارے پہنچے۔ اور وہاں بھی وہ گمشدہ ہے۔ اپنی حقیقت کی بھی خبر نہیں بخانق عالیہ کی طرح آشنا ہو سکتا ہے حضرت آدم علیہ السلام روضہ بہشت کو چھوڑ کر خرابات دنیا میں آ گیا اور یہ معرفت کی نکل سال پر آئی اور وہاں بھی ایسے آئے کہ اپنی حقیقت کی معرفت کی بھی بے بہرہ۔ البتہ ان کا دل جس کے گدگاہ جلیل آباد جلوہ گاہ انوار الہیہ کہا گیا ہے۔ ایک ایسی چیز ہے جس میں فہم معرفت کی کوشش اب تک کچھ موجود ہے۔ اور وہاں ہی آدمی ذات رب اللہ باری کے معارف کا کچھ پتہ لگا سکتا ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ دل جم جمی شراب عشق کی تشکر کرتا تھا اور ہمارے ذریعہ ذوق عشق الہی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ مگر تم خود انصاف سے بے بہرہ تھے۔ جو کچھ تعادل کے اندر ہی موجود تھا۔ دل کو اپنی حقیقت اور عظمت کا علم نہ تھا۔ حقایق و معارف کا فزائے خود کسی اندر موجود تھا۔ افسار سے بیفائدہ طلب کرتا رہا۔ معرفت کا موتی جو زمین و آسمان کی حدت (سبب) میں اور کائنات کے سمندر میں بھی موجود نہ تھا ہم سالن ریا گمشدگان ہی مانگتا تھا۔ حالانکہ وہ موتی خود کسی پاس موجود تھا جس نزل کا پرتو جو زمین و آسمان میں بھی نہیں پاسکتا تھا خود انسان کی دل کے اندر ہے۔

پر تو حسنت گنج دوزمین دستار

در حرم سینہ حیرانم کہ چون جا کر دہ

ان دونوں شعروں میں خواجہ صاحب نے انسان کو دل کی عظمت اور وسعت کا بیان کیا ہے۔ مرنے والے بقا اور تبدیل فرمانے

خیال نا محرم گرمیاں دو اند ماہ اکوہ و محمد

چہ سازد آواز دہر دل کہ نہ بدیر و حرم نغمہ سرد

نیاڑنے اسی مضمون پر لکھا ہے اور خواجہ صاحب کی غزل پر فریاد لکھی ہے

دل ما آنچیز اختیار نسا میکرد

شب در آئین خود صاف فدا نسا میکرد

بحرم حرم و دیرد کاسیا و کشت

ہر کہے جیت ترا و چہ بجا میکرد

عین ریاست جام بنگاہ تحقیق

ورنہ این قطرہ چرا شورش مہیا میکرد

حدیث مذکور کی طرف اشارہ ہے۔ لایسغی ارض و کاسماہی و لکن یسغی قلب عبیدی المومن

میں نہ اپنی زمین میں سہا سکا۔ نہ اپنی آسمان میں۔ مگر اپنے مومن بندہ کے دل میں سما گیا
مولانا روم فرماتے ہیں

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است در زمین و آسمان و عرش نیز در دل مومن گنجیم اسے عجب	من نہ گنجیم بہج در بلاد من گنجیم این بقیں دال اعزز گر مرا جوی دلں دلمنا طلب
--	--

(۳) ترجمہ۔ میں اپنی مشکل کل پر مغناں کو پاس لیگیا۔ کیونکہ وہ نظر کی مدد سے معمول مکمل کرتا تھا
یعنی میرے دل میں چونکہ کوک در جو مشکلات تھیں۔ وہ میں پر مغناں کی خدمت میں عرض کیں۔ کیونکہ وہ ان
مشکلوں کو ایک نظر سے حل کر دیتا تھا۔ ظاہر ہے کہ اولیاء کی حقیقت و معرفت طالب کی طرف ایک نظر دیکھنے
سی اس کو دل کی تمام مشکلات کو دور کر سکتے ہیں اور اس کو تمام شکوک رفع کر سکتے ہیں۔

(۴) ترجمہ۔ ایک بیدل کہ ہر حال میں خدا اس کو ساتھ تھا۔ وہ اس کو نہیں دیکھتا تھا اور دور سے خدا را کرتا تھا
یعنی اکثر قلمی دیوانوں میں نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا ہر حال میں عائن کر ساتھ ہوتا ہے۔ حالانکہ عاشق
خدا کو نہیں دیکھتا اور دور سے ہی پکارتا رہتا ہے کہ خدا را مددے!

دوست نزدیکتر زمن بہ من است چکنم با کہ تو اں گفت کہ او	وین عجب تر کہ من از کے دورم در کنار من د من مہجو رم
--	--

(۵) ترجمہ۔ میں اسے دیکھا کہ خرم و خندان ہے اور شراب پیالہ ہاتھ میں ہے اس میں نہ سونے کی نظر دیکھتا تھا۔
دیش میں ضمیر شین رابع بسوی پر مغناں (شعر ۲) مطلب یہ ہے کہ میں پر مغناں کو دیکھا کہ خوش و خرم ہے
اور شراب پیالہ ہاتھ میں ہے اور اس پیالہ میں ہر طرح کے نظارے دیکھ رہا ہے۔ قدر بادہ سے مراد شراب عشق کا پیالہ
یعنی پر مغناں کا دل ضمیر روشن۔ حال کلام یہ ہے کہ پر مغناں جب کا دل شراب عشق کا ایک پیالہ تھا۔ اپنی دل
میں حقایق و معارف کے کئی نظارے دیکھ رہا تھا۔

(۶) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ یہ جام جہاں میں تجہ کو مکیم نے کب دیا۔ کہا آئندہ جیکہ وہ اس گیند مینا کو بنا تا تھا۔
میں نے پر مغناں سے پوچھا کہ تو آئندہ دل میں ہر طرح کے نظارے دیکھ رہا ہے حکیم مطلق (خدا) نے یہ جام
جہاں نما (ضمیر روشن) تجہ کو کب عطا کیا ہے۔ جواب یہ کہ آفرینش کائنات کو وقت سے گیند مینا سے مراد آسمان
مطلب یہ ہے کہ اولیاء علیہم السلام کے دل روز اول سے ہی انوار معرفت سے روشن ہوتے ہیں۔

مولانا دوم فرماتی ہیں

ان کی کو مطلع متناہیاست باتو دیوارست با ایشان درآ پرایشانند کاین عالم نبود پیش ازین تن عمر با بگذر آسند	بہر عارف فحمت الواہیاست باتو سنگ و طبع عزیزان گوہرست جان ایشان بود در دریائے جود پیشتر از کشت بر بر داشتند
--	---

مولانا بجز ان علوم علیہ صحت فرماتے ہیں کہ جو کچھ مولانا دوم نے لکھا ہے مطلقاً بیرون کے متعلق صحیح نہیں ہو سکتا۔ بلکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان احکام کے مصداق ہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ خواجہ حافظ کو ان شعروں میں پیر سے مراد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ کیونکہ آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنی و نبی بود در ہر مریطن قبل وجود این عالم بگذر عالم

(۱۶) ترجمہ۔ وہ تمام تشبیہ جو عقل اس جگہ کرتی تھی۔ سامری عصا اور ید بیضا کے سامنے کرتا تھا۔

سامری۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت کا ایک مشہور ساحر تھیں۔ بعض حالات کے لئے بھیجو

شعر ۲۰۔ عصا۔ ید بیضا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دو معجزے۔ اَلْاَلْفِ اَعْصَاہُ

فَاِذَا هِیَ تَعْبَانُ مُبِیْنًا ۝ وَ تَزْجَحُ مِیْدَہُ فَاِذَا هِیَ بِنِصْاۃٍ لِلْمُظْہِرِیْنَ ۝ (الشعرا)

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر گرایا اور وہ ناگہان ایک ظاہرہ آشکارا اڑنا ہو گیا۔ پھر

انہوں نے اپنا ہاتھ باہر نکالا پس وہ ناگہان سفید تھا بھینو والوں کو لہو حضرت موسیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو کشتا

یہ معجزے دکھا کر عصا اڑنا ہو گیا پھر فرعون ڈر گیا اور لوگ بھاگ گئے اس فرعون کے لئے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ

علیہ السلام نے اپنا گندم گوں ہاتھ فرعون کو دکھا کر گریبان کا اندر کر لیا اور پھر جب باہر نکالا۔ تو ہاتھ بھی کی طرح خشک

اور سفید تھا کہتے ہیں کہ ان کا ہاتھ کی شعاعیں سورج کی کرنوں کی طرح نکلیں جو خیرہ کر دیتی تھیں۔ فرعون نے اس

ساتھ جھیل بلو اے تو ساحروں کی سیال و عصا تاجوف پر سیما تیار کر کے زمین پر ڈالے جو صورت آفتاب

کی حرکت کرنے لگا اور سانپ کھائی دئی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر ڈالا۔ جو اڑنا ہو

کر سب انہوں کو کھا گیا۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ عقل کی جا دو گری عشق کے معجزوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ عشق کو ساتھ علم

لدنی کی تائید ہوتی ہے عقل کا صرف فلسفہ پر اعتماد ہے اس لئے عشق کو مقابلہ میں عقل ہی طرحت اکام رہتی ہے جو طرحت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے سامنے سامری کی جادوگری۔

خوش باش کہ عشق عافیت سوز	برشکیر عقتل گشت میسوز
دیر مرض عشق بے مجاہد	عاجز شدہ عقل حیدر اندوز

(۸) ترجمہ۔ اس کا کہ وہ دست جس کی سولہ کا سراؤنچا ہوا۔ اسکا جرم یہ تھا کہ اسرار کو ظاہر کیا۔
یعنی پر مغالہ کہا کہ منصور جہاد کو اسلئے سولی دی گئی کہ اسنے راز کا افشا کیا۔ منصور کا انا الحق کہنا گویا
اکین کا بن نظر راز کا افشا تھا۔

دہی گئی منصور کو سولی ادیکے ترک پر	تھا انا الحق حق بلکہ حق گستاخانہ تھا
------------------------------------	--------------------------------------

(۹) ترجمہ۔ روح القدس کو فیض الکریم دہ د فرمائی۔ تو ادر لوگ بھی وہ بات کہہ سکتے ہیں۔ جو سچا کرتا تھا۔
روح القدس۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام۔ سورہ مریم میں ہے۔ قَدْ سَلَّمْنَا إِلَيْكُمْ آدُ وَحْمَدًا پس
بوجہ ہمنے اسکی طرف اپنا روح (اس روح سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام یا روح القدس ہے۔ خدا تعالیٰ
نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تشریف فرمائیگی سے باعث روح کی اضافت اپنی مقدسات تک کی اور اپنا روح کہا
کہتے ہیں کہ جبرائیل نے مریم کے نزدیکی کر انکی آستیں۔ گر جہاں یاد ہاں میں پھونکا اور وہ حاملہ ہو گئیں
چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ اگر تائید غیبی اور فضل خدا شامل حال ہو۔ تو ہر ایک آدمی کو کام کر سکتا ہے۔ جو حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کیا کرتے تھے۔ یعنی مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ اس شعر میں خواجہ صاحب نے ایک
نہایت حوصلہ بخش اور امید افزا اصول کی تلقین کی ہے۔ حقیقت میں انسان کو بڑے سے بڑے کام کے
سراجام دینے سے بھی کہی امید نہیں ہونا چاہئے۔ انگریزی میں ایک قول ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ "جو کام ایک
شخص نے کیا ہے۔ وہ کام دوسرا آدمی بھی کر سکتا ہے۔"

اگر حجاب از جہان باہر خاستے	گفت ہر جانے مسیح آساتے
-----------------------------	------------------------

(۱۰) ترجمہ۔ میں نے اس کو پوچھا کہ تو جانتا ہے کہ مشوقوں کی زلف کا سلسلہ کیا چیز ہے تو اس نے کہا کہ
حافظ شب یلدا کی شکایت کرتا تھا۔

شب یلدا۔ اندھیری لمبی رات تحقیق کے لئے دیکھو شعر د ۲۶

زلف مشوق کو بوجہ سیاہی اور طوالت کے شب یلدا اور شب بھراں کی تشبیہ دیا کرتے ہیں

خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے جب پیرمغان کو پوچھا کہ زلفِ معشوق کا سلسلہ کیا چیز ہے اور یہ زنجیر کس کام آتی ہے تو اس نے جواب دیا کہ چونکہ عاشق شبِ بھری تاریکی اور طوالت کی شکایت کیا کرتے ہیں لہذا زلف کی سنہریل نکوزلف کی زنجیر میں گرفتار کیا جاتا ہے۔ کہ دیکھو یہ شبِ بھری سے بھی زیادہ طویل اور تاریک ہے

غزل

۱	روشنی میکدہ از دریں دعایا بود	۱	سالہاد فترتا در گرد صہبسا بود
۲	ہر چہ کر دیم جہشتم کرمش زینا بود	۲	نینکی پیرمغان بین کہ جو ما بد متاں
۳	واندراں دائرہ گمشدہ پابرجا بود	۳	دل چو پرگار ہر سو دورانی میکرد
۴	بیرسم سایہ آل سرو سہی بالا بود	۴	مئی گھٹم ز ظرب آنکہ چو گل بر لب جو
۵	انصت بخت ندادار نہ حکایتما بود	۵	پیر گل رنگ من اندر حق ازرق پوشاں
۶	کہ فلک دیدم و در قصد دل دانا بود	۶	دفتر دانش ما جملہ بشوید بہ می
۷	کہ حکیمان جہان را حشرہ خون پالا بود	۷	مطرب اندر محبت غزلی می پرداخت

قلب ندودہ حافظ برا در خرج نشد

۱) کہ معال بہم عیب نہاں بنیا بود

(۱) ترجمہ۔ ہمارا دفتر برسوں شراب لگو کر کہن رہا شراب نہ کی رونق ہمارا درس دعا سے ہوتی تھی۔

دفتر۔ حساب کی کتاب کو مجموعہ حساب کی کتاب۔ مطلق کتاب۔ صہبسا۔ بفتح شراب انگریزی شراب۔ مائل بہ فرخی۔ صہبسا موث اصہب۔ اصہب صفت مشبہ از صہبوت۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ ہم برسوں تک تمہیں میکدہ لہی اور ہمارا درس و تدریس اور نماز و نیاز سے میکدہ میں رونق رہی اور ہمارا دفتر یا ہمارا اعمال نامہ رہن شراب رہا۔

(۲) ترجمہ۔ پیرمغان کی نینکی دیکھ کہ ہم صہبسا بستوں نے جو کہہ کیا اسکی چشم عنایت میں زینا نظر آیا مطلب یہ ہے کہ ہم بستوں نے ہزاروں قصور کئے۔ سینکڑوں گناہ ہم سے سرزد ہوئے۔ لیکن پیرمغان

کی عیب پختی اور عنایت دیکھو کہ ہمارے تمام فعل اسکو زیبا نظر آتے۔

(۳) ترجمہ۔ دل پر کار کا طرح ہر طرف گردش کرتا تھا۔ اور اس رُزہ میں گزشتہ تھا دیکھیں یا برابر جاتا تھا۔

دورانِ - دورانی - بفتحات ثلاثہ - یعنی بفتح اول ثانی و ثالث یعنی گردش فلک - گردش - جو لفظ مصادر میں ہے اس وزن پر ہوگا۔ اور اس میں معنی حرکت و انتقال بھی ہوگا۔ وہ ہمیشہ بفتحات ثلاثہ پر با بائیکہ یا شکارا دوران - جریاں - طیراں - سیلان - حیران - فیضان - میلان - خفقان - حیوان - جولان - وغیرہ لیکن فارسی استعمال میں اکثر ان لفظوں کو بفتح ثانی پڑھتے ہیں۔ مثلاً دوران - حیوان - فیضان وغیرہ وغیرہ

• مطلب یہ ہے کہ اگرچہ دل و اذکار کا نشات یعنی عالم کثرت میں ہر طرف پھرتا ہے۔ لیکن پرکار کی طرح اسکا ایک پاؤں مرکز پر قائم ہے اور باوجود اذکار کثرت میں سرگراں ہونے کے مرکز وحدت پر قائم ہے۔

اچھو پرکاریم یک پاؤں شریعت مستقیم | پائے دیگر سب مقننار و دولت میکند

بعض دیوانوں میں "دورانی میکرد" کی بجائے "بمگراں میگرد" ہے۔

(۴) ترجمہ۔ میں خوشی ہی دکھلا چکا تھا کہ بھول کی طرح لب جو پر - میر میر پائس سر وہی قد کا سایہ تھا جس طرح بھول لب جو پر سر کے ساتھ کے نیچے ٹھکتے ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہنر کے کنارہ پر عاشق کا دل بھی قامتِ بانا معشوق کے ساتھ میں ٹھکتے ہوتا ہے۔

خواجہ صاحب ان پناشعور میں ناشق حق کی ایک خاص حالت طرب و قرب کا بیان فرمایا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ میرے بھول کا رنگ دلیر نے ازرق پوشنے کے حق میں بحث کی اجازت نہ دی۔ ورنہ کئی حکایتیں (قابل بیان) تھیں۔

ازرق - نیلگوں کی بونہی رنگ۔ ازرق پوشش - نیلگوں کی بونہی پہننے والا فقیرانہ لباس الا فقیر یہاں مراد یا کار فقیر۔

مطلب یہ ہے کہ ہمارے گلو و پیر نے ریا کار زاہد و نیکو برخلاف ہمیں کچھ کہنے کی اجازت ہی نہ دی ورنہ انکے متعلق کئی حکایتیں بیان کرنے کے قابل تھیں۔

بعض شاعرین نے ازرق پوش سے مراد عاشق زندہ مشرب لی ہے۔ اس صورت میں شعر کا مطلب یہ ہوگا کہ پیرمناں اپنے بادہ نوش کو گفتگو کی اجازت ہی نہ دی ورنہ کئی راز نامتے ہفتہ ان کر سنی میں

سورہ عثمان میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ یعنی خدا جانتا ہے اس چکر کو جو سینوں میں ہے۔
 سورہ فاطر میں ہے۔ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ یعنی تحقیق وہ جانتا ہے اس چکر کو جو سینوں میں ہے۔
 سورہ تغابن میں ہے۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَعِيْرٌۭ۟ یعنی خدا کو چکر تم کرتے ہو اسے دیکھتا ہے۔ حال کلام
 یہ کہ خدا ہر ایک چیز اور ہر ایک فعل کی حقیقت کو جانتا ہے اس لیے اس کو سائنس و عبادت ربانی اور زہد ظاہری کو پکام نہیں کرتی

غزل (۸۷)

۱	وہیں بچٹ با تلالہ غسالہ میرود	ساتی حدیث سرگولہ لالہ می رود
۲	کار اینان صنعت مولا لہ رود	مئی ہ کہ نوع و حسن حدیث نیت
۳	زین قند پارسی کہ بہ بیگالہ میرود	شکر شکر شکر ند بہ طوطیاں ہند
۴	کای فضل یک شہدہ یک سالہ میرود	طی مکان بدین زمان سلوک شعر
۵	وز زلالہ بادہ در قیج لالہ میرود	باد بہار می زرد از بوستان شاہ
۶	کش کارواں سحر مدینالہ میرود	آن چشم جاودانہ عابد فریت بین
۷	از شرم روی و عرق ز زلالہ میرود	خوی کردہ می خرامد عارض سخن
۸	مکارہ می نشیند و محالہ میرود	ایمن مشور عشوہ دنیا کہ این عجز
۹	موسی بہشت از پی گو سالہ میرود	چوں سامری مباحث کہ زرد او اتر

حافظ ز شوق مجلس غیاث الدین

(۱۰)

(۱۱)

خاشاک مشوکہ کار تو از نالہ میرود

یہ غزل خواجہ صاحب سلطان غیاث الدین بن سلطان سکنہ رفرمان روڈ کمالہ کو لکھا ہے جسے سنی کہتے ہیں کہ سلطان غیاث الدین ایک دفعہ بیمار ہوا۔ بیماری میں سن اپنی تین نوٹڈیوں کو جن میں ہر ایک کا نام سرد و سرد کا لکھا اور تیسری کا لالہ تھا اور جن سے اس کو نہایت محبت تھی خدمت غسل بہرہ دیا۔ بیماری کے ایام میں وہ اسی ہنالتی رہیں۔ جب سلطان صحت یاب ہوا ان سے پیش از پیش محبت کرنے لگا جس پر وہ بہت مغرور ہو گئیں۔

تھے کہ اہل حرم کو بھی سخت فردوسی کرنے لگیں۔ اہل حرم طنزاً انکو غسال کہتی تھیں۔ ٹونڈیوں نے اس امر کی سلطان پر شکایت کی سلطان نے فی البدیہہ کہا۔ ع۔

ساتی حدیث سروگل ولالہ میسرور

ہر چند بادشاہ و کوشش کی دوسرے مصرعہ موزون نہ ہوا۔ شعر آدر بار بھی ناکام رہی سلطان نے یہ مصرعہ خواجہ صاحبک پاس پیش کیا۔ خواجہ صاحبک اس پر یہ غزل لکھی۔
 دو ستر صد عین زمانہ غزل کو زینت کیا، تو درست ہو (خواجہ صاحبک کی کرامت سمجھنا چاہئے۔ زیادہ تفصیل کیلئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۲۰۔ ۲۵۔ سو انصہری۔)

(۱) ترجمہ۔ ساتی سروگل اور لالہ کی گفتگو ہوتی ہے اور یہ کجٹ تھلا تہ غسال کہ ساتھ ہو رہی ہے۔
 سروگل ولالہ۔ کے متعلق دیکھو تہیدی نوٹ غزل ہذا۔ تھلا تہ غسال۔ (تین تھلا تہ والیاں) شراب کے تین پیالے جو علی الصباح پئے جاتے ہیں۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک غم کو دھو تاہی دوسرا کثافت بدنی کو دور کرتا ہے اور تیسرا کدورت بشریات کو زایل کرتا ہے۔ نیز دیکھو تہیدی نوٹ غزل ہذا۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ موسم بہار کے سروگل لالہ کی باتیں ہو رہی ہیں اور اس گفتگو کا ساتھ تھلا تہ غسال کا دور بھی جاری ہے۔

(۲) ترجمہ۔ شراب و کباب کی تہی دلہن کا حسن حد کمال پر پہنچ گیا ہے۔ اس وقت کام ولالہ کی صنعت سے چلتا ہے۔
 نوغروس چمن سے مراد چمن بحالتِ نو بہار۔ خواجہ صاحب نے نوغروس چمن کو کام براری کیلئے ولالہ کی ضرورت بتائی ہے۔ شراب کے بغیر بہار کا لطف اور حظ نصیب نہیں ہو سکتا۔

(۳) ترجمہ۔ ہندوستان کی تمام طوطیاں شکر خود ہو چکی ہیں۔ اس نر سی تند سے جو بنگال جا رہا ہے۔
 یعنی جب یہ غزل بنگال پہنچے گی تو اسکی شیرینی فصاحت اور بلاغت سے ہندوستان کے سخن فہم محظوظ ہوں گے۔

(۴) ترجمہ۔ سلوک شعر میں طمسافت اور وقت کو دیکھ کر یہ ایک بات کا لڑا کا ایک سال کی راہ پر معیار ہے۔
 طویل میکشبت سے مراد غزل ہذا جو غالباً خواجہ صاحب نے ایک ہی رات میں لکھی ہو گئی ہے۔ یہ کہتا ہے کہ میرا شیرازہ بنگال کی درمیانی مسافت جو ان دنوں ایک سال کا راستہ ہو گا۔ طلب یہ ہے کہ شعر و شاعری کا مسلک بھی عیب ہے کہ اتنی تھوڑی عمر کا لڑکا اتنی بڑی مسافت کو طر کرنے لگا ہے۔ یعنی کلام کی اشاعت دیکھو کہ یہ غزل جو صرف ایک بات کے فکر کا نتیجہ ہے کتنی دور جا رہی ہے۔ خواجہ صاحب کلام الہی اپنی زندگی میں ہی تھوڑے عرصہ کو اندر لاندہ جا رہے نظر سے ہونے لگے۔ اور انکی خزلیں بڑی بڑی مسافیں طر کر کے دور دور پہنچیں۔

(۵) ترجمہ۔ بادشاہ کو باغ کی طیرت باد بہا چلتی ہو اور بارش (یا شبنم) کی قطرے سے لالہ کی پیا میں شراب گرتی ہو
 ژالہ نغزی تحقیق کے لئے دیکھو شعر پ

گل لالیں بارش یا شبنم کی قطرے لالہ کی سرخی کی وجہ سے سرخ معلوم ہوتی ہیں گو یا پیا میں شراب پڑی ہو یہ مطلب یہ ہے
 کہ باد بہا ہی چل رہی ہو اور گل لالہ میں بارش کے قطرے اس طرح معلوم ہوتے ہیں جیسے پیا میں شراب سے سلطان
 بنگالہ نے خواجہ صاحب کی طرف بطور انعام اور زاد راہ وغیرہ کے لئی بہت سا روپیہ بھیجا تھا غالباً
 اس شعر میں اس ندام دار کام کا شکریہ بھی ہے۔ کیونکہ فرماتے ہیں کہ باد بہا ہی بادشاہ کو باغ کی طیرت چلتی ہے
 (۶) ترجمہ۔ اس جادوگر اور عابد فریاد کھ کو دیکھو۔ جسکو پچھے پچھے جادو کا قافلہ چلتا ہے۔

عابد فریب۔ عابدوں کو فریب نیا الی یعنی وہ آنکھ جو زاہد کو بھی فریب دے کرے۔

آنکھیں تھمتہ دوراں کہ گنگا رکریں	گال وہ صبح دیشال کہ ملک پیار کریں (اکبر)
----------------------------------	--

مطلب یہ ہے کہ اس عابد فریب جادوگر آنکھ کو ساتھ جادو کے قافلے چلتی ہیں یعنی از حد جادو گرسے۔ اسی مضمون
 کے لئے دیکھو شعر دیکھو

قیاس کروم از ان چشم جادو اندہ مست ہزار ساہ چوں سامریش در گلہ بود

(۷) ترجمہ۔ سپینہ میں تر وہ ہلکتا ہے اور سپینی کو زخار پڑے اس کے چہرہ کو (دشک) شرم کی شبنم کا پسینہ آتا
 ژالہ نغزی تحقیق کے لئے دیکھو شعر پ

مطلب یہ ہے کہ عارض من پر شبنم کے قطرے پڑے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ میری معشوق کے عارض پر سپینہ
 کے قطرے دیکھ کر بوجہ رشک اور شرم کے چینی کی کولپسینہ آگیا ہے گو یا عارض معشوق پر سپینہ کے قطرے
 عارض من پر شبنم کے قطرے کی زیادہ خوشنما ہیں۔

ژالہ بر لالہ فرد آمدہ ہنگام سحر	سوی	راست چوں عارض گلگون عرق کردہ یار
---------------------------------	-----	----------------------------------

(۸) ترجمہ۔ دنیا کی معشوقہ گری سے بیکہ نہ ہو کہ یہ بڑھیا۔ مگر کرتی ہوئی ہستی ہے اور حیلہ کرتی ہوئی چلتی ہے۔
 محالہ۔ نزن حیلہ گری مکار عورت۔

مطلب یہ ہے کہ مجوزہ دنیا چلتے بیٹھے حیلہ گری اور مکاری کرتی ہے اسکو فریب سے بچنا چاہیو۔ اسی مضمون کے
 لئے دیکھو شعر پ

نفس نادیا اور بیوقوفی سے۔ سوئی انکو چوڑ دیا اور گوسا کو بچو گیا۔

سامری - موسی - اور گوسالہ کے لئے دیکھو شعر د ۲۲ -

(۱۰) ترجمہ - حافظ سلطان غیاث الدین کی مجلس کے شوق میں - چپ نہ ہو - کیونکہ تیری کام براری مال سے ہوتی ہے -
یعنی لے حافظ سلطان کی مجلس میں پہنچنے کے شوق میں لہ دزاری کئے جا - خاموش ہو - اسی لہ دزاری کے
تیرا مقصد حاصل ہوگا - خواجہ صاحب ہیراز چھوڑ کر گیا لہ دزاری کا تو نہ سکے - مگر دربار سلطان میں بار بار یہاں نے
کے شوق کا اظہار کر دیا

غزل (۸)

۱	ہمد گل نمیشود یاد سمن نہیں کند	۱	سرو چنان بن چرمیں نہیں کند
۲	ازاں سفرد از خود یاد وطن نہیں کند	۲	تادل ہرزہ گردن رفت بچین لافا
۳	گوشہ کشیدت از ان گوش نہیں کند	۳	پیش کمان بربیت لایبہ یکیم ولے
۴	دہ کر دلچہ یاد آں عہد شکن نہیں کند	۴	چول نسیم پیشو و زلف بنفشہ پر شکن
۵	اگر گذر تو خاک رشک ختن نہیں کند	۵	باہر عطر دمنت آیدم از صبا عجب
۶	کیست کہ تیرن چچام می جلد میں نہیں کند	۶	ساقی سیم ساق من اگر ہمہ زہر میدہد
۷	جان ہوا گوی تو فکر چین نہیں کند	۷	دل بامید وصل تو ہم جان نمیشود
۸	گفت کہ ایسا کوچ گوش نہیں کند	۸	دی گلہ زطرہ اشش کردم و از سر فوس
۹	بید و رشک من در عدن نہیں کند	۹	دشمن جفا مکن آب خم کہ فیض لہ بر
۱۰	خاک بنفشہ اررا مشک ختن نہیں کند	۱۰	لخاچہ سالی شد صبا دمن پاکت از چہ رو

غشہ تیرہ تو شد فقط ہا شنیدہ بند

(۱۱)

تبع سزا ست ہر کردارک سخن نہیں کند

(۱۲)

(۱) ترجمہ - میر سردخماں چین کی طرف رغبت کیوں نہیں کرتا - بھول کا ہمد نہیں ہوتا سمن کی یاد
نہیں کرتا -

سر و چہاں - سر و خزاں - معشوق ہی قد - قامت معشوق کو سر و کٹ بیہ تو میں - لیکن جو کلمہ سر و پابند ہوتا ہے
جل نہیں سکتا۔ اس تیز کیلئے معشوق کو سر و چہاں کہتے ہیں۔ چین اور چہاں کی رعایت ظاہر۔ ایک ہی صدمہ سے معشوق میں
مطلب یہ ہے کہ موسم بہار ہے۔ میرے معشوق باغ کی سیر کو کیوں نہیں نکھاتا۔

(۲) ترجمہ - جب میرا دار و گدول اسکی زلف کو تم میں گیا ہے۔ اپنے اس لیے سفر سے وطن کی یاد نہیں کرتا۔
سفر دراز زلف دراز کی رعایت آیا ہے۔ اسی ضمن میں کیلئے دیکھیے شعر دیکھیے۔

(۳) ترجمہ - تیری کمان ابرو کے سامنے عجز و نیاز کرتا ہوں لیکن اس کمانہ کشی کی ہوائی ہوائیں میری بات نہیں
لا ہے۔ - نعلق - چالوسی - خوشامد - مجاز آہنے فریب و عجز و انصاف

مطلب یہ ہے کہ تیرے ابرو کی کمان کے سامنے ہر چند تعلق و چالوسی کرتا ہوں۔ مگر وہ تیرے ازرازی ہی باز
نہیں آتی۔ گوشہ ابرو اور گوشہ کمان کے لحاظ کو گوشہ کشی ہے۔ اور گوش کی رعایت ظاہر۔

(۴) ترجمہ - جب ہم ہی بننے کی زلف پر شکن ہوتی ہے۔ تو میرا دل بڑھدہ شکن کی کیا کیا یاد میں میں کرتا۔
یعنی یہ بیہ بننے کی زلف کو پریشان کرتی ہے۔ تو مجھ وہ عین شکن معشوق بہت یاد آتا ہے۔ اور اسکی زلف پریشان
کی یاد میں دل پریشان ہوتا ہے۔ لفظ وہ بڑے زینت کلام اور تائید معنی کثرت کے لئے آیا ہے۔ شکن اور
شکن میں صنعت تجنیس ہے۔

(۵) ترجمہ - مجھ یا دوصبا ہی تعجب آتا ہے اگر باوجود تیری دان کے تمام عطیر کے وہ تیرے گدڑی فاک کو مشک خن نہ کرے
مطلب یہ ہے کہ تیری دہن میں لہو نقد خوشبو ہے لگا کر تو ایک دفعہ کسی تائید سے گدڑ جا تو تمام زمین مشک خن بن جائے۔

بائیں ہر گرا ایسا نہ ہو تو مجھے باوصبا پر تعجب ہوگا کہ بونکہ باوصبا ہی خوشبو کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجے
(۶) ترجمہ - اگر میرا سیم ساق ساتی تمام کی تمام زہر بھی دے تو کون ہے جو پیالہ کی طرح اپنے تمام جسم کو منہ نہ بنا دے۔

سیم ساق - (ساق یعنی پنڈلی) چاندی کی طرح سفید اور صاف پنڈلی والا سیمین بدن -
مطلب یہ ہے کہ اگر میرا سیمین بدن معشوق جیسا شراکے تمام تر زہر بھی دے تو وہی لوگ بیا کر کی طرح ہمہ تن ہنسنے لگے۔

ہسکونی لینگے - ظاہر ہے۔ کہ پیالہ کا تمام جسم منہ ہی منہ ہوتا ہے۔ یعنی یوں یوں ہی سچا لفظ زہر کے لفظ ڈر ہے۔
ساتی اور ساق میں صنعت تجنیس ہے۔ تسلیم و رضا کی تعلیم ہے۔ یعنی خدا کی طرح ہے جو آئی اس پر شکر رہنا چاہتا

بجز ہر حال یہ زودست حبیب | نہ بیار دانا تا راست تا لطیب

(۷) ترجمہ - دل تیرے محل کی امیدوں میں کا ہمدم نہیں ہوتا اور جان تیرے کو جو کہ آرزو ہے باغ کا گلہ نہیں کرتی۔

مطلب یہ ہے کہ میرا دل تیرے حال کی امید میں جان کو تنہا چھوڑ کر تیری پاس چلا گیا ہے اور وہاں سے وہاں نہیں ہوتا اور میری جان باغ کے سیر سے مستغنی ہو کر تو نکاس کے لہری تیرا کوچہ ہی باغ ہو اور وہ اسی باغ کی آرزو میں تھی ہے۔

(۸) ترجمہ۔ میں کل قطرہ کی شکایت کر رہا تھا کہ اس آفسوس کو کہا کہ یہ سیاہ کچ میری طرف کان نہیں مہرنا سیاہ کچ۔ زلف کو بوجہ سیاہی اور بیچ در بیچ ہونے کو سیاہ کچ کہا ہے۔ یعنی نافرمان جنبی مطلب یہ ہے کہ جب میں ڈاکٹر کا قطرہ لگاؤں تو شکایت کی توجواب دیا کہ آفسوس ہے کہ وہ ہماری بات بھی نہیں مانتا اور نہ ہی سمجھتا۔

(۹) ترجمہ۔ سیر رخسار کے پانی کو تم کا دشمن نہ بنا کیونکہ بادل کا فیض بھی سیر آسٹوں کی مدد بغیر عدن کا موتی نہیں بنا سکتا۔

دست کش۔ یادت خوش۔ وہ چیز جو ہاتھ کی ماتش سے فرسودہ ہو گئی ہو۔ مضمحل عاجز نہ خون۔ زبردست مغلوب۔ آب رخ۔ آنسو۔ رشک۔ یا بیضا آبرو۔ در عدن۔ عدن کا موتی۔ مطلق یعنی موتی پہلے زمانہ کی لوگوں کا خیال تھا کہ بارش کا قطرہ جب سید میں گرتا ہے تو سیکل منہ بند ہو جاتا ہے اور وہ قطرہ دست قدرت کی صنایع کو کچھت کے بعد موتی بن جاتا ہے۔ چنانچہ کہا گیا ہے۔

اے صدق تشنہ میرے سو کو نسیاں منگر | بہر یک قطرہ آئے شکست چاک کنند

خواجہ فرماتے ہیں کہ میرے آنسوؤں کو دست کش تم نہ کر یعنی ذلیل نہ کر۔ کیونکہ میری آنسو موتی ہیں قیمتی چیز ہیں۔ ابر نسیاں انہی کی برکت سے در عدن پیدا کرتا ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ باد صبا تلخ سائی کر رہی ہے تیرا پاک اہن کسے بنفشہ زار کی خاک کو مشک فتن نہیں کرتا۔ تلخ لہجہ۔ چند خوشبو رو کا مرکب۔ دماغ کی لغویت کی واسطے ہونگے ہیں۔ بنفشہ زار۔ وہ کہیت جس میں بنفشہ ہو۔ باغ کا وہ حصہ جہاں بنفشہ پیدا ہو۔

مطلب یہ ہے کہ باد صبا تلخ لہجہ کی خوشبو پھیلا رہی ہے۔ یعنی موسم بہار ہے اور صوبوں کی خوشبو باغ بہک گیا ہے تیرا دامن پاک بنفشہ زار کیوں آکر مغنہ نہیں کرتا ہے۔ حال کلام یہ ہے کہ موسم بہار ہے۔ ہوا معطر ہے تو بھی باغ میں جلوہ پیرا ہوا اور بنفشہ زار کو اپنی خوشبو سے مشک فتن بنا دے۔

(۱۱) ترجمہ۔ حافظ جس نصیحت نہ سنی تیرے غمزہ کا منتول ہوا۔ جو شخص بات نہ سمجھو اس کی نرا تلوار ہے۔ (دہ تلوار کے لائق ہی)۔

یعنی حافظ عشق کی مشکلات کو جانتا تھا۔ اور اسکو نصیحت بھی کی گئی تھی۔ کہ بے رستہ مڑنظر ہے۔ مگر اس کا کیا
مانی۔ آخر تیرو دیکھ لیا۔ کہ تیری تیغ ادا کا گشتہ ہوا۔

غزل (۸۹)

۱	پر رویان قرار دل چو بستیزند بستانند	۱	سمن بویان بخبار دل چو بنشینند بنشانند
۲	زلزلت عنبرین لہا چو بقشانند بقشانند	۲	بغیر اک بلا جانما چو بر بند بر بندند
۳	زر ویم راز پنہانی چو می بینند میخوانند	۳	بیشیم عمل رمانی چو می باند میخندند
۴	نہال شوق در خاطر چو بنشینند بنشانند	۴	بہری یک نفس با ما چو بنشیند خیر بند
۵	کہ با این دو اگر در بند در مانند در مانند	۵	چو نوحہ و راز مراد آنا تکہ بر آرنند بر آرنند
۶	رخ از ہر سحر شریف نال بگردانند گردانند	۶	سزناک گوشہ گیران چو در یابند در یابند

باین حضرت چو مشتاقان سازند نازانند

(۴)

باین گاہ حافظ را چو پس لہند میخوانند

(۵)

اس غزل میں خواجہ صاحب تانیہ کے متصل ہر ایک شعر میں ایک ایسا لفظ لکھا ہے جو تانیہ کے ساتھ یا صنعت
تجنیس پیدا کرتا ہے یا فغلی اور گاہ گاہ معنوی مقابلہ کی صورت میں آتی ہوتا ہے۔ مگر خواجہ صاحب کے کلام کا خاصہ
کہ ان صنایع لفظی و معنوی کے تیو داد و تحضات میں پڑ کر مضامین اور خیالات کی چربنگی اور آہدہ کا لطف کم نہیں
ہوتا۔ خواجہ صاحب کی رنگ مینری قدرتی رنگ مینری نظر آتی ہے اور قدرتی خوبصورتی مصنوعی خیال خط میں
پوشیدہ نہیں ہو جاتی۔

(۱) ترجمہ۔ سمن کی خوش بودے جب بیٹھیہ تر تو دل کو غبار کہ شہادتیں ہیں۔ پر یہی وجہ تو تیرے دل کو قرار لیا ہے۔
یعنی حسینوں کی صحبت سے دل کا غبار اور انکی ناراضی ہونے سے دل کا قرار دور ہو جاتا ہے۔

پہلے مصرعہ کے لفظ دوسرے مصرعہ کے الفاظ سے بالترتیب مقابلہ آتی ہے۔ مثلاً سمن رویاں پر پر ویاں
اور بخبار دل قرار دل۔ الخ

(۲) ترجمہ۔ جب بلا کفر الکاہن ہوتی ہیں تو ایک ساتھ جائیں باندھیں اور جب لایف عزیزین کو جھاڑوں میں تو اس سے دل جھاڑ آئیں۔

فرد ایک شکار بندہ چڑھے کہ تسمہ جزین کے دائیں بائیں ننگار یا ہڑی سامان یا نثر کیلئے لگے ہوتی ہیں الفاظ کی ترکیب سے یہ چیدہ ہے۔ نثر میں عبارت اطلح ہوگی جس میں ان چو فزا ایک ہا بر بندہ جانہا باو شہتہ و چون زلف عزیزین بفتشا نندازو دلہا بفتشا نند۔

مطلب یہ ہے کہ مشورے کی صورت میں فرما کر عاشقوں کی جانیں باندھیں اور ان کی زلفوں میں سفید رنگ لگنا ہوتی ہے کہ زلف جھاڑنے سے دل بختی لگ جاتے ہیں

کیا عورتوں میں سے مہنگا ہے یا ناپاک	مہنگا کاش کہ عاشق کا جو فزا ایک باندہ ہے
تو مجھ سے دل کیا ہو تو چتا جتا دوں	کبھی فزا کہ میں تیری کوئی نچھری بھی تھا

(۳) ترجمہ۔ میری آنکھوں کی جبیل مانی برتو میں تو وہ ہنستے ہیں میرے چہرہ پر جب پوشیدہ راز دیکھتے ہیں اور پوچھتے ہیں لعل مانی سے نخل رمان یعنی انار مراد صرخ آنسو۔ لہو کو آنسو۔ مطلب یہ ہے کہ جب میں لہو کے آنسو رو تا ہوں تو وہ ہنستے ہیں۔

ماگر یہ چون ملک بگڑا ہستیم	تو بختہ ہ شکار افشانی ہمنوز
----------------------------	-----------------------------

اور جب میرے چہرہ پر عشق کے نہانی اسرار دیکھتے ہیں تو ان اسرار کا مطالعہ کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں بعض شاعروں نے بیخواتنہ مراد مانجھے جاتے ہیں" کی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ تمام عمر میں اگر ایک گھڑی بھی نہ آسکے بیٹھے تو لانا کھڑے ہوتے ہیں اور جب بیٹھے ہیں تو شوقی کا درخت ہمارے دل میں لگا دیتے ہیں۔

یعنی عشق کی جب ہمارے پاس ہوتی ہے تو ہماری ہر شوق پیدا کرتی ہے اور ہمیں سب سے بڑی شوقی بنا دیتی ہے اور ہمیں ہر لمحہ شوقی بنا دیتی ہے

ہرینہ در چشم زون صحبت یا آرزو شد	رو کل سبب ندیم و بہار آخرت شد
----------------------------------	-------------------------------

(۵) ترجمہ۔ منہ سے کھینچ کر مراد وہی لوگ کھینچ لیا ہے جو سولی پر چھوڑ دیں۔ کیونکہ اگر ایسے درد کو باوجود بھی علاج کے درپے ہوں تو دھرم تو رہتا ہے۔

منہ سے کھینچ کر مراد وہی لوگ کھینچ لیا ہے جو سولی پر چھوڑ دیں۔ انکا نام حسین تھا منہ سے کھینچ کر لیا گیا تھا حسین بن منصور کی سچا ہے۔ لکن منہ سے کھینچ کر لیا گیا تھا۔ حسین بن منصور کی سچا ہے۔ لکن منہ سے کھینچ کر لیا گیا تھا۔

ہینے دھینے کی دکاں پر بیٹھے تھے۔ اس کو کسی کام کو کہا اسے انکا کیا کہیں تو کام میں مشغول ہوں۔ انہوں نے فرمایا
 جا میں تیرا کام کر دنگا وہ چلا گیا اور جب تموڑھی دیر کے بعد آیا تو دیکھا کہ کاک کی تمام روئی دھنی ہوئی ہے۔
 بردارند۔ یعنی بڑا ہستند۔ سولی پر ہیں۔ بردارند یعنی برنجورند فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ پھل اٹھا لیں۔
 برخوردار ہوتے ہیں۔ درمانند۔ یعنی درمان ہستند۔ درنید ومانند یعنی درنید ومان ہستند۔ علاج
 دہیپے ہیں۔ درمانند۔ از مصدر درماندن۔ رہ جاتے ہیں۔ عاجز رہ جاتے ہیں۔ محروم رہ جاتے ہیں۔
 شکر کا مطلب یہ ہے کہ بڑی عشق میں صرف وہی لوگ کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جو منصور کھیر جان قربان کر دیتے ہیں
 کیونکہ درد عشق کا علاج سوکھ کوئی نہیں۔ یہ ایسا درد ہے جسکی دوا نہیں کرنی چاہئے۔ جو عاشق درد عشق
 کی دوا کرتے ہیں وہ گویا خود کو عشق کے فیض سے محروم کرتے ہیں۔

الذت زخم خدنگ تو اندا ہرگز | ہر کہ در سینہ ازل اندیشہ تر ہم کرد (جامی)

(۶) ترجمہ۔ گوشت کی لے آسوں کو اگر ہاتے میں موتی حاصل کرنے میں سحر خیزوں کی جھجک منہ نہ پھیریں گے۔
 گردانند۔ یعنی اگر داند۔ مطلب یہ ہے کہ عاشقوں کے آنسو کی قدر کرنے میں معشوقوں کو موتی حاصل ہوتے
 ہیں۔ آنسو کی قطرہ اور موتی کی مشابہت ظاہر ہے کیونکہ موتی بھی قیمتی عقیقہ کی مطابق پانی کے قطرے سے بنتے
 ہیں۔ موتی صدف میں پیدا ہوتا ہے اور آنسو آنکھ میں۔ آنکھ اور صدف کی مشابہت صوری ظاہر ہے۔ موتی
 بھی گرتے گریہ ہوتا ہے اس لئے سرشک گرتے گریہ کی رعایت بھی ظاہر۔ حال کلام یہ ہے کہ اگر معشوق عاشقوں کو آنسو
 کے قطرے کو قدر کرے گا تو موتی حاصل کرے گا۔ یعنی فائدہ اٹھائے گا اور اگر معشوقوں کو عاشق نوازی کو فوائد معلوم
 ہوں تو پھر وہ انکی محبت سے منہ نہ پھیریں۔

(۷) ترجمہ۔ اس درگاہ میں شائق جب نیاز لاتے ہیں تو وہ (یعنی معشوق) ناز لاتی ہے۔ حافظ کو جب
 اس درگاہ سے نکالتے ہیں۔ تو پھر بلا لیتے ہیں۔

نازارند۔ ناز آرتند۔ ناز لاتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ عاشقوں کو نیاز کے مقابل میں معشوق ناز کرتے ہیں۔ عاشق کو کبھی گاہ سے نکالتے ہیں اور کبھی
 واپس بلاتے ہیں۔ ناز آرتند کو اگر بسنے نیا رتد یعنی آزار سے دہند۔ پڑا جائے تو پہلے مصروف کا یہ
 مطلب ہوگا۔ کہ عاشق جب معشوقوں کو درگاہ میں نیاز لاتی ہیں۔ تو آزار نہیں پرتے۔

غزل ۹۰

۱	گفت خیزه که آن خسرو شیر میں آمد	سحرم دولت بیدار بسا لیل آمد
۲	تا بینی که نگار ت بچہ آئیں آمد	قدحی در کشت و سرخوش تماشا بخم لم
۳	کہ ز صحرے غنم آہو شکسین آمد	مژده گانی بلای خلوتی نافہ کشای
۴	نالہ فریاد بر س عاشق مسکسین آمد	گر یہ آبی رخ حوض تگیاں باز آورد
۵	اکسین صید گیش جان دل ددیں آمد	مخ دل باز ہوادار کمان ابرو بیت
۶	ای کتور نگران باسٹ کہ ششاس آمد	در ہوا چند معلق زنی و جلوہ کنے
۷	اکہ کام دل ماآن بشد و اسین آمد	ساقیامی بدہ و خم مخوراز دہمن دوست
۸	اکہ می لعل دل عن سسکسین آمد	شادی یار پر پچہرہ بدہ بادہ تاب
۹	اگر لیش بر سمن و سنبل و نسریں آمد	رسم بد عہدی ایام چو دیدار بہار

چوں صبا گفتہ حافظ شنید از بلبل

(۱۰)

(۱۰)

عاشقشیں تماشا سے ریاحیل آمد

اس غزل میں مضمون مسلسل ہے شرح صدر کی کیفیت کا بیان ہے۔ دیکھو تہیدی نوٹ غزل (۵۴) ردیف بنا۔ خواجہ صاحب بحر فریادے لودو کا سحری کے فوائد کو پورا گاہ تاکہ شاہدہ بختیار مجتبیٰ کی خوشنویسی سے بوقت سحر مٹی آئے۔

ابا یغ قدس ہر دم گلے در گنجد | ازاں نفس کہ برآید ز دل سحر گاہ

خواجہ صاحب کو معشوق کی آمد کی خوشخبری سنائی گئی اور یہ تمام غمرائی خواجہ صاحب نے اسی خوشی میں سہا کی ہوا یہ ناظرین اپنی اپنے مذاق کے مطابق اس معشوق کو محبوب حقیقی سمجھیں یا معشوقی مجازی۔
(۱) ترجمہ۔ آج سحر کے وقت بخت بیدار ہو کر آیا۔ اہر کہا کہ گویا کہ وہ خضر شیریں آگیا ہے
خسرو۔ یا نعم یا کبر لول سیاوش بن یکاؤ کنگ لڑکے کا نام۔ پر وزیر بن ہر وزیر خوشیوں کا نام ہے۔

مشقیر پر عاشق تھا۔ بعض معتقین کہتے ہیں کہ خسرو یعنی خوش رو (یا خوب رو) کا معرب ہے۔ یہ لفظ حجازی ہر بادشاہ کے نام کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ معشوق کو بھی کہتے ہیں۔ خسرو شیریں یعنی شیریں معشوق۔ خسرو اور شیریں کی رعایت ظاہر

(۲) ترجمہ۔ ایک پیالہ پی اور خوش ہو کر نظارہ کرنے جا۔ تاکہ تو دیکھو کہ تیرا معشوق کس کس نواز سے آیا ہے۔ سرخوش۔ تحقیق لغوی کے لیے دیکھو کہ صحت ہے۔

(۳) ترجمہ۔ لے ناؤ کش خلوتی اس خوشخبری کا انعام دے۔ کیونکہ صحرا صحت رکھتا ہے۔ آہو مشکیں آیا ہے۔ مزدگانہ۔ مزدہ کا انعام خوشخبری دینے والے کو جو انعام دیا جاوے۔

صحرا صحت نافرمانی ہر نون کے لئے مشہور ہے۔ مطلب یہ ہے کہ معشوق اپنے دیار سے زین فرما ہوا ہے۔ اس خوشخبری کا انعام ہے۔ عاشق کو خلوتی نافرمانی اس لئے کہا ہے کہ عاشق علمت نشین ہوتا ہے۔ دل و معشوق کی یاد اور پرستش کی خوشبو و مشام جان کو معتبر کرتے رہتے ہیں۔

(۴) ترجمہ۔ سوزنا سوختہ جانو کچھہ بر پھر آجے آ یا سنا ز سکین عاشق کا فریاد رکس ہوا۔

یعنی خوشگام عشق کے چہرہ کو گرہ و زاری سے پھیر آجے آ یا سنا ز سکین عاشق کو مانے اس کے فریاد رکس ہو۔ گرتیہ۔ آب اور خوشگام کی رعایت ظاہر خواجہ صاحب نے عشق میں گرتیہ زاری کے فوائد بیان کی ہیں۔ اسی ضمن میں لکھی کہ یہ شعر الٹ ہے۔

(۵) ترجمہ۔ مرغ دل پر اس کمان برد کا مشتاق ہوا ہے۔ کہ اس کی تیرہ صید گاہ جان۔ دل اور دین ہیں۔

ہوا۔ یعنی (۱) اشتیاق (۲) جو آسمان و زمین کے درمیان (۳) باؤ ساکن۔ کسین (۱) گھٹا (۲) کسینہ۔ کسرتیں۔

عشوق کو کمان کے اردوں والا کہہ کر صید بنا یا ہے۔ مرغ دل کو صید کہا ہے اور جان دل دین کے اس کی تیرہ صید گاہ بیان کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دل اب پھر اس معشوق کا مشتاق ہے جس پر جان دل اور دین قربان کرنا ایک بہت معمولی اور کسرتیں بات ہے۔ مرغ۔ کمان اور صید گاہ کی رعایت ظاہر۔ کمان اور کسین میں صنعت ایہام اور صنعت تخیلی ہے۔

(۶) ترجمہ۔ یہ وہ ہیں کہ تیرا قلم با زبان کہا گیا اور مجھ کو نہائی کر گیا ہے کہ تیرے ہوشیار رہے کہ شاہین آیا۔ معلق زون۔ قلم بازی کھانا۔ بازی کرنا۔ لون کبوتروں کا ہوا میں اونٹنیاں کھانا۔ شاہین ایک

مشہور شکاری پرندگان نام ہے۔

یہ شعر ہر ایک غافل کی تنبیہ کے لئے ہے۔ دنیا کے زرد مال اور چند روزہ عیش و عشرت پر ازان نہیں ہونا چاہئے۔
 انقلابات دہر ڈرنا چاہئے۔ موت سر پر کٹری ہے۔

(۷) ترجمہ۔ سہ ساقی شراب سے اور دشمن دوست نہ کھا کیونکہ سزا دل کی مراد مسطابن دہ گیا اور یہ آیا ہے
 آن ہو مراد دشمن اور این کو مراد دوست یعنی دشمن کیا اور دوست آیا ہے۔ دشمن و دوست اندر آں و آں میں
 لٹ و نشتر مرتب ہے۔

(۸) ترجمہ۔ پر یہ عشق کی خوشی کا حصہ خالص شراب کیونکہ سرخ شراب نمکین ل کی واہ ہے۔
 شادھی یار۔ اہل میں بشادی یار ہے۔ جب محذوف ہے۔ یعنی ہم نمکین ہیں۔ مشوق خوش ہے مشوق
 کی خوشی کے حصے ایک پیالہ ہلکو بھی ہے۔ کہ ہمارا دل بھی خوش ہو جائے۔

(۹) ترجمہ۔ زمانہ کی بیوفائی کی رسم جیل پر بہار نے دی ہے۔ تو اس کو سمن سنبل اور فرسین پر رونا آیا۔
 باغ میں کبھی بہار کی کبھی ہنواں۔ زمین کبھی کبھی سہر سہر کبھی ویران زمانہ کی اس بد عہدی اور بیوفائی کو دیکھ
 کر گویا موسم بہار کا یاد دل باغ پر رونا کی گنج کیا حالت ہے۔ گل کیا ہوگی۔

(۱۰) ترجمہ۔ جب باوصیا ذلیل ہو حافظ کا کلام سننا عزیز افشانی کرتی ہوئی ریاضین کو تماشہ کو آئی۔
 ریاضین۔ جمع ریحاں۔ ناز بوس۔ سبزہ زار گلستاں۔ باغات۔

شاعرانہ فخر یہ شعر ہے مضرب یہ کہ باغ میں پھلیں بھی حافظ کی خیر لیں گانی ہیں اور باوصیا ان
 غزلوں کو سن کر باغ میں آئی ہے اور عزیز افشانی کرتی ہے۔

غزل (۹)

۱	دل رسیدہ مارا میں مونس شد	۱	سازہ بند خورشید ماہ مجلس شد
۲	بغیر ہر سدا موز صد مدرس شد	۲	نگار من کہ کب ترفت و خط نوشت
۳	کہ طاق ابرویار منش چند س شد	۳	طرب سرا محبت کنوں شو و معمور
۴	فدای عارض نسریں و چشم تر گس شد	۴	ہوے دل بیمار عاشقان صبا

۵	اگر ای شہزنگہ کن کہ میسر مجلس شد	۱	بصد مصطلبہ امی نشاند کنوں یا ر
۶	کہ خاطر مہنہ ان گنٹ موسس شد	۲	لسا از تر شخمی پاک کن برای خدا
۷	کہ علم بخر افتاد و عتس بجیس شد	۳	گر شمشہ تو شرابے بعاشقاں بیو د
۸	بجرعہ نوششی سلطان ابو لغوار شد	۴	خیال آب خضر بست جام کجھس و
۹	قبول ولتیاں کمیای ہر مس شد	۵	چوز عزیز جہاں ست شعرن آری

(۱۰)	زراہ میکہ دیاران غناں گجڑا سید	(۱۰)
(۱۱)	چرا کہ حافظ ازین آہ رفت و مفلس شد	

(۱) ترجمہ ہے۔ ایک ستارہ چکا اور مجلس کا چاند بن گیا۔ ہمسہ بھاگے ہو کر دل کا نیل اور فریق ہوا۔
 بہ شوق نعت ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں آیت ستارہ کی طرح آئی اور چاند کی طرح چکر
 بکسی اور تہی کا زمانہ گذارا۔ اس وقت بھی آپ کی راست بازی اور صداقت کا ستارہ چمکتا تھا ربوت ملی
 اور دنیا کی انجمن میں چاند کی طرح نور ہدایت کا منبع بنی اور دنیا کو جو حقیقت کو چھوڑ کر گمراہ ہو چکی تھی پھر
 صراط مستقیم پر لے آئے خدا اور خدا کی توحید کو بھاگے ہو کر دلوں کو از سر نو توحید کی تعلیم دی۔

(۲) ترجمہ میرا معشوق جو کبھی مدرسہ میں نہ گیا اور خط نہ لکھا۔ غزوں کو صد مہار رسول کا استاد بن گیا۔
 نگار کو مراد یہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ اُمّی تھے۔ یعنی نوشت و خواند نہ جانتے تھے صرف
 غمزہ اور اشارہ دکھائیے دنیا کے استادوں کے استاد بن گئے۔ سلسلہ آموز سلسلہ سکھانے والا یعنی استاد
 آنحضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علوم کتابی نہ رکھتے تھے۔ انکو خدا سے تعالٰی نے علم لدنی
 بخشا۔ جسکی برکت سے وہ تمام دنیا کے ہادی بنے ظاہر ہے کہ علم کتابی علم لدنی کے مقابل میں کچھ چیز نہیں۔
 اور جو شخص کو خدا تعالٰی نے علم لدنی دیا ہو۔ وہ بہتہ ہو کہ علوم کتابی کو بے بہرہ رہی۔ کیونکہ علوم کتابی
 ناقص ہیں اور انکا نتیجہ یقین نہیں بلکہ گمان اور وسوسہ ہوتا ہے۔ برخلاف اسکو علم لدنی کے معلومات یقینی
 لہذا جس شخص کو علم لدنی بدرجہ کمال حاصل ہو۔ اس کے سینہ میں علم کتابی کا ہونا مفید نہیں بلکہ
 ہوتا ہے۔ اس کو ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امی ہونا بھی بانی انبیاء پر ان کی
 فضیلت ظاہر کرتا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ محبت کا طرب سہرا (یعنی دل) اب سو ہو گا۔ کیونکہ میرے معشوق کو ابرو کا طلاق اس کا مستند بنا ہے۔

معمور۔ آباد۔ بھرا ہوا۔ بڑے اعلیٰ کردہ شدہ) مستند۔ اندازہ کرنے والا۔ علم ہندسہ اور حساب کا عالم۔ عمارتی کام کا ماہر۔ انجینئر۔

دل کو طرب سہرا محبت کہا ہے۔ کیونکہ دل ہی عشق کے اسرار اور محبت کے انوار کا مقام ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ اب میرے دل کا مکان تعمیر ہو جائیگا۔ کیونکہ معشوق کو ابرو کا طلاق اب اس کا معمار بنا ہے۔ یعنی دل کی بنیاد درست ہو جائیگی۔ کیونکہ ابرو معشوق کے طلاق کے اندازہ پرین رہی ہے۔ حامل کلام یہ ہے کہ دل اب آباد ہو جائیگا۔ کیونکہ معشوق کو ابرو کا خیال ہر وقت دل میں رہتا ہے۔ مستند۔ معمور۔ طلاق۔ مستند میں صنعت مراعات النظمیہ۔

(۴) ترجمہ۔ اسکی بوی امید میں عاشقوں کا بیمار دل یا دوسرا کی طرح نسرین کے عارض اور زنگس کی آنکھ پر قربان ہو گیا۔

یعنی باد صبا کی طرح عاشق جب نسرین دنگس کو دیکھتا ہے تو معشوق کے عارض و چشم یاد آتی ہیں اور عاشق کا دل معشوق کی خوشبہ کی امید میں نسرین دنگس پر قربان ہوتا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ معشوق اب مینا کے صدر پر بچے بٹھا تا ہے۔ گداگر شہر کو (یعنی مجھ کو) دیکھ کر میرے دل میں مصلوبہ۔ مینا نہ شرتا نہ مستطیہ۔ مصلوبہ۔ مصلوبہ بھی درست ہے۔

(۶) ترجمہ۔ خدا کے لب کو شرا کے قطرے سے صاف کر۔ کیونکہ میرے دل میں ہزار گناہوں کو دوسو پیدا ہو گئے ہیں۔ یعنی تیرے لب پر شرا کے قطرے دیکھ کر میرے دل میں کئی گناہوں کا خیال پیدا ہو گیا ہے۔ اور کئی آرزوئیں دل میں آگئی ہیں۔ ہر آرزو البصاف کر۔

آنکھیں ہفتہ در دوران گنگا کرکریں | آکلانہ صبح درخشاں کہ ملک پیار کریں |

(۷) ترجمہ۔ تیرے کرشمے نے فاشتہ کو ایسی شراب پلائی۔ کہ علم بجز ہو گیا اور عقل ہمیں ہو گئی۔ شراب علم اور عقل کے بڑے دیکھو۔ شعر الف۔ معشوق کو کرشمہ اور غمزے سے عاشقوں کو۔ لہذا شراب کا کام کرتے ہیں۔

(۸) ترجمہ۔ آپ حیات اور جام خمیر کا خیال یا نہ لے۔ ایک ہی گھونٹ پی ہے سے سلطان ابو الفوارس ہو گیا۔

یعنی عاشق کثرہ معشوق کی شراب کو آب حیات اور جام کو جام کغیر سمجھتے ہیں اور ایک گھونٹ پینے سے ہی بادشاہ بن جاتے ہیں۔

(۹) ترجمہ۔ سوئے کی طرح میری نظم یہاں کو پیاری ہے۔ مالِ اراغ کی نجابت ہر ایک بس کے لئے کمیسا ہو گئی۔

یعنی میر نے ہر گرجہ بجز امیر کے تھے۔ مگر اس قدر کی قدر دانی سوئے کی طرح عزیز ہو گئے۔

(۱۰) ترجمہ۔ شراب خانہ کی راہ سے دو سونے کے پیر لو۔ کیونکہ حافظ اسی رستے سے گیا اور مغس بن گیا۔

غزل (۹۲)

ساقی ار بادہ ازین دست بجام اندازد	۱	عارفان ماہمہ در شرب ام اندازد
وہ چنین زیر خم زلفت نہندانہ خال	۲	ای بسام غنچہ نر آہ بدم اندازد
آن زمان وقت می صبح فروغ نکست شب	۳	گرد و رخ گاہ افق برود شام اندازد
روز در کسب ہنر کوش کہ می خوردن روز	۴	دل چو آئینہ در زنگ ظلام اندازد
ای خوشا حالت آن مست کہ در پای لعل	۵	سر و دستا زنداند کہ رام اندازد
ز اہداسر کلہ گوشہ خورشید بر آرد	۶	بختت از قرعہ بدیں ماہ تمام اندازد
ز اہدخام طبع پر سرانکار یاند	۷	بختہ گرد و چو نظر بر سے جام اندازد

بادہ با مقاب شہرتوشی

(۸)

(۸)

کہ خورد بادہ ات و سنگ بجام اندازد

(۱) ترجمہ۔ ساقی اگر شراب اس ہاتھ سے جام میں ڈالے۔ تو عارفوں کو شرب دہام میں مشغول کر دی۔
شراب دہام۔ یعنی ہیشہ پینے رہنا یا شرب دہام یعنی شراب پینا۔ سلب یہ کہ اگر معشوق اپنے ہاتھ سے شراب کو تو عارف بھی پی لے۔

اپنے ہاتھ سے جو وہ بھر کے انہیں جام شراب (اکبر) شیخ صاحب کو ذرا عذر بھی دالہ نہ ہو

(۲) ترجمہ۔ اگر اسی طرح زلف کچم کی نیچے خال کا دانہ رکھو تو عقل کو بہت ہی پرندہ کن خیال میں پسندائیں گے۔
زلف کے خم کو دام اور خال کو دانہ اور زلف تو دام ہے عقل کو مرغ کہا ہے۔

خال تو دانہ اور زلف تو دام دام	مرغیکہ دانہ چید گرفتار دام مشد
--------------------------------	--------------------------------

(۳) ترجمہ۔ شراب صبح افزوں کے پینے کا وقت وہ وقت ہے۔ جب رات خیمہ افق کے گرد شام کا پردہ ڈالے
(۴) ترجمہ۔ دن بہر کسب ہنر کی کوشش کر کے دن کو شراب پینا۔ آمینہ عیسوی دل کو تاریکی کو رنگ میں ڈال تیار ہے
یہ دونوں شعر قطب بند میں مطلب یہ ہے کہ شراب پینے کا موزوں وقت شام کا وقت ہے۔ کیونکہ دن کو شراب پینا
آئینہ دل کو رنگ لگا کر دیتا ہے۔ دن کسب ہنر کے لئے ہیں۔ ناظرین اپنی اپنی مذاق کے مطابق ان شعروں کی تعبیر کر
لیں۔ خواہ یہ سمجھیں کہ ان بھر کام کاج کے لئے ہے۔ کسب معاش میں صرف کرنا چاہئے۔ یہ معاملات کا وقت ہے۔ ترک دنیا
کر کے دن بترسیح و تجمید میں مشغول اور شراب عشق سو مست رہنا بھی ایک نغمہ خیال کو مضر ہے دن بترسیح
کے معاملات اور ضروری عبادات میں صرف کرنا چاہئے۔ شراب عشق کی مستی کے لئے رات کا وقت موزوں ہے
یا بصورت دیگر یہ خیال کریں کہ دن کسب معاش کے لئے ہے۔ شراب رات کے وقت پینی چاہئے۔ صبح فریغ
صفت سے ہے۔ صبح کی روشنی والی یا صبح کو روشن کرنے والی۔

(۵) ترجمہ۔ اس مست کی حالت بہت اچھی ہے جو دوست کے پاؤں میں سر اور دستاں فریق نہ جا کے گئے
مستی میں ہر روز دستار کا گرا تا معمولی بات ہے۔ خوش نصیب وہ مست ہے جس کی مستی اس لئے رہی ہو کہ سر اور دستاں
میں فرق نہ جانے اور نہ ہیچے کہنے لگا تا کہ سر کو یاد ستار کو۔

(۶) ترجمہ۔ یہ زاہد سو سچ کے کا گوشہ تک سر اٹھا کر تر نصیبی نہ ہاں کال پر تیرا وعدہ ڈالے۔
ماہ تمام سے مراد معشوق۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ایسا معشوق مل جائے تو زاہد کو خوشنمید کی زینت نصیب ہو۔
خوشنمید اور ناہ۔ سر اور لاکھ کی رعایت ظاہر۔

(۷) ترجمہ۔ خام طبع والا زاہد انکار پر ہی اٹارے۔ اگر شراب جام پر نظر ڈالے تو پختہ ہو جائے۔
یعنی زاہد شراب انکار ہی کرتا رہے۔ اور شراب طہور کی طبع خام میں ہی رہے۔ اگر وہ جام کی شراب پر نظر ڈالے
تو پختہ ہو جائے۔

انما تجریہ کاری ہی و اعظمتی میں یہ باتیں	اس ننگ کی کیا جانچو تو کبھی پی ہے۔ (اکبر)
--	---

(۸) ترجمہ۔ یہ حافظ شہر کے حضرت کے ساتھ شراب نہ پینا۔ کیونکہ وہ تری شراب بھی پئی کہ اور پیا لہر تری بھی لیا گیا

مطلب یہ ہے کہ محنت شراب بھی پیتا ہے اور پیالہ کو بھی توڑتا ہے۔ محنت اور زامہ کے شراب ایسے دو کا

بیان ہے۔

غزل (۹۳)

۱	بدست مرحمت یارم در امیدار ان زد	۱	سحر جوں خسر خاورد علم بر کو ہزار ان زد
۲	بر کما خند خوش بر غرور کا مکار ان زد	۲	پوشیا صبح روشن شد کہ حال مرگ و حیات
۳	گرہ بکشو از گیسو برد لہامی یار ان زد	۳	نیکام دوش مجلس غم تو صبح بر خات
۴	کہ چشم بادہ پائیش صلابت مویشیاں ان زد	۴	من از زناک صلاح آن دم بخون ال شہت
۵	کز او لحن قتل مددہ شنبہ دار ان زد	۵	کہ ام آہن دلش آہوخت این آئین عیار
۶	خداوند انگد ریش کہ بر قلب سوار ان زد	۶	خیال شہسواران بخت ناگہ دل مسکیں
۷	زرہ موئی کہ مژگانش رہ خنجر گذار ان زد	۷	منش باخورد پیشیں کجا اندر کند آرم
۸	باہ کامل عاشق کہ فال بختیار ان زد	۸	نظر بر وقعہ توفیق وین دولت شاہ آت
۹	کہ جو بید بختیش خندہ برابر بہار ان زد	۹	شہنشاہ نظر فرشیج ملک دین منصور
۱۰	زمانہ ساغر شادی بیاد سیکسار ان زد	۱۰	از ان ساعت کہ جام می بدست او شرف شد
۱۱	کہ چون تو رفتی تخم سوز نہا بر ہزار ان زد	۱۱	ز شمشیر افشا نش ظفر آن روز بدخست شد
۱۲	صفائی ہر آئینم از پرہیزگار ان زد	۱۲	تعالی شد ہی اتی کہ تا نیز نگ ہستی نیت

دوام ملک عمر او خواہ از لطف حق حافظ

(۱۳)

کہ چرخ ایس کہ دولت بنا م شہ سوار ان زد

(۱۳)

(۱) ترجمہ۔ سحر کے وقت جبکہ مشرق سے چھنڈا پہاڑوں پر گاڑا میریاز و رحمت کا تھوڑا سا میدانوں کا دروازہ کھل گیا۔

خسرو خواور یعنی شاہ مشرق مرزا آفتاب یو۔ مطلب یہ ہے کہ جب آفتاب پہاڑوں پر چھنڈا گاڑا یعنی جب آفتاب کھلا تو میریاز نے میدانوں کے دروازہ پر دم کے تھوڑے دستکی یعنی تشریف فرما ہو کر ان پر لطف

و کم کیا۔ یا ان پر رحمت کے دروازے رکھ لیتے۔ کئی بار لکھا جا چکا ہے۔ کہ صبح کا وقت عاوا جابت کے وصل کا اور امیدواروں کی امیدیں برانے کا وقت ہے۔

(۲) ترجمہ۔ جب صبح پر روشن ہوا (جب صبح کو معلوم ہوا) کہ آسمان کی محبت کا کیا حال ہے تو باہرائی (ذہنی) اور کامنگاریوں کے غرور پر تہقہ لگایا۔

طلوع آفتاب کی روشنی کو خندہ صبح کہتی ہیں۔ خواہ صاحب خندہ صبح کی جذبہ بتائیں کہ جب صبح کو معلوم ہو جاتا ہے کہ گردون گراں کی مہر و محبت ناپائدار اور بے ثبات ہے اور اسکے انقلابات سے کبھی ن اور کبھی رات ہے تو وہ پردہ نشیب یا ہر گھٹی ہے اور دنیا کے کامگار لوگوں پر منشی ہے کہ یہ بیوقوف اپنی کامنگاری پر مغرور ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ یہ کامنگاری چند روزہ ہے مصلح صبح مغرورانہ سنگ غرور پر سر روز ہستی ہے اسی طرح شام اس نادان انسان کی ناثباتی پر سر روز روتی ہے۔ صبح و شام دور گردوں کے انقلابات کی دو تین نشانیاں ہیں فاعتدوا یا ابوا لی الا بصاک۔ صبح پر روشن اور مہر گردوں کی رعایت ظاہر۔

(۳) ترجمہ۔ میرا معشوق کل مجلس میں تھیں ارادہ کر لیا کہ اہوتا تو اس شخص نے بے فکرہ کھولی اور یاد رکھ کے دلوں پر گرو لگادی۔

وہی رہ جو اپنے گیسو کھولی معشوقوں کو دلون پر لگادی یعنی معشوق کے بال پریشان دیکھ کر عاشق کو دل پر گرو لگائی (۴) ترجمہ۔ میں اپنی وقت رنگ صلاح کی خون ل کر ساتھ لٹھ دھو دیو جب اس کی بادہ چما آنکھ نے ہوشیاروں پر آواز لگایا۔

یعنی جو وقت اس کی دست آنکھ نے چا کر لکھا کہ جس کو ہوشیار ہی اور عقل مند ہی کا دعویٰ ہے سے سامنی آئے ہیں نے ہی وقت پر مہر گاری ہو لٹھ دھو دیئے۔ دست شستن از چہیزے۔ کسی چیز سے یا اس ہو یا نادر رنگ صلاح کی خون دل کے ساتھ لٹھ دھو دیو یعنی صلاح و تقویٰ ہو ایسا ایس ہو کر دل خون ہو گیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ تیری دست آنکھ کے سامنی ستوری کا دعویٰ فضول ہے اور تیرے عشق میں نہ ہو تقویٰ کا خیال خیال

حرفیت جو شستن دریا نہیں خود دوزخ سال	جہاں ساقی ہو تو جو ہی ہے مجلس ہوشیار کی
--------------------------------------	---

صلواتے مراد صلا "الست برکیم" بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ معشوق کی ابتداء دوزخ میں ہی ہوئی (۵) ترجمہ۔ کسواہن ل نڈا کس کو عیاری کا یہ طریقہ کھمایا ہے۔ کہ اول سے ہی جب باہر نکالے شنبہ اول کو لوٹا یعنی میرے معشوق نے نہر نی کا یہ طریقہ کہاں سے کھمایا کہ سب سے پہلے عابدان شرب بیدار اور سرخ خیز کے دلوں کو

خات کر کے ہے۔

(۶) ترجمہ۔ سیر مسکون لڑ شہسوار کا خیال پایا اور یکا یک (ان کے پیچھے) چلا گیا۔ خداوند! اسی محفوظ رکھ کہ سواروں کی قلب پر منگیا ہے۔

مشوق کو شام ہوا رکھا ہوا اور پندوں کی ایک سبب پیادہ و توشہ دیدی جو عشق اختیار کرنا ایسا ہی مشکل و خطرناک کام ہے۔ جیسا کہ ایک پیادہ کا سواروں پر حملہ کرنا۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے دل میں عشق کا خیال پیدا ہوا اور عاشق ہو گیا۔ خدا اس کو اس فہم میں محفوظ رکھ!

(۷) ترجمہ۔ میں اس شینہ کے خرقہ کے ساتھ اسکو طرح کنڈیوں میں اس زور کو توڑی کی پٹلیں خیر گزاروں کو مارتی ہیں۔

نورہ۔ چلتے۔ فولاد کا حلقہ دار کرتے جو لڑائی میں پہنتے ہیں۔

مطلب۔ یہ ذکر میرے اوپر شہینہ کا ایک توجہ۔ ہاتھ میں نہ تلوار پر نہ تیرنگمان برفلاف اسکو میرا مشوق زور ہو گئی اسکو بال زورہ کا کام رچ رہا اسکو کی ہلکوں کی تیر بڑے بڑے شمشیر زن بہادروں کو مار ڈالتے ہیں پر اس صورت میں اسکو طرح کنڈیوں سے لاسکتا ہوں۔ یعنی اسے کس طرح تباہ کر سکتا ہوں۔ بعض ملایا لوگوں میں زورہ سے اسکی سچا زہر مومے ہے۔

(۸) ترجمہ۔ بادشاہ کی وادے کے میں تو توفیق کے توجہ پر نظر ہے۔ عاشق کے دل کا مدعا بار لاکھ کا مگار ذخیال ہے جو خواجہ صاحب نے عاشقانہ مضامین کے ضمن میں پر محمد زج کی مدح شروع کر دی ہے اسے گزرتے ہیں مشوق کو نا طلب کر کے فرماتے ہیں کہ ہمارے دل کی مراد پوری کر۔ کیونکہ ہم نے اب بادشاہ کی کامگاری اور میں تو توفیق کی فال نکالی ہے مطلب یہ ہے کہ بادشاہ کی کامگاری کے صدمے عاشقوں کو بھی کامگار بنا۔

(۹) ترجمہ۔ شہنشاہ مظفر شجاع کا دین یعنی منصور کہ سبکی میدان بخش نے ابر بہاراں پر توجہ لگایا ابر بہار کی بخش مشہور ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے محمد کی بخشش ابر بہار پر بھی ہنسی ڈالتی ہے یعنی میرا محمد ابر بہار سے بھی زیادہ فیض رساں ہے۔

خواجہ صاحب کو دج تو امیر منصور کی منظور ہے۔ لیکن ساتھ ہی امیر منصور سے پہلے کے بادشاہوں کا نام بھی لگیتے امیر مبارز الدین مظفر اور شاہ شجاع منصور سے پہلے شیراز کے بادشاہ تھے۔ دیکھ لسان انیر جلد اول صفحہ ۱۲۷-۲۰۱ سو انجمی۔ مظفر فرادر شجاع ملک دین یہاں منصور کی صفت کو طور پر واقع ہوئی ہے یعنی

مقصود جو مظفر کے نشان والا ہے اور ملک دین کا شجاع ہے۔ مظفر۔ شجاع اور منصور میں صفت ایہاں ہے۔
(۱۰) ترجمہ حیوت و جام ہی اسکا ہاتھ شرف ہوا ہے۔ زمانہ خوشی کا اور غمخواروں کی یاد میں پایا۔
یعنی جیسے منصور ایران کا بادشاہ ہوا ہے۔ امن و امان ہی اور زمانہ گذشتہ۔ امن و امان کی یاد میں خوشی کے
جام پی رہا ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ اسکی ہر کانٹے والے شمشیر سے فتح اس دہ چکی جب اس انجم سورہ نور شمشیر کی طرح تہا ہزاروں حمل کیا۔
شمشیر۔ ہر کب جو شمشیر اور شمشیر جو شمشیر کے معنی ناخن یا شکر کی دم میں۔ چونکہ تیغ شمشیر کے ناخن ہوتا ہے اور
شیر کی دم کی ہتھیلی ہے۔ اس لیے یہ نام ہوا۔ انجم سورہ۔ ستاروں کو مات کرنا والا۔ جی طرح آفتاب تہا ہزار ہا میلوں
کے شکر پر حملہ آور ہو کر ان کو مات کر دیتا ہے اسی طرح جسد منصور بادشاہ نے تہا شکر کے شکر پر حملہ کیا۔ اسکی
تیغ کی نئی چمکنی تھی۔ دیکھو لسان النبیب جلد اول ص ۲۰۱ سوا انجری۔ ایک فلمی دیوان میں تراشوں کی نگہ
زرا نشان ہے۔ اور دوسرے دیوان میں درخشان ہے

(۱۲) ترجمہ۔ تعالیٰ اللہ عجیب بات ہے کہ جیسے نیرنگت ہی پایا ہے اسکو جو ہر پاک کی صفائی پر ہیز گاری کا
دم مارنے لگی ہے۔

تعالیٰ اللہ۔ خدا بڑا ہے۔ کلام تعریف و تعجب و تحسین۔ مطلب یہ ہے کہ میرے ممدوح کی ذات عجیب
کہ جیسے ہستی میں آئی ہے اسکو جو ہر پاک کی صفائی پر ہیز گاری کا دم مارنے لگی ہے۔

اگر نیرنگت ہی کو فاصل یافت کو فعل اور صفا گوہر پاکش کو مفعول سمجھا جائے تو ترجمہ یہ ہوگا۔ تعالیٰ اللہ عجیب
ہے کہ جیسے نیرنگت ہی آئی ہے اسکو جو ہر پاک کی صفائی پائی ہے۔ پر ہیز گاری کا دم مارنے لگی ہے۔ یعنی جیسے میرے ممدوح
کا جو ہر پاک صدم ہی ہستی میں آیا ہے۔ تو ہستی کو اسقدر صفائی حاصل ہوئی ہے کہ وہ پر ہیز گاری کا دم مار لگی ہے۔
(۱۳) ترجمہ۔ ساقط خدا کی لطف اکرم ہی اسکو ملک مگر کا وہاں مطلب ہے کہ یہ ذکا آسمان کی دولت کا یہ سکد شاہ سوار
کے نام پر ضرب کیا ہے۔

یعنی دوام ملک و عمر شاہ سواروں کو حاصل ہوتا ہے۔ میرا ممدوح بھی شاہ سوار ہی اسلئے دعا
کرتی چاہئے کہ خدا اسکو دوام ملک عمر نصیب کرے۔

غزل ۹۲

(۲۹)
(۵۹)

۱۹۶

۱	اگر عشق گل برآویدی چہا کرد	۱	سحر لیل حکایت با صبا کرد
۲	اگر کاغذ صیغے بروی مریا کرد	۲	غلام ہمت آن ناز سیم
۳	اگر درویش شب بیناں رادو کرد	۳	خوشش با دو نیم صبح گاہی
۴	اگر ہمیں چہ چہ کہوں آشنا کرد	۴	میں از بیکانگان ہرگز نتالم
۵	اگر سید قبائے خجہ واکرد	۵	آقا بیک گل کشید از زلف سبیل
۶	دیں گلشن بجا تم بستن کرد	۶	از آن نکتہ زخم خون دل زینت
۷	تہنم در میان با تو بسا کرد	۷	بہر سو بیل بسیدل در اندیشاں
۸	دراز دل نیز فاجہ بستم چہا کرد	۸	اگر از سلطان سبعہ کو مخلص بود
۹	اکمال میں دولت برآوینا کرد	۹	وفا از نوا جگان شہر با من

اشارات بر باری مفسر و نشان

(۱۰)

(۱۱)

کافہ توبہ از زہد و ریاضت

(۱) ترجمہ: صبح کے وقت ایل نے سب سے بیان کیا کہ تو نے دیکھا ہے کہ بھول کر عشق نے ہمارا سانس لیا کیا۔

یعنی میں عشق کی بیخوشی سے حال اور رسوا ہو گئی۔

(۲) ترجمہ: میں اس نازنین کی ہمت کا غلام ہوں جس نے نیکی کا کام روی و ریا کے بغیر کیا۔

یعنی میں صرف اس نیکی کا قائل ہوں جس میں ریا نہ ہو۔

(۳) ترجمہ: صبح کی نیم کر کے خوش ہو۔ جس شب نشینوں کے درد کی دوا کی۔

جمہد عانیہ پر مطلب یہ ہے کہ شب بیدار عاشقوں یا سالکوں کے درد و دل کی دوا کرنے والے معشوق یا مرشد کو

خدا صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نصیب کرے۔ یا یہ سمجھو کہ شب دنیا کے درد مندوں کا چارہ ساز کو خدا صبح کی

کی ٹھنڈی ہوا نصیب کرے۔

(۴) ترجمہ۔ میں بگناہوں سے برگزناں نہیں ہوں۔ کیونکہ میرے ساتھ جو کچھ ہے کیا ہی اس دوست کے کیا ہے۔
شیخ سعدی صلیب رحمتہ فرماتے ہیں۔

فریاد و دستاں ہلکے دوست دشمن ہوتا	فریاد و سعدی از دل نامہ زبان دوست
از دشمنان بزد شکایت بدبستان	چون دست دشمن است شکایت گیارم
مبارزایں چراں قلب دشمنان شکنند	ترا چوشت کہ ہر قلب دوستان شکنی

اسی مضمون پر ہے۔

آپنجہ بھینزی نظر سیر دوست کرد
مشکل اگر دشمن جانی کند

جلال اکسیر کا شعر ہے۔

اے ز جو رہ دشمنان زخمی شدہ ام
ازہ فائے دستاں زخمی شدہ ام

(۵) ترجمہ۔ بھول پر زلف سبیل کی نقاب ڈالی۔ اگر غنچہ کی تباہی کا بندھ لگا۔

شعر (۴) اور شعر (۵) کا مضمون مسلسل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں معشوق کے لائق ہونا چاہتا ہوں کیونکہ اگر وہ غنچہ کی تباہی کا بندھ لگتا ہے تو لگاؤ بے نقاب ہوتا ہے۔ یعنی اگر غنچہ زمین کو کھولتا ہے اور کہانی بات کرتا ہے تو گل زسار پر زلف کا پردہ ڈال دیتا ہے۔ گویا پورا مشاہدہ حاصل نہیں ہوتا۔

(۶) ترجمہ۔ اس رنگ رخ کو سیر دل میں خون گرایا۔ اس باغ میں چھوکانٹوں میں بستہ کیا۔

یعنی اس کو بھول کی طرح ادرازا کے زسار کی آرزو میں میل دل ہونے لگا اور اس کا گلشن لب زسار کی چھوکانٹی بھول نصیب نہ ہو اور صرف کانٹے قسمت میں نہ ہو۔

(۷) ترجمہ۔ ہر طرف بیدل اہل فریاد کر رہی ہے۔ اور عیش و عشرت درمیان میں باد صبا گرگزی۔

یعنی باغ میں ملیں تو حیران نصیب ہوں اور فریاد کر رہی ہیں۔ مگر باد صبا بھولوں کو ہم آغوش بہری اور عیش و تنوم میں گزار رہی ہے۔

(۸) ترجمہ۔ اگر میں زباد شاہ کی کوئی طبع کی تو وہ میری غلطی تھی۔ اور اگر معشوق تو وفا کا خواہنکار ہوا تو اسے اپنی جفا کی۔

اپنی حرمان نصیبی کا گلہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ بادشاہوں کی طبع تو حق تو محض غلطی ہے۔ باقی رہے معشوق۔ وہ بھی سچاے وفا کے جفا کرتے ہیں۔

(۹) ترجمہ - شہر کے امرا میں کسی سرساکہ وفا - کمال دین و دولت ابو الوفا نے کی
کمال الدین ابو الوفا ممدوح کا نام ہے۔

(۱۰) ترجمہ - سرفروشنوں کے کوچہ میں نہ شغیزی لے جا۔ کہ حافظ نے زہر دیا سو تو بیکاری ہو۔
فی التوقیت زہر دیا آمیز سے تو بھلی۔

غزل (۹۵)

۱	زادہاں را رخسار دریاں کنند	۱	شادیاں گرد لب سری زینیاں کنند
۲	گلخوش دیدہ ز گسداں کنند	۲	ہر کجا آن شاخ ز گسب گند
۳	قدسیاں در خوش است افشان کنند	۳	یار با چوں سازد آہنگ سماع
۴	کہ جو صحبت آسند رخشاں کنند	۴	رخ نمساید آفتاب دولت
۵	از کجا این خط سلم برانساں کنند	۵	مردم چشم نمجوں آغوشہ مش
۶	ہر چہ فریاد تو با شد آں کنند	۶	عاشقاں ابر سر خود حکم نیست
۷	ان کجا تھیں کہ از طوفان کنند	۷	پیش چشم کمتر است از طوفان
۸	مرگ را بر بید لالساں کنند	۸	کن گماہی از دو چشمت نارواں
۹	دروغایت جان دل قربان کنند	۹	غید رخسار تو کو با عاشقاں
۱۰	پیش زان کہ قامتت ہو گاں کنند	۱۰	ای جوان سر قد گوئی بزن
۱۱	حیش خوشش در بوتہ ہجران کنند	۱۱	خوش بر آئی از غصہ ای دل کابل راز

(۱۳)

کس حافظ زاہ نیم شب
تا چو صحبت گیب - رخشاں کنند

(۱۲)

(۱۱) ترجمہ - مشوق اگر اطمینان دلبری کرتے ہیں گے۔ تو زاہدوں کی ایمان میں زخمہ دانیس گے۔
ذوق نے اسخی نہمون پر کہا ہے۔

لبریز شراب ناز و کھار تا سحر چشم کا فر کو	تازا بد بیک ملوث ہوتا صوفی دلکش مکتبہ میں
پڑوسین سے بڑا دوست اگر اسکی	تو سچیکے بادہ انگور اسکے دانہ دانہ سے

(۲) ترجمہ - جہاں کہیں شہنشاہ زکریا گئے ہو۔ گھر خ اسکے لئے اپنی آنکھوں کو زکریاں بنائے ہیں۔
 زکریاں گل داں پھول داں گلہ ستر رکھنے کا ظرف گلہ ستر دان۔ وہ گل داں میں زکریاں پھول کا
 گلہ ستر ہو۔ مطلب یہ ہے کہ میرا سہی خدا و زکریا چشم معشوق جہاں جلوہ آرا ہوتا ہے۔ وہ ستر حسین کی ہر
 آنکھوں پر بیٹھا ہے۔

(۳) ترجمہ - میرا معشوق جب صبح کا ارادہ کرتا ہے۔ قدسی (فرشتے) عرش پر قیام کرنے لگ جاتا ہے۔

(۴) ترجمہ - تیرے بخت کا آفتاب نواز ہو گا۔ اگر صبح کی طرح تیرا آئینہ روشن کر دیں۔
 صبح کا آئینہ روشن ہوتا ہے یعنی صبح صادق روشن ہوتی ہے جبکہ آئینہ یہ ہوتا ہے کہ سورج اٹھتا ہے اور نواز
 صاحب نواز ہے کہ اگر تیری آئینہ دل کو صبح صادق کی طرح روشن کر دیں یعنی تیرا دل صاف ہو جائے
 تو تیری اقبال کا آفتاب جلوہ نما ہو جائیگا۔ حال کلام یہ ہے کہ اگر نیک بختی مطلوب ہے۔ تو دل صاف کرنا چاہئے۔
 (۵) ترجمہ - میری آنکھ کی پتلی خون آلودہ ہوئی۔ ایسا ظلم انسان پر کہاں کر سکتے ہیں۔

یعنی میں تیرے عشق میں خون آلودہ ہو گیا ہوں۔ چنانچہ آنکھ کی پتلی خون آلودہ ہو گئی۔ آدمی پرانت ظلم
 نہیں۔ مردم اور انسان کی رعایت ظاہر صنعت ایہا م ہے۔

(۶) ترجمہ - عاشق کو آواز پکارتی ہے یا نہیں۔ جو کہ تیرا حکم ہوتا ہے۔ وہی کہتا ہے۔

خواجہ صاحب نے یہاں میر سے جبر اختیار پر اپنی دل کا ظاہر فرمایا ہے۔ دیکھو شعر
 (۷) ترجمہ - میری آنکھ سے ایک قطرہ دھمی تم؟ وہ کہانی جو طوفانِ دوحہ کے متعلق ہے۔
 یعنی طوفانِ دوحہ میر طوفانِ آتش کے مقابلے میں کہ جنت نہیں کہنا کہ تیرے کہ یہ کیا بیان ہے۔

ایک کہہ کر میں نقد زمین گدازت	کہ در فراق تو خاک کے سیر تو اں
-------------------------------	--------------------------------

(۸) ترجمہ - اپنی دو آنکھوں سے گاہ کہ تیرا جلدی موت کو میدانوں پر آساں کر دیں
 یعنی وقت نزع ہماری طرف نظر کرتا کہ جان آسانی سے نکل جائے۔

(۹) ترجمہ - تیری رضا کی عین کہلن تو کہ عاشق تیری وفا میں جانوں کو قربان کرین
 حمید اور قربان کی رعایت ظاہر عاشقوں کی حمید معشوق کا دیدار ہے اور اس حمید پر وہ جانوں کو قربان

کرتے ہیں۔

(۱۰) ترجمہ ہے اسرود جلا گیند مارا پیشتر اسکے کہ تیرے قد کو چوگاں کر دیں۔

یعنی لے جو ان اہانت ہو کہہ کر لے جب بوڑھا ہو کر تو چوگان (بٹے) کی طرح خمیدہ قد ہو جائیگا اس وقت تو کچھ نہ کر سکے گا۔

کھیتوں کو لے لو پانی اب یہ رہی ہو گنگا	کچھ کر لو جو انو اٹھتی جو انیاں ہیں۔
لے کے دست میرسد کار سے بکن	پیش ازاں کر تو نیاید پیچ کار سعدی

(۱۱) ترجمہ ہے کہ دل غصہ سو خوش خوش باہر آگے نکالیں راز و فراق کی کٹھالی میں خوشی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔
حبطرح کٹھالی میں راز و فراق و ناخالص کی تمیز ہو جاتی ہے اسی طرح فراق کی کٹھالی میں عاشق صادق و کاذب کا فرق معلوم ہو جاتا ہے اس لیے فراق کا زمانہ خوشی مضم گزار دینا چاہئے۔

(۱۲) ترجمہ ہے حافظ آؤ نیشے سر نہ پیر تا صبح کی طرح تیرا آئینہ کو روشن کر دیں۔

خواجہ صاحب نے یہ آیت اور ہر جگہ اپنے کلام میں شب بیداری کے فوائد بیان کرنے میں فرماتے ہیں۔ کہ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا آئینہ دل صبح کی طرح روشن ہو جائے۔ تو آؤ نیم شبی کی غافل نہ ہو۔

بیاغ قدس بہر دم گلے دگر گنجد	ازاں نفس کہ بر آید ز دل سحر کا ہے
------------------------------	-----------------------------------

دیکھو شعر دہشت اور رپ۔

غزل (۹۶)

۱	کہ زیر کاں جہاں ز کمن شان بہند	شراب بغیش ساقی خوش دوام بہند
۲	نہرا رش کہ گریاں شہر نی گنہند	من ار جید عاشق قوم ز دست نام سیاہ
۳	شہان بی کمر و سرواں بی گلہند	سبیں حقیر گدایاں عشق را کایں قوم
۴	بیار بادہ کہ ایں سالکان نہ مرد بہند	چنانہ شیوہ درویشیت و راہروی
۵	چو چاکراں بجز ز بندگان بہند	گمن کہ گوئیہ دلبری شکستہ شود
۶	نہ آں گروہ کہ ازرق لباس دل بہند	غلام ہمت زردی کشاں کیر نگم

قدم بندہ بجز ایات جزیش طراوت ۷ کہ ساکنان درش محرواں پاؤ تہست
ہوش باش کہ ہنگام باد استغنا ۸ ہزار جزین طاعت بہ نیم چوغز ند

جناب عشق بلندت ہمتی حافظ

(۹)

(۹)

کہ عاشقان وہی ہمتاں بخود مند ہند

(۱) ترجمہ شریانی اور سانی خوشرو ہستہ کہ دو جہاں میں۔ کہ جہاں کے دانان کہ کند سورہائی نہیں پاؤ
بیغش۔ غش کبیر یعنی کدورت۔ و بالفتح۔ کسی کم قیمت چیز کی آمیزش زرد و نقرہ اور شکر
شراب میں بیغش یعنی صاف۔ خالص۔

اس شعر میں خواجہ صاحب نے عشق کی ہمہ گیری بتائی ہے

(۲) ترجمہ۔ میں اگرچہ عاشق۔ رندست اور نامر سیاہ ہوں۔ ہزار ہزار شکر پر کہ یا و ان شہر سگیناہ میں۔
تلمیح سخن کے اس شہنشاہ کو باریہ تحسین ادا کئے بغیر میں نہیں پڑتی کس خوبصورتی سے مطلب ادا کیا ہے
مدعا یہ ہے کہ میں تو بیشک رند ہوں عاشق ہوں سیاہ اعمال ہوں اور جو کچھ ہوں سو ہوں۔ مگر یاران
شہرہوی ایڑی کہ بیان میں نظر کریں اور دیکھیں کہ وہ کیسے ہیں یعنی وہ بھی ان عجیب سے پاک نہیں۔ مگر طرز سیاہی کی
کس غری سے مطلب ادا کیا ہے۔ اسی مضمون کو شیخ سعدی عنایہ لہتمہ نے بھی ادا کیا ہے۔ مگر طرز ادا میں زمین و آسمان
کا فرق ہے۔

اگر نندیں بجزیاں دل من خردہ گیر	کیس گناہیت کہ در شہر شاتیر کند
عشق بازی نین آرزو جہاں آدرم	یا گناہیت کہ اول من سکین کم
حدیث عشق اگر گوی گناہ است	گناہ اول ز خا بود آدرم

اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر ف ۳۲

(۳) ترجمہ۔ کہ ایان عشق کو بغیر نہ سمجھ کر ہونکہ یہ سوگ بغیر کر بندے کا دشاہ اور خیر تاج کو خسر میں
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ رَبِّ اشْعَثْ اَعْبُوْسَ دُرَيْحٍ بِاللَّجْوَابِ
اَوْ اَقْتَمِ سَعَةَ اللّٰهِ الْكَافِرَةَ۔ (بعض پریشان بال خیال آوہ دھکے و سٹے گئے۔ درہ اور سٹے
اگر قسم کھاؤں۔ اللہ پر البتہ سچ کرے اسکو)

آٹا کسا راں جہاں را بھارت منسگر

توجہ دانی کہ دریں خاک سوا کہ باشد

یعنی مضمون پرست

بچشم کم میں در نامہ اعمال ما زامہ

کہو بار و ازین برسایہ باران رحمت ما

(۳) ترجمہ۔۔۔ چاندرویشی اور راہری (سالکی) کا شہوہ نہیں۔ شراب کی یہ ساگ مردان راہ نہیں ہیں۔
یعنی درویش اور ساگ جنا شعار نہیں ہوتے۔ یہ ساگ جو ایک دو ستر پرستم ردا رکھتے ہیں مردان راہ
نہیں ہیں شراب پی اور خفا کاری سے باز آ۔

(۵) ترجمہ۔ ایسا کہ کر کے دہری کا کوکب لوت جا آجی اگر کو اور بھاگ جائیں ان رضام مفرد ہو جائیں
کوکب۔۔۔ فزوشکوہ چشمت۔ وغیرہ وغیرہ مطلب یہ کہ عاشقوں کی دل آزاری نہ کرے کیونکہ تیری خدمت
ان کو کب تک رہی مخلص ہے۔ اگر لو کہ نہ ہو تو آقا کا فرزند کوہ کس طرح قائم رہیگا۔

(۶) ترجمہ۔۔۔ میں ایک رنگ زد کی کشوں کی ہمت کا غلام ہوں۔ نہ ان لوگوں کا بیکار بننے اور نہ اس سیاہ ہونے
یعنی میں نہ ان کو رنگ کی ہمت کا قائل ہوں جن کے دل صاف میں نہ ان میں پوش در پوش کی جگہ
دل سیاہ ہوتے ہیں۔

(۷) ترجمہ۔۔۔ خرابات میں تم شرط ایک بنی نہ کہہ کہ اسکو دروازے کے ساکن بادشاہ کی محرم ہیں۔

یعنی خرابات کے رہنے والے شہنشاہ حنفی کے محرم ہیں اسسکی دہان ایک بانا چاہئے۔

(۸) ترجمہ۔۔۔ ہوش میں کہ بادشاہ استغنا کو وقت عبادت کہ ہزار خرمنوں کو آدھو جو کہ بے بسی نہیں خریدے۔

استغنا۔ بے پردہی۔ بے نیازی۔ غنا۔ اغنا۔

مطلب یہ کہ تو اپنی عبادت پر مفرد نہ ہو۔ صرف خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ نہ کرے کہ یہ فائدہ یا گناہی
میں کسی عبادت اور اطاعت کی ضرورت نہیں استغنا کی ہوا تیری عبادت کہ ہزار خرمن بر باد کر
سکتی ہے۔ مزید شہرت کے لئے دیکھ شہرت ہے

(۹) ترجمہ۔۔۔ عشق کی درگاہ بلند ہے۔۔۔ حافظ ہمت (افشار) کہ کہ کو کہ عاشق پر ہمتوں کے اپنی پاس نہیں
کئے دیتے۔

عالی معنی کی تعلیم ہے۔ دین و دنیا کے تمام کام ہمت بلند پر منحصر ہیں۔ ہمت آدمی کو نہیں
کرسکتا۔

باشد بقدر ہمت تو ہمت سبار تو

ہمت بلند دار کہ نزد خدا خصلت

غزل ۹۷

۱	شاہد آن نیست کہ موی میاںے دارد	بندہ طلعت آن باش کہ آنے دارد
۲	شیوہ جوڑ پری خوب لطیف ست و	خوبی آنست و لطافت کہ فلانے دارد
۳	چشمہ چشم مرا ای گل خندان در یاب	کہ بامید تو خوش آب روانے دارد
۴	مغ زیرک نشود در جنبش نغمہ سرائے	ہر بہاری کہ ز ونبال خزانے دارد
۵	خام بروی تو د صنعت تیر از ندرای	بتد از دست ہر آنکس کہ کمانے دارد
۶	گوی خوبی کہ دیدار تو آنہ جوڑش پد آن جا	ز سواریت کہ در دست عنانے دارد
۷	دلنشیں شد تخم تا تو قبولش کردی	آری آری سخن عشق نشانے دارد
۸	درہ عشق نشد کس بقین محرم راز	ہر کسے بر حرب فہم گمانے دارد
۹	باخرابات تشنیاں ز کرامات طلاف	بسخن جانے و نہکرت مہمانے دارد

مدعی گو بردنکتہ بہ حافظ مفر و ش

(۱۰)

(۱۰)

اکھک مانیز زبانے و بیانے ز دارد

(۱) ترجمہ معشوق وہ نہیں جو زلف و کر رکھتا ہو۔ اسک حسن کا غلام ہو جو ادا رکھتا ہو۔

یعنی معشوق کے لئے حسن صورت کے ساتھ آن و ادا بھی ضروری ہیں۔

شاہد آن نیست کہ دار و خطا سنو و لبیل	شاہد آنست کہ ایں داڑو آنے دارد
ایں ہر شیفہ من از سپے آن میگردد	دیدہ ام طلعت زبیاں کہ آنے دارد

ردان الغیب

اسی مضمون پر ہے۔

حسن کس کام کا جو آن نہ ہو	کیا وہ معشوق جس میں شان نہ ہو
---------------------------	-------------------------------

(۲) ترجمہ۔ حورا و پری کا شیوہ اچھا ہی اور لطیف ہی لیکن۔ خوبی اور لطافت وہ ہی جو فلان حسین میں ہی

یعنی عورت پر ہی سب حسین میں۔ لیکن صلی حسن و لطافت وہی جو مجھ کو معشوق میں ہے۔

(۳) ترجمہ ہے۔ کھنکھنے چوں میری آنکھ کے چشمہ کو دیکھ (حال کر) کیونکہ تیری امید میں وہ بہت اچھا لگا
پانی رکھتا ہے۔

یعنی معشوق میں تیری آرزو میں ہمیشہ روتا رہتا ہوں۔ پر آخدا میری طرف توجہ کر گرتے وہ خنداں اور
گل اور آب کی رعایت ظاہر۔

(۴) ترجمہ ہے۔ دانا پرندہ اس بہا۔ کہ باغ میں کہی نغمہ نہ را نہیں ہوتا۔ جسکو پیچھے خزاں لگی ہو۔

یعنی جس بہار کے پیچھے خزاں ہے۔ دانا پرندہ اس پر کہی عاشق نہیں ہوتا۔ باغ دنیا کی ناپائیدار
میان کی ہے۔ اور فرمایا کہ اس چند روزہ بہار پر کہی مست نہیں ہونا چاہئے۔

(۵) ترجمہ ہے۔ تیرے بارو کا نغمہ تیرا نغمہ کی کیفیت میں۔ بہت شخص کو باہر میں کمان ہو۔ نہ نیتا ہے۔

یعنی تیری کمان ابرو تیرا نغمہ کی کیفیت میں ابھی کامل ہے۔ کہ کمان داروں کے ہاتھ کو کمان سے لینی جو کیا
کوئی تیرا نغمہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(۶) ترجمہ ہے۔ تیرے ہاتھ جو خوبصورتی، ہانگیند کون نیچا کی کیونکہ آفتاب بھی اس جگہ ایسا سوار نہیں جسکو ہاتھ میں
ہانگ ہو۔

یعنی خوبصورتی میں تجھ کو کسی حسین کو کی سبقت نہیں لیا سکتا تیرے مقابل میں شاہ مسوار آفتاب کے ہاتھ میں
عشان نہیں۔ یعنی بے اختیار ہے۔ گو چوگان (پولو) کی کھیل سوار ہو کر کھیلی جاتی ہے۔ انذار عایت گو دو سوار
ظاہر۔

(۷) ترجمہ ہے۔ میرا کلام موثر دلنشین ہو گیا جب تو نے اسے قبول کیا۔ ہاں عشق کی بات نشانہ پر لگتی ہے۔
یعنی عشقیہ کلام موثر ہوتا ہے اور تیری قبولیت نے اس کو اور بھی موثر کر دیا۔ نشین نشان میں صنعت تجنیس ہے۔

(۸) ترجمہ ہے۔ راہ عشق میں کوئی شخص یقین کر محرم را نہ نہیں ہو سکتا بہر شخص نیا اپنی ہجرت کے معنی میں کمان
رکھتا ہے۔

یعنی اس راہ عشق کو کوئی شخص یقین کر سکتا نہیں ہجرت نہیں ہو سکتا۔ اپنے اپنے فہم کے مطابق ہر ایک کو یہ خیال کر
لیتا ہے۔ یقین دگمان کا مقابلہ ظاہر۔

داں گوہر بس شریفی ناسفہ بسا نذا

اسرار و جملہ بہتہ سنا

اگر کسی دلیل عقل چیز کے گفتہ

وان نکتہ کہ اس بو ذکا گفتہ سازد

(۹) ترجمہ - خرابا تہوں کے ساتھ کلمات کی لاف نہ مار ہر بات کا کوئی عمل اور نہ نکتہ کا کوئی مقام ہوتا ہے۔
یعنی ساکنان خرابات اور زندانِ مست کے مشابہ میں بزرگی کا دم نہ ملد یہ لوگ جو بظاہر خرابی والی باتیں
سینے اسرارِ معرفت سے پر ہیں۔ ہر بات اور نہ نکتہ کا اپنا پنا محل ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے مقابلہ میں لاف زنی
بے عمل اور بے جا ہے۔

(۱۰) ترجمہ - مدعی کو کہو کہ جائے اور حافظ کے سامنے نکاتِ فریضی نہ کرے (یعنی نکتہ بیان کر کے
فخر نہ کرے) کیونکہ ہمارا علم بھی زبان اور بیان رکھتا ہے۔

شاعرانہ مغز یہ شعر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارے سامنے نکتہ کیا بیان کرتا ہے۔ ہم بھی تو آخر نکات
بیان کر سکتے ہیں۔

غزل

۱	زوم بصف زنداں و سر نیچہ با دایار	۱	شراب عیش نہاں صیت کار پی بنیاد
۲	کہ فکر ایچ ہندس چنیں کرہ کھشا	۲	گرہ زدن بکشا و ز سپہریا دکن
۳	ازیں فسانہ و افسون ہزار دار دیار	۳	از انقلاب زمانہ عجب مدار کہ چرخ
۴	ز کاسہ حشر شہید و بہمن ست و قباد	۴	قدح بشرط ادب آیرانکہ تر کی پیش۔
۵	کہ واقف ست کہ چوں رفت تخت جم بر باد	۵	کہ آگ است کہ جھشید و کی کجا رفتند
۶	کہ لالہ میدد انتھاک تربت نسر باد	۶	ز حسرت لب شیریں ہنوز می بسیم
۷	کہ تا بزاو و بند جام می ز کف نہا و	۷	مگر کہ لالہ بدانت بیو فائے دہر
۸	نسیم خاک مصیبت و آب کنا باد	۸	نمیدہند اجازت مرا بے عینہر
۹	مگر نسیم بچھی دیر چن شراب آبا و	۹	بیا بیا کہ زمانی زمی خراب شویم
۱۰	کہ بستہ اندیر بر نسیم طرب دل شاد	۱۰	بنوشن بادہ صدفی بنا لہ دف و چنگ

زوت اگر نغمہ جام می مکن سیبم ۱۱ کہ پاک تری بزم حریف دست نداد

رسیم عشقش حافظاً پنچہ رسید (۱۲)

اگر چشم زخم زمانہ بعاشقان مرساد

(۱) ترجمہ۔ عشق نہانی کی شراب کیا ہے؟ ایک بے بنیاد کام ہے۔ ہم زندگی صف میں جا طے ہیں۔ جو کچھ ہو رہا ہے یعنی شراب لہو ایک سبب ہو رہا ہے۔ ہم زندگی مجلس میں شامل ہو گئے ہیں اور علی الرغم الف حاسداں علانیہ شراب نوشی کرتے ہیں جو کچھ ہو رہا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ دل سو کہ کھول اور آسمان (کی باتوں) کو یاد نہ کر کیونکہ کسی منجم کی عقل نے یہ گہ نہیں کھولی یعنی کوئی ہندس انقلابات چرخ کے عقدہ کو حل نہیں کر سکتا۔ تو ان باتوں کو چھوڑ اور شاد و خرم زندگی بسر کر۔ مزید تشریح کے لئے دیکھو شعور الف پے۔

(۳) ترجمہ۔ زمانہ انقلابات پر حیران نہ ہو۔ کیونکہ آسمان کو ایسے ہزار فسانہ و افسوس یاد ہیں۔ یعنی حوادث روزگار اور انقلابات چرخ پر حیران نہیں ہونا چاہئے۔ دور گردوں ایسے ہزارہا انقلابات ظاہر کئے ہیں۔

(۴) ترجمہ۔ پیادہ ایک ساتھ چلاؤ کیونکہ اسکی ترکیب جہت یہ۔ بہن اور قباد کسر کے کاسہ سی ہے۔ یعنی یہ پیالہ جو تیرے ہاتھ میں ہے۔ خدا جانے کتنے بادشاہوں کا کاسہ کرمی اس میں شامل ہوگی۔ اسکو ذرا دیکھ کر۔ فی الحقیقت عبرت کا تمام ہے لاکھوں بادشاہ اور کراؤں انسان مر کر خاک ہوئی اور ان کی خاک سب برف اور ایشیں بنائی جا رہی ہیں۔

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ دَبُورَاتٍ مَعِيَشَتَهَا قَتَلَتْ مَسَاكِينَهُمْ لَمَّ تَسْلَمُوا مِنْ يَوْمِهِمْ
الْقَلِيلَةَ۔ (العنص) یعنی بہت ہلاک کئے ہیں ہم نے گاؤں اور گاؤں و آجوا پنجا گذراں میں
سے گذر گئے ہیں یہ ہے اب ان کے رہنے کی جگہ۔ ان کی ہلاک کے بعد کوئی دماغ نہ ٹھیرا۔ مگر ٹھہرا

خاک کے کہ بزیں پھر حیوانے دست	زلف صنیعہ و عارض حانانے دست	عزیم
خزشت کہ برکت سگر ایوانے دست	انگشت وزیر سے و سیر سلطانے دست	
شندیم کہ یک بار در جلا	سخن گفت! عابد سے کلا	سعدی

کہ من فرزند ہی دہشتہ	یہ سربر کلاہ ہی دہشتہ	(اسدی)
دی کوڑہ گرسہ بدیم اندر بازار	بر تازہ گلے لگد ہی زو بسیار	(عزیم)
وال گن بزبان سال باو گی گفت	من بچو تو بودہ ام مرانیسہ کو دار	
خوشن آتش کہ غم سبہ کیان خواہد بود	بر چرخ قرآن اخراں خواہد بود	(عزیم)
خوشینے کہ ز غالب تو خواہند زدن	ایوان ہسرا دیگر ان خواہد بود	
این کوڑہ چمن عاشق زاری بودت	در بند سزایت نگارے بودت	(عزیم)
این دستہ کہ در گردن الامعہ بنی	ہو ستے کہ در گردن یار بودت	

(۵) ترجمہ - کون جانتا ہی کہ جہنم کے کہاں گویا۔ کسے معلوم ہی کہ عیساں کا تخت کس طرح بر پا ہوگا۔

ایں گنہد رباط کہ علم نام است	آرا گاہ ابلق صبح و شام است
بڑے رت کہ دامانہ صد جہنم است	قصر رت کہ کجیہ گاہ و صید ہر امت

(۶) ترجمہ - شہیریک کی کب کی حسرت میں میرا بھی دیکھتا ہوں کہ زہد کی قبر کی ٹہنی کی اللہ پیدا ہوتا ہی۔ گل لالہ کے اندر ایک باغ ہوتا ہی۔ اس لہو اسکو عاشق کے داغدار لیل کی شہیریک ہی ہیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ چو کہ فریاد شہیریک لب لعل کی حسرت میں لہ پڑا غ لیکر قبر میں گیا اس لئے اب تک اس کی قبر پر گل لالہ آگتا ہے۔ دیکھو شعر ۱۵۔
مندرجہ ذیل اشعار بھی اسی قبیل کی ہیں۔

بچھنے کی دل کی آگ نہیں زیر خاک بھی	ہو گا درخت گور پہ میری چمن سار کا
نظر مگھونہ بدوزم کہ بہر دیدن دست	ز خاک میں ہمہ ترس و مد بجائے گیاہ (رودکی)
لے دارم خراب ترس مینیا سانش	کہ سے رویدیکہ و پر باوہ از خاک شہید آتش (غنیہ)

(۷) ترجمہ - شاید لالہ زمانہ کی بیوفائی کو جانتا تھا کہ جب پیدا ہوا مرنے تک جام شراب تو تھی نہ رکھا۔ گل لالہ کو جام سے سے تشبہ ہی ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ گل لالہ نے ہمیشہ جام سے ہاتھ نہ رکھا غالباً وہ زمانہ کی بیوفائی کو جانتا تھا اور اس بیوفائی کو مٹرنہ ہونے کے لئے ایسا کیا۔

(۸) ترجمہ - چھوڑ سفر کی اجازت نہیں دینا خاک مصلیٰ کی نسیم اور نہر کنا باؤ کا پانی مصلیٰ اور رکنا باؤ۔ کے شہد چھو شعر الف، پ۔

یہاں خواجہ صاحب اعترافہ کا اظہار کیا ہے۔ بیشک خاکِ حیلے اور آبِ رگنا باو سے اکلو اس قدر محبت تھی کہ اچھوڑ
 ممالک غیر کے قدر دانوں کے تقاضا و درخواست کے وہ شیراز کو نہ چھوڑ سکے۔ ویسے لسان الغیب حلا و حلِ حلالی

گفتہ بودم کہ زنت بر بندم	تار و بصیرہ گرم و ہنداو
دست از دستم نے دارد	خاکِ شہِ راز و آبِ رگنا باد (سعدی)

(۹) ترجمہ۔ آ آگچہ سبت کے لٹے شرابِ خراب ہو لیں۔ شاید کہ اس خراب آباد میں کسی خزانہ تک پہنچ جائے
 خزانہ اور دنیویہ ہمیشہ خرابی کے ریزن مقامات میں پک جاتے ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ آداس
 خرابی باد (دنیا) میں خزانہ حاصل کرنے کے لٹے شرابِ خراب (دست) ہوا ماضوری ہے۔ حاصل کلام یہ
 کہ دنیا میں گنجِ معرفت حاصل کرنے کے لٹے شرابِ عشق کا ہوا ماضوری ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ شرابِ جانِ دلف و چنگ کی آواز کے ساتھ پی۔ کیونکہ خوشی کو ابریشم طرب سے بانڈا ہے۔
 ابریشم۔ (۱) ابریشم۔ (۲) ساز کے تار چنگ کے تار۔ چنانچہ ابریشم زدن بمعنی ساز
 بنانا آیا ہے۔ ابریشم طرب۔ چونکہ چنگ ساز موجب طرب ہیں اس لیے چنگ کے تار کو بھی ابریشم
 طرب کہہ سکتے ہیں۔ یا بصورت دیگر طرب کی تار۔ خوشی کی تار۔

مطلب یہ کہ خوشی خرم دل کو عالمانِ قضا و قدر نے خوشی کی تار یا چنگ کی تار کو وابستہ کیا ہے۔ یعنی دل
 کی خوشی چنگ کے تار یا رشتہ طرب پر منحصر ہے۔ اس لیے خوش زندگی بسر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور
 چنگِ دل کے ساتھ شرابِ مینا چاہئے۔ چنگ اور ابریشم کی رعایت ظاہر۔

(۱۱) ترجمہ۔ اگر میں ہاتھ سے جامِ یمن چھوڑوں تو میری عیبت ہی نہ کرے کیونکہ اس سے زیادہ پالاک دست چھو کبھی ہاتھ
 نہیں آیا۔

یعنی جامِ یمن پاکیزہ ترین دست ہے۔

(۱۲) ترجمہ۔ جس کو عشق کے غم میں غافل ہو جائے جو حالت گذری گذری۔ زمانہ کی چشمِ زخمِ عاشقوں پر یہ نوبت
 نہ لائے۔

یعنی جو حالت عشق میں میری ہوئی ہے۔ خدا کے کہ زمانہ کی چشمِ بد عاشقوں کی وہ حالت نہ کرے

غزل (۹۹)

(۵۱)

۱	صوفی نہاد دام و حشر باز کرد	۱	بنیاد مگر با فلک حقہ باز کرد
۲	باز حی چرخ بگلندش مضیہ در کلاہ	۲	زیرا کہ عرض شمس بدہ با اہل راز کرد
۳	ساقی بیا کہ شاہد رعنا می صوفیاں	۳	و دیگر بجلوہ آمد و آغاز نماز کرد
۴	این مطرب آن کجاست کہ ساز عراق خست	۴	و آہنگ باز گشت ز راہ حجاز کرد
۵	ای دل بیا کہ ما بہ پناہ خدا رویم	۵	ز انجیم استیں کوتہ و دست راز کرد
۶	صنعت مکن کہ ہر کہ محبت راست خست	۶	عشقش بروئی دل فر محنت فراز کرد
۷	ای کبک خوشخرام کجا میروی بایست	۷	غزہ مشکو کہ گربہ عابدن ساز کرد
۸	فردا کہ پیش گاہ حقیقت شود پدید	۸	شمرندہ لہروی کہ نظر بر بجا ز کرد

حافظ مکن ہلاکت زنداں کہ در ازل

(۹)

(۹)

ما را خدا ز ہر وریا بے نیاز کرد

شیراز کے بادشاہ شاہ شجاع کے عہد میں خواجہ عماد فقیر ایک شہور عالم تھی۔ بادشاہ انکا بہت معتقد تھا فقیر موصوف کے پاس ایک بی بی تھی۔ جو اسکے ساتھ نماز پڑھا کرتی تھی۔ بادشاہ اس بات کو فقیر حسب کی کرامت سمجھتا تھا۔ مگر خواجہ حافظ ان باتوں کے مقابل ہوسکتی تھے فقیر صاحب اور انکی بی بی کے متعلق یہ غزل لکھی جسہ پر شاہ شجاع ان کی ناراض ہو گیا تفصیلی حالات کیلئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۶-۱۷-۱۸۔ سو انصاری۔ عام ریا کار ز اہدوں اور بیہ رگوں کی پردہ درمی کی گئی ہے۔

(۱) ترجمہ۔ صوفی نے جاں بچایا اور ڈوبیا کا منہ کھولا۔ حقہ باز آسمان کے ساتھ مگر کی بنیاد ڈالی۔

حقہ۔ بازی گر نمایاں مٹی کی ڈوبیا جس میں کئی نمائے ہوتے ہیں اور جس میں سوئی بھی چیرنی نکال کر وہ تماشہ دکھاتا ہے۔ حقہ باز۔ بازی گر۔ بجان مٹی۔ ماری عیار۔ مکار۔ جیلد گر۔ فریبی۔ حقہ باز اور حقہ باز میں صنعت تخمیں ہے۔

(۲) ترجمہ۔ آپجان کی بازی ہو سوا کر گئی۔ کیونکہ اس نے اہل راز کے ساتھ حیلہ بازی شروع کر دی ہے۔
 بیضہ در کلاہ کسکستن۔ بیضہ در سر کے شکستن۔ کسی کو منہ کو کپتہ رسوا کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے
 ۔ یا کار صوفی کو آسمان آخر کار رسوا کر گیا۔ کیونکہ آسمان اس سے بھی زیادہ باندی گرتے۔
 (۳) ترجمہ۔ آسانی آئی کہ صوفیوں کا شاہد رہنا۔ دوبارہ جلوہ افروز ہوا ہے اور اسے نماز شروع کیا ہے۔
 خواجہ صاحب نے سانی سے طلب اس لئے کی کہ ربا کار صوفیوں کے دام میں نہ آجائیں۔
 (۴) ترجمہ۔ یہ طرب کہاں ہے کہ عراق کا ساز شروع کیا (عراق کی تیاری کی) اور راہ حجاز سے واپسی کا آہنگ
 کیا (ارادہ کیا)۔

عراق (۱) دو علاقوں کا نام ہے ایک عراق عجم جس میں خراسان اور صغناخاں ہیں دوسرا جو کہ کنارہ پر ہے دوسرا
 عراق عرب جس میں بغداد شامل ہے دوسرا دجلہ کے کنارہ پر واقع ہے عراق یعنی کنارہ دریا (۲) موسیقی کے مقامات
 میں سے ایک مقام کا نام ہے جو وقت چاشت سے صبح میں ہے۔ حجاز۔ (۱۳) عرب کا ایک علاقہ جس میں کہ مغفلہ
 مدینہ منورہ اور نجد وغور کے درمیان کا ملک ہے۔ (۲) مقامات موسیقی میں سے ایک مقام کا نام۔
 ساز و آہنگ۔ عراق و حجاز کی رعایت ظاہر۔

(۵) ترجمہ۔ دل آگہم خدا کی پناہ مانگیں اس شخص سے جو آستین کو تاناہ اور ماتہ لمبا رکھتا ہو
 یعنی ان ربا کار بزرگوں سے جو کو تاناہ آستین ہو کر دست درازیاں کیا کرتے ہیں خدا کی پناہ مانگنی چاہئے۔
 حاصل کلام یہ ہے کہ یہ کو تاناہ آستین لوگ شیطان ہیں۔ انہی کو دل سے بچنے کے لئے لاول ٹھہرنا چاہئے۔
 (۶) ترجمہ۔ نعت نکر دریا کار نکر کہیو کہ جو شخص سچی محبت اختیار نہیں کرنا عاشق اس کو دل پر بیخ و بن کا
 دروازہ کھول دیتا ہے۔

(۷) ترجمہ۔ آخوش شمار لیک کہاں جاتا ہے کھڑا ہو جا۔ اس بات پر زہول کہ عابد علی (یا عابد کی بی) نے
 نماز پڑھی ہے۔

یعنی بی کی نماز پڑ جا جب تو زدیگ پہنچا تبھی پیرا کھا جائیگی۔
 مشہور قصہ ہے کہ جنگ میں ایک بی تھی جو جو بیضیت العری کے لشکر کرنے سے گئی تھی۔ عبادت میں مشغول
 ہو گئی۔ ایک روز دو چکوروں کے درمیان کچھ تنازعہ واقع ہوا۔ بی کو ثالث مقرر کیا اور اس کی باس گئے باجلہ ایران کیا
 عابد حسین بی نے کہا کہ دراز دیگ لیکو۔ ریاضت مجاہدہ کو تو می کزور سو گئی ہیں دور نہیں سن سکتی جب وہ پکارے

نزدیک گئے۔ فوراً جیٹی اور دونوں کو پکڑ کر چبڑا لگئی۔ اس وقت سگر نے عابد ایک ضرب المثل ہو گئی۔

(۸) ترجمہ۔ کل جب پیشکاوہ حقیقت کا ظہور ہوگا۔ وہ سالک، شرمندہ ہونگا جو مجاز پر نظر رکھتے تھے۔

فردا سے مراد فردائے قیامت۔ مطلب یہ کہ حقیقت کا ظاہر ہونے پر یا کاروں کو شرمندہ ہونا پڑے گا اور مجاز کے عاشق محبوب حقیقی کے سامنے رسوا ہونگے۔

(۹) ترجمہ۔ حافظہ زندوں کو ملامت نہ کر کیونکہ انہیں میں خدا نے ہم کو زہد و ریاضت یا زہد برپا کیا (میر سے) بے

نیاز کر دیا۔

یعنی زہدوں کو زہد برپا کرنے کی کچھ ضرورت نہیں وہ ان باتوں سے بے نیاز ہیں۔

غزل (۱۰۰)

۱	ورنہ اندیشہ این کار فراموشش باد	۱	صوفی ار بادہ انازہ خورد نوشش باد
۲	دست با نشانہ مقصود در آنعوشش باد	۲	آنکے کہ جمع بعدی از دست تو اندواں
۳	بستہ بند قبا و سلم و دوشش باد	۳	کیست آن شامسوز خوش فخرم کہ دو کون
۴	خون عاشق بخوردگر بقدرح نوشش باد	۴	نرگس ستہ نوازش کن مردم دارش
۵	لبیم از بوسہ پایاں لب نوشش باد	۵	چشم از آنہ داراں خط و خالش گشت
۶	جان فدای شکرین بستہ خاموشش باد	۶	گرچہ از کبر سخن با من در ویش نہ کرد
۷	شرمی از مظلمہ خون سیا ووشش باد	۷	نشاہ ترکان سخن مدعیان می شنود
۸	آفس نظر پاک خطا پوشش باد	۸	پیر با گفت خطا برستم صنع زلفت

(۹)

بغلامی تو مشہور جہاں شد **حفظا**

(۹)

حلقہ بندگی زلف تو در گوشش باد

(۱۱) ترجمہ۔ صوفی اگر شراب ادا کرے۔ تو اسے نوش جان ہو۔ ورنہ بہتر ہے کہ اسے اس کام کا خیال ہی بھول جائے۔
حکیم عمر خیام کا بھی یہی خیال ہے۔

یابا ہنم لال رخ و خند ان خور	گر بادہ خوری تو با ترو مند ان خور
اندک خور و گاہ خور و پناں خور	بسیار خور و در کمن ز دانش ساز

(۷) ترجمہ - شخص ایک گھونٹ شراب پیتا ہے۔ خدا کرے کہ اسکا ہاتھ شاید مقصود کی آغوش میں ہو۔
یعنی شراب کا ایک گھونٹ بخشنے کے عوض خدا ساقی کو کامیاب کرے۔

(۸) ترجمہ - وہ خوش خرم شاہسوار کون ہے کہ دونوں جہاں اسکا تبا کے بند اور کندہ ہے کے جھنڈے کی دو دستہ ہوں۔
یعنی عالم فنی اس کے بند تبا اور عالم علوی اس کا علم و دانش کے زیر فرمان ہو۔ غالباً سید کو فیض حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مراد ہے۔

(۹) ترجمہ - اسکی مست آنکھ جو نوازش کرنے والی اور مردم نواز ہے۔ اگر وہ عاشق کا خون پیالہ سے پیئے تو بجز
نوش جان ہو۔

مردم یعنی مردم چشم (پتلی) بھی استعمال ہوتا ہے۔ لہذا رعایت نگس و مردم مظاہر۔
(۱۰) ترجمہ - میری آنکھ کی خط و خال کو آئندہ داروں میں سے ہو گئی۔ خدا کرے کہ میرا لب لعل کی لپٹ پر کسی پوسیدہ حالوں
میں سے ہو جائے۔

یعنی میری آنکھ کے سامنے ہمیشہ اسکی تصویر ہوتی ہے خدا کرے کہ اسکا بوسہ بھی مجھے نصیب ہو۔
(۱۱) ترجمہ - ساگر جہاں غور و مجہر و دیش کے ساتھ بات نہ کی۔ میری جان اسکو خاموش تیریں پستہ پر قربان ہو۔
پستہ سے مراد دہن۔

(۱۲) ترجمہ - ترکو کا بادشاہ عیون کی باتیں سننا ہے۔ اسکو خون سیاوش کے ظلم سے شرم ہو۔
سیاوش - کاؤس بادشاہ ایران کے گہرا ایک بچہ ہوا۔ بچہ میوٹن کہا کہ یہ بچہ منوں کی دستم دربار میں موجود
تھا۔ وہ ان باتوں کو کب مانتا تھا نہ بچہ کو بادشاہ سے لیا اور اپنے وطن سیستان میں اسکی پرورش کی
جب سیاوش جوان ہوا۔ دستم اسے ساتھ دربار شاہی میں لے آیا۔ بادشاہ اس کے کو دیکھ کر خوش ہوا۔ اور حکم دیا
کہ ہمارا پاس رہا کرے۔ کاؤس کی ایک چاہنی بیوی اسپر عاشق ہو گئی اور در پردہ پیغام بھیجا۔ سیاوش
نے انکار کیا۔ وہ دشمن ہو گئی اور کاؤس سے الٹی چھٹی کھائی بات نے طول بچھا۔ آخر آگ بھڑکائی گئی
سیاوش اپنی بیچ کے دعوے پر اس میں گیا اور بال بال سلامت نکل آیا۔

خون سیاوش - سیاوش باپ کی طرف سے شکستہ دل رہتا تھا۔ افراسیاب نے اسکو پیغام سلام بھیجا کہ

اپنی دامادی اور بادشاہی پر لچکا کر لایا۔ چنانچہ سیاوش توران چلا گیا۔ افراسیاب نے کچھ مدت بعد اپنی بیٹی کو کہنے سننے پر داماد کو مرداؤ الا۔ رستم انتقام کے لئے اٹھا۔ لشکر تیار کیا اور توران پر چڑھائی کی۔ ساہرہ کو شکست دی۔ ملک لوٹا مارا۔ اور کھیر و سیاوش کے بیٹے کو ساتھ لے آیا۔ خون سیاوش دیکھنے خون میگناہ اسٹی اوقہ کی طرف اشارہ ہے اور بطور ضرب المثال استعمال ہوتا ہے۔

شاہ ترکان و مراد افراسیاب یعنی افراسیاب نے مدعیوں کے کہنے سننے پر اپنی تھی خون کیا اسو اس ظلم پر شرم کرنی چاہئے شعر کا مطلب یہ ہے کہ معشوق رقیبوں کے کہنے پر عاشق بے کس کے قتل پر آمادہ ہے۔ یہ خون سیاوش کے واقف سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

(۸) ترجمہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں کہہ کر کے قلم سے غلطی نہیں ہوتی۔ اسکی خطا پوش اور پاک نظر پر آفرین ہو۔
یعنی ہمارے ہاں کہہ کر دست قدرت نے جو کچھ کیا ہے۔ اچھا کیا ہے اور مصیحت پر زبانی ہے حکیم مطلق کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا اس لئے جو چیزیں ہم کو بظاہر مری معلوم ہوتی ہیں۔ ان میں بھی حکیم مطلق کو پھر مصلحت ضرور ہوتی ہے اور میرے ہی بڑا آدمی بھی مطلقاً برا نہیں ہوتا نسبتاً برا ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں کہہ کر کے نظر پاک ہے اور خطا پوش ہے۔ یعنی خطا کاروں کی خطا کو بھی حکیم مطلق کی حکمت کے تحت مصلحت پر مبنی سمجھ کر گویا لوگوں کی خطا پوشی کرتا ہے۔ اسکی اس پاک نظر پر آفرین ہو۔
(۹) ترجمہ تیری غلامی ہے حافظ جہاں میں مشہور ہو گیا۔ تیری زلف کی غلامی کا حلقہ اسکو کان میں ہو۔
یعنی خدا کرے کہ حافظ ہمیشہ تیرا حلقہ نگوش ہے۔ تیری غلامی نے اسے مشہور عالم کر دیا ہے۔

غزل (۱)

۱	دل شوریہ ہمارا زود ر کامی آورد	۱	صبا وقت سحر بوی زلف یاری آورد
۲	صبا ہر ناؤ مشکے کہ از تاتاری آورد	۲	ز رشک تاتاری زلف یاری با جھ منیاد
۳	کہ روی ز شرم او خورشید دلبامی آورد	۳	ذہن ماہ میدیم ز بام قصر اوروشن
۴	حیرت ہم سپامی بر سر ہمائی آورد	۴	عقل از حدین بریش اگر چه ناتوانم کرد
۵	اگر سبج میفرمود اگر ز تاتاری آورد	۵	سر بخیر شنبانان طریق لطف و احسان بود

۶	کہ سر گل کر غمخوش بشکفت محنت برجا آورد	۶	من آن رخ صنوبر از باغ سینہ برکندم
۷	ولی میسخرت خون رہ بدیں ہنجامی آورد	۷	ز بیم بنار چشمش دل خونین با کردم
۸	بذریدی چنان لبہا کہ حصم قرار می آورد	۸	خوش تر از قوت خوشی است کہ آن لقا گویدش
۹	کز آن آہ اگر آن قصد بدستوار می آورد	۹	بقول مطرب سابقی بزرگم کہ و بسینکہ

عجبیستم دی شب حافظ جام بیجا

(۱۰)

ولی منغش نسیم کرم کہ صوفی وار می آورد

(۱۰)

(۱) ترجمہ: صبا سحر کے وقت زلف معشوق کی خوشبو لاتی آتی۔ ہمارا شوریدہ دل کو از سر نو کام پر لگاتی تھی
یعنی ہمارا از کار فرست دل کو از سر نو قوت بخشتی تھی

(۲) ترجمہ: معشوق کے تار زلف کے رشک و صبح کی ہوا میں پھیلائی تھی صبا سحر کی ہر ایک لہو کو جسیرہ و تار تار
لاتی تھی۔

یعنی زلف معشوق کی خوشبو کے رشک سے باد صبا نافہ کی تار کی خوشبو کو صبح کے وقت ہوا میں پھیلائی تھی۔

(۳) ترجمہ: سحر کے عمل کی جہت سے میں چاند کے فروغ کو روشن دیکھتا تھا۔ کہ جسکے شرم سے خوش شید بھی اپنا منہ دیوار میں
چھپاتا تھا۔

ظاہر ہے کہ جب چاند لب بام روشن ہوتا ہے۔ آفتاب کی کمزور شعاعیں صرف دیوار و پیر باقی ہوتی ہیں اور
آخر کار بالکل چھپ جاتی ہیں مطلب یہ ہے کہ جب میرا معشوق لب بام جلوہ افروز ہوتا ہے۔ آفتاب کی شعاعیں بھی
اسکی روشنی طاعت کے شرم سے منہ چھپانے لگ جاتی ہیں۔

(۴) ترجمہ: خدا اسکو زمین پر کو موافق کرے اگر چہ اسکی محبت تو ان کی لیکن رحمت کا پیام بھی تو میرا ہے
پس وہی لاتی تھی۔

مطلب یہ ہے کہ معشوق کا چین بچسین ہونا اگر چہ عتاب کی نشانی ہے۔ لیکن لطف و کرم کا پتہ بھی اسی
سے ملتا ہے۔

(۵) ترجمہ: معشوق کی بخشش پر اللطف و احسان کا طریقہ ہے۔ خواہ وہ تسبیح کا حکم دیتا ہے۔ خواہ زنا ر لاتا ہے
مطلب یہ ہے کہ خدا کا احسان عام ہے۔ خواہ تسبیح ہو خواہ زنا ر۔ اسی کے لطف و احسان پر منحصر ہے

کسی کو ایک طرف لگا یا جو۔ کسی کو دوسری طرف۔ مگر اسکا لطف ہر ایک سے یکساں ہے۔

سلوک ہیں تیرے سب یکساں وہ گرد و ترساہوں یا مسلمان

(عالی)

ندان سے کچھ تیرا بیر پایا نہ ان سے کچھ تیرا پیارا دیکھا
(۶) ترجمہ۔ میں نے اس صنوبر کی شاخ کو سینہ کے باغ سے اکھڑ پھینکا۔ کہ اسکا غم جو پہل اٹھاتا تھا
رنج و غم پہل لاتا تھا۔

شاخ صنوبر سے مراد دل۔ کیونکہ دل صنوبری شکل کا ہوتا ہے اور لٹا آویزاں ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ میرا
دل ہمیشہ مجھ پر رنج و غم میں مبتلا رہتا تھا۔ اس لئے میں نے اسے سینہ سے نکال پھینکا۔

(۷) ترجمہ۔ میں نے اسکی آنکھ کی غارتگری کو ڈر سے خونیں لکھوڑو یا لیکن ہر دستہ میں خون گراتا تھا اور اس
طرز میں لایا۔

ہمبچار۔ راہ جاوہ۔ مجازاً مجھے طرز۔ روش۔ قاعدہ۔ رنگ۔ لون۔

یعنی دل کو نفس سینہ سے رانگرنے کے بعد بھی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ وہ اسی طرح خون گراتا رہا اور یہ طرز اختیار کر لی
(۸) ترجمہ۔ وہ وقت خوش تھا اور وہ گہری ابھی تھی کہ اسکی گریز لطف اطرح دلوں کو چراتی تھی کہ دشمن ہی
فائل ہو جاتا تھا۔

(۹) ترجمہ۔ میں گاہ بگاہ مطرب ساقی کے قول کے مطابق باہر جاتا تھا کہ اس شکل رستہ سے قاصد شکل خبر لاتا تھا
یعنی میں مطرب ساقی کے کہنے پر بعض دفعہ ایسے دشوار مقامات کی سیر کرتا تھا۔ جہاں تو قاصد بھی شکل
خبر لاسکتا تھا۔

(۱۰) ترجمہ۔ گذشتہ رات میں حافظ کو جام و پیمانہ میں مشغول دیکھ کر حیران ہوا۔ لیکن میں نے اسکو منع نہ کی کیونکہ
وہ سو فیوٹکی طرح جام سے لاتا تھا۔

یعنی چونکہ وہ صوفیوں کے رنگ میں نیوشی کرتا تھا۔ اس لئے میں اسکو منع نہ کیا۔

غزل ۱۰۲

۱	کہ موم مطرب عیش و ناز و نوش آمد	صبا بہنیت پیر می فروشن آمد
۲	درخت بزرگ درخروش آمد	ہوا۔ مس نفس کشت بادناؤ کشتا

۳	توز لالہ جیساں بر فروخت باد بہا	کہ مخمخ عرق عرق کشت گل بوش آمد
۴	بکوشش تو شمن بشنو و بعشرت کوشش	کہ این سخن سحر از انقم بکو شش آمد
۵	ز نالہ تو باز آئی تا شوئی مجموع	حکم آنکہ چو شش از ہر من ہر شش آمد
۶	زمخ صبح ندانم کہ سوسن آزاد	چہ کوشش کرد کہ بادہ زبان خموش آمد
۷	پہ جای صحبت نامحرم سرت بکس انش	سر پایہ ہوشاں کہ خر قرہ ہوش آمد
۸	بجویت سخن خوش بیا و بادہ نیش	کہ ز اہد از برافت و بادہ نیش آمد

(۹) زخافتا ہنچانہ میرد حافظ (۱۰)
گزرستے ز ہڈریا ہوش آمد

خواب سانسے میں غزل میں سو سو ہمہا کی آمد کا نقشہ کھینچا ہے۔

(۱) ترجمہ۔ باد صبا پیڑ پیڑ دوش کو مبارک باد کہنے آئی کیونکہ خوشی، عیش اور ناز و نوش کا وقت آگیا۔

(۲) ترجمہ۔ ہوا میں افسانہ چوکی اور صبا نالہ کٹنا ہوگی۔ درخت سبز چو گئے اور پرندہ شور کہ نہ سکے۔

مسح نفس۔ یعنی زنگی بخش۔ نالہ کٹنا یعنی خوشبو پھیلانے والی۔

(۳) ترجمہ۔ باد بہاری ڈال لے تو رو کو ایسا برا زخم کھینچا کہ غنچہ پسیہ پسیہ ہو گیا اور پھول جوش میں آیا

لاکہ بوجہ ہنری اور ہنر گزارا تو ہوشے توڑ ہوش دیدی۔ یعنی گل لالہ زخم آؤ گھنٹہ ہو گیا اور کایوں پشیمانی

نظر پڑے ہیں اور گل لالہ کے پھول میں عین جوہن میں ہیں۔ توڑ۔ خرقی اور جوش کی رعایت ظاہر۔

(۴) ترجمہ۔ گوشہ ہوش کو ساتھ میری بات سن، از عیش کرنے کی اپنی شش کر کہ یہ بات میں سن

بمعنی: گفت سے سنی ہو۔

(۵)۔ ترجمہ۔ تفرقہ کے فکر سے باز آتا کہنا طریقہ ہو گیا۔ کیونکہ ہر شہیدان چلا جاتا ہر ذشتہ ہر آقا

اہرمن ششیعان۔ اعتقاد و محبت کے مطابق شرکاء فاعل۔ بعد ازاں بزدان فاعل خیر۔ سروش۔

بعضیتیں۔ ہر ذشتہ جو پیغام خیر لائی نام جبریل علیہ السلام۔

مطلب یہ ہے کہ تو خیالات کثرت کو چھوڑ کر وحدت کا قائل بن۔ تاکہ تجھ کو خاطر جمع نصیب ہو یا یہ کہ نفاق کو

تک کہ اور فرقہ بندی کے خیالات سے باز آ۔ کیونکہ تاجیب تک تو خیالات تفرقہ کو نہیں چھوڑ گیا۔

جمعیت خاطر حاصل نہ ہوگی۔ حجب تکمال ہی شیطان دور نہ ہو۔ فرستہ نہیں آتا۔

(۶) ترجمہ۔ میں نے نہیں جانتا کہ فرخ سحر کو کون آزاد نے کیا سنا۔ کہ باوجود دوس آربانوں کے وہ غموش رہا۔

مرغ صبح۔ یا مرغ سحر یعنی بلبل (بہن کے نزدیک فرخ اور بہن کے نزدیک فری)۔

سوسن۔ ایک قسم کے آسمانی رنگ کے پھول کا نام جسکی پتھے قسمیں ہیں اسکی شاخ بلند۔ چوچند

پھول میں پانچ پنکھڑیاں ہوتی ہیں جو کھنکھرتی رہے۔ ہوجاتی ہیں۔ چنانچہ شعر نے اس پھول کو اکثر

سے تشبیہی ہے۔ سوسن آزاد سفید رنگ۔ کی سوسن کو کہتے ہیں۔

شعر کا مطلب یہ کہ معلوم نہیں بل لڑکی سوسن کو کان میں کیا کہہ۔ یا کہ وہ باوجود اتنے زبانی

رکھنے کے خاموش ہے۔ یعنی بلبل نے سوسن کو عشق کے عجیب غریب اسرار کا پتہ دیا ہوگا۔ کہ وہ چپ

ہوئی۔ سن عرف انا، گل لسانہ۔ جو خدا کو پہچان لینا ہے اسکی زبان بند ہوجاتی ہے۔

(۷) ترجمہ۔ مجلس انیس محرم کی صحبت کی جگہ نہیں ہے۔ پایا کہ کوڑا نپہ کہ فرخ پوش آیا۔

یعنی عید میں استعمال نکالنے ہے۔ فرخ پوش ہی مراد زاد بظاہر پرست مطلب یہ ہے کہ زاد ان

محرم میں عشق و محبت کی مجلسوں میں بیٹھنے کے لائق نہیں اسکی حجب زاد بظاہر پرست آئی۔ شراکت بیاد

ڈھانپ دینا چاہتے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ظاہر لوگ رموز عشق ہی ناواقف ہوتے ہیں۔ ان کو کشا

اخفا رازی اچھا ہے۔

(۸) ترجمہ۔ میں نے جبہ کو اکیلے ہی بات کہتا ہوں۔ اور شرا بی پی۔ کہ زاد ہر ہمار پاس ہو گیا اور بادہ نوش کیا۔

یعنی زاد ہر گیا اور زند بادہ نوش آیا۔ یا یہ کہ زاد ہر ہمار پاس ہو گیا اور بادہ نوش بن گیا۔

(۹) ترجمہ۔ حافظ خاقانہ کو چوڑا کر شرا خانیہ میں جاتا ہے۔ شاید وہ زہد دریا کی مستی ہو ش میں گیا

بظاہر خائف ہوش کی جگہ ہے اور شرا خانیہ کا مقام ہے۔ کہ خواجہ صاحب خاقانہ نوشی کی جگہ

کرتے ہیں۔ کیونکہ وہاں رہنے والے زہد دریا میں مست ہوتے ہیں۔ بظان اسکی شرا خانیہ کو ہوش کا مقام

کہا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہاں جا کر زہد دریا کی مستی دور ہوجاتی ہے۔ اور ہوش ل جاتا ہے اسکی علاوہ

مستی عشق کو ہوش کو تعبیر کرتے ہیں۔ اور ہوش کو دیوانگی کہتے ہیں۔

دیوانہ ہو دنیائے میں جو دیوانہ نہیں ہے	عاقل ہی ہوتا ہے جو عاقل نہیں ہوتا
جسکی آنکھیں ہیں۔ ہے دیوانہ چشم آفرین	عالم عرفان میں جو ذمی ہوش ہے کہ شمس ہے

غزل ۱۰۳

(۵۰)

۱	یار باز آید و با وصل تو آری بکند	۱	طاہر دولت اگر بارگزار نی بکند
۲	بخورد خونی و بندب نشاری بکند	۲	دیدہ راز دستگاہ دروگر گر چہ نماند
۳	مرد از غیب بر آید کانی بکند	۳	شہر خالیست ز عشاق مگر کہ طرفی
۴	گوش باد صبا گوش گزار ی بکند	۴	کس تیار در بر اودم زدن از قصہ ما
۵	باز خواند مگرش بخت و شکای بکند	۵	دادہ ام باز نظر را بہ تدروی پرواز
۶	جرعہ در کشد و دفع خاری بکند	۶	گو کہ سبب کہ زبزم طربش غمزہ
۷	بازی جریح ازیں یک دور کاری بکند	۷	یادنا یا نخب وصل تو یا مگر تریب
۸	بالتف غیب داد کہ آری بکند	۸	دوش گفتم بکند لعلش چارہ دل

حافظاگر زوی زورش او ہم روزی

(۹)

(۹)

اگذری بر سرت از گوشہ کناری بکند

(۱) ترجمہ - بخت کا پرندہ اگر پیر اور ہر ست گلز - سے معشوق واپس آؤ اور وصل کا قرار کرے۔

یعنی اگر بخت یا در ہو۔ تو وصال محبوب نصیب ہو۔

(۲) ترجمہ - آنکھ کو اگر چہ درد گوہر کی لطافت نہیں رہی۔ البتہ خون کہا کہ نثار کی کوئی تدبیر کرے۔

یعنی زور و کراہت خوشک ہو گو اب آنکھوں کو چاہئے کہ لہو کے آنسو رونا شروع کر دیں۔ گویا معشوق

کے قدموں پر موٹی نثار کرنے کی طاقت نہیں رہی۔ اب بھل نثار کرنے چاہئیں۔

(۳) ترجمہ - شہر تو اب عشقوں وصال ہو گیا شاید کسی طرف سے کوئی آدمی پردہ غیب سے باہر آئی اور کام کرے

مطلب یہ کہ اس قحط الرجال کے زمانہ میں اگر کوئی مرد پردہ غیب آکر کچھ کام کرے تو کرے ورنہ

اہل زمانہ سے اب کوئی امید نہیں رہی۔

موجودہ زمانہ میں خصوصاً ایسے آدمی کی ضرورت ہے۔

سانِ عیب سے ایک کبریا کے صاحب نے مصرعہ ثانی میں قدرے ترمیم کر کے اس پر حسبِ میل تنہا یہ لکھی ہے اور پرودہ کے مخالفین کی پرندہ دوری کی ہے۔

کس نمازہ است کہ در بیشہ شکار بکند	تشیخ ز کجوں، و فتح دیا ر بکند
این باں ہمت مران میں محدود است	نئے از پرودہ بروں ز کار بکند

(۴) ترجمہ۔ کسی کی طاقت نہیں تاکہ اس کے پاس ہمارا قصہ بیان کرے۔ شاید یاد و سبب ادھارا حال (اس کے گوش گزار کر دے۔

(۵) ترجمہ۔ میں اپنی نظر کے باز کو اکتے رد پر چھوڑا ہے۔ شاید نجات اسے واپس بلا اور وہ کوئی کوئی شکا کرے۔

مطلبہ یہ ہے کہ اگر نصیب اور ہوا تو میری نظر کا باز تو روزہ شکار کرے گا۔ یعنی وہ ال بوجہ جاسل ہو گا بعض شایعین کی رائے ہے کہ تدروس سے مراد معشوق مجاز ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ شاید نجات جلاؤ شکار باز نظر کو تدروس کے نفاذ سے واپس بلا۔ تاکہ وہ کوئی اور بڑا شکار کرے۔ یعنی معشوق حقیقی کا عشق اختیار کرے۔

(۶) ترجمہ۔ ایسا سخی کہاں ہے جس کی بزمِ طرب کوئی غمزدہ آئیہ گہونہ شراب بچی کر اپنے شمار کو دور کرے۔

(۷) ترجمہ۔ یاد تھا یا وصل کی خبر یا ریتب کی موت۔ آسمان کی بازی ان میں سے ایک کو دین میں کام کرے۔ یعنی ان تین چیزوں میں سے ایک یاد و یاسب کی سب نصیب ہوں۔

(۸) ترجمہ۔ کل میں نے کہا کہ اسکا عمل لب ل کا علاج کر گیا۔ ہنغ غیبی آواز دی کہ ہاں کر گیا۔

(۹) ترجمہ۔ آحافظ اگر تو اسکے دروازے سے نہیں جائیگا۔ تو وہ بھی ایک دن تیرے سر پر چٹنی سے گذرے گا۔

یعنی اگر تو اسکا دروازہ پر مقیم ہو جائیگا۔ تو کسی نہ کسی دن وہ ضرور تیرے پاس ہی ہو کر گذرے گا۔

کے جاتے کہی ٹھو کر وہ لگا ہی دینگے
جم گئے راہ میں ہم نقش کف پا ہو کر

غزل ۱۰۴

۵۵

۱	عارف از پر تو می در طمع خسام افتاد	عکس تو بی چو در آئینم افتاد
۲	عکس ز تو آن بر رخ اقسام افتاد	جلوه کرد حسن و زازل زین نقاب
۳	یک فرسخ رخ ساقیت که در جام افتاد	ایں همه نفس و نقش مخالف که نمود
۴	از کجا بر غمش در دهن عسام افتاد	غیر عشق ز زبان همه خاصاں بسید
۵	ایں گدایں که چه نشایسته انعام افتاد	هر مش با من دل سوخته لطف گریست
۶	احول ز چشم و دین در طمع خسام افتاد	یا کن میرا ز نظر پاک بقصود رسید
۷	کتابکشده کشته او نیک سر انجام افتاد	ز تیر غمش نقص کنان باید رفت
۸	آذر که چاه بریں آمد و در دام افتاد	در خم زلف تو آذین دل از چاه رخ
۹	کار ما با رخ ساقی و لب جام افتاد	آن شادی خواجہ کہ در صومعه باز مینمی
۱۰	نیم زرد زازل حاصل خرام افتاد	من ز مسجد بخیر ابات نہ خود افتادم
۱۱	ہر کہ در دائرہ گردش ایام افتاد	چہ کند ز پی دوران زرد چوں پرگار

صوفیاں جملہ حرفیند و نظیر با زولی (۱۲)
 زین میان حاق و اول سوخته بدنام افتاد (۱۳)

(۱) ترجمہ - تیرے چہرہ کا عکس جب پیالہ کے آئینہ میں پڑا عارف شراب کے پر تو کی طرح خام میں پڑ گیا۔
 محبہ حقیقی کے چہرہ کا پر تو کائنات کے آئینہ میں پڑا اور مشاہدہ ذات کے کئی کائنات بمنزلہ مرآت کے ہے۔ لیکن عارف اسی پر تو کو اصل سمجھ کر طمع خام میں پڑ گیا اور حقیقت سو در دام کو یا جام شراب میں اصل چیز تو پر تو کو ٹھکانا ہے۔ شراب نہیں۔
 دیکھو شعر الف ۲۱

(۲) ترجمہ۔ سدا چہرہ از ازل کو دن نقابت از جلوہ کیا اسکی پر تو سیو ایکس تھو س کے چہرہ پو پڑا۔
یعنی جلوہ چونکہ زیر نقابت اس شخص ایک پر تو سی چہرہ عمل پو پڑا اور ہر ایک آدمی کی عین سے اپنے
اپنے بساط کے مطابق اسکی تعبیر کی ورنہ حقیقت تو در پردہ ہی رہی۔ دیکھو شعر دہشت
(۳) ترجمہ۔ یہ تمام شراب کا عکس اور بخاندان نقش بر نظر آ رہی ہیں۔ ساقی کے چہرہ کا ایک جلوہ ہی جو
جام میں پڑا۔

مطلب یہ ہے کہ آئینہ کا عکس میں جلوہ تو صرف اسی کے چہرہ کا ہی۔ البتہ نقش مختلف رنگوں اور
مختلف طرزوں کے پیدا ہو گئے۔ دنیا میں بیک و بد ستم و نا انصافی و سفید تمام اسی جلوہ کے
مختلف رنگ ہیں۔

ایک پر تو است کردہ جہاں پر از ظلال	ایک جلوہ است مختلف آثار آمدہ (اجزیں)
------------------------------------	--------------------------------------

تعارف محمود تبریزی کا شعر ہے۔

ظلمی و جہولی ضد نورند	دیکھیں عین ظہورند
-----------------------	-------------------

(۴) ترجمہ۔ عشق کی غیرت نے تمام خاص لوگوں کی زبان کاٹ ڈالی اسکی عشق کا جہاں پر تمام
لوگوں کی زبانوں پر کس طرح چڑھ گیا۔

حقیقت میں یہ ایک معما ہے۔ کہ جب شاعر لوگ جو اسرار معرفت سے آگاہ تھیں انشاء میں راز تبصر کرتے
تو عوام میں راز کی باتیں کس طرح شائع ہو جاتی ہیں۔ بقول سعدی

اس مہ عیان از خبرش بے خبر اندر	آن را کہ خبرش از خبرش باز نیاید
--------------------------------	---------------------------------

معلوم ہوتا ہے کہ ان سرستما سرار میں بعض بصید خدا خود عوام کے دلوں میں ڈال دیتا ہے
زیادہ شریح کے لئے دیکھو شعر دہشت ۲۵۔

(۵) ترجمہ۔ ہر دم مجہول سوختہ کے ساتھ اس کی تازہ مہربانی ہے۔ اس گدا کو دینے مجھے دیکھو
کہ کیا انعام کے قابل ہوا۔

(۶) ترجمہ۔ پاک ہیں پاک نظر سے دیکھا کو پہنچ گیا اور صبح کا اپنی دوہن آنکھ سے طبع خام میں پڑا
احول۔ وہ شخص جسے ایک دود و دکھائی دیں۔ یہاں اس شخص سے مراد ہے جو کثرت کا قائل ہو اور
سکند وحدت کو نہ سمجھے۔ پاک ہیں سے وہ شخص مراد ہے جسکی نظر صحیح ہو اور جسے عالم کثرت

میں جو مدت نظر آئے۔

(۷) ترجمہ۔ اس غم کی تلوار کے نیچے رقص کرتے ہوئے جانا چاہئے۔ کیونکہ جو اس کا کٹہہ ہوا وہ نیک انجام ہوا۔

(۸) ترجمہ۔ چاہے زرخندان و مگر گول تیری زلف، کے غم میں ٹنگ گیا۔ افسوس کہ وہ کنوئیں سے نکلا اور جال میں صنیسا چاہے زرخندان کو چاہہ اور غم زلف کو دام سے تر شبیہ دی ہے۔

(۹) ترجمہ۔ سخا جادہ وقت گیا کہ پھر توجیہ عبادت گاہ میں بچو اب میں رخ ساقی اور لہجہ جادہ سے واسطہ پڑ گیا۔ یعنی اب میں مجبور ہوں۔ عبادت کیا۔

(۱۰) ترجمہ۔ میں مسجد کو چھوڑ کر خرابات میں خود نہیں گیا۔ بلکہ روز ازل سے یہی سیر انجام کا حال مقرر ہوا۔
تشریح کے لئے دو کچھ شعرا لے پئے۔

(۱۱) ترجمہ۔ کیا کر۔ اگر پر کار کی طرح زمانہ کو گرد نہ پھرے۔ وہ شخص جو گردش ایام کے دائرہ میں پڑ گیا ہو۔
یعنی جو شخص ارہ امکان میں آیا اسے مجبوراً پر کار کی طرح زمانہ کے پیچھے گردش کرنی پڑتی ہے۔

(۱۲) ترجمہ۔ تمام سو فی حرفیہ اور زائر با زبانی۔ لیکن ان میں دل سوختہ حافظہ بے نام ہو گیا۔
مطلب۔ یہ کہ سو فی بھی تمام ہمارے، طرح عاشق اور نظر با زبانی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ اپنے زبانی کی

کی ذہن سے نیک نام رہا اور ہم بڑا نام ہو گئے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں سر

بازے پوشند و بار آقا کعبہ اندام

پتہ کو کس طرح دامن تر نیست اما دینگوں

اسی معنیوں پر۔

حضرت شیخ بھی مانوس میں غمغنی غمغنی

میں ہی افسوس یہ نہیں کیجئے۔ تیری اکثر

غزل ۱۰۵

عشق نہ سر سرست کہ از سر بد شود	۱	مہرت نہ عافیت کہ جامی دگر شود
عشق تو در وجودم و مہر تو در فم	۲	باشیر در دروں شد و با جاں بد شود
در دیت در و عشق کہ اندر صلاح او	۳	بہر خند ہی بسینس نمائی بتر شود

۴	فریاد من گنبد افلاک بر شود	۴	اول تنم یکے کہ دریں شهر ہر شبے
۵	کشت عراق جملہ بیکبیا تر شود	۵	ورزا انک من ہر شک نشام بزندہ رو
۶	برہنیتے کہ ابر محیط تر شود	۶	وی در میان زلف بدیدم رخ نگار
۷	گنجد ارتا کہ ماہ ز عقرب بد شود	۷	گفتم کہ ابتدا کنم از بوسہ گفت نے
۸	گزار ہاں کہ عیساں را خیر شود	۸	ای دل بیا و لعلش اگر باوہ میخوی

(۹) حافظ سزلحد بدر آرد بی پای بوس (۹)
 گز خاک او بی شامی سپر شود

(۱) ترجمہ - تیرا عشق سرسری نہیں ہو کہ سر سے نکل جا۔ تیری محبت عارضی نہیں کہ دوسری حکم چلی جائے۔
 (۲) ترجمہ - تیرا عشق میری وجود میں آتیرا تیری محبت میرے دل میں۔ دودھ کہ ساتھ اندر لگو اور جان ساتھ باہر نکلیگا یہ شعر دیوان میں دوبارہ لکھا گیا ہے۔ دیکھو شعر د ۲۱
 (۳) ترجمہ - درد عشق اکیلا بیاورد کہ اسکو علاج میں۔ تو جتنی زیادہ کوشش کر گیا۔ زیادہ ہوتا ہو جائیگا

برین عشق پر رحمت خدا کی | مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

(۴) ترجمہ - اس شہر میں پہلا میں ہی ایک شخص ہوں کہ ہر رات گنبد افلاک پر میری فریاد پہنچتی ہے۔
 (۵) ترجمہ - اور اگر ایسا ہو کہ میں زندہ دو میں آئو بہاؤں۔ تو عراق کی تمام کہنیاں یکجا تر ہو جائیں۔
 زندہ رو۔ بڑی نہر۔ اسمہان کے تلے ایک ہی بہتی ہے۔ جبکہ پانی بہت صاف اور شیریں ہے
 کثرت گریہ کا بیان ہے
 (۶) ترجمہ - کل جتنے زلف کا اندر شوق کا چہرہ دیکھا۔ اس طرح تھا جیسے چاند کے گرد بادل میٹھو۔
 معشوق کے چہرہ کو چاند اور زلف کو ابر کہا ہے۔ تشہیح کے لفظ دیکھو شعر د ۱۵

با خیال زلف در پیش ہوں ہم ابتدا شباب | یکدم برسائے دارم یکدم بر آفتاب

(۷) ترجمہ - جتنے کہا کہ میں بوسے شروع کروں اس کہا کہ نہیں ٹھیکہ چاند عقرب سے نکل جا۔
 عقرب - کہ بدمرد بروج آسمان میں سے آہواں برج۔ مجازاً یعنی سنموس۔ چاند کا برج عقرب۔
 میں ہونا سنموس خیال کیا جاتا ہے اور جب تک چاند برج عقرب میں ہو کہی کام شروع نہیں کرتے۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ جب تک روح کا چاند جسم عنصری کے برج میں ہے۔ وصال ممکن نہیں
عام عقیدہ ہے کہ مشاہدہ ذات و دنیا میں حاصل نہیں ہو سکتا۔ یا چاند کو مراد خسار اور عقر سے مراد زلف
یعنی جب تک زلف چہرہ سے نہ ہٹائی جائے۔ بوسہ ممکن نہیں۔

(۸) ترجمہ ۳۔ دل اگر تو اس کو بل کی یاد میں مزار پتیا ہے۔ تو خزاں یا سا نہ ہو کہ مدعیوں کو خبر ہو جائے
مطلب یہ ہے کہ نام طبع لوگوں کو اسرار عشق سے آگاہ نہیں کرنا چاہئے۔

(۹) ترجمہ ۴۔ حافظ قبر سے پاؤسی کے لئے سرا بہ نکالے گا۔ اگر اس کی خاک آپ کے پاؤں سے
پامال ہو۔

یہ شعر بھی شعر ۲۲ کی طرح دیوان میں دوبارہ لکھا گیا ہے۔ دیکھو شعر ۲۹

غزل (۱۰۶)

۵۱۴

۱	خراب بادہ لعل تو ہو شیار آئند	۱	غلام تر گسست تو تاجدار آئند
۲	وگر نہ عاشق و معشوق رازدار آئند	۲	ترا صبا و مرا آب و دیدہ شد عماز
۳	اکہ از یکن و یسارت چہ تیر آئند	۳	بیز زلف و تاجوں گدز کنی بسگر
۴	اکہ از تطاول زلفت چہ سو گوار آئند	۴	گزار کن چو صبار بنفشہ زار و بیس
۵	اکہ ساکنان درد دست خاکسار آئند	۵	رقیب گدز و میش ازین کن نخوت
۶	اکہ مستحق کرامت گناہ کار آئند	۶	نصیب بارت بہشت ای خدا نشاوت
۷	اکہ عند لب تو از ہر طرف ہزار آئند	۷	نہ من براں گل عاشق لہرایم و بس
۸	پیادہ میروم و ہمہ سرائے آئند	۸	تو دستگیر شوای خضر فی حجتہ کہ من
۹	مرو لصبو معہ کا بنجا سیاہ کار آئند	۹	بیا بمیسکہ و چہرہ از خوانی کن

خلاصہ حافظ ازاں زلف تابدار آئند

(۱۰)

کہ بستگان کند تو رستگار آئند

(۱۰)

(۱) ترجمہ۔ بادشاہ بھی تیری نگرست کہ غلام ہیں اور ہوشیار بھی تیری سرخ شراب کے مست ہیں۔

بادشاہ و غلام اور ہوشیار و مست کا مقابلہ لطیف ہے۔ دیکھو شہرت بیٹ

(۲) ترجمہ۔ یادِ صبا تیری غماز ہوئی اور آنسو سیرِ غماز ہوئے۔ وگرنہ عاشق اور معشوق تو راز دار ہوتے ہیں۔

غماز یعنی چنل چنل خور۔ صبا زلفِ معشوق کی خوشبو کو اطراف و اکنافِ عالم میں پھیلاتی ہے اور اس طرح غمازی کرتی ہے۔ آنسو عاشق کا راز افشا کرتے ہیں ورنہ عاشق بھی رازِ عشق کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے

آنسوؤں کی غمازی کے لئے دیکھو شعر درج ذیل: ش ۹ ع ۲ م ۱۶ م ۲۱

ابا جگر دل نیس گویم کیں	اچھ سپیم تر جانی میکند	(سعدی)
-------------------------	------------------------	--------

(۳) ترجمہ۔ جب تو جیتتا ہو تو دیکھ تیری زلفِ ود تا کی نیچے۔ دائیں بائیں کہتے بیقرار ہیں۔

یعنی اپنی زلفِ ود تا کی نیچے نظر کر کے کہتے بیقرار دل تیری دائیں بائیں زلفوں میں سیر پڑھتے ہیں۔

(۴) ترجمہ۔ یادِ صبا کی طرح ہفتہ زار میں جا کر دیکھ۔ کہ تیری زلف کی دستِ دلازی تو کہتے سو گوار بڑی ہیں۔

ہفتہ زار یعنی معشوق تو شہینہ ہے تو میں خواجہ صاحبِ نائی کی کہ خود ہفتہ بے تیری زلفِ عاشق میں غمزہ بنا سہیجا ہفتہ چونکہ سیاہ رنگ ہوتا ہے اور سیاہ رنگ نامی نشان ہے۔ لہذا سو گوار اور ہفتہ زار کی رعایت ظاہر۔

(۵) ترجمہ۔ آری عجب جا اور اس زیادہ نخت نہ کر کیو کہ در معشوق کو رہنے والے خاکسار ہوتے ہیں۔

یعنی در معشوق کے رہنے نخلہ خاکسار ہوتے ہیں اور تو نخت ظاہر کرنا ہوسہ یہاں نخت والوں کا کام نہیں۔ جا چلا جا

اور یہاں نخت فروشی نہ کر۔

(۶) ترجمہ۔ آ خدا شناس بلا جا بہشت ہکا حصہ میں ہے۔ کیونکہ بخشش کو خدا رکھتا ہوتے ہیں۔

خواجہ صاحبِ زاہدانِ ریائی کو خطاب کر کے کہتے ہیں کہ کیا تو تمہارا بہشت میں کیا کام ہے یا ہمارا ساتھ تمہارا کیا مطلب

ہے۔ بہشت ہم گنہگاروں کے لئے ہے۔ کیونکہ رحمت اور مغفرت گنہگاروں کے حصہ میں آتی ہے۔

بیگناہوں میں چلا زرا ہدیہ اس کو دعوئی ہے۔ اور بیگناہی! مغفرت بولی دہر میں گنہگاروں میں ہوتی

(۷) ترجمہ۔ صرف میں ہی اس گلِ عارض پر غزل سرا نہیں ہوں۔ بلکہ تیری ملیں ہر طرف ہزار گاہیں۔

ہزار یا ہزار دوستانِ مہل کا نام بھی ہے۔ لہذا احمد لیب و ہزار کی رعایت ظاہر۔ صنعت ایہام،

مطلب یہ ہے کہ عارضِ معشوق کو قبول پر صرف میں ہی غزل سرا نہیں کرتا۔ بلکہ چاروں طرف ہزار گاہ ملیں

اس پر نغمہ سرا ہی کر رہی ہیں۔

يُسَبِّحُهَا السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ
 بِحَمْدِهَا وَلَا يَكُنُ لَهَا مُفَفِّهُونَ تَبِيحُهَا هَمْدٌ (یعنی سات آسمان اور زمین اور جو
 کہاں کہاں اندر ہے خدا تعالیٰ کی تسبیح کہتے ہیں: نہ کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تسبیح نہ کہتی ہو اور اس کی تعریف
 نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو۔)

بنا کر شہر چینی درخوش سرات	ملے دانہ دیرین مٹنی کہ گوش سرات
دہلیں برگکش تسبیح خوانے ست	کہ ہر فراسے تسبیح شہر زبانتے (سعدی)

عارف جامی فرماتے ہیں۔

عند لبیان ز منبر سے آباد از بلند	ذکر بالائے تو دہر چنہ میگویند
----------------------------------	-------------------------------

اسی مضمون پر ہے۔

تہا ز منم اسیر عشقت	خلق تو عاشق است دمن ہم (سعدی)
ہر کسے را ہو جو ہے در سر شد	نہ کلاہن لول از بیل تہا برخواست (سعدی)

اسی مضمون کے لئے دیگر کوشعرت شہادت ۵۲

ہر ذرات عالم اچھ منسو۔	تو خواہی ست گیر دخواہ نمود
دیرین تسبیح تہلیل اند داتم	بدین مٹنی ہے ہا ہشتند قائم
اگر خواہی کہ گرد و بر تو آسماں	دان میں شیشی را ریکرہ فرد خواہ (گکش راز)

آن شکر خندہ کہ پیر نونش دانے از سعدی: دل من کہ دل خلق جہانے دارو

(۸) ترجمہ ہے مبارک قدم خضر قمری دستگیری کر کہ میں پیادہ جا رہا ہوں اور میرا ہی سوار ہیں۔
 یعنی میرے ہمراہی سوار ہیں اور میں پیادہ۔ اگر تو میری دستگیری نہ کرے تو میران کے ساتھ ہرگز نہیں
 پہنچ سکتا۔ یہ شعر منہ و ستان کے موجودہ مسلمانوں کے عین مناسطال ہے۔ مسلمان بچا کر پیادہ پا جا رہے ہیں
 اور ہمسایہ قومیں کہوڑوں پر سوار میدان ترقی میں اڑی چلی جاتی ہیں۔ اگر خدا کا فضل خضر راہ نہ بنا
 تو انکا منزل مقصود پر پہنچنا محال ہے۔

اے قافلہ سالار چمنیں تند چہ رانی	آہستہ کہ در کہہ دگر باز پسانند (سعدی)
----------------------------------	---------------------------------------

(۹) ترجمہ ہے شہر خاندانیں آ اور چہرہ رخ کر عبادت خانہ میں نہ جا کیونکہ وہاں سیاہ کار لوگ ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ عشق اختیار کرنا کہ تجھ سرخروی حاصل ہو۔ زبید خشک را ریا آمیز سے تو دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور عواظ و سیاہ اور سیاہ و مرو کا مقابلہ لطیف ہے۔ نیز و کچھ شعر دیکھو

شیخ علی حزیں نے کئی خرابات اور حلقہ زما کا مقابلہ کیا ہے۔

از ہر کئی خرابات مغان بجز اس حبشید	کسے از حلقہ پر ہیز گاراں بختیستید
------------------------------------	-----------------------------------

خواجه معین الدین اجمیری قدس سرہ ذرا تے ہیں۔

ہن از کئی خراباتے جاے دیدہ ام لہ	کہ خدیں سال حمی بستم بجز ایش جانش
در صومونیات شام چو بے عشق	بیزں دم بچوہ و باز از بس گم
بستم براہ کعبہ ندیم از و نشان	یک راہ و دم بجانہ نماز بس گم

(۱۰) ترجمہ۔ خدا کے کہ حافظ اس تہج در بیج زلف در لالی نہ پایا۔ کیونکہ تیری کند کے گرفتار رہ سکا ہوتے ہیں۔

یعنی کعبہ عشق کے گرفتار طبیعت میں تمام فیو دست رہا ہوتے ہیں۔

بیز معشوق چوں بہ بست بہ پائے	از ہمہ سب بندہ تا را با بودن (انوری)
دلے بنم ہے خواہی دل علیکس بیت آور	چوں ممکن عشق آمد ز غم اجلبے غم شد (امین الدین)

غزل (۱۰)

۱	قتل نہیں خستہ بشمشیر تو تقدیر نہ بود	۱	ور نہ بیچ از دل بیرحم تو مقصیر نہ بود
۲	یارب آئینہ شبن توجہ جو ہر اراد	۲	کہ درو آہ مرا قوت تاشیر نہ بود
۳	سز حیرت بدریس کہ با بر کردم	۳	چوں شناسای تو در صوبہ یک سپر نہ بود
۴	من دیوانہ چو زلف تو رہا میس کردم	۴	بیچ لایق ترم از حلقہ زنجیر نہ بود
۵	نازنین تر ز قدرت در چمن حسن زرت	۵	خوشتر از خوشتر تو در عالم تصور نہ بود
۶	تاگر ہچ صبا باز بزلت تو رسم	۶	احسانم دو شش بجز نالہ نش بگیز نہ بود

اں کشیدم ز تو ای آتش جہاں کہ چو شمع ، جفت تیری خودم از دست تو بندیر نبود

آستی بُد ز عذابِ حافظ بی تو

(۸)

اگر بچکیش حاجت سیر نبود

(۸)

(۱) ترجمہ - تیری تو از قتل ہونا خستہ جان کے نصیب میں نہ تھا۔ ورنہ تیرے ہیرحم دل ز تو کچھ کمی نہ چھوڑی خواجہ صاحب شمشیر عشوق قتل ہو گیا خوش نصیبی تصور کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ میری قسمت میں ہی تیری ہاتھ سے قتل ہونا نہ لکھا تھا۔ اس لہذا میں اس سعادت سے محروم رہا ورنہ تیرے ہیرحم دل نے تو مجھ قتل کرنے کی کوشش میں کوئی دقیقہ فرنگداشت نہ کیا۔ خواجہ صاحب قتل ہونے کو سعادت بھی سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی مشوقی کو دل کے ہیرحم کہتے ہیں حقیقت میں مشوق کی ہیرحمی کا اظہار بھی مطلوب ہے کیونکہ وہ عاشقوں کے قتل پر آمادہ ہوتا ہے۔

(۲) ترجمہ - یارب اتر سے حسن کا آئینہ کیسا جو ہر کھنسی کہ اس میں میری آہ کو بھی تاثیر بقوت نہیں۔ ظاہر ہے کہ آئینہ کا جوہر اور اسکی صفائی نفس یا آہ کی تاب نہیں لاسکتی۔ سانس و آئینہ مکدر رہ جاتا خواجہ صاحب نے یہی کہا کہ تیرے حسن کا آئینہ عجب ہر دکھنا ہے کہ اس پر آہ کا کچھ اثر نہیں۔ جمل کلام یہ ہے کہ میری عشق میرا وہ وزاری کر رہا ہوں اور تجھ پر اسکا کچھ اثر نہیں۔

(۳) ترجمہ - حیرت کی وجہ سے میں شراب خانوں کو دروازاں پر جان شروع کیا کیونکہ عبادتِ خلیفہ میں تیرا پہچاننے والا کوئی پیر نہ تھا۔

زبانِ ریا کار میں کوئی خدا شناس نہیں ہوتا۔ البتہ زندانِ بادہ خوار جو شراب عشق کی بدست ہو ہیں شناسنا سے حقیقت ہوتے ہیں۔ دیکھو شعر درج بالا۔

(۴) ترجمہ - میں یوں جب تیری زلف کو چھوڑتا تھا۔ تو حلقہ زنجیر سے زیادہ کوئی چیز میرے مناسطل نہیں تھی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر جہنم عشق تیری زلف کو خرم ہی نکلے تو بہتر ہے کہ لا زنجیر میں جکڑ دیا جائے۔ یا یہ سمجھو کہ انسان مشوق حقیقی کی زلف کو چھوڑ کر سینے عالم علوی کو چھوڑ کر دنیا میں یا تو اس کے کئی بہتر تھے ہی کہ بیانِ قید و رجم اگر سچا لفظ جو لفظ تہہ پڑا جاوے تو یہ معنی ہوگی۔ کہ میں دیوانہ تیری زلف کو کیا چھوڑتا سینے کس طرح چھوڑتا کیونکہ زنجیر میرے جکڑا رہنا ہی میرے لئے مناسب ہے۔

(۵) ترجمہ - حسن کے باغ میں تیری قدی زیادہ ناز میں کوئی چیز پیدا نہیں ہوگی تیری نقش تزیین زیادہ خوبصورت عالم

تصویر میں کوئی چیز نہیں۔

عالم تصویر سے مراد دنیا۔ جس میں مصور قدرت نے عجیب و غریب خوبصورت تصویریں بنا لی تھیں۔

(۷) ترجمہ۔ تاکہ شاید باوصبا کی طرح پھر میں تیری زلف تک پہنچ جاؤں۔ کل رات سوانا لالہ شکیبہ کے میرا کچھ کام نہ تھا۔

یعنی کل تمام رات میں لالہ دوز یاد کرتا رہا تاکہ مشوق کی زلف منبر کی خوشبو سے میرا شام جان کو موٹر کرے ظاہر ہے کہ باوصبا تمام رات کی پریشانی کے بعد صبح کو وقت گیسو مشوق کی خوشبو حاصل کرتی ہے۔ شکر زلف کی رعایت (دوبو جو سیاہی) ظاہر ہے۔

(۸) ترجمہ۔ ہجر کی آگ میں لڑتی رہنا ہوں تو وہ مصیبتیں ٹھائیں۔ کہ اپنے نہیں تیری ہاتھ تو فنا ہو کر سوا اور کوئی چارہ نہیں۔

شعخ بھی رات بہر حلتی رہتی ہے اور اس مصیبت کا خاتمہ صرف اسی وقت ہوتا ہے جبکہ شعخ گل کر دی جاتی ہے۔ عاشق بھی آتش ہجر سے جلنا رہتا ہے۔ اور صرف موت ہی اس کو اس مصیبت سے رها کر سکتی ہے۔

(۹) ترجمہ۔ تیرے بغیر حافظ کا غم عذاب کی ایک ایسی نشانی تھا کہ کسی سامنے اس کو بیان و تشریح کی ضرورت نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ تیرے ہجر میں حافظ پر جو مصیبتیں آئیں وہ عذاب بننے کا ایک ایسا بین اور ظاہر نمونہ تھیں۔ کہ ان کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ آنت اور تفسیر کی رعایت ظاہر۔ یہ مخفف بود کا اور اندہ مخفف اندہ کا ہے۔

(عذاب و دغخ پر جو قرآنی آیات ہیں ان کی تفسیر کی تو ضرورت ہے۔ مگر آتش ہجران کی تشریح کی ضرورت نہیں)

ایک انور و آفتاب حشر داغوں کے حضور | وہ بھی اک چھوٹا سا انگارا ان انگاروں میں |

غزل (۱۰۸)

گرمی فروش حاجت رنہاں روا کند	۱	ایزد گنہ بخش و دفع بلا کند
در کار خانہ کہ رہ علم و عقل نیست	۲	و ہم ضعیف را می فضولی چرا کند
مطرب بسیار عود کہ کس بی اہل فرد	۳	داں کونہ این ترانہ سراید خطا کند

گر بیخ پشت آید گر راحت حکیم	۴	نسبت کن بغیب کہ اینہا خدا کند
مارا کہ درد عشق و بلائی خار بست	۵	یا وصل و ست یامی صافی دو کند
حقا کہ در زمان برسد مرثوہ اماں	۶	گر سالکی بچہ امانت و خاکند
ساتی بجام عدل بدہ بادہ تا گدا	۷	غیرت نیاورد کہ جہاں پر پلا کند

جان فرست مری حافظ غصہ خست

(۸)

(۸)

عیسے! دے کجاست کہ اچامی کند

(۱) ترجمہ - اگر سے زوش رندوں کو حاجت پوری کرے۔ تو خدا گناہ بخشے گا اور بلا دور کرے گا۔
 (۲) ترجمہ - ایسے کا خانہ میں جہاں علم اور عقل کو دخل نہیں ضعیف وہم دماغ فضل رکھتا ہے۔
 عینے کا خانہ کائنات اور اسرار معرفت میں علم اور عقل کو بھی جتنے معلومات ایک حد تک یقینی ہوتے ہیں دخل نہیں۔ تو پھر وہم کو جو ایک نہایت ہی بے سرو پا چیز ہے۔ ایسے معاملات میں اپنی فضل اور بیہودہ صلے نہیں دینی چاہئے۔

(۳) ترجمہ - اس مطرب عود (ساز) بجائے کوئی آدمی بجا لے کر نہیں سنا۔ اور شخص بے زبانہ نہیں بگاڑتا غلطی کرتا ہے۔
 خواجہ صاحب مطرب کو مخاطب کے کہتا ہے کہ تیرے سرود کا مضمون یہ ہونا چاہیے کہ کوئی آدمی اپنے مقررہ وقت سے پہلے نہیں سرکتا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جس شخص کے دل میں یہ خیال جاگزیں ہو کہ موت کا وقت مقررہ ہے اور وقت سے پہلے موت نہیں آسکتی۔ صرف وہی شخص دنیا میں کچھ کام کر سکتا ہے۔ یہ خیال انسان کو نیشاں اور جان نثاری پر آمادہ کرتا ہے اور فلاہر سے کہ اشارے کے بغیر ذوق عمل کی تکمیل نہیں ہوتی۔

دور و زندر کردت از مرگ روانیت	روز کہ قضا باشد و روز کہ قضائیت
روز کہ قضا ہست گوشت شش کند سو	روز کہ قضائیت درہ مرگ روانیت

(۴) ترجمہ - حکیم اگر بیخ تیرے پیشانی کو با راحت دے۔ غیر سے اس کی نسبت نہ کرے کہ یہ تمام باتیں آکر تاج ہے۔ یعنی جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے۔ درخ و راحت کو غیر سے منسوب کرنا چاہئے۔

از خدا و ان خلاف دشمن دوست	کہ نہ راحت رسد خلق نہ رنج
کہ دل ہر دو در تصرف اوست	(اسعدی)

از کماں دار میند اہل خرد

گرچہ تیر از کماں ہے گزرد

لطیفہ۔ کہتے ہیں کہ ایک فقیر بازار میں ہمیشہ یہ کہتا پھرتا تھا کہ جو کچھ کرتا ہی خدا کرتا ہی۔ ایک روز کسی نابکار نے فقیر کے سر پر ایک پتھر مارا اور بھاگ گیا فقیر کو پیچھے دوڑا۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ تو ہر وقت یہی کہتے رہتے ہیں کہ جو کچھ کرتا ہی خدا کرتا ہی۔ اب بھی یہی سمجھ کر چپ ہو رہو کہ جو کچھ کیا ہی خدا نے کیا ہے۔ فقیر نے جواب دیا کہ میں تنقام کی غرض سے اس شخص کا تعاقب نہیں کرتا۔ اب بھی میرا یہی یقین ہے کہ جو کچھ کیا ہی خدا نے کیا ہی صرف یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ درمیان میں اس نے بدنام کس غریب کو کیا ہے۔

(۱۵) ترجمہ۔ ہم کو جو عشق کا درد اور خار کی تکلیف ہے۔ انکا علاج یا معشوق کا وصل کرنا ہی یا صاف شراب و دروغ کا علاج ذہل دست اور خار کی دوا شراب۔

(۶) ترجمہ۔ خدا کی قسم کلاسی وقت امان کی خوشخبری پہنچ جائے۔ اگر ساکن عہد امانت کا ایثار ہے۔

وعدہ امانت سے مراد وعدہ فالو جی اور بار امانت جسکی تصریح آئے انا اعرضنا الا مانت میں ہے دیکھو شعر دیکھو۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ہم اپنی بندگی کے وعدہ کو پورا کریں تو خدا اپنی شان کریمی کا اظہار کر دے۔ اَوْفُوا بَعْدَ مَا دَعَاكُمْ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ - (میرا وعدہ وفا کرو تا کہ میں تمہارا وعدہ کو وفا کروں) (۷) ترجمہ۔ اس آقا کی عدل کو بیا لہو شراب سے کہہ گداغیرت میں آئی اور تمام جہاں کو بلا میں نہ ڈال دے۔ یعنی دروغوں کی حاجت روائی نہ کرنے پر لوگ غیرت میں آکر دنیا کو بلا میں بستھا کر سکتے ہیں۔

(۸) ترجمہ۔ جان شریک خیال میں ہی چلی گئی اور حافظہ غمزدہ دل گیا۔ کوئی عیسے انفس کہاں ہے کہ ہم کو داز سر نو زندہ کرے۔

غزل ۱۰۹

کلاش کین تو روزی کہ زبایا دکنند	۱	بیر و اجرو و صد بندہ کہ آزاد کند
قاصد حضرت علی کہ سلامت باوا	۲	چہ شود گر بسلامی دل ماشا دکنند
یارب اندر آن خسرو شہر انداز	۳	اگر حجت گذری بر سر فرما دکنند
حالیہ عشوہ عشق تو ز بنیادم برد	۴	تا دگر منکر حکیمانہ چہ بنیاد کند

گوہر پاک تو از مدحت ہستفتنیست ۵ فکر مشاطہ چہ با حسن خدا داد کند
 امتحان کن کہ پسے گنج مراد تہ بندہ ۶ گز خرابی چو مرالطف تو آیا کند
 شاہ را بہ بود از طاعت صد سالہ زہد ۷ قدر یک ساعت عمری کو در روا کند

۸) رہ زہدیم بمقصود خود اندر شیراز

(۷)

خرم آن روز کہ حافظ رہ بغداد کند

(۸)

یہ غول خوابہ صاحب پڑھری اور ممدوح سلطان احمد بن ادیس بادشاہ بغداد کو لکھ کر بھیجی تھی۔
 دیکھو سان الغیب جلاول صفو ۲۱۔

(۱) ترجمہ۔ تیرا شکبا تلم جس دن ہم کو یاد کرتا ہے۔ دو سو غلاموں کو آزاد کرنے کا اجر حاصل کرتا ہے۔
 یعنی جس دن تو ہمیں یاد لکھتا ہے تجھ سے اتنا حاصل ہوتا ہے۔ جنہا دو سو غلاموں کو آزاد کرنے کا۔

(۲) ترجمہ۔ حضرت علی کا قاصد۔ خدا سے سلامت رکھی کیا ہو اگر ایک سلام سے ہمارے دل کو خوش کر دے
 اے ایک عرب کی ایک مشوق کا نام۔ مجازاً معشوق کو کہتے ہیں۔ سلام بھی کہتے ہیں۔

یعنی اگر قاصد ہمارے معشوق کا سلام و پیام ہم تک پہنچاؤ تو اس کو کئی کئی بڑی باتیں
 (۳) ترجمہ۔ اے خدا اس شیریں شوق کو دلی میں یہ بات ڈال۔ کہ از را وہ ہر بانی فرد کے پاس سے
 ہو کر گذرے۔

خسر و شیریں۔ یعنی معشوق شیریں۔ پیارا معشوق یہ ہے کہ خدا کرے کہ معشوق کو
 کبھی عاشق کے پاس تشریف فرما ہونے کا خیال ہو۔ خسر و شیریں اور فردا کی رعایت ظاہر
 (۴) ترجمہ۔ فی الحال تو تیرا عشق کو عشوہ ڈھونڈنا دیرا کھینچ چکا۔ دیکھئے حکیمانہ خیال اب کس بات کی
 بنیاد ڈالتا ہے۔

یعنی دیکھئے اب تجھ کو کیا منظور ہے۔

(۵) ترجمہ۔ تیرا پاک گوہر ہماری تعریف سے بے نیاز ہے۔ خدا داد حسن کو ساتھ مشاطہ کی عقل کیا کر سکتی ہے۔

مشاطہ۔ کنگھی کرنے والی عورت۔ جبکا پیشہ کنگھی کرنے کا ہوتا ہے۔ بناؤ سنگار کرنے والی عورت۔
 جس طرح خدا داد حسن کے پاس کسی بناؤ سنگار کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح تجھ ہماری مدح کی

ضرورت نہیں۔

مستحق خوب روچہ محتاج زبورت	اگیسوت عنبر بنیہ و گردن نام عود
----------------------------	---------------------------------

(۶) ترجمہ۔ تجربہ کر کے دیکھو، لاکھ تو مراد ہوگی بہت، خزانے دیکھو۔ اگر چہ یہی خراب کوئی لطف آباد کر دے بدہند کا عامل عالمان تغصا و قدر (مخدوف) دھینے ویرانوں میں ہوتی ہیں لہذا گنج و خراب کی محتاط نظر ہے۔

(۷) ترجمہ۔ بادشاہ کیلئے سو سال کی زائدانہ عبادت سے بہتر ہے۔ تمام عمر میں وہ ایک گھڑی کی برابر وقت کہ جس میں وہ انصاف کرے۔

یعنی بادشاہ کے لئے انصاف اور معدلت گستری کی ایک گھڑی سو سال کی عبادت سے افضل ہے، ظاہر ہے کہ خدا کی حقوق کی عدم ادائیگی و خدا کی ذات پر کھانا نہیں پڑتا۔ لیکن حقوق العباد میں تصور کرنے سے کئی بندگان خدا کی دشمنی ہوتی ہے۔ اس لئے بادشاہ کے لئے منصف ہونا بہت ضروری ہے۔ اگر انصاف نہ کیا اور عابد ہو گیا۔ تو کیا فائدہ ہے۔

انوس کہ موجودہ زمانہ کے بہت سے محشر میں اور جج جو پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں اور جمعہ کے دن تو خواہ مخواہ مسجد میں موجود ہوتے ہیں۔ عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر خدا سے مطلق نہیں ڈرتے اور بندگان خدا کے حقوق کو اس بی رحمی سے پامال کرتے ہیں۔ کفار بھی تو بے اتوہا کرتے ہیں۔ خدا جاذبان لوگوں کا کیا حشر ہو گا!

(۸) ترجمہ۔ شیراز میں تو ہم اتنے مقصد تک پہنچ سکے۔ وہ دن مبارک ہو گا۔ جب لفظ بنداد کا رت لیکھا۔ خواجہ صاحب نے کئی دفعہ بغداد جانا کیا ارادہ کیا اور کئی مرتبہ سلطان ادریس بلوای بھی بھیجا۔ مگر یہ آرزو پوری نہ ہوئی۔ خالک شیراز ماہن نہیں چھوڑتی تھی۔ بقول حدی۔

گفتہ بودم کہ زخت بر بندم	تار و بصرہ گیسوم و بغداد
دست از دامنم نمنے دارد	خالک شیراز و آب رکناباد

غزل (۱)

گفتیم کیم دمان و لبست کامراں کنند | گفتاں چیم ہر چہ تو گوئی ہماں کنند

۲	گفتادیں معاملہ کتر زبان کنند	گفتم خراج مصر طلب میکند لب
۳	گفت این حکایت کہ بانگ تزلزل کنند	گفتم بقطرہ دہنت خود کہ بر در راه
۴	گفتا بکوی عشق ہم این وہم اس کنند	گفتم کھنم پرست مشو با صمد نشین
۵	گفتا خوش آن کسان کہ دلی شاد و دل کنند	گفتم ہوا می میکند غم می بر ز دل
۶	گفت این عمل بند سب پیغام کنند	گفتم شراب خرقہ نہ آئیں نہ صفت
۷	گفتا بپوشش کہ نیش جوان کنند	گفتم ز لعل نوش لبان پیر اچہ سود
۸	گفتا آن زمان کہ مشتری فرماں کنند	گفتم کہ خواجہ کے تجھ سے میبورد

گفتم دعائی ملت تو در حافظت است
(۹) گفت این عملاناک ہفت سال کنند

اس غزل میں عاشق و معشوق کو درمیان ایک مکالمہ ہے۔ ہر ایک شعر میں سوال جواب کا سلسلہ قائم ہے۔
گفتم و گفتا کی پامال طرز کو بھی خواجہ صاحب نے اپنی شیریں کلامی و دلآویز بنا دیا ہے۔
(۱) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ تیرا دہن اور لب مجھ کو کیا میاں کرے۔ اس کے جواب دیا کہ سر آنکھوں سے جو کچھ تو کہتا ہے وہی کرینگے۔
بجسم چشم - b) سر آنکھوں سے (۲) لیکن یہاں اس لفظ کو استعمال میں لایا کہ رغوبی ہے جو نہایت لطیف ہے۔ خواجہ صاحب معشوق کو وہاں لب کا مراد ہونا چاہتا ہے۔ معشوق ہنس لب کی جیسا کہتا ہے کہ جسم چشم یعنی آنکھوں کو کامران کرینگے۔ ظاہر ہے کہ معشوق کی تریبی نظریں غمزے۔ کمان ابرو اور تیرے شانگان قتل کرنے کا سامان ہیں۔ نہ کہ کامران کرنے کا۔
(۲) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ تیرے لب بھر کا خراج طلب کر تو ہل سکتا ہے کہا اس میں نقصان نہیں کرتے۔
مصر۔ قند و نبات کے لیے مشہور ہے۔ چنانچہ قند مصر کو مصری کہتے ہیں۔
مطلب یہ ہے کہ تیرے لب سے قند شیریں ہیں کہ قند مصری ان کے مقابلہ میں کچھ نہیں۔ وہ مصر سے ہی خراج مانگتے ہیں۔ یا یہ کہ تیرے لب سے شیریں کی خسران میں ملک مصر طلب کرتے ہیں معشوق نے جواب دیا کہ اس سود میں کچھ زبان نہیں۔ میرے لب کو کا خراج ملک مصر سے بھی زیادہ ہے۔

سرود عالم قیمت خود گفتہ

نرخ بالا کن کہ از زانی منوز

(۴۲) ترجمہ بیخ کہا کہ تیر دہن کہ نقطہ تک ان پہنچ سکا۔ اس نے جواب دیا کہ یہ سیکل ایسی بات ہے جو صرف محنت دانوں کو بتائی جاتی ہے۔

نقطہ اور نکتہ میں صنوت تینیں مطلب یہ ہے کہ نقطہ دہن یعنی اسرار و رموز معرفت تک صرف محنت دان اور حقیقت شناس لوگ پہنچ سکتے ہیں۔

(۴۳) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ بت پرست نہ ہو۔ خدا کا ہنشین بن اسے جواب دیا کہ عشق کو چہ میں یہ بھی کرتے ہیں اور وہ بھی کرتے ہیں۔

یعنی عشق حقیقی بھی ہے اور مجازی بھی اور دونوں ضروری ہیں۔ دیکھو لسان انیب جلد اول صفحہ ۴۴ سو انصہری (۴۵) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ شراب خور کا سودا دل سے غم دور کر دیتا ہے۔ اس نے کہا کہ وہ لوگ خوش نصیب میں جو کسی دل کو کسی کے دل کو خوش کرتے ہیں۔

یعنی میفرموش خوش نصیب میں۔ کیونکہ وہ لوگوں کو خود دلوں کو خوش کرتے ہیں۔

(۴۶) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ شراب خور خرد مذہب کی آئین نہیں اسے جواب دیا کہ عیال میں خاں مذہب میں کہ آئین میں نے کہا کہ شراب خور خرد دو متضاد چیزیں ہیں اور آئین مذہب کے خلاف ہیں اسے جواب دیا کہ زندگی مذہب میں یہ کام جائز ہے۔

(۴۷) ترجمہ۔ میں نے پوچھا کہ بھوکے لعل شیریں کی پوڑی کو کیا فائدہ اسے جواب دیا کہ (شکر میں دشیریں) بوسے سے اسکو جوان کرتے ہیں۔

(۴۸) ترجمہ۔ میں نے پوچھا کہ خواجہ کب جملہ میں جا گیا۔ اسے جواب دیا کہ بشتیری اور ماہ کا قرآن ہوگا۔

جملہ۔ بفتح۔ وہ مکرہ جو دہن کے لئے آراستہ کیا جاتا ہے۔ قرآن۔ بکسر سورج کو سواستا کو اک سیارہ میں سو دو سیارہ کا ایک بیج میل کٹھا ہونا۔ (۱) زہرہ کا مشتری کی ۲۰ ماہ کا زہرہ سو (۳) ماہ کا مشتری کی قرآن مسعود اور مبارک ہوتا ہے۔

میں نے پوچھا کہ عاشق کو دو سال محبوب نصیب ہوگا۔ جواب دیا کہ جب عبت مسعود ہوگی اور مشتری و ماہ ایک برج میں ہونگے مشتری و ماہ یعنی عاشق و معشوق۔

(۴۹) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ حافظ کا ورد تیری دعا دولت ہے۔ اس نے کہا کہ سات آسمانوں کو فرشتے

یہی دعا کرتے ہیں۔

یعنے نہ صرف تو بلکہ فرشتے بھی ہماری دعا دولت میں مشغول ہیں۔

غزل (۱۱۱)

کسی کہ حسن رخ دوست در نظر دارد	۱	محقق ست کہ او حال صبر دارد
چو خامہ بر خط فرمایا دست رعیت	۲	نہادہ ایم مگر او بہ تیغ برد دارد
کسے بول تو چوں شمع یافت پروانہ	۳	کہ زیر تیغ تو ہم سرمی کردارد
بی پای بوس تو دست کسی رسید کہ او	۴	چو آستانہ بدین ہمیشہ سردارد
ز زہ خشک لولم بیار بادہ ناب	۵	کہ بوی بادہ و ما نسیم مدام تزدارد
بزد و قریب تو روزی بسینہ ام تیری	۶	ز بسکہ تیر عنقت سینہ بی سپردارد
کیکہ از رہ تقوی قدم برین نہنهاد	۷	بعزم میسکہ اکنول سر سفر دارد
ز بادہ ہیچت اگر نیت این نہ بس کہ ترا	۸	دمی ز و سوسہ عنقتل بی خبر دارد

دل شکستہ حافظ سجاک خواہد برد (۹)

چو لاله داغ ہوا نے کہ جبر جگر دارد (۹)

(۱) ترجمہ۔ جس شخص کی نظر میں مشوق کو چہرہ کا حسن ہو۔ یقیناً وہ بینائی کا حامل رکھتا ہے۔

محقق۔ قاف اول مشدود مفتوح۔ تحقیق شدہ۔ یقینی امر۔ تحقیق شدہ بات

مطلب یہ ہے کہ قوت بصر یعنی بینائی کی علت غائی یہ ہے کہ انسان مشوق کو چہرہ حسن کو دیکھ کر پس جس شخص سے ایسا کیا یقیناً حامل بصر یعنی بینائی کی علت غائی اور بینائی کے فوائد مستفیض ہوا۔ حقیقت میں خلقت کائنات کا موجب یہی ہے۔ کہ مخلوق اپنے خالق کو حسن کو دیکھتے۔ حدیث قدسی "کت کتنا منی الخ کی طرف اشارہ ہے دیکھو شعرا لے۔"

(۲) ترجمہ۔ تم کی طرح اس حکم کو خط پر ہم زندگی کا سر رکھا ہوا ہے حتیٰ کہ وہ تیغ سے اٹھائی۔

تلم بھی خط تحریر پر اپنا سر رکھ دیتا ہے اور لکھتا چلا جاتا ہے۔ جب تک کہ کتاب اسی اٹھا کر چاقو سے دوبارہ درست نہیں کرتا اور اس کا سر نہیں کاٹتا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تم فریبی اس کے حکم پر میرا طاعت رکھا ہوا ہے، جب تک کہ وہ ملواری سے تمہارا سر کو نہ اٹھائے۔ یعنی جب تک ہم جیتے ہیں اس کے احکام کی برحق تعمیل کرتے ہیں گے۔

(۳) ترجمہ۔ وہی شخص تیرے دھال سے شمع کی طرح روشنی حاصل کر سکتا ہے جو تیری ملواری کے شمع ہر گھڑی ایک نیا سر رکھتا ہو۔

پروانہ۔ (۱) تیرے مشہور اڑنے والے اکیڑا جو شمع پر عاشق ہوتا ہے (۲) چراغ و شمع کا نور۔ روشنی۔ (یہاں پہی دوسرے معنی ہیں)

ظاہر ہے کہ قموڑی تھوڑی دیر کے بعد شمع کا سر کاٹا جاتا ہے۔ تاکہ روشنی بدستور تیز رہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ شمع محفل کی طرح صرف اسی عاشق کو دل میں روشنی اور نور پیدا ہو سکتا ہے جو ہر دم تنق عشق کی ایک نیا سر رکھوانے کو تیار ہو۔ یعنی ہزار جان و قربان ہونے کو تیار ہو۔ شمع و پروانہ کی رعایت ظاہر۔

(۴) ترجمہ۔ تیری پابوسی اسی شخص کو نصیب ہوتی ہے جو دلہیز کی طرح ہمیشہ اسی دروازہ پر سر رکھے دلہیز چونکہ ہمیشہ دروازہ پر سر رکھے رہتی ہے اس لیے کبھی کبھی عشق کی پادوں چومنے کا اسی موقع مل جاتا ہے۔ یعنی عشق گاہ بگاہ دلہیز پر پادوں رکھ دیتا ہے۔ اسی طرح عاشق بھی اگر در عشق پر سر رکھے کہ شمع کا تو اسی ہی وقتاً و تھا عشق کی پابوسی حاصل ہوگی۔

(۵) ترجمہ۔ میں زہر خشک ہو بزار ہوں۔ خالص شراب لا۔ کیونکہ شراب کی خوشبو میرے دماغ کو ہمیشہ تر کرتی ہے۔

عشق کے بغیر زہر خشک ایک خشک چیز ہے۔ لفظ بادہ و دام میں صنعت ابہام ہے۔

ازاد ہر سر کہ سے سوختہ طبعی میر مثال	-	خشک ہے اس کو غرقِ ییم صبا کہیں (اقبال)
اشاد ازاد ہر خشک سے و خرد زکا		دلی بنے مرید حضرت پر مغال ہو کر (اکبر)

(۶) ترجمہ۔ تیرے دربان زہر کے سینے میں ایک روز تیرا بار از بسک تیرے دم کو تیرے زہر کے سینے کو بے سپر کیا ہوا ہے۔

یعنی میرا سینہ چونکہ تیرا عشق کہ تیرا دل کا عادی ہو اس لئے ہمیشہ بے سیر رہتا ہے یعنی ڈالال سانسے نہیں
کہتا اس لئے ایک روز تیرے دربان کا تیرا بھی میرا سینہ میں آگیا۔

(۷) ترجمہ۔ وہ شخص جس نے تقویٰ کی راہ کو کبھی قدم باہر نہیں لگایا، شراب خانہ کا ارادہ پر اب فکر کا خیال
کر رہا ہے۔

یعنی شراب خانہ کی طرف جانا چاہتا ہے اور زہد خشک کو چھوڑنا چاہتا ہے۔

(۸) ترجمہ۔ شراب آگے تھجو اور کوئی فائدہ نہیں تو کیا یہ کافی نہیں کہ وہ سب کو بچھڑا کر کیلئے عقل کو دوسرے
سے بچھڑا کر دیتی ہے۔

یعنی شراب کا اور کچھ فائدہ نہ ہی۔ کیا یہ فائدہ کم ہے کہ شراب تھجو تھوڑی دیر کے لئے عقل کو دوسرے
سے آزاد کر دیتی ہے عقل کو دوسرے عاشق کیلئے سنگاپا ہوتے ہیں۔ دیکھو شعر الف ۱۰ وغیرہ۔

ے سے غرض نشاط کی اس رو سیاہو	یک گونہ بخوردی بھی دن رات چاہئے (غالب)
------------------------------	--

(۹) ترجمہ۔ حافظ کا شکستہ دل قبر میں لپیٹا گیا۔ لالہ کی طرح آرزو کا اس داغ کو جو اس کی جگر پر ہے۔
یعنی داغ آرزو جو میرا دل پر ہے۔ قبر میں بھی ساتھ جائیگا۔ گل لالہ کا داغ مشہور۔

غزل

۱	پیش پائی پچراغ تو بہ سب بنیم چہ شور	۱	گر من از باغ تو یک میوہ بنیم چہ شور
۲	اگر من سوختہ یکدم بنیم چہ شور	۲	یارب اندر کنت سایہ آں سرو بلند
۳	گرفتہ عکس تو بے رسل بنیم چہ شور	۳	آخراے خام جشید سلیمان آنا
۴	من اگر مہر نگارے بجز بنیم چہ شور	۴	زادہ شہر جو مہر ملک و شخہ گزید
۵	تا از انم چہ بہ پیش آید از نیم چہ شور	۵	صرف شد عمر گر انما یہ معشوقہ و می
۶	دیدم از پیش کہ در خانہ دینم چہ شور	۶	عقلم از خانہ بدر رفت و اگر می آیت
۷	گرد ہی جابی بغیر دوس بنیم چہ شور	۷	منکار در کوی بتان منسزل با وادام
	حافظ از نیرباند کہ چنیم چہ شور (۸)		خواجه آنت کہ من شام و پنجگت (۸)

(۱) ترجمہ - اگر میں تیری باغ سے ایک میوہ چن لوں تو کیا ہوگا۔ پاؤں کو سامنے تیری چراغ سے دیکھ لوں تو کیا ہوگا۔

یعنی تیرا کیا نقصان ہوگا۔ دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر تیری چراغ ہدایت یا تیری نور کے ذریعہ میرا دل کے سامنے بیٹھا اپنا راستہ دیکھ لوں۔ تو کیا ہوگا۔

(۲) ترجمہ - خدا اس سرو بلند کی پناہ میں اگر میں جلا ہوا (سوختہ دل) ایک مکلم بیٹھ لوں تو کیا ہوگا۔ کف - ہفتختین - جانب - کنارہ - پناہ۔

(۳) ترجمہ - سلیمان آنا زحمہ شید کی نثر انگشتی (اگر تیرا عکس میرا عمل نکلیں پر پڑے تو کیا ہوگا۔ جمشید - موسوف اوسیمان آنا صفت - مراد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے دیکھو شعرت ۹ - لعل نکلیں - مراد دل نکلیں گویا انسانی جسم ہوا اور سب کو اندر دل مبتلا لعل کے ہوا۔

خواجہ صاحب چراغ احمدی کو درخواست کرتے ہیں کہ میرے دل کو روشن کر دو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر نوبت کو بر توڑ اپنے دل کو اسل کو نورانی کرنا چاہتے ہیں۔

(۴) ترجمہ - شہر کے زاہد نے جب بادشاہ در کو تو ال کی محبت اختیار کر لی۔ میں اگر کسی معشوق کی محبت اختیار کروں تو کیا ہوگا۔

یعنی جب زاہد بھی خدا کو چھوڑ کر بادشاہ اور کو تو ال کی محبت اختیار کر لیں تو اگر بادشاہ کسی معشوق کی محبت اختیار کر لیں تو کیا ہوگا۔ خواجہ صاحب اپنی شاہد پرستی کو زائد نگاہی بادشاہ پرستی کو بدرجہا افضل سمجھتے ہیں۔

(۵) ترجمہ - بیش قیمت معشوق اور شراب میں صرف ہوئی۔ دیکھو اس کو کیا پتھر لڑی اور اس کو کیا ہو۔ معشوقہ - عربی قاعدہ کا سلطان لفظ معشوقہ کو آخر میں لاد و علامت - تائید ہے۔ مگر قانون جاری کر دے۔ یہ تائید کی علامت نہیں۔ بلکہ زائد ہے۔ پس لفظ معشوقہ ہمیشہ معشوقہ نہیں ہے۔ بلکہ جسے معشوق آتا ہے چنانچہ سلیم کا شعر ہے۔

مفسر چو شمیم رو باد آوردیم	معشوقہ روز مینو امی ست خدا
----------------------------	----------------------------

اس طرح الفاظ عجزہ و رقیبہ میں آؤ زائد ہے۔ اور یہ الفاظ بیٹھے عیار و رقیبہ استعمال ہوتے ہیں۔

یعنی دیکھو معشوقہ کی محبت تو کی زائد و تالیف اور شہر کے کیا حال ہوتا ہے؟ آں کا اشارہ یہ معشوق اور

ایں کا نشانہ ازیلہ تھے

(۶) ترجمہ - میری عقل گہرے جاگتی اور اگر شراب ہی تو مجھ پہ چیلے ہی معلوم ہو کہ خانہ دین میں کیا ہوگا۔

یعنی شراب میری عقل کو تو دور کر چکی، اور اگر ہی شراب تھی تو خانہ دین کو بھی ضرور بر باد کر دیگی۔

(۷) ترجمہ - جب میرا مقام اور جگہ پناہ مشہور ہو گا تو کاکو چھری تو اگر فردوس بریں میں تو مجھ جگہ دی تو کیا ہوگا

یعنی دنیا میں تو میں مشہور ہو گا کہ چھری میں مقیم ہوں عاقبت میں ہی اگر تو مجھے بہشت جو کہ حوروں کا مقام ہے

نصیب کرے تو کون سی بڑی بات ہے۔

(۸) ترجمہ - خواجہ کو معلوم ہو گیا کہ میں عاشق ہوں اور اس کے کچھ نہ کہا۔ حافظہ ہی اگر جان سے کہ میں ایسا

ہی ہوں تو کیا ہوگا۔

یعنی خدا کو سہارا عشق کا معاملہ معلوم ہوا اور وہ کچھ نہیں کہتا تو اگر دنیا کے لوگوں کو یہی معلوم ہو جا۔ کہ

ہم عاشق ہیں تو وہ کیا کر لیں گے

غزل

۱	خیمت شیریں رزوی خام نوشد	۱	گداخت جان کہ شود کار دل تمام نوشد
۲	شدم خراب جهانی زخم تمام نوشد	۲	فقال کہ در طلب گنج گوہر مقصود
۳	بسے شدم بگدا کے برکرام نوشد	۳	در بے دور کہ در جستجو سخن حضور
۴	شدم مجاہد و کتر غلام نوشد	۴	بطعنہ گفت شبی میر بلبس تو شوم
۵	بشد برندی درد کی کشنیم نوشد	۵	پیام کر کہ خواہم نشست بارانداں
۶	کہ دید درہ خود بیخ و تاب نام نوشد	۶	رواست در برابر گری طپد کہ بتور دل
۷	کہ من بخویش نمودم صد اہتمام نوشد	۷	کہوی عشق منہ بی دلیل راہ قدم
۸	چوں کہ در دم افتاد ہچو جام نوشد	۸	بدان ہوں کہ بیوسم مستی آن لب لعل

(۹۱)

ہزار حیلہ بر آئینت جان فدا از سر

(۹۱)

بدان ہوں کہ شود آں حریف رام نوشد

(۱) ترجمہ۔ جان گل گئی کدل کا کام پورا ہو کر نہ ہوا۔ اسی آرزو سے خام میں ہم جل گئی مگر آرزو پوری نہ ہوئی۔

یعنی حصول دعا کی آرزو میں جان بھی گل گئی مگر کوئی حاصل نہ ہوا۔

سعیدی خیال ہندوستانی امید وصل | ہجرت بکشت و جمل ہنوز مصور است

(۲) ترجمہ۔ افسوس کہ ہر مقصود کو خزانہ کی طلب میں۔ میں غم کی دنیا میں تمام تر خزانہ ہستہ حال ہوا مگر کچھ نہ بچا۔ خزانہ دیراں جگہوں میں ہوتا ہی۔ لہذا گنج و خراب کی رعایت لطیف۔

(۳) ترجمہ۔ افسوس درد و کراہت حضور کی جستجو میں۔ بزرگوں کے پاس گدائی کرنے کے لیے بہت سعی کیا مگر کچھ نہ ہوا۔ حضور سے مراد حضور ہی حضور ازل۔ رسالہ مطلب یہ ہے کہ حضور کی جستجو میں بزرگوں کی جستجو کی دریافت نہ کری کی۔ مگر بفرمانہ نہ آیا۔

(۴) ترجمہ۔ اس نے طنز اظہار میں کسی تیری نخل کا (تیرا) میرے مجلس بنو گا۔ میں کسی مجلس کا کترین غلام بنا کر کچھ نہ ہوا۔

یعنی میں ہر چند کسی نخل میں گیا لیکن وہ بھل آمان نہ ہوا۔

(۵) ترجمہ۔ اس نے کہا صیحا کہ میں نے کسا تہ بیٹھو گا۔ زندگی اور زندگی میں میرا نام (مشہور) ہو گیا۔ مگر مدعا حاصل نہ ہوا۔

”بند زندگی دردی کشیم نام“ یعنی زندگی دردی کشی مرانام شد مطلب یہ ہے کہ مدعا یہ ہے کہ کہا تھا کہ میں زندگی کا پتہ نہیں بنو گا اس امید پر میں زندگی اختیار کی اور میرا نام زندگی اور زندگی میں شہرہ آفاق ہو گیا لیکن مشوق نے وعدہ ایفا نہ کیا اور زندگی حاصل نہ آیا۔

(۶) ترجمہ۔ اگر پہلو میں دل کا کبوتر تڑپتا ہے تو بجا ہے کیونکہ اسے اپنے راہ میں دل کو چھو تا ہے کبوتر اور پھر بھی نہ شا۔ یعنی کبوتر دل دام عشق کو دیکھ کر دیدہ و دانستہ اس میں جا پھنسا۔ اب تڑپتا ہے تو تڑپے۔ خود کردہ را علاقے نیت۔

دیدہ بودم رو تو دانستہ بودم خود تو | دیدہ دانستہ خود را در بلا انداختم

(۷) ترجمہ۔ عشق کے کوچہ میں راہنما کے بغیر قدم نہ رکھ۔ کیونکہ میں نے از خود سوا اہتمام کیے۔ مگر کچھ نہ ہوا۔ دلیل۔ یعنی راہنما۔ راہبر۔ ہادی۔ یہ شعر ضرورت مرشد پر ہے۔

خواب صاحب فرماتے ہیں کہ میں کئی اہتمام کیے کہ خود بخود منازل عشق کو طے کروں مگر نہ کر سکا لہذا رہنا
 کے بغیر اس کو چہیں قدم نہیں رکھنا چاہئے۔ مزید شرح کے لئے دیکھو اشعار دہریم
 (۸) ترجمہ۔ اس آرزو میں کہ مستی کی حالت میں اس سبیل کا بوسہوں، جام کی طرح کیا کیا خون ہیرل میں جو
 مگر (آرزو پوری) نہ ہوئی۔

ہام سے میں جب شراب پی رہا ہوں تو ویسا معلوم ہوتا ہے کہ جام سے کادل خون ہو گیا ہے۔ مگر جام کو تو دل
 خون کرنے پر لیل کا بوسہ نصیب ہو جاتا ہے۔ یعنی معشوق پہلا کونہ سے لگا کر مینوشی کرتا ہے۔ مگر میں تو معشوق
 کے منہ سے منہ لگانے کی آرزو میں کئی دفعہ دل کا خون کیا۔ یعنی ہزار اہمیتیں چھلیں۔ مگر بوسہ نصیب ہوا
 (۹) ترجمہ۔ حافظ نے محبت کو طے نہیں کئی جیلے کے۔ اس میدان میں کہ وہ معشوق قابو میں لگا جائے۔ مگر نہ آیا۔
 بیخیز معشوق کو رام کرنے کے لئے کئی جیلے کئے۔ مگر کوئی کارگر نہ ہوا۔

غزل ۱۱۴

۱	کی شہرت انگیز و خاطر کہ حزین باشد	۱	یک نکتہ درین سخن گفتیم و ہمیں شب
۲	ارمصل تو گر با ہم انگشتر ز نبار	۲	صد ملک سلیمان در زیر نگین باشد
۳	غمناک بناید بود از طمن خود ای دل	۳	شاید کہ چو دایمی خبر تو دریں باشد
۴	پیر کو بخند فہم اس کلاک خیال انگیز	۴	نقشیش نخوم از خود صورت تو گویں باشد
۵	جام می خون دل ہر یک بکسی داند	۵	درازہ قیمت او ضاع چنیں باشد
۶	در کار کلاب گل حکم ازے اس بود	۶	اکال شاہد بازاری دیں پردہ نشیں باشد

(۷) آن نیت کہ حافظ راستی رود از
 (۸) کا این ببقہ زندگی تا روز پس باشد

(۱) ترجمہ۔ لطیف شعر تب پیدا کر سکتا ہے وہ دل جو ممکن ہو۔ اس مسخیاں ہم تو ایک نکتہ بیان
 کیا اور ہی (اے نکتہ) ہے۔

شعر تر یعنی شعر دلپذیر۔ مطلب یہ ہے کہ ممکنہ دل سے لطیف اشعار کی کیا امید ہو سکتی ہے۔

(۲) ترجمہ۔ تیرے دل سے اگر میں گشت زہار حاصل کروں تو سیماں کو بولک سبز زنگیں ہونگے۔

انگشت زہار۔ قتل عام کے ہنگام میں اگر بادشاہ کسی شخص کو امان بخشا اور قتل عام کھینٹنے کو نہ تو امانگاہی

جسے انگشت زہار کہتی ہیں دی جاتی ہے۔ جو جان بخشی کے حکم کی تصدیق اور سند ہوتی ہے۔ ہنگام میں جب

کسی سپاہی کو وہ انگشتی دکھائی جاتی ہے۔ تو سپاہی اس شخص سے تعرض نہیں کرتا۔ ایسے وقتوں پر

جب مغلوں کا رعبے جا کر پناہ مانگتا ہے تو اس کو سامنے جا کر انگشت شہادت اٹھاتا ہے اس کو انگشت زہار

کہتے ہیں۔ زیر زنگیں۔ زیر فرمان۔

مطلب یہ ہے۔ کہ اگر تیرے لب سے میں امان پاؤں تو تمام دنیا میرے زیر فرمان ہو جائے۔ مل۔ انگشتی۔ سیماں

اور زنگیں کی رعایت ظاہر۔

(۳) ترجمہ۔ ادا لٹاؤ کہ طعنوں سے غمناک نہیں ہونا چاہیے۔ شاید کہ جب غور سے دیکھے تو تیری خیرا سی میں ہو

و ابینی۔ غور سے دیکھے انکھ کو ل کر دیکھے۔ نظر تحقیق سے دیکھے۔

(۴) ترجمہ۔ جو شخص اہل حال نگیز قلم کو نہ سمجھو۔ میں اس کا نقش نہیں خریدتا خواہ وہ خود چین کا نقاش ہو۔

چین کے نقاش مشہور ہوتے ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ جو شخص سیر خیال فرزند قلم کی جادو نگار تھی

نقاشی کو نہ سمجھ سکے۔ اگر وہ نقاش چین ہی ہو۔ تو بھی میں اس کا نقش کو نہیں خریدتا۔ یعنی سیر دل میں اس

کی قدر و منزلت نہیں۔ نقش مخم۔ یعنی اس کا نقش کسی قیمت کو نہیں۔ اس کی نقاشی فصول ہے۔

(۵) ترجمہ۔ کسی کو شراکے پالاؤ کسی کو دل کا خون یا گیارہ قسمت کردارہ میں ہی قسمت کی صورتیں ہوتی ہیں

قسمت کیا ہر ایک کو قسم ازلے

مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص تو عیش و تنعم میں بیٹھ کر تاہی اور کوئی ہجوم افکار میں دل کا خون پیتا ہے۔ قسم

ازل کی تقسیم عجیب ہے۔

(۶) ترجمہ۔ گلاب پہول کے معاملہ میں حکم انہی ہی تھا۔ کہ وہ شاہد بازار ہی ہوا اور یہ پڑھتین رہے۔

مطلب یہ ہے کہ پہول گلی کو چوں میں بچتا ہے اور ظاہر ہے۔ اس کے برخلاف گلاب پہول کا عرق پہول

کی پیکھڑوں میں یا بعدہ صراحیوں میں پوشیدہ رہتا ہے اور پردہ نشین ہے۔

اسی طرح شاہدان بازار سی اور گلنداران حرم ہی اپنی اپنی قسمت کو نوشتہ کے مطابق بازار و حرم میں جلوہ افروز ہو رہے ہیں۔ اس لئے کسی شخص کو اپنی اچھی قسمت پر مغرور نہیں ہونا چاہیے۔ غیرت الہی کو ذرا نادرا سا کلفت و کم کاشکر یہ ادا کرنا چاہئے۔

(۷) ترجمہ۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ حافظ کی مستی دل کو دور ہو جا۔ کیونکہ یہ زندگی کا سابقہ آخر کو دن تک ہر مطلب یہی کہ ہماری زندگی اور سستی صبح ازل سے شروع ہوئی اور شام اجل تک برابر قائم رہے گی۔

غزل ۱۱۵

۱	بی بادہ بہار خوش نباشد	گل بے رخ یا خوش نباشد
۲	بی لالہ غدار خوش نباشد	طرف چمن بہو امی بتاں
۳	بی صوت ہزار خوش نباشد	تقصیر دن سر و حالت گل
۴	بی صحبت یا خوش نباشد	باغ و گل و گل خوش است لیکن
۵	بی نقش و نگار خوش نباشد	ہر نقش کہ دست عقل بندد
۶	بی بوسہ کنار خوش نباشد	با یار شکر لب گل اندام

جان نقد حضرت حافظ

(۷)

از بنیشار خوش نباشد

(۷)

(۱) ترجمہ۔ مستوق کو خرد کے بغیر ہر بول اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ تاہم ایک بغیر بہا اچھی معلوم معلوم نہیں ہوتی

عہد کر دیم کہ بے دوست بھو ازیم | بے تماشاگر روش تبتاشا زویم (سعدی)

(۲) ترجمہ۔ چمن کا گوشہ اور باغ کی ہوا۔ لالہ غدار (مستوق) کے بغیر اچھی معلوم نہیں ہوتی۔

ہوستان از عیش است و چمن کوئی نشاط | تا مہیا نشود عیش مہنا زویم (سعدی)

(۳) ترجمہ۔ سرور کا رقص اور بھول کی حالت۔ بیل کی آواز کے بغیر اچھی معلوم نہیں ہوتی۔

رقص۔ حالت دو عجب اور صوت کی رعایت ظاہر۔

سرد ہوا سے جمبوٹے ہیں اور پہول حالت دھند میں مست اور خاموش ہوتا ہے۔ لیکن یہ نظارہ
بیس کی نغمہ سرائی کی بغیر بے لطف ہوتا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ باغ پہول و شراب اچھی چیزیں ہیں۔ لیکن معشوق کی صحبت کے بغیر سچی معلوم نہیں ہیں۔

رفیع خاں باؤل جو عہد عالمگیری کو خائین ہیں سو تماکتا ہے

چند نشاط بادہ بختد بین خراب بے تو بدل گرفتہ ماند قدح شراب بے تو

نعمت خاں عالی کا شعر ہے۔

بے تو ہر گاہ تماشا کی گلستانِ کرم | اچھو گل امین خود پر زگر بیاں کرم

(۵) ترجمہ۔ جو نقش عقل کا ماتہ بنا تا ہے۔ وہ نقش دنگار کے بغیر اچھا معلوم نہیں ہوتا

اگر نقش دنگار کی بجائے نقش نگار پڑ جائے تو یہ مطلب ہوگا۔ کہ کوئی نقش معشوق کے نقش کے بغیر اچھا

معلوم نہیں ہوتا۔

(۶) ترجمہ۔ سحر زدہ گل اندام معشوق کے ساتھ۔ ہوس کن ر کے بغیر کچھ لطف نہیں ہوتا۔

(۷) ترجمہ۔ حافظ جان ایک حقیر چیز ہے۔ قربان کرنے کے لئے موزوں نہیں

غزل ۱۱۶

ک ۵

۱	گفتم کہ ماہ من شو گفت اگر بر آید	گفتم غم تو دارم گفتا غمت آید
۲	گفتا ز ماہر ویاں این کار گت بر آید	گفتم ز مہر و زان رسم فابیا موز
۳	گفتا اگر بدانی ہم او سے بر آید	گفتم کہ بوی زلفت گمراہ عالم کرد
۴	گفتا بکش جبارا تو وقت آن آید	گفتم دل جسمیت کی غم صلح وارد
۵	گفتا کہ شبہ دست ایں از راہ دیگر آید	گفتم کہ بر خیالت راہ نظر بہ بندم
۶	گفتا خنک می کو کوسے دل بر آید	گفتم خوشیوں ہوائی کو باغ خلد نیست
۷	گفتا تو بندگی کن کان بندہ پرورد آید	گفتم کہ نوش لعنت مارا با رز و گشت

گفتہ زمانِ عشرتِ یدی کہ چوں آید
گفتا خوش حافظ کا غصہ ہم بر آید

(۸)

(۹)

(۱) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ میں تیرا غم رکھتا ہوں اس میں جواب یہ کہ تیرا غم ختم ہو جائیگا میں نے کہا کہ تو میرا چاند بن اس لئے کہا کہ اگر ہو سکا تو۔

یعنی اگر ہو سکا تو بنو گا۔ آہ اور بر آید (نکلنا) کی رعایت ظاہر۔

(۲) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ محبت کرنے والوں سے وفا کی رسم سیکھ۔ اس نے کہا کہ چاند کو چہرہ والوں (معتشوقوں) سے بیات نہیں ہو سکتی۔

میرا وہ ماہ میں صنعت ایہام کتر سے عموماً لفظی مراد ہوتی ہے۔

(۳) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ تیری زلف کی خوشبو نے مجھے جان کا لڑا بنا دیا۔ اس نے جواب یہ کہ اگر تو سہو تو وہی تیری ہی ہے۔

زلف و مرد عالم کثرت جو گراہی کا موجب ہے۔ مگر اہل بصیرت کیلئے ہی عالم کثرت رہنما بن کر وحدت کی طرف راہبری کرنا ہی چشمِ بین کیلئے کا ثبات اور آئینہ ہے۔ جس سے واحدِ مطلق کی ذات کا مشاہدہ ہو سکتا ہے۔

ایہ عالم کثرت پر ذرہ آتش کار | ذرات کون مرآت آس با شہدرا

(۴) ترجمہ۔ میں نے پوچھا کہ تیرا مہربان لکب تک صلح کا ارادہ کرتا ہے۔ اس نے جواب یہ کہ جفا بڑا شت کرتے جاؤ گئے کہ صلح کا وقت آجائے۔

(۵) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ تیری خیال پر نظر کا رستہ بند کر دو گا۔ اس نے کہا کہ ریشہ روزِ دوسرے سے آجائے گا۔

شعب روز (۱) رات کو چوری کرنا (۲) اہل اللہ جو رات کو جاگتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ جب معشوق کی صورت آنکھوں کے سامنے آتی ہے تو اس کا خیال عاشق کو دل میں جاگڑ میں جوتا ہے۔ دیکھ کر عاشق معشوق کو خیال کو آنکھوں کے راستہ سے دل میں جانے دے۔ تو یہ خیال اور کئی طرح دل میں پیدا ہو سکتا ہے۔ معشوق کا خیال ہے کہ طیرح خانہ دل میں کئی رستوں سے پہنچ سکتا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ وہ ہوا بہت چہی ہوتی ہے جو باغِ بہشت کی آہی اس نے کہا کہ وہ ہوا بہت ہی لطیف ہوتی ہے جو معشوق کے کوچہ سے آئے۔

(۷) ترجمہ میں کہا کہ تیرے لب لعل کی شیرینی نے ہم کو آرزوی میں مار ڈالا۔ اس جواب یا کہ تو نیندگی کرتا رہے تاکہ وہ بندہ نواز آجائے۔

مطلب یہ ہے کہ عاشق کیلئے سب کچھ وہ نکایت موزوں نہیں۔ اسے چاہئے کہ ہمیشہ بندگی میں مصروف رہے معشوق بندہ نواز ہی ضرور کسی وقت توجہ کرے گا۔ کال یعنی کہ آں۔ نقل اور کال میں صنعت ایہام۔

(۸) ترجمہ میں کہا کہ عیش کا زمانہ تو نہ دیکھا کہ کس طرح ختم ہو گیا۔ اس نے کہا کہ اسے حافظ خاموش رہے یہ رنج ہی دور ہو جائیگا۔

تشریح کے لئے دیکھو اشعار د ۶۹

کہ اکین جہاں ہے چنیں گاہ چنیاں با

زرخ دراحت گیتی رخسار دل شو خندا

غزل ۱۱

۱	گو بہ مخزن اسرار ہماں ست کہ بود	۱	جہہ مہرباں غم و نشان ست کہ بود
۲	از صبا پرس کہ بار ہم شب نام صبح	۲	بوی لعل تو ہماں مونس جاں ست کہ بود
۳	طالب لعل کہ نیست و گزہ جو رشید	۳	ہچنان در گل معدن و کال ست کہ بود
۴	زنگ غزل را کہ نہاں کرد خطت	۴	ہچنان از لب لعل تو عیاں ست کہ بود
۵	عاشقان مخزن اسرار امانت باشند	۵	لاجرم چشم گھر بار ہماں ست کہ بود
۶	کشتہ غمزہ خود را بزاریت می آئی	۶	ز آنکہ بیچارہ ہماں دل بگراں ست کہ بود
۷	زلزل ہندی تو گفتیم کہ دگر رہ نزنند	۷	سالہا رفت بدیاں سیرت نشان ست کہ بود

(۸) حافظا باز ناقصہ خوانا بہ چشم

اکہ دریں چشمہ آں ہماں ست کہ بود

(۱) ترجمہ۔ اسرار کو خزانہ کامونی ہے جو کہ پہلے تقاریر محبت کی ڈبیا پر وہی مہر اور نشان ہے جو پہلے تھا۔ حقہ۔ ڈبیا جس میں زیورات اور جواہر رکھے جاتے ہیں۔

گوہر مخزن اسرار سے مراد ستر عشق ہے جو عاشق کو دل میں ہوتا ہے۔ حقہ مہر سے مراد عاشق کا دل ہے مطلب یہ ہے کہ عاشق کو دل میں ستر عشق لفظ ازل سے لیکر آج تک بدستور موجود اور محبت کا یہ گنجینہ یعنی عاشق کا دل جس میں عشق الہی کا خزانہ ہے حسب بن سرب مہر ہے۔ محبوب حقیقی ذوالدل کو دن اپنا عشق بندے کے دل میں ڈالا اور پھر اسے بند کر کے مہر بہر کیا اور اپنا نشان اس پر کر دیا تاکہ اور کسی کو اس سپرد ستر سے نہ ہو۔ خواجہ صاحب نے اس شعور میں خصوصاً اپنے دل کی کیفیت بیان کی ہے۔

گوہر - مخزن - حقہ - مہر - نشان کی رعایت ظاہر - مہر اور مہر میں صنعت تھیں ہے۔

(۲) ترجمہ - صبا سے پہلے کہ ہمارے لئے تمام رات صبح ہونے تک تیری زلف کی خوشبو ایسی طرح مونس جان ہے جیسے کہ پہلے تھی۔

شب سے مراد شب بستی یعنی تمام عمر صبح سے مراد صبح قیامت۔ مطلب یہ ہے کہ دوام دین تک تیری محبت ہمارے دل میں رہے گی۔ مولانا جامی فرماتے ہیں

من کہ مہر عارفتہ یوزم از صبح ازل	انگسلم از زلف تو چونند تا شام صبح
----------------------------------	-----------------------------------

(۳) ترجمہ - کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ ظاہر ہی نہیں گرد آفتاب ہی طرح معدن کا کن عمل میں لگا ہوا ہے جیسا پہلے تھا۔

مطلب یہ ہے کہ آفتاب کی شعاعیں تو حسب دستور سابق کانوں میں مل جاتی ہیں مگر یہی نہیں لیکن کوئی شخص اس سے لگہر کا طالب ہی نہیں ہے جو کانوں سے تلاش کر کے انہیں نکالے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ محبوب حقیقی کا الطاف و کرم بدستور میں کوئی سائل ہی نہیں۔ اجابت استقبالی کو تیار ہے کوئی دعا ہی نہیں کرنا اور فیض کا پیش از پیش جاری ہے لیکن کوئی قابل ہی نظر نہیں تا۔ دیکھو شعور پہ شعر دہلے کا یہ شعر نہایت اچھا جواب ہے۔

(۴) ترجمہ - ہمارے دل کو خون کا رنگ تیری نظر تو پوسیدہ کر دیا لیکن تیری لب لعل سے اس طرح ظاہر ہے جیسا کہ پہلے تھا۔

یعنی ہمارے دل کو خون کا رنگ تیری عارضی تیرے لب کی سرخی سے عیان تھا خطہ سبز عارضی تو وہ رنگ پوسیدہ کر دیا مگر تیرے لب لعل کا رنگ ہمارے دل کو خون کا رنگ بدستور چتہ دیر رہا ہے

(۵) ترجمہ - عاشق امانت کا اسرار کا خزانہ ہوا ہے لیکن ناچاہ گہر مارا نکو ہے جو پہلو تھی۔

مطلب یہ ہے کہ عاشق تو سیر عشق کی امانت کو امین میں اور رازدار میں۔ نہیں چاہتا کہ راز عشق افشا ہو جائے
لیکن ہر شہکارانگہ کو کیا کرین وہ غازی کر دیتی ہے اور راز عشق افشا ہو جاتا ہے دیکھو شعر د ۱۱۶ د ۲۹۔
(۷) ترجمہ۔ اپنے غمزہ کو مقبول کو دیکھنی کر لئے آ۔ کیونکہ بیچارہ اسی طرح منتظر ہے جیسا کہ پہلو تھا۔
دل نگواں یعنی منتظر مطلب یہ ہے کہ عاشق قبر میں بھی تیر کر دیا کہ کاشتاں ہے۔ اسے دیکھنے کے
لئے تشریف آور ہو۔

(۸) ترجمہ۔ میں زلمہا کی تیری زلف سیاہ پر رہزنی نہیں کر سکتا لیکن کئی۔ ال گدگدو اور وہ اسی شان و سیرت
پر قائم ہے۔ بیسے کہ پہلے تھی۔

یعنی تیری زلف سیاہ پر رہزنی کر رہی ہے۔ ہند و لہجوں اور رہزنی کی رعایت ظاہر۔
(۸) ترجمہ۔ حافظا انکھہ کو خواب کی حکایت پھر بیان کر۔ کیونکہ اس چشمہ سو وہی بانی مان کر ہے
یعنی آنکھیں بدستور خون باری کر رہی ہیں۔

غزل ۱۱۱

۱	کنوں کہ حرمین مدگل از غم بوجود	بنفشہ دوستیم او نهاد سر بسجود
۲	بتوش جام صبوحی بنا لہ دلف چنگ	بجو سس غنیمت بی بنغمہ نے دعو و
۳	بباغ تازہ کن آئین زین ز روشنی	کنوں کہ لالہ بر آفر خست آتش نبرد
۴	ز دست شاہد میں صفا عیسی دم	شراب نوش رہا کن حدیث عا و دثمود
۵	جہاں چون دلیریں شد بڑ رسون گل	ولی چه سود کرد و می نہ ممکن رست خلود
۶	شد از فرخ عریا صین چو آسمان گلشن	زمین خستہ سیمون و طالع موجود
۷	چو گل سوار شود بر سوا سلیمان وار	حسد کہ مرغ در آید غنیمت داد
۸	بدو گل منشن ہے شراب شاہد چنگ	کہ چو در لبقت ہفتہ بود معدود
۹	بیار جام بالاب بیاد آصف عہد	وزیر ملک سلیمان حما و در محمد

بود کہ مجلس حافظ بنین پیشش

(۱۰)

(۱۰)

ہر آنچمی طلبہ جلد باشدش موجود

یہ غزل خواجہ صاحب موسیٰ بہار کی تعریف اور عماد بن محمود وزیر سلطان قطب الدین والی اصفہان کی مدح میں لکھی ہے اس وزیر کا خواجہ صاحب نے کلام میں اور بھی کئی جگہ ذکر کیا ہے چنانچہ دیکھو شعرت ۵ نیز دیکھو سان ایضاً جلد اول صفحہ ۲۲ سوانح عمری -

(۱) ترجمہ - ایک پہول باغ میں مں موجود میں آیا ہے شہنشاہ اس کو قدموں پر سہر سجد ہو گیا ہے -

(۲) ترجمہ - شراب صبح کا پیلا اور چنگ کی آواز کے ساتھ پی اور ساقی کے چاہے غنیمت نے اور عود کے نغمہ کے ساتھ جو م -

(۳) ترجمہ - باغ میں زردشتی دین کی این کو تازہ کر - ایک لالہ ز آتش فرو د جلائی ہے -

زردشت یا زرتشت یا زردہشت - آتش پرستوں کے مذہب کے بانی کا نام ہے۔ منوچہر کی نسل سے تھا۔ اور حکیم فینا خورش کا شاگرد تھا گشتاسپ کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور دین آتش پرستی کی بنیاد ڈالی جسوں کو پیغمبر بھی ہیں اور اس کا نام ابراہیم بنا دی ہیں اور گشتاسپ جو اس کی تصنیف سے آسمانی باور کرتے ہیں۔ یہ لفظ زار اور دہشت سے مرکب ہے، دہشت یعنی زشت چونکہ وہ زشت تھا اور زرت نہیں لیتا تھا۔ اس سے اس نام سے موسوم ہوا۔ اکثر اہل اسلام اسے کاذب بتاتے تھے۔ لیکن فاضل شہروردی علامہ شیرازی اور علامہ دوانی اور میر صدر الدین اور کئی دوسرے عالم اسکونبی اور کامل حکیم مانتے ہیں۔

آتش فرو د - وہ آگ جو فرو د نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کے لئے اکینہ سنگ کے احاطہ میں جلائی تھی۔ اور اس میں اس قدر حرارت تھی کہ اس سے چاروں طرف سے نکلنے والی آگ نہیں گزر سکتی تھی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس آگ میں ڈالا گیا تو خداوند تعالیٰ نے آگ کو سرد و سہو کا حکم دیا **قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ** - (ہم نے کہا کہ آگ! براہیم پر سرد اور سلامت ہو جا) سورہ الانبیاء

گل لالہ سرخ رنگ ہوتا ہے اور اگر کھیر غلظت نامی خواجہ صاحب فرماتی ہیں کہ باغ میں لالہ کے پھولوں میں آتش فرو دی جلائی۔ ابراہیم آتش پرستی کریں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کھیر غلظت اس آگ کا جو حقیقت میں گلزار ہے

لطف اہل بیت۔

(۴) ترجمہ۔ سیمیں عذار اور عیسیٰ مثنوی کو کاتہہ سی شراب پی اور عاد و ثمود کے قصوں کو چھوڑ
سیمیں عذار یعنی خوش رنگ لطیف و زنا زک خسار والا۔

عاد۔ ایک قوم کا نام ہے جن میں تھو علیہ السلام پیغمبر ہو کر آئے تھے۔ یہ قوم عاد بن ہام بن نوح کی اولاد تھی۔
خدا کی نافرمانی کے جسے طوفان بادی یہ قوم تباہ ہوئی۔

ثمود۔ ایک شخص کا نام جو چار پشت پر نوح علیہ السلام کی اولاد ہے۔ یہی ثمود جو اس کے منسوب ہے حضرت
صالح علیہ السلام کی امت ہے۔ یہ قوم بھی شومی اعمال سے جلا دی گئی۔

(۵) ترجمہ۔ یوں گل کو زنا میں دنیا بہشت بریں کی طرح ہو گئی ہے لیکن کیا فائدہ کہ اس میں ہمیشہ رہنا ممکن نہیں
نخل۔ بتقاد ائم پیشگی۔ بہشت کا نام۔ خلکو۔ ہمیشہ پیشگی۔

مصلحت ہے کہ موسم بہار کی زمین کو فردوس بریں بنا دیا ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ بہشت دائمی نہیں
خواجہ صاحب بہار کی تعریف کرتے ہوئے دنیا کی چند روزہ بہار کی خدمت ہی کر گئے ہیں۔ خلید بریں
یعنی بہشتی ہمیشہ رہنے کے۔ ہم فیما خالد و ن۔ لیکن دنیا میں خلو و ناممکن ہے

ایک جھونکے میں ہے ادھر سے ادھر	چار دن کی بہار سے دنیا
بتر اس کو سمجھ خزاں کے آسیر	دیکھنے کو بہار سے دنیا

(۶) ترجمہ۔ چھوٹے کو فروغ سے باغ آسمان کی طرح ہو گیا ہے مبارک اختر اور مسعود ستارہ کی مین ہے۔
یعنی خوش نصیبی کے باغ میں پہول کی طرح فردزاں میں۔ جیسے آسمان پر ستار۔
بعض قلمی دیوانوں میں یہ شعر اس طرح ہے۔

شد از فروغ ریاحین چو آسمان روشن	زمین یہ جہت بر میمون و طالع مسعود
---------------------------------	-----------------------------------

یعنی خوش قسمتی سے زمین پہولوں کے فروغ سے آسمان کی طرح دکھشن ہو گئی۔
(۷) ترجمہ۔ صبح کے وقت جب پہول سیدیاں کی طرح ہوا پر سوار ہوتا ہے۔ تو پرندہ داؤدی نفعی
شروع کر دیتے ہیں۔

داؤد علیہ السلام نہایت خوش الحان تھے۔ جن داؤدی شہور ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان کے
بیٹے تھے۔ اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر د ۱۳۴

(۸) ترجمہ۔ موسم بہار میں شرابِ مہشوق اور چنگ کے بغیر نہ رہ۔ کیونکہ زندگی کو زمانہ کی طرح یہ بھی ایک ہفتہ تک محدود ہے۔

معدود و شمار کیا گیا۔ تھوڑی چیز۔

جس طرح دورِ بقا یعنی زندگی کا زمانہ ایک ہفتہ شمار میں ہے۔ اسی طرح موسم بہار بھی چند روزہ ہے۔ اسکو لطف و گدازنا چاہئے۔ زندگی کے زمانہ کو ایک ہفتہ کہا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اول تو زندگی چند روزہ ہے۔ دوم یہ کہ زندگی ہفتہ کوسات دنوں میں محدود ہے۔

(۹) ترجمہ۔ آصف عہد ملکِ سلیمان کے وزیر یعنی عماد الدین محمود کی یاد میں لبریز پال لالا۔

عماد بن محمود۔ سلطان قطب الدین ایبک صفویان کا وزیر تھا۔ آصف دراصل حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر کا نام تھا۔ خواجہ صاحبِ سلطان قطب الدین کو سلیمان وقت اور عماد الدین کو آصف عہد کہتے ہیں۔ دیکھو تمہیدی نوٹ غزلِ نڈا۔ نیز دیکھو شعر ص ۱۱۶۔

۱۰) ترجمہ۔ شاہِ حافظ کی مجلس میں اسکی تربیت کو میں کہ جس چیز کی ضرورت ہو وہ ہو جو سوجا۔

تربیتش میں مضیعیں باج سبکو عماد الدین محمود شعر (۱۰) مطلب یہ ہے کہ عباد بن محمود کی برکت اور نیش مکن ہو کہ حافظ کی مجلس میں تمام ضروریات موجود ہو جائیں۔

یہ شعر مسد کا ہلکا سا تقاضا نامہ معلوم ہوتا ہے۔

غزل

۱	گفتہ کہ خطا کردی و تدبیر نرائیں بود	گفتا کہ تو اس کرد کہ تقدیر چنین بود
۲	گفتم کہ خدا داد مرادت بوسالش	گفتا کہ مراد بوسالش نہیں بس بود
۳	گفتم کہ قرین بدت افکنند بدیں روز	گفتا کہ مرا نجات بد خویش قرین بود
۴	گفتم کہ من ہی ماہِ چہرہ امیر بیدی	گفتا کہ فلک بایمن بد مہر بکنیں بود
۵	گفتم کہ کبھی جامِ طرب جوئی ازیں پیش	گفتا کہ شفا در سبج باز پسین بود
۶	گفتم کہ تو نے عمر چرا زود رفتے	گفتا کہ سنلانی چہ کنم عمر ہمیں بود

گفتیم کہ بسے خط جابر تو کشیدند ۔ گفتا ہمہ آں بود کہ بر لوج جنیں بود
گفتیم کہ نہ وقت سفر ت بودین بود ۔ گفتا کہ مگر مصاحبت وقت جنیں بود

(۹)

گفتیم کہ ز حاقط بچہ علت شدہ دو

(۹)

گفتا کہ ہمہ وقت مراد اعیہ این بود

اس سوال میں جواب گفتیم گفتا کہ اس سلسلہ مکمل ہے مضمون میں ہی سلسلہ موجود ہے۔ پیچھو کہ
دم واپسین وقت عاشق اپنی جان سے سوال جواب کر لیا ہے۔ یا کسی اور شخص کے ساتھ مکالمہ ہے۔

(۱) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ تو غفلت کی بڑا رویہ تدبیر (اچھی) تم ہی اس شخص جواب یا کہ کیا کہیں تقدیر ہی تھی
(۲) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ خدا نے تجھ کو وصال سے باہر لایا ہے۔ سستی کہا کہ میری مراد اس کو وصال ہی نہیں تھی

بلکہ اور بہت خواہشیں اور آرزوئیں باقی ہیں۔ بواہی پوری نہیں ہوئیں

(۳) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ بری صحبت نے مجھے یہ دن دکھایا جو اس شخص جواب یا کہ میرا اپنا برا نصیب ہی میرا
ہم صحبت تھا۔

یعنی کسی بری صحبت کا اثر نہیں۔ بلکہ بڑے نصیبوں کی بات ہے۔

(۴) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ ایسا چاہتے تھے کہ جو صحبت کیوں قطع کر دی۔ اس جواب یا کہ آسمان مجھ بد ہم (نامہ ران)
سے کینہ رکھتا تھا۔

آہ و تہر میں صنعت ایہام ہے۔

(۵) ترجمہ میں نے کہا کہ اس کو پہلے تو نے خوشی کہی جام ہے۔ اس جواب یا کہ شفا آخری پیالہ میں تھی۔
قیح باز۔ پسین۔ یعنی موت کا پیالہ۔ جام فنا۔ مطلب یہ ہے کہ مکمل خوشی اور شفا صرف موت کے پیالہ

میں ہے۔

(۶) ترجمہ میں نے کہا کہ اگر عمر تو اتنی جلدی کیوں گزری۔ اس جواب یا کہ ایسا نکلان شخص! میں کیا کروں عمر
اتنی ہی تھی۔

(۷) ترجمہ میں نے کہا کہ ظلم کے بہت سے خط تھے پر کھینچے گئے۔ اس جواب یا کہ سب کچھ وہی تھا۔ جو لوج جنیں
دیشانی پر تھا۔

یہ میری پیشانی پر بھی کچھ لکھا تھا۔ میری قسمت یہی تھی۔

(۸) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ تیرے سفر کا وقت اتنا جلدی نہ تھا۔ اسے جواب دیا کہ ہاں لیکن مصلحت وقت یہی تھی۔

(۹) ترجمہ۔ میں پوچھا کہ حافظہ تو کس جیسے دور ہو گیا۔ اس نے جواب دیا کہ ہمیشہ ہی میری یہی خواہش تھی۔ کہ تجھے دور دور ہو جاؤں

واہیمہ۔ خواہش۔ ارادہ۔ اسکی جمع دواعیٰ ہے۔

غزل ۱۲۰

۱	تاریا وزرد و سالوس مسلمان نشود	۱	گرچہ بڑا عظیم شہر اس سخن آسان نشود
۲	حیوانی کہ نشود سے مے انسان نشود	۲	زندگی آموزد کہ گمن کہ نہ چندین
۳	ورنہ سرنگ گل لولو و مرجان نشود	۳	گو ہر پاک بیاید کہ شود قابل منبض
۴	کہ تلبیس و سیل دیو مسلمان نشود	۴	امم اعظم تکبند کار خود ائیل خوش بائیل
۵	در داوئی شبیہ قابل درماں نشود	۵	در و مندیکہ کند در دہباں پیش طبیب
۶	چوں ہنر نامی کہ موجب حرام نشود	۶	عشق می ورزم و امید کہ این فن شریف
۷	سبب ساز خدا یا کہ پشیمان نشود	۷	دوش میگفت کہ فردا بد ہم کام دولت
۸	تا دگر خاطر ما از تو پریشاں نشود	۸	حسن خلقی از خدا علی سلم خود می ترا
۹	بی تکلف سرا و لایق تشریباں نشود	۹	ہر کہ در پیش بنائ از سر جان سلیزد

ذره را تا نبود ہم علی حافظ

(۱۰)

طالبی سہ خورشید خشاں نشود

(۱۱)

(۱) ترجمہ۔ اگرچہ شہر کے داعظ کے لڑکی یہ بات آسان نہ ہو۔ (لیکن) جب تک کہ ریا اور مکر اختیار نہ کرے گا۔

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ دو عطا تو اس بات کو نہیں سمجھتا لیکن یہ بالکل صحیح بات ہے کہ جب تک ریا کاری اور کما بھی کرتا رہیگا۔ اسلام کے دائرہ سے خارج رہیگا۔

(۲) ترجمہ۔ زندگی سیکھنا اور خوش کر کے یہ کوئی ہنر کی بات نہیں ہے۔ اس حیوان کیلئے جو کہ شراب نہ پے اور آدی نیکو مطلب یہ ہے کہ چار پا اگرچہ شراب نہیں پے۔ لیکن انسان ہی تو نہیں ہے اسے اسی طرح تنہا اور تنگدل راہ بھی اگرچہ شراب نہیں پیتا لیکن شراب نہ پینا اسکو انسان نہیں بنا دیتا۔ وہ ہی گو ایاتی حیوانوں کی طرح ہے جو شراب نہیں پیتے لیکن کوئی ہنر کی بات نہیں ہنر انسان بننے میں ہے۔ پس تم جو چاہے کہ زندگی سیکھنے کیونکہ یہ تم جو خوش اخلاق اور عالی حوصلہ اور بلند ہمت بنا دیگی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ خوش خلق و نڈر شراب پینا اسکو باوجود بلا خلاق زاہد سے جو شراب نہیں پیتا بدرجہ بہتر ہے۔ درندے چرندے سے ہی شراب نہیں پیتے لیکن شراب پینا ان کو انسان نہیں بنا دیتا۔ ان کے لئے یہ کوئی فضیلت کی بات نہیں۔ تنہا زاہد ہی منزلہ ایک حیوان کے ہے جو شراب نہیں پیتا۔

(۳) ترجمہ۔ گو ہر ایک چاہے تاکہ نیش کو قبول کر سکے۔ درندہ ہر ہتھیار اور کچھڑ موٹی اور مونگکا نہیں ہو سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ قبول فیض کیلئے استعداد چاہئے۔ بارش کو فیض سے بچھڑ پر سببہ نہیں لگتا۔ نا اہل کو تعلیم سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ فیض عام ہے کہ فیض کو قبول کرنے والے کا دم یا ب میں۔ آفتاب کی شعاعیں ہر ایک بچھڑ پر پڑتی ہیں مگر تمام بچھڑوں یا قوت نہیں ہوتی۔ ہر ایک مٹی کو زعفران پیدا نہیں ہو سکتی۔ کچھڑ ہمیشہ مونگکا نہیں ہوتا۔ اس کو ظاہر ہے کہ فیض کو مستفیض ہونے کیلئے اپنے اندر قابلیت چاہئے۔ گو ہر سرشت میں اور طبیعت میں پاکیزگی موجود ہونی چاہی۔ ورنہ کچھ حاصل نہیں ہو سکتا زیادہ شرح مع کے لئے دیکھو شرت ۱۲ الف ۵ د ۲۲

چو استعدا ذو بود کارا را بجا کجاستند	میجا کے توانا کہ دروش چشم سوزا دا
--------------------------------------	-----------------------------------

(۴) ترجمہ۔ اسم عظیم اپنا اثر کرنا اور اول تو خوش رہے کیونکہ شیطان تو کم اور حیلہ کی وجہ سے مسلمان نہیں ہوتا۔ اسم عظیم۔ تمام آسمان حق تعالیٰ میں سے بڑا نام۔ اسکی تعین میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اسم عظیم اللہ ہے۔ بعض کہتے ہیں تمہ ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ انھی تعینیم ہے۔ کسی کی ہے کہ الرحمن الرحمن ہے۔ بعض کے نزدیک ہیتمن ہے۔ قاضی حمید الدین ناگوری لفظ ہو گو اسم عظیم قرار دیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ شیطان کو اسم عظیم یاد ہے اور اسکی برکت سے وہ آسمان پر چڑھ جاتا ہے اور اسرار الہی

معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہو۔ زبان کو شہادت دے دینے پٹا یا جاتا ہے۔

خواجہ صاحب فرماتے ہیں باوجود ہم بظہر باد ہونے کے شیطان کا فریب۔ تو اس کی برصرت یہ ہے کہ وہ عیضہ مکر فریب
اور وہ شہادت کی اس بل کا لٹی۔ مسلمان نہیں ہوتی۔ در تمام عظیم تو اپنا اثر رکھتا ہے اور اگر اس میں اثر نہ ہو تو مولانا
اور مرد شہید شیطان آسمان کا لائرس لبقات تک کس طرح پہنچ جاتی۔

اسی طرح اگر ایک شخص باوجود سلام رکھنے کے پورا مسلمان نہ ہو۔ تو یہ اس کا اپنی بری احوال کا نتیجہ ہے۔ سلام پانا
اثر ضرور کرتا ہے

(۵) ترجمہ۔ وہ درد نہ جو اپنا درد پہنچا پونہ سیدہ رکھتا ہے۔ اس کا درد بے شک بل غلام نہیں ہوتا۔
(۶) ترجمہ۔ یہ عیش انقبیہ کرتا ہوں اور امید ہے کہ یہ شریف فن۔ دوسرے ہنرموں کی طرح ایسی کامیاب ہوگا
ان کا حال کو ہر شہید شکار ہے۔ یہی ہے کہ ہنرمند موجب حرمان ہے۔ اپنا وقت ہنر کی قدر دانی نہیں کرتے۔ آسمان
بہا ہل ہنر کا دشمن ہے کہ بے ہنر لوگ بہرہ مند اور ہنرمند بے بہرہ ہوتے ہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے

قدر دانی کی کیفیت معلوم	حیب کیا ہے اگر ہنرمند نہ ہو
حسد سے کمال فن کی کیسی	ستم پہا ستان ہنر ہے کیا کہنے

مزا غالب پائی ہیں۔

ہم کہاں کی دانہ تم کو ہنرمند کی گتے	یہ سب ہو غالب دشمن آسمان پانا
-------------------------------------	-------------------------------

خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ دوسرے ہنرمند تمام موجب حرمان ہیں۔ اب میں فن عشق اختیار کرتا ہوں
اسی لئے ہے کہ بہشت۔ رفیق موجب حرمان نہ ہوگا۔

(۷) ترجمہ۔ کل وہ کہتا تھا کل مرچہ دل کی مراد دل تھا۔ لے خدا ایسا سیرکے کہ وہ پشیمان نہ ہو جائے۔
یعنی اپنے وعدہ سے پشیمان نہ ہو جائے۔

(۸) ترجمہ۔ میری زندگی کو حسن خلق خدا سے مانگتا ہوں۔ تاکہ ہمارا دل پیر تجھ سے پریشان نہ ہو۔
یعنی میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھ کو خوش خلقی کی خواہر عادت ڈالے تاکہ ہمارا دل کو تیری جفا کاری
سے امان ہو۔

(۹) ترجمہ۔ جو نفع شوقوں کے سامنے جان دے جانے کو خیال ہے کانتہا ہے۔ بے شکل کا مروت زبان ہنر کی لایق
نہیں ہوتا۔

یعنی جو شخص عشق میں جان کے چل جانے سے زور مٹا ہو۔ وہ اس قابل ہی نہیں کہ عشق میں قربان ہو مصلحت سے
کہ جس شخص میں کمال بشارت ہو وہ شدید عشق ہیوں تک قابل نہیں ہوتا۔

(۱۰) ترجمہ۔۔۔ جان نواب کاشف کی ہمت بلند نہ ہو۔ روشن خورشید کو چشمہ کا طالب نہیں ہو سکتا۔

دو ہوب میر، دتے غور شدیدی کی طرف پرواز کیسے نظر آتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ذرہ ایک تیلاد کم صناعت
چیز ہے۔ مگر اسکی ہمت بلند ہے۔ جو صلہ عالی ہے۔ ورنہ چشمہ آفتاب کی طرف پرواز کا کبھی ارادہ نہ کرے

دام زرد ذرہ بخورشید دیکھیں شوقی فیضان سے کشد ارباب ہم را (دہلی)

غزل (۱۲)

۱	خوش شد لم زور و بد رطایں میرسد	کام زور و چرخ بسا ماں میرسد
۲	تا آب رویں مژوم ناں میرسد	بزخاک راہ پست نشدم ہم جو گرد و باز
۲	این خصمہ بیک دست سوی چال میرسد	از دست تیر و جور زان اہل فضل را
۴	بیچارہ را چہ چارہ کہ فہماں میرسد	سیرم ز جان و بدل استمان ملی
۵	از کلنے کلنی بگستاں میرسد	تا صہنہ را خار نمی زوید از زمین
۶	آوازہ ز ہنصہ بکفغاں میرسد	یعقوب را دو دیدہ ز حرت سفید
۷	تا صہنہ از ز جسم بدندان میرسد	بی پارہ نمیکشم از بیسج استخوان
۸	جز آہ اہل فضل بکیواں میرسد	از چشمت اہل اجل بکیواں رسیدند
۹	زین شت شوی خرقہ غمخراں میرسد	صوفی بشوی رنگ دل خود با ہے

حافظ صبوری شمس کہ در راہ عاشقہ

(۱۱)

(۱۲)

اگر کس کہ جان نداد بجاناں میرسد

اس غزل میں خواجہ صاحب نے غزل گذشتہ کاشف (۶) کی طرح آسمان کی سندھ پوری اور اہل فضل کی غز
نصیبی ذکر کیا ہے عموماً دیکھا جاتا ہے کہ اہل کمال برسہ کار ہیں اور عام مصلح دیکھو۔ اہل ہنر ہے قدری کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اور بے ہنر لوگوں کو اہل زمانہ آسمان پر چڑھا دیتے ہیں۔ اسی مضمون پر دو کچھو شعرت لکے۔ دست ۱۲ اور
د ۱۲۔

(۱) ترجمہ۔ میرا کام دو آسمان و آسمان کو نہیں پہنچتا۔ میرا دل درد و خون ہو گیا اور علاج کو نہیں پہنچتا۔
یعنی درد آسمان کو ظلم سے میرا مدعا کبھی حاصل نہ ہوا اور میرا درد دل بے علاج رہا۔

(۲) ترجمہ۔ رستی کی خاک پر گرد کی طرح میں پست ہو گیا۔ پھر یہی جب تکا برو نہیں ماتی روٹی نصیب نہیں ہوتی
یعنی باوجود اس کسارت کی عزت کی روٹی نصیب نہیں ہوتی۔ آب و آسمان کی رعایت ظاہر۔

(۳) ترجمہ۔ زمانہ کو ظلم کی دستبرد و اہل فضل کو۔ یہی غصہ کافی ہے کہ ہاتھ بیان تک نہیں پہنچتا۔
یعنی اہل فضل اہل زمانہ کو جبر و جفا کی وجہ سے جو جان سے بھی بیزاد ہیں اور ان کے لئے یہی رنج کافی ہے کہ وہ مر
نہیں سکتے۔

(۴) ترجمہ۔ چوراہے بازو کی دل کی قسم ہے کہ میں جان سے سیر ہوں لیکن بیچارہ کا کیا علاج ہے کہ حکم نہیں
پہنچتا۔

یعنی جان سے بیزاد ہوں لیکن اہل تو پہلے مر نہیں سکتا۔

(۵) ترجمہ۔ جب تک کہ کائناتے زمین تو نہیں گزرتے۔ شاخ گل سے ایک پہول بھی باغ کو نہیں مل سکتا۔

یعنی باغ ہزار ہا کانٹوں کو اپنے دل میں گہرے دئے بغیر ایک پہول ہی نہیں لگا سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ ہزار ہا
رنج و غم کے بعد ایک خوشی نصیب ہوتی ہے۔

ایک نظر عیش کا بھی ملایا تر کا

بارا عیش سے ہم جب گل دم بگلو چکے

(۶) ترجمہ۔ یعقوب کی دو آنکھیں حسرت سے سفید ہو گئیں۔ مصر سے کسفاں تک کوئی آواز نہیں پہنچتی
مطلب یہ ہے کہ عراق و مصر علیہ السلام میں حضرت یعقوب اتودے کے آنکھیں سفید ہو گئیں لیکن مصر سے کوئی
پیغام نہ آیا۔

(۷) ترجمہ۔ کسی بڑی آدمی کو گشت کا محو انہیں کاٹنا جب تک سو ہزار زخم دانتوں کو نہ پہنچے۔
پے کر دن۔ پاؤں کے رگ و پے کو کاٹنا۔ مطلق کاٹنا۔

(۸) ترجمہ۔ شمت سے اہل جہل کیوان بک پہنچ گورہیں۔ لیکن اہل فضل کی آہ کے بغیر کوئی چیز کیوں
کا نہیں پہنچتی۔

کیوان - زحل ستارہ کا نام ہوتا ہے آسمان پر جو - مجازاً ساتواں آسمان -
مطلب یہ ہے کہ جاہل تراہی حشمت و قدرت سے ساتویں آسمان پر پہنچ گئے ہیں - اور اہل نفس کی صرف
آہل آسمان تک پہنچی ہیں -

جہاں در تنعم و ارباب فضل را	جز ایک ہزارہ حیدر پیمانہ سے
جاہل درون مجلس و عالم بیرون در	جو کہ ہزارتہ سیلہ بدر ان سے

(۹) ترجمہ - آصف فی شراک پانی کو انہوں نے کوزنگ کو دیا۔ خود فرقتہ کی ششست و شوق و مغفرت بہرین ہوتی
یعنی خرد کی ششست و شوق کچھ حاصل نہیں۔ دل کوزنگ کو دھونا چاہئے۔
(۱۰) ترجمہ - آغا نظامبر کہ کہ عشق کی راہ میں جس شخص نے جان نہ دی جاں ناک نہیں پہنچ سکتا۔
یعنی عشق میں زیادتی نہ ہو۔ جان دینے کے بغیر شوق نہیں بلکہ شوق نظر آتا ہے کہ محبوب نبی کی خدمت
کا مشاہدہ کرنے سے پہلے نہیں ہو سکتا۔

غزل (۱۲۲)

۱	کہ خیر امن بر سر علم خیر کتبہ	۱	مرا برندی عشق آن فضول عیب کند
۲	کہ ہر کہ بی ہنر نیست نظر بعینہ	۲	کمال صدق محبت ہیں نہ نفس گنا
۳	کہ اجتناب ز صیبا مگر صیبتہ	۳	چنان بزرگہ اسلام غمخیزہ ساقی
۴	کہ خاک میکدہ ماہمبیر چہ کتبہ	۴	ز عطر جو رہبت آن ناں بر آید بے
۵	مبادکس کہ درین نکتہ شک و کتبہ	۵	کلید گنج سعادت قبول اہل دل است
۶	کہ چند سال بجان خدمت شکیبہ	۶	شبان وادی امین گہے رسد براد

نورین خوں بچکاند فسانہ حقیقا

(۶)

(۶)

چو یاد عہد شباب و زمان شکیبہ

(۱) ترجمہ - وہی فضول آدمی جو پر عشق کی زندگی کا عیب لگاتا ہے۔ جو عاصی کے اسرار پر اعتراض کرتا ہے۔

یعنی میں خود زند نہیں بنا۔ مجھ کو ایسا یا گیا ہے۔ حکیم مطلق نے جو عالم الغیب ہے۔ میری زندگی میں مصیبت
و بھگتی ہوگی۔ اس شے مجھے زند بنانا ہے۔ میری زندگی پر اعتراض کرنے والا اسرا غریب پر اعتراض کرتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ مجھ کے صدق کا کمال بچہ نہ لگنا۔ کائناتس کیونکہ شخص بے ہنر ہو تا ہے۔ وہی غیب پر نظر کرتا ہے
یعنی لوگوں کو غیب نہ دیکھتا ہے۔ ہنر دیکھتا ہے۔ کیونکہ غیب پر وہی شخص نظر کرتا ہے جو خود بے ہنر ہو تا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ ساتی کے غزہ نے اسلام کی الہی رہنمائی کی۔ کہ اب شرارتیں شائد صہیب ہی پر ہنر کرے۔
صہیب۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک مشہور صحابی کا نام۔ جو زہد و تقویٰ کے لئے مشہور
آفاق تھے۔

شعور کا مطلب یہ ہے۔ کہ ساتی کے غزہ نے مسلمانوں کو اپنا ایسا گرویدہ بنا لیا ہے۔ کہ حضرت صہیب یہی مقنا
اور پرہیزگار شخص ہی اگر تہا اسے استنباب کرے تو کرے۔ اور کوئی نہیں کرے۔ کیونکہ صہیب کی رعایت لائے ہیں۔

(۴) ترجمہ۔ عورتیں کے عطر کو وقت خوشبو آئیگی۔ جبکہ وہ ہمارے دنیا کی منی کو اپنی عیب کی خوشبو بناؤ۔
عجمیہ۔ ایک قسم کی خشک خوشبو جو کپڑوں پر لگانا جاتی ہے۔ بعض کو زرد ایک ایک زرشبو کا نام ہے جو
صندل۔ لکڑی اور خشک ہونٹائی جاتی ہے۔

(۵) ترجمہ۔ سعادت کو خزا۔ سنی کبھی لال کی قبولیت ہے۔ فلذا کر ایسا آدمی کوئی نہ ہو جو اس بات میں شک نہ کرے
یعنی اس بات میں مطلق کوئی شک نہ ہو۔ جب نہیں کہ اہل دل برتر کو ان کی قبولیت آدمی کو سعادت مند بنا دیتی ہے

(۶) ترجمہ۔ وادی امن کا گدربا اسوت مراد کو پہنچتا ہے کہ کئی سال جان بوشیب کی خدمت کرے۔

شبان وادھی این۔ جو مراد موتی علیہ السلام۔ اس شعر میں ایک قرآنی قصہ کی طرف اشارہ ہے
جو مفصل سورہ انفص میں درج ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک تیلی کو پٹی کی طرح سے دیکھا۔ تو
قبلی کو نیکو کیا اس نامہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسکو مار ڈالا۔ اور فرعون کے ڈر سے شہر سو بھاگ گیا۔

وَمَا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجِدَّ عَذْبًا كَمَا تَأْتِي مِنَ النَّاسِ يَسْتُونَ هُوَ وَوَجَدَ مِنْ
ذُوَيْنَبِ امْرَأَتِي تَدْوِي عَيْنًا (القصہ)۔ اور جب مدینہ کو گنوئیں کہ اس پینچے۔ تو دیکھا کہ
پینچے کو گلاب زمواشی کو دیاں پانی پلاتے ہیں۔ اور دروہو تیرا نس علیہ کھڑی اپنی بھیڑ بکریوں کو کر
رہی ہیں۔

جب موسیٰ علیہ السلام نے ان کو پچھا کہ تم اپنی مواشی کو کیوں روکتی ہو۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ پچھا

لوگ پلا چکیں گے۔ تب ہم اپنی ریوڑ کو پانی پلا سکیں گی۔ کیونکہ ہم ہمیں ہیں۔ وَ اَبُو نَاشِیْخٍ کَبِیْرٍ اَدُو
ہمارا باپ بوڑھا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو کہا کہ ان عورتوں کو پہلے پانی پلانے دو۔ ان کو انکار پر
آنحضرت نے خود ان کے ریوڑ کو پانی پلا دیا۔ چنانچہ وہ سب پہلے ریوڑ لیکر گھر چلی گئیں۔

کہتے ہیں کہ یہ دو عورتیں حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکیاں تھیں۔ بڑی کا نام صفورا اور چھوٹی کا
صفیرا تھا۔ جب لڑکیوں کو نکالنا چاہا تو اپنے باپ کے تمام ماجرا سنا یا۔ تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلا بھیجا۔
چنانچہ وہ غیب علیہ السلام کو گھر گئے۔ قصہ مختصر یہ کہ حضرت شعیب نے اپنی بڑی لڑکی کا حضرت موسیٰ سے
نکاح کر دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔

قَالَ رَافِي اَدْرِيدُ اَنْ اُنكِحَكَ اِحَدَى ابْنَتِي هَاتِيْنِ عَلَيَّ اَنْ تَاجِرٌ نِي قَمِيْنِي
برہمچے۔ بیٹے میں ارادہ کرتا ہوں کہ تجھ کو ایک لڑکی بیاہوں۔ جسے تم لیکر تو آؤ۔ سال میری نوکری کر۔
چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سال حضرت شعیب کی سنبھالی کی لڑکی ریوڑ کو چراتے رہی۔ اور اس کو
علاوہ دس سال اور اسکے پاس ہی۔ جب چالیس سال کی عمر پہنچی۔ تو حضرت شعیب کی اجازت سے پھر مصر پہنچنے
کا ارادہ کیا۔ اپنی زوجہ صفورا کو ہمراہ لیکر عازم مصر ہوئے۔

رستہ میں وادی امین سے جب گذر رہے تھے۔ تو بسبب زبرد کے وضع حمل کے آگ کی تماشائی ہوئی کہ وہ
پر لگائی نظر آیا اسے آگ سمجھ کر زبرد لگی۔ تو درخت سے رافی اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ کی آواز سن
و اتو طور شہ سوئے۔ بیان کی ضرورت نہیں۔ یہ وادی چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دائیں جانب تھی اس لئے
وادی امین نام ہوا۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ بغیر خدمت کے عظمت نہیں ملتی۔ بغیر ماتہ پاؤں ہلانے کے کچھ حاصل نہیں
(م) ترجمہ۔ حافظ کا فسانہ آنکھوں سے خون ٹپکا تاہی۔ جب وہ عہد جوانی اور زمانہ پیری کی یاد لاتا ہے۔

غزل ۱۲۳

۱	مژدہ امی دل کہ میجا نفسے می آید
۲	از جسم درد ممکن ناله منسیا لیکر کہ دوش
	کہ زانفاس جو ششوں بی کسی می آید
	زردہ ام فالی و منہ یاد رسی می آید

۳	موسیٰ ایجا بامیسہ قفسی می آید	۱	زانش وادی امین بنم خرم و پس
۴	ہر کس ایجا بامیسہ ہوسی می آید	۲	ہیچکس بنیت کدر کوئی کار نی میت
۵	ایس قدر ہست کہ بانگتھی می آید	۵	کس نہانت کہ منز لگہ مقصود کجاست
۶	ہر حرفی ز پئے ملتسی می آید	۷	جرعہ دہ کہ بیخسانہ ارباب کرم
۷	ناز می شنوم کز قفسے می آید	۸	خبر بلبل ہیں باغ پیر سید کہ من
۸	گو بیبا خوش کہ مہورش نفسے می آید		دوست را اگر سر پر سیدن بیا غمست

یاد اور دوسرے مدلل حافظ یاراں

(۶)

(۹)

شامیازی بشکار گیسے می آید

(۱) ترجمہ۔ دل تہو خوشخبری ہو کہ ایک سچا نفس آتا ہے۔ کہ اس کو خوش نفس ہو کسی کو خوشبو آتی ہے۔

خواجہ صاحب نے یہ غزل ہی شرح صدر حاصل ہونے کے وقت لکھی ہے۔ عاشقان حق کو جب ہدایت ہو جاتی ہے تو وہ اس سبب واقعات کو اسی قسم کے الفاظ میں نظر کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اس دل خوش ہو کہ ایک سچا نفس آتا ہے۔ جب کہ ان نفس سے نفس الرحمن کی خوشبو آتی ہے۔ یعنی مجھ کو ایسی کیفیت پیش آتی ہے۔ جو منہ مادہ ذات کی امید دلاتی ہے۔

(۲) ترجمہ۔ غم اور درد سے زیادہ کہ کہ کل میں نے خال نکالی (اور معلوم ہوا) کہ کوئی فریادوں سے پہنچنے والا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ کل مجھ معلوم ہوا کہ سلطان عشق مجھ معلوم کی فریادوں سے کو آتا ہے یعنی میرا سینہ اس قدر نرس کا گھینے بننے والا اور محبوبانہ کامتا ہدہ حاصل ہونے والا ہے۔ جو فراق کے زمانہ کے تمام رنج و غم کو دور کر دے گا۔

(۳) ترجمہ۔ وادی امین کی آگ صورتیں ہی خوش نہیں بلکہ موسیٰ ہی ہو گا ایک جگہ کی امید پڑا ہے۔
آتش وادی امین۔ میرا ایک قرآنی قصہ کہ طرف اشارہ ہے۔

قَاتِلَا قَتْلَىٰ مُوسَىٰ الْأَجَلِ وَسَارَ بِأَهْلِكَ أَتَىٰ مِنْ حَاجِبِ الطُّورِ نَادًا
نَادًا لِأَهْلِيهِ امْكُثُوا إِنِّي أَنَا الْقَتْلَىٰ آتِيكُمْ مِنْهَا مُخْبِرًا أَوْ جِدْوَةً

مَنْ النَّارِ لَعْنَتُكُمْ تَصْطَلُونَ فَكَلِمَا آمَنَّا نُوَدِّي مِنْ شَأْنِ طِي الْوَادِ الْآيَتِ فِي الْبَعْضِ
الْمُبَادَلَةِ مِنَ الشَّجَرِ وَالْمُؤَسَّلِ إِلَى آتَا اللَّهُ رَبَّ الْعَالَمِينَ - (دائیس)

جب موسے علیہ السلام حضرت شعیب کی نوکری کی میعاد گزار چکے تو مصر کو روانہ ہوئے۔ خیال تھا
تھے۔ رات اندھیری اور سرد تھی۔ ان کی زوجہ کے وضع حمل کا وقت آیا۔ اس وقت آگ کی تلاش
ہوئی۔ حضرت موسے علیہ السلام نے کوہ طور کی طرف آگ کی بھی اپنی زوجہ کو کہا کہ تم یہاں ٹھہرنے میں
آگ کی بھی ڈی۔ ادھر جاتا ہوں۔ لوگوں سے راستہ بھی پوچھو گا۔ اور تھکانے آگ بھی ملاؤ گا۔ جب سہی علیہ السلام
اس آگ کے نزدیک پہنچے تو وادی امین کے کنارہ کو ایک درخت کی مبارک جگہ سے انکھواں آئی۔ کہ اسی موسم
میں تیرا اور تمام جہانوں کا خدا ہوں۔ کہتے تھے۔ کہ جب موسیٰ نے درخت کی طرف نگاہ کی۔ تو ایک
بے دو و سفید نور نظر آیا جس سے آگ کے دل میں معاصی محبوب کی آتش شوق شعلہ زن ہوئی۔ انکو اسی مقام
پر عطا اور دیدیسا کے معجزے عطا ہو کر اور وہ سوال بنائے جا کر قوم موسیٰ کی طرف روانہ کئے گئے۔
شعر کا مطلب یہ ہے کہ وادی امین کی آگ سے یعنی مشرق مطلق کی ذات و تجلیات کے نور سے صرف میں غشی
ہنیں ہوتا۔ بلکہ حضرت موسے جیسے پیغمبر بھی وہاں ایک چنگاری کی خاطر جلیا کرتے ہیں۔

(۴) ترجمہ۔ کوئی ایسا آدمی نہیں جسکو تیرے کوچہ میں کام نہ ہو۔ ہر ایک شخص اس جگہ کسی جس کی امید میں آتا
وہی مضمون ہے جو گذشتہ شعر میں بیان ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ تیرے کوچہ میں ہر ایک شخص آرزو لے کر
آتا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ کسی کو معلوم نہ ہو کہ مقصود کی منزل گاہ کہاں ہے۔ البتہ اتنا ہی کہ جس کی آواز آ رہی تو
مطلب یہ ہے کہ منزل مقصود کا تو کچھ پتہ نہیں۔ البتہ جس کی آواز آ رہی ہے۔ جس پر ہم چل رہے
ہیں۔ قاعدہ ہے کہ اہل کار وادان اپنی روانگی کا اعلان کرنے کے لئے گھنٹہ بجایا کرتے ہیں۔ اور علاوہ
اس کو ان کے مرکبوں کے گلے میں بھی گھنٹیاں ہوتی ہیں جن کی آواز سے معلوم ہوتا ہے کہ کاروان جارہا
ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ دنیا کے کئی قافلے ہم سے پہلے منزل مقصود کی طرف روانہ ہو چکے
ہم بھی اگلے پیچھے پیچھے جا رہے ہیں۔ یہ تو کسی کو معلوم نہیں ہوا۔ کہ منزل مقصود کہاں ہے اور کتنا
دور ہے۔ البتہ آواز جس پر ہم چل رہے ہیں۔ اس آواز سے علاوہ منزل مقصود کی پوری حالت
کا کچھ پتہ نہیں۔

• سوار محل کی جستجو میں ہزاروں دفت طلب میں دوڑے
 نہ عمل آیا نظر نہ ناقد فقط اک اٹھتا اخبار دیکھا (حالی)

(۶۱) ترجمہ۔ ایک گھنٹہ دو کار با ب کرم کی میخانہ میں۔ ہر ایک شخص کوئی نہ کوئی انہاس لیکر آتا ہے۔
 مٹمس۔ انہاس کیا گیا عرض کیا گیا۔ عرض۔ معروض۔ درخواست۔

وہی مضمون ہے جو شعر (۳) و (۴) غزل ہذا میں بیان ہوا۔

(۶۲) ترجمہ۔ اس باغ کی بیل کی خبر نہ پوچھو کہ میں۔ ایک لسن رہا ہوں جو پتھر و آتا ہے۔

یعنی اس باغ کی بیل تو قرض میں سیو۔ اور سچا نغمہ سنجی کو پتھر میں بیٹھی نار و فریاد کر رہی ہے۔
 اسکا حال کیا پوچھتے ہو۔ باغ جہاں کی بیلوں کا بے بندہ ہی حال ہے۔ آزاد نہیں۔ گرفتار میں ان
 چھپتی حقیقت ناسے ہیں نغمے نہیں۔

اگر قمار باں بیل کشن چمیر سی کسمن | ہاچھوڑو آزاد گاں را پادرا گل دنیام |

اسی مضمون پر ہے۔

اس جن میں مرغ دل کا ڈنہ آزادی گرگیت | لے لے گلشن نہیں ایسے ترانے کے لئے

بعض شاعرین بیل کو مراد روح اور نفس سے مراد وجود لیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ روح کے
 متعلق جہی کیا پوچھتے ہو صرف اتنا ہی معلوم ہو کہ نفس وجود کی بیل روح کے نالے سن رہا ہوں یعنی
 سانس کے گنے جانے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اور کچھ معلوم نہیں سویت ملکونک عین
 الروح قبل الروح من اھود کی۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روح
 کے متعلق سوال کیا جاتا تھا۔ ارشاد فرمائی ہوا کہ ان لوگوں کو کہو کہ روح امر ربی ہے۔ اسکا علاوہ
 اور کچھ معلوم نہیں۔

(۸) ترجمہ۔ اگر دوست کو بیمار و غم کی بیماری پر سی کا خیال ہے۔ تو اس کو کہو کہ خوشی سے آئی۔ کیونکہ بیماری کو
 ایسی سانس آتی جاتی ہے۔

(۹) ترجمہ۔ دوست متعشوق حافظ کو ان کشتار کا خیال رکھتا ہے۔ گویا ایک شہاز کہی کشتار کو آتا ہے
 متعشوق کو شہاز کہتا ہے اور اپنے آپ کو کہی سے تشبیہ دی ہے۔

غزل ۱۲۴

۵۶

۱	نقش سر پرده که ز دراه بجائی دارد	مطرب عشق عجب ساز و نوائی دارد
۲	کہ خوش آینه کش فرخ بخش نوائی دارد	عالم از ناله عشاق مبادا خالی
۳	خوش عطا بخش و خطا پوشش خدائی دارد	پیر روی کشن با گرچه ندارد ز روز و
۴	پادشاه سے کہ بہمسایہ گدائی دارد	از عدالت نبود و در کس پر سد حال
۵	تا ہوا خواہ تو شد فرہجائی دارد	محترم دارد ولم کایں مگس قندپرست
۶	در عشق ست و جگر سوز و نوائی دارد	اشک خنین بطبیباں بنوم گفتند
۷	بہ عمل جبری و ہر کردہ جزائی دارد	ستم از عنزہ می آموز کہ در مذہب عشق
۸	شادی از روی کسی جو کہ صفا کی دارد	نقز گنت آن بت سما بچہ بادہ فروش

خروا حاقط در گاہ نشین فاتحہ خواند

(۹)

(۹)

وز زبان تو تمنائے عالی دارد

(۱) ترجمہ - عشق کا مطرب مجیب ساز اور عجیب از رکنتا ہی جس پر دہ نقش کو بجا تا ہی وہ کسی خاص مقام کی طرف جاتا ہے۔

پروہ سے مراد پر دہ ساز - مطلب یہ ہی کہ مطرب عشق کا ہر ایک سرود سامعین کو ایک خاص مقام کی طرف جاتا ہے۔ یعنی اس کے ہر ایک نغمہ میں عشق کے خاص مقامات کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

در نہ یہاں جو پر دہ ہی پر دہ ساز کا

دافت نہیں ہی تو ہی نوا آرا ساز کا

(۲) ترجمہ - خدا کے کہ جہاں عاشق نوالہ خالی نہ ہو۔ کیونکہ وہ خوش آئند اور فرحت بخش آواز رکنتا ہے۔ یعنی عاشق نکانا ایک مجیب خوش آئند اور فرحت بخش آواز رکنتا ہے۔

(۳) ترجمہ - ہمارا دور کس پیرا گر جب ز را در زور نہیں رکنتا۔ لیکن اکیل چہا عطا بخش اور خطا پوش

خدا کہتا ہے ۲

سینے ہمارے پیچھے کے پاس گرچہ زرد زون نہیں۔ مگر اس کو خدا پر بہرہ رسہ ہی۔ جو بڑا فیاض اور غفور الرحیم ہی

ما خدا کہد شئی ماگر نہ باشد گو مباش	ما خدا داریم و ما را نا خدا در کا نریت
-------------------------------------	--

مطلب یہ ہے کہ ہم اسباب کے بندے نہیں۔ ہماری نظر مسبب الاسباب ہے۔
(۴) ترجمہ۔ انصاف سو دور نہیں ہوگا اگر حال پر ہی کرے وہ بادشاہ جسکے پڑوس میں ایک
فقیر ہو۔

یعنی اگر بادشاہ اپنی ہمسائے فقیر کی حال پر ہی کرے تو بعید از انصاف نہ ہوگا۔ مدعا یہ ہے کہ آپ بادشاہ
ہیں میں گدا ہوں۔ اگر آپ میری پرستش حال کریں تو قرین انصاف ہوگا۔

از بندہ پروری و نوازش بیداریت	شانان اگر گناہ بسو گدا کنند (نیان)
-------------------------------	------------------------------------

(۵) ترجمہ۔ سیر دل کی عزت کر کیونکہ یہ قدر پرست کہی۔ جب تیری ہوا خواہ ہوئی ہے ہمارا کی شان
رکھتی ہے۔

اپنے دل کو قدر پرست کہی کہا ہے مطلب یہ ہے کہ اگرچہ میرا دل ایک حقیر چیز ہے۔ لیکن تیرے
عشق نے اس کو عالی شان کر دیا ہے

(۶) ترجمہ۔ بیٹے اپنے ہو کے آنسو بیوں کو دکھائے۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ درد عشق ہی اور بگر سوز و دا
رکھتا ہے۔

سینے درد عشق کا علاج ہی بگر سوز ہوتا ہے۔ اس درد کو بے درماں چھوڑنا ہی بہتر ہے۔

(۷) ترجمہ۔ غمزہ کو ظلم کرنا نہ سیکہ کیونکہ عشق کے ذہب میں۔ ہر عمل کا اجرا اور فعل کی جزا ہوتی ہے
یعنی تیرے غمزے کو عطا کار میں تو ہی ان کی ستم شکاری کا سبق سیکہ کیونکہ ہر عمل کا بدلہ ملتا
ہے۔

(۸) ترجمہ۔ سانس بے روش تر سا بچہ معشوق نے کیا اچھا کہا کہ اس شخص کے چہرے کی خوشی دھونڈ جو
صفا کی رکھتا ہو۔

یعنی خوشی اس شخص کے چہرے کی مانگ۔ خوش حالی اس شخص کو طلب کر۔ جسکے دل میں صدق و صفا
ہو و شائستہ تر سا بچہ کی رعایت سے لفظ صفا کی نسبت آدھی کر لیں)

(۹) ترجمہ۔ بادشاہ حافظ درگاہ نشین نے نامتھ پڑھی اور تیری زبان سے دعا کا آرزو
رکھتا ہے۔

غزل ۱۲۵

۱	غالباً اس قدر عقل کفایت با	۱	مرغ انکار شراب میں چہ حکایت بہ
۲	اس زبان سر برہ آرم چہ حکایت با	۲	منکہ شہ پارہ تقویٰ زدہ لم بادق چنگ
۳	عشق کارایت کہ موقوف ہدایت با	۳	زاہدار راہ برندی نیر مغدورست
۴	ورنہ مستوری ماتا بچہ غایت با	۴	تا بغایت رہ میخانہ بنید انستم
۵	پیر یاہر چکنہ عین رعایت با	۵	بندہ پیغمبر نام کہ جسم پر ہاند
۶	تا خود اور از میاں با کہ عنایت با	۶	زادہ مجرب نماز و من دستی و نیاز

دوش ازین غصہ ختم کہ حکمیہ میگفت

(۴)

حافظار بادہ خورد جانشکایت بہ

(۴)

(۱) ترجمہ۔ بل شراب انکار! یہ کیا بات ہے؟ غالباً مجھ جی عقل کافی ہے۔

میں نے بچے اتنی ہی عقل کافی ہے کہ شرابے انکار نہ کروں۔ شراب چھوڑ کر زیادہ عاقل بننے کی ضرورت نہیں
گو یا شراب ترک نہ کرنا یہی بڑی عقلندی کی بات ہے۔

(۲) ترجمہ۔ جب میں کئی راتوں تک چنگ ساتھ پرہیزگاری کی رہنمائی کرتا رہوں اب اگر میں سر راہ
پر آؤں تو کیا عجیب بات ہوگی

یعنی جب میں کئی راتیں سر راہ زہد و تقویٰ کو دفن و چنگ سوخارت کرنے میں صرف کئے ہیں
اب اگر میں دوسرا امتیاز کر لوں تو میسب ہوگا مطلب یہ ہے کہ اب میں زندگی کو چھوڑ کر تقویٰ
اختیار نہیں کر سکتا۔

(۳) ترجمہ - نادہ اگر نندی اختیار نہ کرے تو مزدور ہے۔ عشق اکیلے کام جو جو ہدایت پر منحصر ہے۔
یعنی بنیاد ہی راہ کی متابعت کو منازل عشق کو طے کرنا محال ہے اگر زاہد یہ کہتا اختیار نہیں کرتا تو مزدور
ہے۔ کیونکہ رہبر کی ہدایت کو محروم ہے۔

(۴) ترجمہ - اب تک میں شراب نہ کارتہ معلوم کر سکا۔ ورنہ ہماری مستوری کب تک رہ سکتی تھی۔

تا بغایت - اب تک - تا بچہ غایت کب تک

یعنی ہم جواب تک ہوش میں رہے۔ تو اسکی وجہ یہ تھی کہ شراب نہ کارتہ معلوم نہ تھا ورنہ ہماری
مستوری اور عقلمندی کب کی برباد ہو چکی ہوتی۔

حریف جو شہنشاہ دنیا نہیں بخ دواری سائل | جہاں ساقی ہو تو دعویٰ ہو باطل شہنشاہی کا |

(۵) ترجمہ میں پریشان غلام ہوں جسے مجھ جہل سے چھڑایا۔ ہمارا پیر جو کچھ کرے عین رعایت
مطلب یہ ہے کہ مستی شراب نے مجھے جاہل سے عاقل بنا دیا۔

ادوانہ ہے دنیا میں جو دیوانہ نہیں ہے | عاقل ہی ہوتا ہے جو عاقل نہیں ہوتا |

(۶) ترجمہ - نادہ ہے اور اسکا غرور اور نماز۔ میں ہوں در میری سستی اور نیاز۔ اب کبھی کہ خدا ہم دونوں سے
کس کے ساتھ عنایت کرتا ہے۔

یعنی زاہد اپنی نمازوں پر مشغور ہے اور میں بی سستی اور کم بضاعتی پر نادم ہوں کبھی اٹھ کو کیا منظور ہے
تجاہل عارفانہ ہے۔ خواجہ صاحب کو یقین ہے کہ ان کی سستی اور نیاز زاہد کے غرور اور نماز سے زیادہ
مقبول ہونگے۔ تشریح کے لئے دیگر شہرت ہے

نادہ غرور داشت سلامت نبرد راہ | رند از رو نیاز بدار سلام رفت |

(۷) ترجمہ - کل رات میں غصہ سونہ سویا کہ ایک حکیم کہتا تھا۔ کہ اگر حافظ شراب پیئے تو شکایت کا علاج
ہوگا۔

غصہ اس بات کا ہے کہ حکیم ہو کہ ظالم حکمت بات کہتا ہے اور شراب سے روکتا ہے۔

غزل (۱۲۶)

۱	کہ باغ و کشتی گزشتہ کلے بود	۱	مسلماناں مرا وقتے دلی بود
۲	کہ اسٹہا رہا ریلے ولے بود	۲	دلی پھرد و یاری مصلحت ہیں
۳	بتدیش امید سا حلے بود	۳	بگر دیارے پوئے افتادم از غم
۴	چہ دہن گریب منہ نہ لے بود	۴	زمن مضائق شد اندر کئے جانان
۵	کہ وقتے کار دان کا لے بود	۵	بحال این پریشاں رحمت آید
۶	حد شمع کتہ ہر صحنے لے بود	۶	مرا نا عشق قفس سلیم سخن کرد
۷	زمن سخن و م تر کی سا لے بود	۷	ہنر بے عیب حرام نیت لیکن
۸	ولے از وصل ادبنا حاصلے بود	۸	سر شکم در طلب در ہفتانید

اگود گیر کہ حافظ نکتہ دست

(۹)

ا کہ ما دیدیم محکم غافلے بود

(۹)

اس غزل میں بھی مسلسل مضمون موجود۔ خواہ صاحب چوں دل کی کیفیت بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک وقت ایسا تھا۔ کہ میرادل میرا چہرہ ساز اور ہمدہ تھا۔ ہر ایک شکل میں میرا ساتھ دینا تھا۔ ہر ایک مصیبت کے وقت مجھ کو اس پر بہرہ دہ ہوتا تھا۔ وہ نہایت تجربہ کار اور مدبر تھا۔ لیکن اب کئے جانان میں میرادل ضائع ہو گیا ہے اور میں کیس ہو گیا ہوں۔

(۱) ترجمہ۔ مسلمانو ایک وقت تھا کہ میرا ہی دل تھا۔ کہ اگر کوئی مشکل ہوتی تھی۔ تو میں سو کہتا تھا۔ یعنی مشکل کے وقت میرادل میری چارہ سازی کرتا تھا۔

(۲) ترجمہ۔ میرادل میرا ہمدرد تھا اور ایسا خیر اندیش دوست تھا۔ کہ ہر ایک اہل دل کا مددگار ہوتا تھا۔

(۳) ترجمہ۔ مجہم سے کسی گرواب میں گزاتا تھا۔ تو اسکی تدبیر سے ساحل کی امید ہوتی تھی۔
یعنی جب میں کسی گرواب بلا میں گزاتا تھا۔ تو اپنی دل کی چارہ سازی سے امید ہوتی تھی کہ اس گرواب سے
نکل کر ساحل پر جا لگوں گا۔

(۴) ترجمہ۔ وہ دل مشوق کے کوچہ میں مجہم سے ضائع ہو گیا۔ اسے خدا مشوق کا کوچہ کیا دانگیگر
جاگتھی۔

دانگیگر مقام وہ ہوتا ہے جہاں سے دل پر آنے کو جی نہ چاہے۔ گو یاد امن کو کچھ لیتا ہے اور آنے
نہیں دیتا۔ دل پہی کو سے جاناں میں ایک دفعہ گیا تو وہیں کا ہورا۔

(۵) ترجمہ۔ اس پریشان حال کے حال پر رحم کر دو کہ ایک وقت یہ بھی کامل کارواں تھا۔
کاررواں۔ کار آزمودہ۔ تجربہ کار۔ داننا۔

مطلب یہ ہے کہ میرا دل جو ایک کامل تجربہ کار دل تھا اب کوئی جانناں میں پریشان پڑا ہے اس پر رحم
یا میں پہلے ایک کاررواں کامل تھا۔ اب دل کے ضائع ہو جانے سے پریشان حال ہو گیا ہوں
میرے حال پر رحم کر دو

(۶) ترجمہ۔ جسے مجھے عشق نے سخن گوئی کی تعلیم دی ہے۔ میری باتیں ہر محفل کانکتہ ہو گئی ہیں۔
یعنی جب میں غنی مضامین پر غزل گوئی کرنے لگا ہوں۔ میرا کلام ہر ایک محفل میں منظور و مقبول
ہو گیا ہے۔

(۷) ترجمہ۔ ہنر اگر چہ عیب حرمان و خالی نہیں ہوتا۔ لیکن مجہم سے زیادہ محروم کہی کوئی سائل تھا۔
یعنی اگر چہ یہ ایک مسئلہ ہے کہ ہنر کے ساتھ عیب حرمان لگا ہوا ہے۔ یعنی اہل ہنر دنیا
میں ہمیشہ محروم رہتی ہیں۔ لیکن پہر بھی مجہم سے زیادہ محروم کہی کوئی سائل نہیں ہوا۔

دیکھو غزل (۱۷۱) روایت نہ۔ نیز دیکھو شعرت $\frac{۱۱۱}{۱۱۱}$ ۔ ۵۔ ۱۱۱

بے سبب ہوا غالب تمن آسماں پنا

ہم کہاں کو دانا ہو کس ہنر کی کھتا ہو

(۸) ترجمہ۔ میرا آنسوؤں نے طلب میں موتی جھاڑے۔ لیکن اسکو صل سے محروم ہی رہی
مطلب یہ ہے کہ اسکی طلب میں ہم موتی نثار کرتے تھے۔ یعنی روتے رہے۔ لیکن وصل
نصیب نہ ہوا۔

(۹) ترجمہ - پر یہ نہ کہنا کہ حافظ کو مکہ وال ہے۔ کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ وہ تہا شہید ہی غافل ہے۔
 مطلب یہ ہے کہ اگرچہ لوگ حافظ کو مکہ وال کہتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ وہ اسرار و رموز معرفت کا آگاہ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ بہت ہی غافل ہے۔
 منظر جانچنا کہ یہ شعر بھی اسی قبیل سے ہے۔

منظر اس بل ندارد سخن ساخته اند

ہست مشہور کہ من شاخ خوش گشتام

غزل ۱۲۶

معاشران نہ حرف شبانہ یاد آید	۱	حقوق بندگی مخلصانہ یاد آید
چو در میان مراد آورید دست آید	۲	ز عہد محبت مادہ میانہ یاد آید
چو عکس یادہ کند جلوہ رخ ساتی	۳	ز زہن بسبر و وترانہ یاد آید
بوقت سرخوشی از آہ و نالہ عشاق	۴	بصوت نغمہ چنگ چغانہ یاد آید
نیخورید ز مانی غم و فاداران	۵	ز بیوفائے دوزخانہ یاد آید
سند دولت اگر نہ کوشش	۶	ز ہر مال بستہ زانہ یاد آید

(۱) بوقت محبت آساکان صمد جلال (۲)

ز روی حافظ وہاں آستانہ یاد آید

اس غزل کا مضمون میں مسلسل ہے۔ خواجہ صاحب حریفان بادہ بچا سے کہیں کہ مینوش کی اصل میں ہم کو ہی یاد کرنا تم وصال کی مجلس میں سے و مشوق کا لطف شمار ہے۔ ہم وصال کی محروم اور مجبور یہاں بیٹھے ہیں۔

بادہ آہ حریفان بادہ پیارا

چرا بے بینی و بادہ پیمائی

(۱) ترجمہ - آرفقو بات کے حریف کو یاد کرو۔ مخلصانہ بندگی کے حقوق کو یاد کرو
 معاشر - ہم صحبت - زین

یعنے گل میں ہی تمہارا ساتھ تھا۔ آج حیدرآہوں۔ نہایت خلوص تمہاری خدمت کرتا رہا ہوں مجھ کو یہی یاد کرو
۱۲۷ ترجمہ۔ جب مراد کی کریم تم امیکا ہاتھ ڈالو۔ تو درمیان میں ہماری صحبت کے عہد کو یہی یاد کرو۔

میان بچھ کر۔ درمیان اور درمیان میں صحبت بچھیں۔

(۳) ترجمہ۔ جب غیر ایک عکس ساقی کے چہرہ میں جلوہ افزو رہو۔ تو میری پرہیزگاری کو سرود و ترانہ سے یاد کرو۔

یعنے ساقی کے چہرہ میں غیر ایک ممکن بچھ کر تمہاری پرہیزگاری تو جاتی رہیگی۔ میری پرہیزگاری کو یہی یاد کرنا
کہ وہ ہی جاتی رہے۔

(۴) ترجمہ۔ سرخوشی کو وقت عاشقوں کے آہ و نالہ سے نغمہ چنگ چخانہ کی آواز سے یاد کرو۔

سرخوشی۔ سستی کی ایک حالت تحقیق کے لئے دیکھو شعر ۲۳

یعنے جب تم بزم وصال میں مست بیٹھے ہو اور نغمہ ڈالو چنگ چخانہ کے سماں میں مصروف ہو۔ تو ان عشقوں
کے آہ و نالہ کو یاد کرو جو آتش فراق سے جل رہے ہوں۔

(۵) ترجمہ۔ تم تہڑی ٹری کے لئے ہی وفاداروں کی غمخواری نہیں کرتے۔ دور زمانہ کی بیوفائی کو یاد کرو

فرماتے ہیں کہ ہم وفاداروں کی غمخواری کرو۔ اور دور زمانہ کی بیوفائی کو یاد کرو اگرچہ آج تم بزم وصال
میں خوش خرم بیٹھے ہو لیکن زمانہ ہمیشہ ایک طرح نہیں رہتا۔

(۶) ترجمہ۔ دوات کا گھڑا اگرچہ تداو سرکش ہے۔ لیکن تازا یا نہ کافر سے ہمراہیوں کو یاد کرو۔

یعنے اگرچہ تم اس وقت دولت وصال کی مال مال ہو اور خوش نصیب ہو اور خوش نصیبی انسان کو تندرستی

یعنے مفرد رکھتی ہے۔ لیکن دولت کو سرکش گھوڑے کو تازا یا نہ لگاؤ اور قابو میں لاؤ اور اپنے پیادہ پا

ہلہ ہوں کو یاد کرو۔ ماتم سندیہ دولت پر سوار ہو۔ وہ بیچار پیادہ پا چل رہی ہیں۔ ان کو مت بہو اور غرور

ڈکرو۔ انہیں اپنے ساتھ لے لو۔

(۷) ترجمہ۔ احمد جلال کے بیٹے اور مرصع کے وقت۔ حافظ کے چہرہ اور اس آستانہ کو یاد کرو۔

ساکنا احمد جلال کو مراد عشق کے ہم نشین، یا خود عشق (بعضیہ جمع)

مطلب یہ ہے کہ حافظ نے ہی دونوں اس آستانہ پر سر (چہرہ) دکھایا۔ اس لئے وہ ہی نظر لطف کا

مستحق ہے۔ اسے نہ بھولو۔

گل چینی کے ہیں اوروں کی طرف بلکہ تر بھی

آکھانہ برانداز چمن کچھ تو اوہر بھی

غزل ۱۲۸

۱	کس کس بزمِ خرابات طمن آن بسر و	۱	مرد صلاح و سلامت کس این گمان نبرد
۲	کز بیزخردہ کشم می کس این گمان نبرد	۲	من این مرقعِ پیشینہ بہر آن ارم
۳	کہ بیچس نز قضایِ خدای جان نبرد	۳	مباش غسیرہ بعلم و عمل فقیہ زمان
۴	کہ زنگِ غم ز دولت جز می معان نبرد	۴	مشو فریقہ زنگ و بوج قدح در کش
۵	بہوشانیش کہ تقد تو پاسبان نبرد	۵	اگر پہ دیدہ بود پاسبان تو ای گل

سخن نبرد سخن دان ادا کن حافظ

(۶)

(۸)

کہ تخفہ کس در و گوہر بجزر و کان نبرد

(۱) ترجمہ۔ میں اور صلاح و سلامت کوئی شخص یہ گمان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ کوئی آدمی خرابات کے رند پر یقین نہیں کر سکتا۔

یعنی میں خرابات کا رند ہوں۔ کوئی آدمی مجھ سے صلاحیت اور خوشی کی امید نہیں رکھ سکتا۔ خرابات دنیا کے تمام ساتوں کا یہی حال ہے۔

بیس نقاد تہ راہ از کجاست تا بکجا

صلاح کار کجا، من خراب کجا

(۲) ترجمہ۔ میں یاد دہی گدڑی اسے پہننا ہوں کہ خرد کو نیچے شراب سے پہوں اور کوئی شخص شک ہی نہ کرے۔ طریق ادا انابت سخن ہو مطلب یہ کہ زہدین ظاہر اور صوفیانِ ریاکار نے فقیرانہ لباس صرف اس لئے پہنا ہے کہ وہ شراب پیوں اور اس لباس کی وجہ کوئی اپنے شک نہ کرے۔

تو دل شراب کی ہی تو پہنناں نعل میں ہے

واعظ کتابت سے تو کیا ہوا

(۳) ترجمہ۔ یہ زمانہ کہ فقیر علم و عمل پر مغرور نہ ہو۔ کیونکہ کوئی آدمی خدا کی تعاض سے جان نہیں بچا سکتا۔ یعنی اہل پر مغرور نہ ہو۔ خدا جانے نسبت میرا کیا لکھا ہے۔ اور اے تو کجا منظور ہے۔

(۴) ترجمہ۔ سنگ بوزرقیہ نہ ہو۔ پیالہ پی۔ کیونکہ شراب نعل کے بغیر کوئی چیز تیز و دل و غم کا زنگ نہ نہیں کر سکتی۔

۶	ارسطو دہ جہان جو بیچارہ کر د	۷	مزن ہم حکمت کی دقت مرگ
۷	قناعت کن انزیتِ طلسم بہ برد	۸	لمن رخ بیہودہ تر سنباش
۸	کہ چوں مردہ باشی نگویند مرد		چناں زندگانی کن اندر جہاں

شودت وحدت ز جام است

(۹)

ہر آنکو چو حافظ می صاف خورد

(۹)

(۱) ترجمہ یہ چھو خراب ایک غصہ پہنچو کر د یا شراب دو بارہ مجھ پر غلبہ حاصل کیا۔
مرا از دست برد۔ یعنی بچے بچو کر دیا۔ (بچے ہاتھ سے لے گئی) دستبرد۔ اور دستبرد میں منت تھیں ہی۔

(۲) ترجمہ شراب سرخ پر ہزار آفریں ہو۔ کیونکہ وہ بہت چہرہ سوزی کا رنگ اڑا لے گئی۔

شراب پینے سے چہرہ کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔

(۳) ترجمہ خدا کرے وہ ہاتھ ہمیشہ رہی جسٹ انگور چنے۔ اور وہ پاؤں کسی نہ کرے جسٹ ان کو چوڑا۔

ور ہم فشر۔ چوڑا مطلب یہ ہے کہ جن ہاتھوں انگور چنے اور شراب بنانے کے ٹھکان کو چوڑا خدا کرے وہ سلامت رہیں۔

(۴) ترجمہ آزاد جا میری عیب جوئی نہ کر۔ کہ خدا کا کام کوئی چوٹا کام نہیں ہوتا۔

یعنی خدا نے جو کچھ کیا ہی۔ بہت چاہا ہی اسکے تمام فعل حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔ جو عیب اسٹ بنایا ہی وہی ہی ہوں۔ میری عیب جوئی نہ کر۔

(۵) ترجمہ روز ازل ہی عشق میری قسمت بن لکھا گیا لکھی ہوئی تقدیر نہیں مٹا سکتے۔

یعنی عشق میری قسمت میں روز ازل سے لکھا ہی میں ہی چوڑ نہیں سکتا۔ فی الحقیقت عشق کی ابتدا صبح مینا سے ہوئی۔

چوسر نوشت مرا کلب کردگار نوشت | خط غلامی خوابان روزگار نوشت | (حبرتی)

(۶) ترجمہ حکمت کا دم نہ مار کہ مو کے وقت۔ ارسطو ایک سبکیں کر ڈکھیرج جاں دیدیتا ہی۔

ارسطو۔ محف ارسطو طائیس رنگندرا عظم کا اکینہ ریشہ ہو حکیم گدرا ہی۔ یوناں کا باشندہ تھا افسطولک

کا شاگرد تھا۔ معلم اول اس کا خطاب ہے
 کرو۔ صحرا نشینوں کا ایک گروہ۔ ایک سابل قوم کا نام ہے۔
 مطلب یہ ہے کہ حکمت اور فلسفہ طب اور منطق قضا کو نہیں روک سکتے۔ موت کو سانسے جاہل در عالم
 دو نو مجبور ہو چکے ہیں۔
 شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے ایک طبیب اور کرکرد کی منظوم حکایت لکھی ہے۔

طیبیہ دران ناحت بود و گفت
 عجب دارم ارشب بیاباں برد
 باز نقل ماکول ناسازگار
 چہل سال ازین فت زندہ کرد

شبے کرے از درد پہلو تخت
 ازین دست کو برگ رزمے خورد
 کہ در سینہ پیکان تیر ترستار
 قنقار ا طبیب اندراں شب برد

(۶) ترجمہ۔ بیودہ رنج نہ کر خوش رہ۔ اگر اطمینان نہیں تو معمولی کپڑے پر صبر کر۔

برو۔ ایک قسم کا کپڑا۔ جامہ مخطوط

(۸) ترجمہ۔ جہاں میں طرح زندگی بسر کر۔ کہ جب تو مر جا تو لوگ نہ کہیں کہ مر گیا ہے۔

یعنی زندگی اس طرح بسر کر کہ مرنے کے بعد ہی تیرا نام رہے۔

(۹) ترجمہ۔ جام التی و وحدت کا ست ہو جائیگا جس شخص حافظ کی طرح صاف شراب پی۔

جام التی سے مراد الکحل بزرگ ہے تو ابھی۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص شراب صاف پیتا ہے

عشق ازلی کے جام سے شراب وحدت پی کر مست ہو جاتا ہے۔

غزل ۱۳

مرا ہر حشیمان سر نہیوں نخواہد شد ۱
 قضا کی سماں ست این دیگر کون نخواہد شد
 مراد و زائل کاری بجز زندگی نافرمانی ۲
 ہر آن قسمت کہ آبخاشد کم واقفوں نخواہد شد
 مجال مر نہیں باشد کہ پہاں ہر اور دم ۳
 کتا ہوں و خوشش چہ گویم چوں نخواہد شد

۴	دلایک بے شو کارت اگر کنوں نخواہد شد	۴	شراب لعل جابی امری یار مہرباں ساقی
۵	کہ سازشخیر ل فسانہ بی قانون نخواہد شد	۵	بیاتاد صفت نذاں ریانگ چنگ نوشیم
۶	ترا عاشق شود پیدا اولے مجنوں نخواہد شد	۶	شبی مخمورن لیلی گفتہ گامی محبوبے ہمتا
۷	اگر آہ خرمیناں سحر دوں نخواہد شد	۷	رقیب آزار ہا فرمود و جانشستی نگذاشت
۸	کہ کار عشق از بل فسانہ بی افسوں نخواہد شد	۸	بیاتاد رے صافیت از دہر بنمایم

مشوئی می نیتش خم ز لعل سینہ صفا

(۹)

(۹)

کہ ز خم تیر دل راست و رنگ غم نخواہد شد

(۱) ترجمہ رسیاہ چہوں کی محبت تیر سر سے باہر نہیں نکلے گی۔ یہ آسمان کی تھن ہے۔ و اگر گون نہیں ہو سکتی
یعنے حسینوں کا عشق میری قسمت میں لکھا ہے۔ اس میں تفسیر ممکن نہیں۔

(۲) ترجمہ۔ ازل کے دن مجھ پر زندگی کا بنیاد رکھی کام کا حکم نہ ملا۔ جو تسمیم کہ اس وقت ہو گئی وہ کم و بیش نہیں
ہو سکتی۔

یعنے روز ازل ہی زندگی تیر حصہ میں لی ہے۔ اب اس نو سفتہ میں کچھ کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

(۳) ترجمہ۔ میری طاقت صرف یہی ہے کہ اس پر پوشیدہ پوشیدہ محبت کروں کنہ رو بول در آغوش کا ذکر
کیا کروں جب یہ ہونے کے ہی نہیں۔

یعنے کنارہ بوس کی جلیا مید ہی نہیں تم اسکا ذکر ہی کیا۔ البتہ اسکو ساتھ دل سے محبت رکھتا ہوں۔

(۴) ترجمہ۔ سرخ شراب۔ امن کی جگہ اور ساقی یار مہرباں۔ آدلی تیرا کام کب چاہو گا۔ اگر ایسا
نہ ہوا۔

یعنے شراب سرخ موجود ہے۔ امن کا مقام ہے ساقی مہربان ہے اب ہی اگر دل کو فرحت نصیب ہوئی تو کب
ہوگی۔

(۵) ترجمہ۔ آتا کہ رندوں کی مجلس میں چنگ کی آواز سے شراب بیس۔ کیونکہ شریعت کا ساز اس بات سے
بے قانون نہیں ہو جائیگا۔

یعنے ہمارا شراب پینے سے کچھ بے بنیاد نہیں ہے۔ چنگ۔ ساز اور قانون (۱) شرع۔ دستور

(۶) سازگہ نام کی رعایت ظاہر۔

بیاکہ رونق این کارخانہ کم نہ شود | از زہد بچو تو سے وز فریق بچو سنے

(۶) ترجمہ۔ ایک رات مجوں نے یہی کہہا کہ اے بے نظیر مشوق۔ تیرے عاشق تو پیدا ہو جائینگے لیکن مجوں کوئی نہ ہوگا۔

یعنی عاشق تو ہزاروں پیدا ہو جائینگے۔ لیکن بچہ جیسا عاشق من محال ہے۔

اٹاڑ ہو اسی کو ناک میں دل و مٹا ہے | امری جان سچا و الا بڑی شکل کی مٹا ہے (دخ)

(۷) ترجمہ۔ قیبتِ تکلیفین میں اوصاف کی گنجائش نہ چھوڑی۔ لیکن کیا سحر خیزوں کی آہ آسمان کو نہ جاتی ہے۔ یعنی قیبت میں ہر طرح کے آزار پہنچائے۔ لیکن اسے ڈرنا چاہئے کہ مظلوم کی آہ آسمان پہنچاتی ہے۔

منجینق آؤ مظلوماں بہ صبح | سخت گیر و ظالماں را در حصار

(۸) ترجمہ۔ آگہ بھوساں شراب میں زمانہ کارا زبناؤں۔ کیونکہ عشق کا کام اس افسانہ سے بغیر افسوں کے نہ ہوگا مطلب یہ ہے کہ دنیا ایک شانہ ہے۔ اس میں عشق کا کام بغیر کسی افسوں یعنی جاوڈ کی مدد کے نہیں چل سکتا اور وہ افسوں یہ ہے کہ تو شراب صاف پی کر زمانہ کی حقیقت کو معلوم کرے۔ شراب تہو دنیا کی ناپائنداری اور زمانہ کی غداری کو آگاہ کر دے گی۔ پھر دنیا میں تو عشق کا کام نجی سرا انجام دے سکیگا۔ اگر دوسرا صہر عد اس طرح ہو کہ ع کہ کار عشق ازیں افسانہ و افسوں نخواہد شد۔

تو مطلب یہ ہوگا کہ دنیا کے کاروبار اور ماسوا اللہ کی محبت ایک فسانہ و افسوں ہے اسلئے اس فسانہ و افسوں میں عشق کا کام نہیں چل سکتا۔ پس تو شراب صاف پی تاکہ تو زمانہ کی حقیقت سے آگاہ ہو جا۔ (۹) ترجمہ۔ آگہ بھوساں کے سینے کی تھقی سے غم کا نقش نہ دہو۔ کیونکہ یہ مشوق کو تیر کا زخم ہے اور افسوں کا رنگ نہیں جائیگا۔

یعنی میرے سینے پر مشوق کے تیر کا زخم ہے۔ اور اس زخم کے خون کا رنگ ہونے سے دور نہیں چل سکتا۔ اس نقش کو دھو کر صاف کرنے کی کوشش فضول ہے۔

غزل ۱۳۱

۱	شب خوش رہیں قصہ اش در از کہنید	معاشران گرہ از زلف یار باز کنید
۲	وان یکاد بخواید و در فر از کہنید	حضور مجلس انستود و ستاں جمع اند
۳	کہ گوش بچوش بہ پیغام مل را از کہنید	رباب چنگ بیابنگ بلند میگویند
۴	بر و چو مردہ بفتوا سے من نماز کہنید	ہر آنکسی کہ دریں حلقہ نیست زندہ بلیق
۵	چو یار نماز نماید شما نیا ز کہنید	میان عاشق و معشوق فرق بسیار
۶	گر اعتماد بر الطاف کار ساز کہنید	بجان دست کہ غم پرده شما ندرد
۷	کہ از معاشر جنس احترام کہنید	نشت موعظہ پیرے فروش نیست

اگر طلب کند انعامی از شما حافظ

(۸)

(۸)

عاشق بہ لب یار دل نواز کہنید۔

(۱) ترجمہ۔۔ ہماراں مجلس معشوق کی زلف کو گرہ کہو لوساچی رات ہوا سی قصہ کو گلبا کرو

یعنی صحبت کی رات ہی اسے جہاں تک ممکن ہو لبا کرنا چاہئے۔ پس زلف معشوق کی گرہ کہو لوسا شرم کرو
کیونکہ اس گرہ کا کہو لوسا ہی ایک طویل کام ہے۔ زلف معشوق کو بوجہ سپاہی اور لبائی کے شب بچو رہو نشیب
دیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ قصہ بڑے عشق میں رات بسر کرو۔

(۲) ترجمہ۔ محبت کی مجلس کا حضور ہی اور دست جمع ہیں۔ وان یکاد پڑھو اور دروازہ بند کرو
وان یکاد۔ تحقیق کے لئے دیکھو شعر د۔۔۔ یہ آیت دفع نظر بند کے لٹو پڑھتے ہیں۔

فراز۔ بہ نظائرات اصدا میں کوسے پھیلا ہوا۔ بند ہوا کہ کٹا ہوا۔ بند۔ نزدیک۔ دور آگے
پہنچے۔ اوپر نیچے۔ بند۔ پست۔ بندی۔ نشیب۔ ان تمام مفہماں معنوں میں یہ الفاظ استعمال ہوتے
ہے۔ یہاں یعنی بند۔

مطلب یہ ہے کہ دست احباب جمع ہیں۔ دروازہ بند کرو اور وان یکاد پڑھو تاکہ چشمہ نہ بھٹکا رہو۔

(۲۱) ترجمہ۔ ربا بچنگ بلند آواز سے کہتے ہیں کہ اہل راز کے پیغام کو گوش ہوش ہی سنو۔

(۲۲) ترجمہ۔ جو شخص اس وقت میں عشق کو زندہ نہیں ہے۔ اس پر میرے فتوے سے مردہ کی طرح نماز جنازہ پڑھو یعنی میں فتوے دیتا ہوں کہ جس شخص کا دل عشق سے زندہ نہیں وہ مردہ ہے اس پر جنازہ کی نماز پڑھو مطلب یہ ہے کہ جس شخص میں عشق نہ ہو وہ زندہ نہیں ہوتا۔ جلی زندگی عشق میں ہے۔

(۲۳) ترجمہ۔ عاشق اور معشوق کو درمیان بہت فرق ہے۔ جب معشوق نازد کہلائی تو تم نیاز ظاہر کرو

(۲۴) ترجمہ۔ دوست کی جان کی قسم ہے کہ غم تمہاری پر وہ درسی کہی نہ کرے گا۔ اگر تم کار ساز کی مہر بانیوں پر بہرہ سکر دو

یعنی خدا کے لطف و کرم پر بہرہ نہ رکھو۔ غم تمہارے نزدیک نہیں آئیگا۔

(۲۵) ترجمہ۔ پیر مسفروش کی پہلی نصیحت یہ ہے کہ نا جنس ہم صحبت سے پرہیز کرو۔

یعنی نا جنس کی صحبت سے بچو۔

(۲۶) ترجمہ۔ اگر حافظ تم سے انعام طلب کرے۔ تو اس کو دلنواز معشوق کے لپکے حوالہ کر دو

یعنی لب یا رکا ایک بوسہ حافظ کے لئے کافی انعام ہے۔

غزل (۱۳۲)

۱	دگر ز ظالع خوشیم چه ملتس باشد	۱	مرا بوسل تو گر زانکہ دسترس باشد
۲	مرا ز بڑو جہاں حاصل آن نفس باشد	۲	اگر بہر و جہاں یک نفس زخم باد و
۳	کہ کجا شکر ستاں بود کس باشد	۳	بر آستان تو خوشامی عاشقان چه عجب
۴	کہ سئل محنت عشق ز پیشم پس باشد	۴	رہ خلاص کجا باشد آن غریبے را
۵	کہ نیم جان مرا یک کر شمع بس باشد	۵	چه حاجت بستمشیرت ل عاشق را
۶	مرا بہ بنید و گویا کہ اینچہ کس باشد	۶	بزار بار شود آشنا و دیکر بار
۷	کہیم بہر غنبد تو دسترس باشد	۷	ازین سبب کہ مرادست سخت کوتاہ است

خوش است بادہ رنگیں صحبت جاناں

(۸)

(۸)

یام حافظ بیدل دریں ہوس باشد

(۱) ترجمہ۔ جبکہ تیرے دل پر اگر دسترس ہو۔ تو پھر بھجا پڑی بخت سے اور کیا آرزو ہو سکتی ہے۔
یعنی بھجا پڑی بخت سے اور کوئی آرزو نہیں۔

(۲) ترجمہ۔ اگر دو نوجوانوں میں ایک ہم ہی دوست کو ساتھ گزاروں۔ تو مجھ کو دو نوجوانوں کو حامل ہی ایکیم بگا
یعنی دنیا اور آخرت میں کام کا وہی ایکیم ہے۔ جو معشوق کے ساتھ گزرے۔ ورنہ دو نوجوان اور کس کام
کے ہیں۔

(۳) ترجمہ۔ تیرے آستان پر عاشق کا شور و فوغا کوئی عجیب بات نہیں۔ جس جگہ شکرستاں ہوتی ہو۔
کھسپاں ضرور ہوتی ہیں۔

مردم و بلخ و مور گرد آیتند۔ (صحیح)

ہر کجا چشمہ بود شیریں

(۴) ترجمہ۔ اس ڈوبے ہوئے کو بچنے کی راہ کہاں مل سکتی ہے۔ جسکے لگے پیچیم غم عشق کا طوفان ہو۔
یعنی جو عشق کے غریق کا بیچارہ حال ہو۔

پایاں پدید نیست چہ پایاں کناہم

اندر جہاں منم کہ محیطا منم مرا

(۵) ترجمہ۔ عاشق کو قتل کرنے کے لئے تلوار کی کیا ضرورت ہے کہیونکہ میری آدھی جان کو صرف ایک کرشمہ
ہی کافی ہے۔

یعنی میں پہلے ہی سے نیم جان ہوں میرے قتل کے لئے تلوار کی ضرورت نہیں۔ اشارہ اسی کافی ہے۔

انارانی کو حریبت دم عیصے نہ ہوا

مر گیا صدرا کین جنبشیں ایسے غالب

الگزینڈر نے آزاد نے کہا ہے۔

خود نفس آپ میں زمری جاں نکالنے

سامان قتل میرے لئے کیا ضرور ہے

مخگان نہ ہو تو خنجر بران نکالنے

اگر وہ نہ ہو تو تیغ ستم ریز کھینچے

(۶) ترجمہ۔ ہزار دفعہ مجھ سے تعارف ہوتا ہے اور پھر۔ جب مجھ کو بچتا ہے تو پوچھتا ہے کہ یہ کون ہے
معشوق کی بے افسانہ کا ذکر ہے۔

(۱۷) ترجمہ۔ چونکہ میرے بخت کا اتہہ جو ہا ہے۔ اسلئے تیرے سرو بلند تک میری دسترس کب پہنچی ہو۔

بام سب لایا بلند اور نار سا جھنشی کند | بکھتے ہیں ہم اپنی مندوری پر بریل اپنی آہ |

(۱۸) ترجمہ۔ سرد شراب اور مشرق کی صحبت بہت اچھی چیزیں ہیں۔ بیدل حافظہ ہمیشہ اسی ہوں میں ہوتا ہے۔

غزل ۱۳۳

۱	آہ اگر نالہ زارم ز ساند بتو یاد	میرے غم نے غم سے ز دست فراق فریاد
۲	کز فراق تو چنانم کہ بدانند شمس مباد	چہ کنم کہ کھنم نالہ و سہر یاد و قنائل
۳	چوں دیدار تو دورم چہ باشم دل شاہ	روز و شب غصہ خون منورم چوں رم
۴	ای بسا چشمہ خونین کہ دل زد دیدہ کشا	تا تو از چشم من سوختہ دل دور شد
۵	چوں بآورد دل از دست فراق فریاد	ازین ہر حرفہ صد قطرہ خون میں چکید

(۶)	حافظ دل شدہ مستغرق بابت پروز	(۷)
(۶)	تو ازین بندہ نخستہ کجا آزاد	

اس غزل کا مضمون مسلسل ہے۔ زمانہ فراق کی المناک زندگی کا نقشہ کھینچتا ہے۔

(۱) ترجمہ۔ میں ہر وقت تیری جدائی کا اتہہ سو فریاد کرتا ہوں۔ افسوس کہ میرا نالہ زار ترجمہ تک پہنچانے پہنچا ہے۔ میرے تیرے فراق میں ہر وقت مصروف تھا ہوں۔ اگر اب بھی تو میرے لئے نہ سنے تو افسوس ہوگا۔

(۲) ترجمہ۔ اگر میں نالہ فریاد اور قنائل کروں تو کیا کروں۔ کیونکہ تیرے پیر میں میری وہ حالت ہے کہ قنائل دشمن کی بھی نہ کرے۔

(۳) ترجمہ۔ میں دن رات غم سے خون کھاتا ہوں اور کس طرح نہ کہاؤں۔ جب تیرے دیدار سے دور ہوں تو اور کس چیز سے دل خوش کروں۔

(۴) ترجمہ۔ جیسے تو مجھ پر غصہ دل کی آنکھ سے صبا ہوا ہے۔ خون کو کئی چشمے دل تو آنکھوں سے جاری کرتے ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ ہر ایک پلک کی جڑ سے خونگ سوی زیادہ قطرے ٹپکے جب تک کہ زہری جیوانی کے ہاتھ سے فریاد کی۔

(۶) ترجمہ۔ بیدل حافظ تیری یاد میں شب روز مستغرق ہو اور تو اس لغت سے غلام سے بالکل آزاد ہو جیسے تو مجھے بالکل یاد نہیں کرتا۔ بندہ اور آزاد کا مقابلہ لطیف ہے

اے کہ ہرگز فراموش محترم | ہیچیت از بندہ یاد می آید

غزل ۱۳۴

۷۹

۱	بہ بندہ شوخ نجر از طرف سبا باز آمد	۱	مژدہ ای دل کہ دو گریاد صبا باز آمد
۲	کہ سلیمان گل از طرف ہوا باز آمد	۲	بر کش اے مرغ سخن سیراؤدی اے
۳	دلخ دل بود ہمیں دو و باز آمد	۳	لالہ بوی می نوشین شیند ز دم صبح
۴	تا بگوید کہ چارفت و چسپ باز آمد	۴	عارفی کو کہ کند ہم زبان سوسن
۵	کاں بست سنگدل از راه وفا باز آمد	۵	میرے کرو کہ مہجت خدا دادہ من
۶	تا بگو شمس دلم آو از درا باز آمد	۶	چشمین از پیرق سافلہ بس آگشید

گر چہ اعدا شکستیم گنہ حافظ کرد

(۷)

(۸)

لطف او میں سر لصبخ از در ما باز آمد

اس غزل میں یہی تسلسل مضمون موجود ہے۔ گزشتہ غزل میں زمانہ فراق کا ذکر ہے۔ یہ غزل حال کی خوشخبری ہے (۱) ترجمہ۔ دل خوشخبری ہو کہ یاد صبا پہر واپس آئی۔ اچھی خبر دینے والا ہمد شہر سبا سے واپس آیا۔

مذہب اور سبا کے لئے دیکھو شعر ۱۲۱

مطلب یہ ہے کہ دیار محبوب سے قاصدا آیا ہے اور عشوق کو تشریف لاکر خبر لایا ہے۔ ہمد شہر سبا سے ملکہ بلقیس کی خبر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس لایا تھا

(۲) ترجمہ ۳۔ ۳ میل داؤدی نذر گا کیونکہ پہول کا سلیمان ہوا کی طرف سے واپس آیا۔

واؤد و علیہ السلام حضرت سلیمان م کے والد تھے۔ نہایت خوش الحان تھے۔ لمن داؤدی مشہور ہے۔

مطلب یہ ہے کہ موسم بہار ہے۔ پہول گنگنہ ہو گئے ہیں۔ ۳ میل تو بھی خوش الحانی سے نغمہ سرا کی کر۔

داؤد و سلیمان اور ہوا کی رعایت ظاہر ہے دیکھو شعر دیکھا

(۳) ترجمہ۔ لالہ نے نسیم صبح سے خوش فرائد شراب کی خوشبو نہیں سونگی۔ بلکہ دل کا ایک داغ بنا۔ جو دو اکی امید

سے آیا

مطلب یہ ہے کہ یہ گل لالہ نہیں جو نسیم صبح سے شراب کی بو سونگا کہ کیا ہر آیا ہے۔ بلکہ یہ عاشق کو دل کا داغ ہے۔ جو

علاج کی امید پر نکلا ہے۔ (گل لالہ کو اندر داغ ہوتا ہے جسے داغ دل سے تشبیہ تھی)

(۴) ترجمہ۔ کون ایسا عارف ہے جو سوسن کی زبان کو سمجھے۔ تاکہ وہ کہو کہ کیوں گئی اور کیوں واپس آئی۔

سوسن۔ ایک پہول ہے جس کی تپوں کو بوجہ مشابہت صورتی زبان سے تشبیہ تھی۔

مطلب یہ ہے کہ سوسن زبان حال سے یہ بتا رہی ہے کہ وہ کیوں (موسم خزاں میں) چلی گئی اور موسم بہار میں)

واپس آئی۔ لیکن کوئی ایسا عارف نہیں جو اس کی زبان کو سمجھے۔

(۵) ترجمہ۔ یہ خرد ادا و بخت جو انہی اور مہربانی کی۔ کہ وہ سنگدل بت و فانی راہ و واپس آیا

یعنی میرے سنگدل مشوق نے وفا شکاری اختیار کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ میرا بخت بیدار ہے۔

(۶) ترجمہ۔ میری آنکھوں میں اس فائدہ کیلئے بہت پانی چہرہ کا۔ جسے کہ میرے دل کے کانوں میں دوا کی آواز

سنائی دی۔

مطلب یہ ہے کہ معشوق کو فائدہ کے لئے کی امید میں میری آنکھیں مستہ میں چہرہ کا ڈکڑی رہیں تاکہ گڑ

نہ اٹھو۔ اتنی مدت پانی چہرہ کے بعد اب سے اب سے جس دروازے کی آواز آتی ہے۔ جس سے معلوم

ہوتا ہے۔ کہ فائدہ نزدیک آ گیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ معشوق کے انتظار میں کتنی مدت میں روتا رہا۔

اب اگر آنے کی خبر سنئی ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اگرچہ ہم نے عمدہ کنی کی اور حافظ نے گناہ کیا۔ لیکن اس کی (معشوق کی) مہربانی

دیکھو کہ صلح سے ہمارے دروازہ سے اندر آیا۔

غزل ۱۳۵

۱	تاہم ہر صومعہ اور ان پٹی کارے گیزند	نقد ہا را بود آیا کہ عیاے گیزند
۲	بگزارند خودم طرہ یاری گیزند	مصاحت یدن آنت کہ یاران بیکار
۳	اگر فلکشان بگذار دک قرار می گیزند	خوش رفتند حرفیاں سر زلف سخی
۴	کہ تیر خمرہ ہر لحظہ شکاری گیزند	یار باین بچہ ترکان چہ دلیرند بخوں
۵	خاصہ قصی کہ در دوست نگاری گیزند	قص بر شعر تو نالہ فی خوش باشد
۶	کہ درین خیل حصار می سیواری گیزند	قوت بازو پر ہیز بخوبان مغروش
۷	بلبلان اسرار دامن خاری گیزند	زناغ چوں شرم ندار دک نہد یار گل
۸	عمر ہاشد کہ سر راہ گذاری گیزند	تا کہ سند بل نظر خاک ہت محل بصر

حافظ ابنائیںں را رسم سکینات

(۹)

(۹)

زاں میاگن توان گناری گیزند

(۱) ترجمہ۔ خدا کرے کہ یہی ایسا ہو کہ تمام نقدیوں کو پر کہا جائے۔ تاکہ تمام معیشتیں کسی کام میں لگ جائیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ان تمام زائدان ظاہر دار و عابدان ریاء کار کے نقد اعمال کو امتحان کی کسوٹی پر پرکھا جائے۔ تو ضرور ہے کہ اکثر لوگوں کی نقدی کہوٹی نکلے گی۔ اگر ایسا کیا گیا تو پھر یہ لوگ اس ریاء کاری کو چھوڑ کر کسی کام میں لگ جائیں گے۔ یعنی یا تو خلوص جو عبادت شروع کر دینگے۔ یا بالکل عبادت خانوں کا نام ہی نہ لیں گے۔ موجودہ صورت میں یہ لوگ نہ راہر کے ہیں نہ اوہر کے۔ نہ دین کے ہیں نہ دنیا کے۔

(۲) ترجمہ۔ سیر نزدیکہ نصحت یہی ہے کہ یاران مشرب تمام کام چھوڑ دیں اور معشوق کی زلف کو خم کو کھولیں۔

یعنی تمام کاموں سے اجہا کام یہی ہے۔ کہ ہم معشوق کو ہور ہیں اور اسکی زلف کو اسیر ہو کر تمام

تو دے آزاد ہو جائیں

(۳) ترجمہ۔ حریفوں ساقی کو سوزن کو خوب پکڑا ہے۔ بشرطیکہ آسمان اہیل جازت ہی کہ وہاں قرار پکڑیں
یعنی عاشق تو زلف مشرق میں گرفتار ہو چکا ہے۔ بشرطیکہ دور چرخ اکھو وہاں ٹہرنے سے۔
(۴) ترجمہ۔ اے خدا یہ ترک بچے خون کرنے میں کتنے دلیر ہیں۔ کہ بلکہ کس تیر سے ہر لحظہ ایک خاکسار
پکڑتے ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ پاکیزہ شعرا و بانسلی کی آواز پر قصہ کہنا بہت اچھا ہوتا ہے۔ خصوصاً وہ قصہ جس میں مشوق
کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں ہو۔

(۶) ترجمہ۔ اپنی بازوئے پرہیز کی قوت حسینوں کے سامنے ظاہر نہ کر۔ کیونکہ اس لشکر میں ایک قلعہ کو
صرف ایک سوار کے ذریعے فتح کر لیتے ہیں۔

یعنی تو حسینوں کے سامنے اس بات کا فرو نہ کر کہ تو اپنے آپ کو ان کی بچا سکتا ہے۔ کیونکہ حسینوں کی
فوج کا تنہا ایک سوار ہی ایک قلعہ کو سر کر سکتا ہے۔

(۷) ترجمہ۔ جب کو آپول پر بادلیں کہنے سے شرم نہیں کرتا۔ تو جائز ہوگا اگر بلبلیں کاٹنے کا دامن پکڑ لیں
یعنی جب نااہل اس مردم ناشناسی کے زمانہ میں بلند مراتب پر پہنچ جاتے ہیں اور اس امر سے

شرم نہیں کرتے کہ جس چیز کے وہ لائق نہیں اس پر کیوں قبضہ رکھیں۔ تو پیرا کمال لوگ رنج و
تعب میں عمر بے نذر کریں تو اور کیا کریں۔ احمقان ہورد شد مند و زہیمہ عاقلان ہرٹا کشیدہ در کلیمہ

(۸) ترجمہ۔ تاکہ اہل نظر تیرے رستہ کی مٹی کو آنکھوں کا سر نہ بنائیں۔ مدتیں گذر گئیں کہ وہ رستہ پر
بیٹھے ہوئے ہیں۔

یہ شعر بعض قلمی دیوانوں میں نہیں ہے۔

(۹) ترجمہ۔ اے حافظا بنا کہ وقت کو مسکینوں کا غم نہیں ہے۔ اگر سو کو تو بہتر ہے کہ ان کی کنارہ کشی کر
لی جائے۔

غزل (۱۳۶)

اس غزل کو تمام اشعار غزل (۸۴) میں آچکے ہیں۔ مطبوعہ دیوانوں میں غزل مذکورہ بالا میں سے

یہ چہ شعرے کہ علیحدہ غزل کی صورت میں یہاں لکھے گئے ہیں۔ کاتبوں کی غلطی ہے۔ لہذا اس غزل کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

غزل ۱۳۶

۱	نہ ہر کہ آہن ساز و سکندری داند	۱	نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند
۲	کلاہ داری و آئین سروری داند	۲	تہہ کہ طرف کلج نہاد و تہہ نشست
۳	نہ ہر کہ سر تیرا شد قلندری داند	۳	ہزار گشتہ بارگیتہ ز مو انجاست
۴	کہ در محیط نہ ہر کس شناوری داند	۴	در آب دیدہ خود غرقہ ام چہ چارہ کنم
۵	کہ در گدا صفتی کیمیاگری داند	۵	غلام ہمت آں نہ عافیت سوزم
۶	کہ قدر گوہر یک دانہ گوہری داند	۶	سواد نقطہ بنیش ز خال نت مرا
۷	کہ آدمی بچہ شہوہ پری داند	۷	بباختم دل دیوانہ و نہ اندستم
۸	جہاں گیمہ اگر وا دستری داند	۸	بقدر چہرہ ہر اھس کہ شاہ خواب
۹	و گر نہ ہر کہ تو بینی سنگری داند	۹	و فای عمدہ کو باشت دار بیا موزی
۱۰	کہ دوست خود روش بندہ پوزی داند	۱۰	تو بندگی چو گدایاں بشتر مزد مکن

ز شعر دلکش حافظ کسی شود آگاہ

(۱۱)

(۱۱)

کہ لطف بیع و سخن گفتن در می داند

(۱) ترجمہ۔ ہر ایک شخص جو چہرہ کو چمکائے دلبری نہیں جانتا۔ ہر ایک شخص جو آئینہ بنا سکندری نہیں جانتا
آئینہ اور سنگد کے لئے دیکھہ شعرا لٹ ہے
مطلب یہ ہے کہ صرف حسین سے آدمی معشوق نہیں بن سکتا اور صرف آئینہ بنا لینے کو کوئی
آدمی سکند نہیں ہوتا۔

(۲) ترجمہ۔ ہر ایک شخص جو ڈپٹی کو نہ کہہ کر کہہ کر آدمی اور غروہ کو کہہ کر۔ یاہ شاہی اور سروری کو آئینہ نہیں جانتا۔

کلاہ داری۔ بادشاہی سلطنت۔ مطلب یہ ہے کہ بادشاہ ہونے کے لئے اور صد ہا باتوں کی ضرورت ہے۔ صرف کچھ کلاہی اور غور سے انسان بادشاہ نہیں بن سکتا۔

لسان العصر یہ الکر حسین صاحب لہ آبادی فرماتے ہیں

نہ ہر کہ آوٹ بیند وخت مہبری داند	نہ ہر کہ بخت بیا موخت لیڈری داند
نہ ہر کہ تہیت پریشید و کوٹ دہر کرد	ادائے مغرب و آئینِ مشرقی داند

(۳) ترجمہ۔ اس جگہ ہزارا نکتے بال ہی زیادہ بار یک ہیں۔ ایک شخص عمر منڈا لے قلندر ہی نہیں جانتا۔ قلندر عمر ماسر کے بال منڈا دیتے ہیں۔ مگر ظاہر ہے کہ صرف منڈا وائے آدمی قلندر نہیں بن سکتا۔ قلندر بننے کے لئے ہزاروں در باتیں ہی ضروری ہیں۔ تو اور سترہ تراشیدن کی رعایت ظاہر۔ شعر نڈا اور شعر (۱) و (۲) میں ایک ہی مضمون ہے۔ اسی مضمون پر غالب کہا ہے۔

نہ ہر ترانہ سنج نیک انوا بود	نہ ہر سخن سرا بہ سبحان برابراست
نہ ہر شتر سوار بہ صالح بود ہمال	نہ ہر شبان بوی عمان برابراست
نہ ہر کہ گنج یافتہ پرویز گوسے برد	نہ ہر کہ باغ ساخت بر خود ابرابراست

(۴) ترجمہ۔ میل پنی انگلیس کے دریا میں (یعنی آنسوؤں میں) خود غرق ہوں کیا کروں کہ سمندر میں ہر ایک شخص تیرنا نہیں جانتا۔

(۵) ترجمہ۔ میں اس عافیت سوزند کی ہمت کا غلام ہوں۔ جو گداگری میں ہی کیسیا کی جاد یا جو گداگری کو کیسیا کی جانتا۔

یعنی باوجود غلٹ ہونے کی ہمت شامل نہ رکھی عافیت سوز وہ شخص جو خوشی اور غم کو برابر سمجھے۔

(۶) ترجمہ۔ سب نقطہ بنیش کی سیاہی خالی ہے۔ گو ہر کیلے کی قدر صرف گوہری ہی جانتا ہے۔
نقطہ بنیش۔ یعنی مردم چشم۔ آنکھ کی پتلی۔ گوہر یکیدانہ۔ جو در بنیم کہتے ہیں۔ صرف میں گھر
صرف ایک سوئی ہو۔ تو وہ موتی بہت بڑا اور نہایت آبدار ہوتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ میری آنکھ کی پتلی کو سیاہی تیرے خالی سیاہی حاصل ہوئی اور تیرے خالی کی قدر میں ہی جانتا ہوں۔ ہر ایک شخص نہیں سمجھ سکتا۔

(۷) ترجمہ۔ میں اپنی دیوانہ دل کو ہار دیا اور نہیں جانتا تھا۔ کہ آدمی کا بچہ پیری کا کشیدہ جانتا ہوگا۔

یعنے مجھے معلوم نہ تھا کہ تو پر پورا نکاشیوہ رکھتا ہے اور آدمیوں سے بہا گتا ہے۔ ورنہ میں ل نہ مارتا۔
(۸) ترجمہ۔ قد اور چہرہ سے جو شخص حسینہ نکا بادشاہ ہو گیا۔ اگر وہ انصاف کرنا جانتا ہو تو نام بہا کو فتح کر سکتا ہے،
یعنے ہستی نداد اور کفایت مشوق اگر کم و بیش انصاف ہی کرے اور محض ستمگاری نہ ہو۔ تو بہا کو اپنا شیوا
بناسکتا ہے۔

(۹) ترجمہ۔ اگر تو مدد کو پورا کرنا سیکھ (تو بیشک بڑی بات ہے) ورنہ جس کسی کو دیکھو ستمگاری جانتا ہے۔
یعنے جفا تو ہر ایک شخص کر سکتا ہے۔ اگر ہو سکا تو وہ فاکر۔

(۱۰) ترجمہ۔ تو گدا گروں کی طرح اجرت کی شرط پر بندگی نہ کر۔ کیونکہ مشوق خود بندہ پروری کی روش کو جانتا ہے
مطلب یہ ہے کہ ہیئت کے لئے نہیں بلکہ صدق دل اور خلوص سے عبادت کر اور اجر کا خیال نہ کر۔ خدا خود تیری فرزند
کو جانتا ہے۔ اور وہ پورا بندہ نہ آتا ہے۔

اصلہ و مزینہ پیش کہ در پیش عام	لالا زاد داغ و گل انچاک شبنم نرسد (غالب)
--------------------------------	--

(۱۱) ترجمہ۔ حافظ کو گلشن شعر سے صرف شبنم شخص واقف ہو سکتا ہے جسکی طبیعت میں لطافت ہو اور فارسی شعر گوئی
جانتا ہو۔

وری۔ سات فارسی زبانوں میں سے ایک نام مشہور ہے۔ چونکہ زمانہ سابق میں جو لوگ پہاڑوں کے
دروں میں رہتے تھے اور بیڑنی و نیاسی انکا اختلاط نہ تھا انکی زبان بھی سری زبانوں کو مخلوط نہ ہوتی۔ اس لئے ان کی
زبان کو زیادہ صحیح اور فصیح سمجھا جاتا تھا۔ جسے دری کہتے تھے۔ بعض کے نزدیک دری کی وجہ شہسود ہے۔
کہ بہمن کے زمانہ میں چونکہ اطراف و اکناف ملک سے لوگ دربار میں آتے تھے اور ایک دوسرے کی زبان نہیں سمجھتے تھے
بادشاہ نے حکم دیا کہ ہر ایک زبان وضع کریں جو دربار میں بولی جائے۔ چنانچہ اس زبان کا نام دری ہوا۔ تازی زبان
کی سات قسموں کے نام یہ ہیں۔

(۱) فارسی۔ (۲) دری۔ (۳) پیلوی۔ (۴) ہردی۔ (۵) سکزی (۶) زادلی (۷) سعدی۔ ان تمام میں سے
سب سے زیادہ فصیح دری ہے۔

غزل ۱۳۸

نیت دہنہزنگاری کہ دل مابہر	۱	بختم ار بارشود رستم از نیجا ببرد
کوچر یعنی خوش قسمت کہ پیش کرمش	۲	عاشق خجوت دل نام تماشا ببرد
در خیال این محبت مہوس می بادم	۳	بوکہ صاحب سہری نام تماشا ببرد
راہ عشق ارچہ کمینگاہ کماندار است	۴	ہر کہ دستہ رود صفر ز اعدا ببرد
سحر با معجزہ پہلو ز ندول خوش دلدار	۵	سامری کیت کہ دست ازید بیضیا ببرد
جام مینائی می سدرہ تنگدلیت	۶	منہ از دست کہ سیل غمت از جا ببرد
باغبان از خزان خجوت سہمی بسیم	۷	آہ از ان روز کہ بادت گل رعنا ببرد
رہنم دہر خفتہ است مشواہ من از د	۸	اکامہ روز نبرد دست کہ فر د ا ببرد
بانگ گادی چو صد بار زد بد عشوہ مخمر	۹	کی سہاگوئے ز غور شہید مصفا ببرد
ضلم و سولی کہ پہل سالہ لم جمع آورد	۱۰	ترسم آن ز گرس ستانہ سبکیا ببرد

حافظ ارجاں طلب بزرگس متانہ او

(۱)

(۱۱)

خانہ از بچہ سردار از وہیل تا ببرد

(۱) ترجمہ - شہر میں کوئی ایسا مشوق نہیں جو ہمارا دل لے لے۔ اگر میرا بخت یاد رہو تو میرا سباب پہاں سے لے جائے۔

یعنی اس شہر میں تو کوئی ایسا مشوق نہیں جو ہمارا دل لے لے۔ البتہ آج انہ اگر کسی اور جگہ کجا تو تھا کوئی ایسا مشوق ہی تھا۔ بعض شاعرین شہر سے مراد دنیا لینے ہیں۔

(۲) ترجمہ - ایسا خوش اور مست ترین کون ہو کہ کسی مہربانی کے سامنے سختہ دل عاشق تماشا کا نام لے۔ یعنی ایسا مشوق کون ہو جس کی مہربانی کی امید پر اپنی آرزو بیان کی جائے۔

(۳) ترجمہ - میں خیال میں یہ تمام محبت بازی املا میدہر کرتا ہوں کہ شاید کوئی صاحب نظر تماشا کا نام لے

لعبت۔ کھلونا۔ گویا۔ تصویر۔ تپلی۔ لعبت بازی۔ پتلیوں کا ماشاہ کہانا
 مطلب یہ ہے کہ میں نے خیالات کی لعبت بازی۔ اس لئے کرتا ہوں کہ شاید کوئی اہل نظر اگر اس کو دیکھے یعنی
 میں یہ نغمہ گفتاری اور خیال آفرینی اس کو کرتا ہوں کہ شاید کوئی اہل نظر اس سے
 (۴) ترجمہ۔ عشق کی راہ اگر چہ کمانداروں کی گہات کی جگہ ہے۔ لیکن ہر شخص کو کچھ بہال رکھنا ہے۔ وہ دشمنوں پر
 حمل کر لیتا ہے۔

یعنی راہ عشق میں اگر چہ ہر مقام پر کماندار گہات گمانی بیٹھے ہیں اور قدم قدم پر جان کا خطرہ ہے۔ لیکن جو راہ پر
 احتیاط سے چلتا ہے۔ وہ دشمنوں سے بچ کر نکل جاتا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ جاوید مجروح کی یاری نہیں کر سکتا ہے۔ نکرہ۔ سامری کون ہے کہ یہ بیضا سے بازی لے جائے۔
 سامری کے لئے دیکھو شعر دلہ۔ یہ بیضا۔ چمکتا ہوا ہاتھ۔ سفید ہاتھ۔ حضرت سولی اور بیضا
 ہاتھ کو نعل میں لپکا کر باہر نکالتے تھے تو نعل آفتاب میں ہو جاتا اور آنکھوں میں چمکا چمکانے لگتی تھی۔ یہ انکا مجروح ہے
 سورہ انقص میں ہے۔ اَسْلَفُ يَكُ لَشَقِي حَيْثُ بَكَتْ حُجُوجُ بَيْضًا كَأَنَّ يَدَيْهَا تَهْتَدُ
 اگر بیان میں لے جاتا کہ سفید اور روشن نکلے۔

(۶) ترجمہ۔ شراکیت بینائی جام تنگدلی کو دور کرتا ہے۔ اسے ہاتھ کی نہ چوڑی اور نہ غموں کا طوفان تھوہا لے جا
 سدرہ۔ رستہ کی دیوار۔ رستہ کی رکاوٹ۔ مانع۔ روکنے والا۔ دور کرنے والا

(۷) ترجمہ۔ باغبان میں ہر خزان کو پیچھڑ دیکھتا ہوں۔ اس روز پر افسوس جب ہوا تیرے خوبصورت پہلوں کو
 خراب کر دے گی۔

(۸) ترجمہ۔ زمانہ کارہن سوا ہوا نہیں ہے اس سے بھینک نہ ہو۔ اگر آج نہیں لوٹا تو کل لوٹ لیا جائیگا۔
 ان دو شعر میں دنیا کی ناپائیداری کی بیان کی گئی ہے۔ چند روز بہار پر مغزور نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ خزان
 اس کے تعاقب میں ہے۔ زمانہ ایک روزہ نہیں بیکار نہیں بیٹھتا۔ اگر آج کسی کی متاعِ حیات ہے کہ ہاتھ
 سے بچ گئی ہے تو کل ضرور غارت ہو جائیگی۔

(۹) ترجمہ۔ پیڑے کی آواز اگر بلند ہو تو اس کو دھوکہ میں نہ آ۔ سپہا خورشید صفا سوس کب بے وقت سے
 جا سکتا ہے

گاؤ۔ سے مراد سامری کا بنایا ہوا وہ سونے چاندی کا گو سالہ جو زندہ پیڑے کی طرح بولتا تھا۔

حضرت مولیٰ علیہ السلام کی امت کے بہت سے لوگ سامری نے اس جادوگری کی گمراہ کئے۔ مزید معلوم ہوا کہ
لئے دیکھو شعر د ۲۴۔

سہا۔ بنات الغنم میں ایک باریک ستارہ کا نام۔ بنات میں دو ستارہ کے ساتھ واقع
ہے۔

مطلب یہ ہے کہ سہا جیسا ایک باریک ستارہ آفتاب کے بہت ہی قریب ہے۔ اسی طرح سامری کی جادوگری
حضرت مرہ سے ۳ کے معجزوں پر غالب نہیں آسکتی۔

(۱۰) ترجمہ۔ وہ عالم افضل جو میر دل نے چالیس سال میں جمع کیا۔ چھوڑ کر کہ وہ مت اکتاہٹ ہی لیتی تھی۔
یعنی معشوق کی مرمت اکتاہ۔

(۱۱) ترجمہ۔ سخا نفاذ اگر کسی مت اکتاہ جان مانگی۔ تو خانہ وجود کو جان تو خالی کر دے اور چھوڑ کر کہ وہ آکر لیتا
بعض یوانوں میں دوسرا مصرع اس طرح ہے: سخا نفاذ غیر ہر از و بہل تا برد۔ یعنی خانہ دل تو خالی
غیر اللہ سے خالی کر دے۔

غزل (۱۳۹)

۱	عالم پر گریہ بارہ جواں خواہ شد	۱	نفس با وصیا مشک نشاں خواہ شد
۲	چشم پر محسوس شقائق مگر خواہ شد	۲	از خوان جام حقیقتی بہ سمن خواہ شد
۳	کہ باغ آمد زیں اہ ازاں خواہ شد	۳	گل عزیزت عنایت شہر مدین صحت
۴	تا سر زہل غمہ زماں خواہ شد	۴	ایں تطاول کہ کشید از عم ہجران بسیل
۵	مایہ نقد بقتار انہماں خواہ شد	۵	ای دل رعشرت امروز بفرود ہنگنی
۶	از نظر تابش عید میضال خواہ شد	۶	ماہ شعبان ہ از دست قدح کایں شوریہ
۷	چند گوئی کہ چنینت و چنان خواہ شد	۷	مطر با مجلس انست غزل ان سرود
۸	مجلس عطا و از دست زمانہ خواہ شد	۸	گر ز مسجیہ نجات شد م عیب مکن
۹	قدی نہ بود شکل رواں خواہ شد	۹	حافظ از بہر تو آمد سواست تسلیم وجود

یہ غزل خواجہ صاحب نے موسم بہار پر یا شرح صدر کی کیفیت پر لکھی جو مضمون مسلسل ہے۔

(۱) ترجمہ۔ بادِ مہا کا سانس مشکِ افشاں ہو جائیگا۔ بوڑھا زمانہ ازسرنو جوان ہو جائے گا۔

یعنی بادِ بہاری اپنی خوشبو سے دنیا کو ازسرنو جوان کر دے گی

(۲) ترجمہ۔ ارغوانِ حقیق کا پیالہ چھبیلی کو دیگا۔ اور نرگس کی آنکھ شقیق کو دیکھنے لگے گی۔

ارغوان۔ ایک سرخ پھول حقیق کے لئے دیکھو شعر دیکھو حقیق۔ سرخ رنگ کا ایک قسمی پتھر

مجازاً شراب۔ شقیق۔ گل لالہ۔ مغز اور جمع ہر دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

خواجہ صاحب نے زم جن میں گلِ ارغوان کو جامِ حقیق۔ سن کو بادہ خواجہ چشم نرگس کو عاشق کی آنکھ اور

گل لالہ کو مشوق کا سرخ چہرہ بیان کیا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ پھولِ عزیز اور اسکی صحبت کو غنیمت جانو۔ کیونکہ یہ باغ میں اس رہتا ہوا آیا۔ اس رستہ

سے چلا جائیگا۔

یعنی پھول کی بہار چند روزہ ہی سے غنیمت جانو۔

(۴) ترجمہ۔ عظیم جو ہم بچران کو بل نے اٹھائی۔ پھول کے سرا پر وہ تک نعرہ مارنے چلی جائیگی۔

سرا پر وہ۔ بارگاہِ بادشاہی۔ بڑا پر وہ جو بطور دیوار کے خمیہ کے لگے لگاؤ ہیں گہم کا پر وہ

مطلب یہ کہ بل بچر کے عظیم کی فریاد بارگاہِ گل میں بھیائیگی۔

(۵) ترجمہ۔ سوال اگر تو آج کی عشرت کو کل پر ڈالتا ہے۔ تو نقد ہستی کو سرمایہ کا ضامن کون ہوگا۔

مطلب یہ ہے کہ زندگی کا کچھ بہرہ تو نہیں۔ کون ضامن ہو سکتا ہے کہ ہم کل تک زندہ رہیں گے۔ اس لئے چاہئے

کہ آج ہی عشقِ عشرت کر لیں اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر پہلے۔

(۶) ترجمہ۔ مٹاؤ مٹاؤ مٹاؤ پیالہ ہاتھ نہ چھوڑو کیونکہ یہ اقیاب دیکھنے پیالہ علیٰ نظر کی رات تک لکھو مٹاؤ غائب

رہے گا۔

یعنی ماہِ رمضان میں تو شراب کی پیالہ مٹنے کا نہیں۔ تمام کسرا و شعبان میں ہی نکال لو

گوئی کہ ماہِ رمضان گشت پدید	من بعد بس کہو یادہ نواں گردید
-----------------------------	-------------------------------

در آخر شعبان خورم خندانے	کاندر رمضان مست بچتم تا عید
--------------------------	-----------------------------

(۷) ترجمہ۔ یہ مطلب محبت کی مجلس ہے۔ غزل اور سرود سنا۔ کب تک کو کہو گا کہ ایسا ہی اور ویسا ہوگا۔

ہے جب تک تو جنس و چنان کہ تار میگا۔ بزم احباب ہو۔ نغمہ سرائی کر۔

(۸) ترجمہ۔ اگر میں مسجد سے خرابات کی طرف چلا گیا تو صیب جو بی ذکر۔ دھڑکی مجلس ایسی ہوتی ہے اور دیر ہو جاوے گی۔

مطلب ہے کہ زندگی کا وقت تھوڑا ہے۔ کون مجلس و عظیم ماحول میں کسے۔

(۹) ترجمہ۔ حافظ تیرے لئے ملک جو دیکھن آیا۔ اسکو الوداع کہنے کے لئے قدم رنجہ فرما کہ اب روانہ ہو جاؤ گا۔

یعنی حافظ صبر تیرے دیکھنے کیلئے ملک عدم سے تو علم وجود میں آیا۔ اب وہ پھر مکہ صبر کو جا رہا ہے، اسکو رخصت کرنے کے لئے تشریف لا۔

غزل ۱۴۰

۱	ای بسا خرقہ کہ مستوجب آتش باشد	نقد صوفی نہ ہر صافی و بغیش باشد
۲	شام کا ہنسن نگراں باش کہ خوش باشد	صوفی ہا کہ زور و سحری مست شدی
۳	ہا بیوی شود ہر کہ در و خوش باشد	خوش بود کہ حک تجر بہ آید بیاں
۴	حاشی شیوہ زنداں بلا کش باشد	ناز پرورد ستم نوراہ بدست
۵	ای بسا رخ کہ بخونا بہ منقش باشد	خط سانی کہ از سر گونہ زدنش برآب
۶	حیف باشد دل و انا کہ مشوش باشد	نغمہ نیاسی ملی چند خوری بادہ بخور

دل و سجادہ حافظ بہر بادہ خوردش

(۷)

(۸)

اگر شرا زلف کف آن سانی ہو مشوش باشد

(۱۱) ترجمہ۔ صوفی کا نقد تمام تہجات اور آمیزش کو خالی نہیں ہوتا۔ بہت سی ایسے خرقے ہیں جو جیسا جانے کے قابل ہیں۔

یعنی صوفی کا نقد احوال بالکل کھرا ہی نہیں۔ اس میں ریاکی آمیزش بھی ہو اور یہ پارسانی کو لباس جو نظر

آتے ہیں ان میں سے کسی کی جلاٹے جانے کے قابل ہیں۔

(۶) ترجمہ - ہمارا صوفی جو صبح کے ورد سے مست ہوتا تھا۔ شام کو وقت اس کو دیکھ کر (شراب پی کر) سرخوش ہوتا ہے۔

سرخوشی مستی کی ایک حالت تحقیق کے لئے دیکھو شعر ۱۱۱

مطلب یہ ہے کہ زاہد جو صبح کے وقت درو و طیفہ سے مست ہوتا ہے۔ شام کو شراب پی کر مست ہو جاتا ہے۔ زاہد ریبا کار کے شراب الہیہ و کھیرف اشارہ ہے۔

(۳) ترجمہ - کیا اچھا ہو اگر تجربہ کی کسوٹی درمیان میں آئے۔ تاکہ سیاہ رہو جو جگہ جس میں کہیل ہو۔ محکم - کسوٹی سنگ زرخش - جس پر سنی چاندی کی آزمائش کرتے ہیں۔

غش - کدورت میل - آمیزش - ملاوٹ - کھوٹا پن - عیب - خیانت - تشویش -

مطلب یہ ہے کہ اگر تمام لوگوں کو نقد اعمال کو تجربہ کی کسوٹی پر لگایا جائے تو بہت اچھا ہو گا۔ کیونکہ کہونا کہا ہوا معلوم ہو جائیگا جس شخص میں اکثریت ہوگی وہ معرض امتحان میں تڑپے سیاہ رہو جو جگہ جگہ جگہ کہونا سونا کسوٹی پر گھسنے سے سیاہی دیتا ہے۔ دروغش باشد یعنی دروغش باشد۔ دروغش باشد ہی پڑا جا سکتا ہے۔ یعنی جس میں جھوٹ ہو۔

(۴) ترجمہ - ناز و نیت کا پلاٹو شخص دوست تک نہیں پہنچ سکتا عاشقی بلاکش رند و نکا کام ہے۔

یعنی عاشق کے لئے بلاکش اور رند ہونا ضروری ہے۔ اسے چاہئے کہ کبریا کی قسم کی تکلیف برداشت کرنے کے لئے طیار ہو۔ ناز و نیت کے پلے ہوئے آدمی منازل عشق کو کبھی طے نہیں کر سکتے اور منزل مقصد تک نہ پہنچ سکتے ہیں۔

(۵) ترجمہ - سانی کا خطا اگر ای طرح پانی پر نقش بنائیگا۔ تو بہت ہی ایسے چہرہ ہوگی جو ٹولوں کو منقش ہو جائیگا۔ یعنی اگر ای طرح سانی کے سبزہ خطا کا عکس عام شراب میں پڑتا رہا اور عاشق اس کو دیکھ کر ہے۔ تو اکثر ان کے

چہرے پر لہو کے آنسوؤں کو نقش پیدا ہوگی۔ یعنی عاشق خون کے آنسو چہرے پر گرائیں گے

(۶) ترجمہ - دنیا دو کافم لوگ تک کھا گیا۔ شراب پی۔ اس ناول پر اسوس ہے جو تشویش میں ہو۔

یعنی اسوس کی اس لہر پر جو دنیا ہو کر غمزدہ ہے۔ دنیا کی یہی کڑی لہر میں نیما دوں کا غم مطلق نہ ہو۔

غم دین خود کہ عین غم دین است	ہم غمناہ فرورتر از این است	حکیم شنائی
------------------------------	----------------------------	------------

(۷) ترجمہ۔ حافظ کا خرقہ اور بجاوہ (سب نماز) می فروش سے۔ اگر اس چاند کو چہرہ والے ساتی کے ہاتھ سے

شراب سے

سینے اگر وہ ماہوش ساتی اپنے ہاتھ سے شراب سے۔ تو حافظ اپنا جبہ اور بجاوہ شراب کے عوض مٹی پر تیار ہو۔ یعنی ترک نہ کرنے پر تیار ہے۔

اپنے ہاتھوں سے جو دو بہرے کے انہیں جام شراب

شیخ صاحب کو ذرا عذر بھی والتہ نہ ہو۔

غزل ۱۲۱

صورت با تہ شہمی تخیں کردہ اند	۱	نسبت ویت اگر با ہر پرویں کردہ اند
اس حکایتہا کہ از فرہاد و شیریں کردہ اند	۲	شمنہ از دستمان عشق شور انگیز است
عارفان انجامش عقل مشکیں کردہ اند	۳	مگہت جان بخش در خاک کوی گلخاں
ای تطلون میں کہ با عشاق مسکیں کردہ اند	۴	خالیان بی بہرہ اند از جرعه کاس لکرام
کایں کرامت ہمہ شہباز و شاہیں کردہ اند	۵	شہزادان و زرخن زیبای صید قینیت
قابل تعین تو بچہ تعین کردہ اند	۶	ساقیامی دہ کہ با سبک ازل تہذیبیت
دختر زرارہ کفشد عقل کابیں کردہ اند	۷	از خود بیگانہ شوچوں جاننش اندر برکش
کایں حرفیاں خدیت جامہاں میں کردہ اند	۸	درغالیں کاسہ زندان بخواری منگرید
آچنان لفت دراز و خال مشکیں کردہ اند	۹	تیر فرنگاں دراز و غمزہ جساد و نکر و
ہم تو انصافش بشیریں میں میں کردہ اند	۱۰	یکش کرانعام با بود و بخت نصبت ندو
زادان از خندہ با اندر دل و دین کردہ اند	۱۱	نشادان از آتش خسار رنگیں و مہم

شرح افکار اکھیسر حسان شہت

(۱۲)

(۱۳)

ہر کجا بشنیدہ انداز لطف تحسین کردہ اند

(۱۴) ترجمہ۔ اگر کسی چہرہ نو ماہ و پرویں سے نصبت کی ہے۔ تو بات یہ کہ انہوں نے ایک نیا دیدہ چیز کو تعینا شہید کر دیا ہے

یعنے کسی نے ہی تیرا چہرہ نہیں بچھا صرف اپنی قیاس ہو اسی ماہ و پروں تو تشبیہ دی ہے ہے میں۔ مگر تیرا چہرہ کہاں اور ماہ و پروں کہاں۔

آنا لگا مگھ وصف حسن تو تعسیر میکیندا۔ خواب ندیدہ ہوا ہنسب میر میکیندا۔

(۱۷) ترجمہ۔ سہارا شورا لکھو عشق کی داستان کا ایک حصہ ہے۔ یہ تمام کہانیاں جو لوگ شیریں فریاد کی بیان کرتے ہیں یعنی شیریں فریاد کے عشق کے تمام قصے ہمای داستان عشق کا ایک ورق ہیں

اگر کیسی و مجنوں زندہ گشتے۔ حدیث عشق ازین دفتر نوشتے۔

(۱۸) ترجمہ۔ گلغنداز مشقوں کے کوچہ کی مٹی جان بخش خوشبو رکھتی ہے عارفوں اس گلے سے عجب حاصل کے مشام کو خوشبو دل گیا ہے۔

یعنے عارفوں کے مشام جان کو دیکھ کر محبوب کی خوشبو سے مہلر ہوتے ہیں۔

(۱۹) ترجمہ۔ خاک کی انسان کا اس لاکھ کے گہر نیت و محروم ہیں۔ اس فطرت کو دیکھ کر جو مسکین عاشقوں کے ساتھ کیا گیا کاس۔ پیالہ شراب۔ پیالہ کراہ۔ جمع کریم۔ سخی لوگ۔ بزرگ لوگ مطلب یہ ہے کہ خاک کی انسان کو شراب عشق کو اس پیالہ سے محروم رکھا گیا ہے جس سے عالم علوی کو پہنچا اے شراب پیتے ہیں۔ یہ ان بیچار مسکین عاشقوں کو ساتھ بے انصافی کی گئی ہے۔

(۲۰) ترجمہ۔ کوئی اور چہل کوشہ شہکار اور تہید کو لائق نہیں۔ یہ بزرگی شاہباز اور شاہین کو ہی دی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی آدمی کوئے اور چہل کاشکار نہیں کرتا اور نہ انکو بچھا کر بچھڑ میں کہتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ چیتراور مدار خراجا نور میں۔ اس عزت کو قابل نہیں کہ انکو شکار کیا جائے یا انکو بچھا جائے۔ یہ عزت اور بزرگی صرف شہباز اور شاہین کو نصیب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عیسا کی نظر ہی اچھی چیزوں پر پڑتی ہے۔ چنانچہ دنیا میں سب سے زیادہ تکلیفات خدا کو نیک بندہ پڑاتی ہیں۔

(۲۱) ترجمہ۔ ساقی شراب و گلزاروں کو حکم کو ساتھ کوئی چارہ نہیں چاہتا۔ جو کہ مقرر کیا گیا ہے وہ تیزی تبدیل کے قابل نہیں۔

یعنے روز ازل ہی شراب ہماری قسمت میں ہے۔ اب کچھ تفسیر نہیں ہو سکتا

(۲۲) ترجمہ۔ عقل سے بگوانہ ہو جا اور جان کی طرح نفل میں رہا ہے و خیر رز کو جسکا ہر نقد عقل مقرر کیا گیا مطلب یہ ہے کہ وصیت زرا کا حق ہر عقل ہی عقل اسکو حوالہ کر اور اسکو نفل میں لے۔ یعنی شراب

- اور عقل سے بیگانہ ہو جا۔ ع ہوش کو بیچ کے لے دار دہی بیہوشی توہ
- (۸) ترجمہ - زندگی کے مٹی کی پالاکوں اور نصرت و زندہ دیکھو۔ کیونکہ ان حریفوں نے جامِ جہان میں کی خدمت کی جو
یعنی زندگی کے پاس اگر چشمی کا پالاک ہو۔ لیکن ان لوگوں کے پاس جامِ جہان میں بہی ہو۔ جامِ جہان میں
سے یہاں مراد دل ہے۔ تحقیق کرنے دیکھو الف پ
- (۹) ترجمہ - مرگ کان دراز کے تیار و جاوہ، گزغزہ ذہم پر اتنا ظلم نہیں کیا جتنا اس نے دراز اور خالی سیاہ
نے کیا ہے۔
- (۱۰) ترجمہ - صرف ایک بوسہ ہمارا عام تھا۔ تیرے لیے اسکی ہی اجازت نہ دی۔ تو ہی انصاف کر کے تیرے
لبوں کیا کیا ہے۔
- (۱۱) ترجمہ - سیشو توں رنگیں رنگی آگ ہو دمدم۔ زاہدوں کے دل میں رہنے کئے ہیں۔
یعنی سینوں کے چہرہ کی خوبصورتی زاہدوں کے دل میں کو بھی سلامت نہیں چھوڑتی۔
- (۱۲) ترجمہ - حافظ کے شعر جو کبیر تمہارا احسان کی تعریف میں ہیں۔ جہاں کسی نے سنے ہر بانی
سے آنکی تعریف کی۔

غزل ۱۴۲

۱	واعظاں کیں جلوہ بر محراب میں کشتند	چون خلوت میں زنداں کار دیکر میکند
۲	مشکل دارم زدو نشند مجلس باز پرس	تو بہ فرمایاں چرخ خود تو بہ کتر میکند
۳	گو سیا باورندار ندر روز داورے	کایں ہر قلب و عقل کار داورے میکند
۴	یار بے نرد و لسان بزرخو دستان نشان	کایں ہمہ ناز از غلام ترک میکند
۵	بند میر خرا تم کہ درویشان	بچہ را از بی نیازی خاک میکند
۶	ای گدای خانقہ باز آ کہ در دیر نساں	میدہند کبابی و دلہارا تو انکر میکند
۷	حسن کے پاپاں و چند اندک عاشق می کشتند	زمرہ دیکر عشق از غیب ہر بر میکند
۸	خانہ خالی کن دلا تا منزل جانان شود	کلیں ہر سنا کان لجان جانی میکند

آہ آہ از دست صرفاں گوہر نشناس ۹ ہر زبان خرمہرہ را با در برابر می کنند
 بزمینجانہ عشق ای ملک تسبیح گو می ۱۰ کا نذرانجا طینت آدم مخمر می کنند

صبی م از عرش می آمد خروش و عقل گفت

(۱۱)

(۱۱)

قدسیا گئی کہ شعر حافظ از پیہ کنند

(۱) ترجمہ۔ یہ واعظ جو عبادت میں چرب لہو دکھاتے ہیں۔ جب سوت میں جا میں تو وہ دوسرا کام کر دیتے ہیں۔ شعر خواجہ صاحب کے مشہور تریل شعاریں سے ہے اور اکثر تحریر و تقریر میں استعمال کیا جاتا ہے۔
 مطلب یہ ہے کہ واعظ مجلس عظیم میں جن کاموں کی لوگوں کو منع کرتے ہیں۔ خلوت میں خود انہیں کسے متوجہ ہوتے ہیں۔ ان کا دیگر کا حاصل شدہ کسی ممنوع فعل کی طرف سمجھ لو۔

(۲) ترجمہ۔ میں ایک شکل رکھتا ہوں جس کے دانشمند کی پوچھ کہ تو بہ کس ہدایت کرنے والے خود تو بہ کیوں نہیں کرتے۔

یعنی میرے لئے یہ بات ایک مہما ہے اور سمجھ میں نہیں آتی کہ جو لوگ لوگوں کو تو بہ سکھاتا ہے میں خود تو بہ کیوں نہیں کرتے۔ یعنی واعظ و غلط تو کرتے ہیں۔ لیکن خود عمل نہیں کرتے۔

خوشی تو سیم و غلامان و زود

ترک دنیا بھروم آموزند

(۳) ترجمہ۔ گوئیاں لوگوں کو قیامت کے دن پر یقین نہیں ہے کہ خدا کے کام میں استعداد ہو کہ اور فریضے میں قلب کھوٹ۔ ناخالص دلت۔ دخل۔ کرحیلہ۔ فریب کھوٹ۔ عیب۔ فساد۔

یعنی یہ ریاکار زاد اور دغا باز واعظ شاید قیامت کے دن کو دل سے نہیں مانتے ورنہ خدا کے کاموں میں استعداد ہو کہ اور فریب نہ کرتے اور حقیقت یہی ہے۔ کہ ان لوگوں کو قیامت پر یقین نہیں ہے۔
 (۴) ترجمہ۔ آخدا ان نو دولت لوگوں کو انکے اپنے گدھے پر بیٹھا کیونکہ ترک غلام اور استر پر یہ لوگ اتنا ناز کرتے ہیں۔

نو دولت۔ وہ لوگ جو نئے امیر بنے ہوں جو لوگوں کی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے جو نہایت ہی ختمیہ حالت سے دولت مند بن جاتے ہیں۔

بر خرو خوشاں نشاں۔ یعنی یہ لوگ گھوڑوں کو لائق نہیں جھٹھراں ابتدا میں یہ لوگ گدھے کی

سوار ہوتے تھے۔ اسی طرح ان کو اب بھی لگے ہوں پر ہی سوار کر۔ یعنی ان کو اپنے اصلی مرتبے میں لکھ
بزرگ نشانوں۔ رسوا کرنے کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ **کستر** یعنی نخر
مطلب ہے کہ یہ نو دولت لوگ ترک خداموں اور نخر گھوڑوں پر اٹھنا ناز کرتے ہیں اور اپنی اصلی حالت
بہول گئی ہیں۔ خدا ان کو پھر اپنی اصلی حالت پر لے جا۔

(۵) ترجمہ سہمی پیر خرابات کا غلام ہوں کہ اس کو درویش۔ بے نیازی و خزانہ و سر پرچاگ الہی میں
پیر خرابات کے درویش یعنی زند لوگ اپنی بے نیازی و دولت دنیا کے خزانہ کو حقیر اور ناچیز سمجھتے
ہیں۔

(۶) ترجمہ خانقاہ کے درویش واپس آ جا کہ دیر نماں میں۔ ایک پانی دیتی ہیں اور دلوں کو امیر
کر دیتے ہیں۔

یعنی دیر نماں میں شراب پلاز دلوں کو تو اگھر کرتے ہیں۔ خانقاہ کی فقیر تو بھی ادھر آ جا۔
(۷) ترجمہ اسکے بے حد جن جن عاشقوں کو قتل کرنا چلا جاتا ہے غیب سے ایک اور گروہ اس کو عشق میں نکالتا ہے
یعنی جتنے عاشقوں کو قتل کرنا چلا جاتا ہے۔ اتنے ہی اور عاشق پیدا ہوتے جاتے ہیں
(۸) ترجمہ آ دل گھائی کرنا کہ وہ مشق کا مقام بن جا۔ کیونکہ یہ ہوسناک لوگ دل جان کو دسروں کی جگہ
بناتے ہیں

یعنی اہل دنیا دل جان کو دنیا کی محبت کی جگہ بناتے ہیں۔ لیکن چاہیے کہ فائدہ دل کو غیر سے باہل
خالی کیا جائے۔ تاکہ محبوب اس میں آکر ٹھیرے۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک دل کی خیالات ماسوا کو دور نہ
کیا جائے۔ خدا کا خیال نہیں ہو سکتا۔

(۹) ترجمہ گوہر ناسناں ہر افوں کا تہ و افسوس افسوس۔ یہ لوگ ہمیشہ کوڑی کو موتی کے برابر کرتے ہیں
اہل زمانہ کی ناقدر شناسی کی نشکات ہے

(۱۰) ترجمہ آ فرشتہ بیجا نہ عشق کو دروازہ پر تسیج پڑ ہو۔ کیونکہ اسکا اندام کی مٹی کو خیر کرتے ہیں
یعنی آدم کی خاک کو عشق کے شراب خانہ میں گوند جا جا رہے۔ اے فرشتہ تو ماں تسیج پڑ ہو۔

دیکھو شعر ۵۹

خاک ہر آبا ب محبت سرشتہ اند	نغمہ را مبر ز عہد عشق کشتہ اند	دظیس
-----------------------------	--------------------------------	------

(۱) ترجمہ۔ صبح کے وقت عرش پر شور سنائی دیتا تھا عقل کو کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے حافظ کے شعروں کو یاد کر رہے ہیں۔
شاعرانہ فخر یہ شعر ہے۔

غزل ۱۳۳

۱	ہر کہ شہ مجرم دل در حرم پایہ بند	۱	وانکہ ایں زندانت در انکار بماند
۲	اگر از پردہ بزر شد دل ز عیب مکن	۲	شکر از یہ کہ نہ در پردہ پندار بماند
۳	صوفیاں شد از روی ہمہ خست	۳	خرقہ ماست کہ در خانہ خمار بماند
۴	خرقہ پوشان ہی مست گذشتند و گذشت	۴	قصہ ماست کہ در بہر بازار بماند
۵	دشتم لقی و صد عیب مرا می پوشید	۵	خرقہ زمین می و مطربہ و زنا ر بماند
۶	از صدای سخن عشق ندیدم خوشتر	۶	یا دکاری کہ در گینہ سبب و ارب بماند
۷	ہرمی لعل کز اں جام بلوریں ستم	۷	آب حسرت شد در چشم گہر بار بماند
۸	جز دم کوز ازل تا با بد عاشق اوست	۸	جاودان کنش شبنم کہ دریں کار بماند
۹	گشت بیماری کہ چوں چشم تو گرد ز گس	۹	شیوہ آن نشدش حاصل و بیمار بماند
۱۰	بر جمال تو چنان صورت چیں حیران شد	۱۰	کہ حدیثش ہمہ جا بر در و دیوار بماند

بہا شاگرد لفظ دل حافظ روزی

(۱)

شد کہ باز آید و جاوید گرفتار بماند

(۱)

(۱) ترجمہ۔ جو شخص دل کا مجرم ہوا۔ معشوق کے حرم میں رہا۔ اور جس شخص نے یہ کام نہ جانا۔ انکا دل بمانے جس شخص نے اپنے دل کی حقیقت سمجھ لی اس نے خدا کو سمجھ لیا اور جو آدمی اپنی دل کی کیفیت سے نا آشنا نہ رہا۔ وہ خدا کو پہنچان سکا۔ من عرف نفیہ فقد عرف رید۔ یعنی جس شخص نے

اپنے لہجے کو پہچان لیا۔ اپنی خدا کو پہچان لیا

خیال! محرم گریبان داند مارا بکودھ صحران
چہ ساز دوا رہ نڈل کرہ برہ و حرم کج

(۲) ترجمہ۔ اگر لڑیل پردہ باہر ہو گیا ہے تو عیب نہ لگا۔ خدا کا شکر ہے کہ پندار کے پردہ میں تو نہیں ہا
مطلب یہ ہے کہ اگرچہ میرے دل نے مستوری کو ترک کر دیا ہے اور مستی اختیار کی ہے۔ تاہم یہ
اُن دنوں کو بعد جا بہتر ہے۔ جو پردہ پندار میں رہتے ہیں۔ یعنی جن میں کسی لہر و غرور ہے۔ عارفوں
کے نزدیک پندار ہی ایک بت ہے۔ تفصیلی بیان کے لئے دیکھو شعر دیکھو

کفر و دین چیت جزا لائش پندار وجود (غائب) پاک شو پاک کہ ہم کفر تو دین تو شود

(۳) ترجمہ۔ صوفیوں نے تو تمام اسباب شراب کے ذہن سے واپس لے لیا صرف
ہمارا ہی فرقہ ہے جو خانہ خمار میں رہ گیا

یعنی صوفیوں نے شراب کے عوض جو اسباب می فروش کے پاس دہن کیا تھا وہ چھڑا لیا ہے صرف
ہمارا فرقہ ابھی تک باقی ہے

صوفیوں کی شراب نوشی اور عدم استقلال پر حملہ ہے۔

(۴) ترجمہ۔ تمام فرقہ پوش مست چلے گئے اور وہ وقت اور دہ باتیں بھی چلی گئیں۔ ہمارا
ہی قصہ ہے جو ہر سرسبز ادا میں باقی رہا

مطلب یہ ہے کہ ہزاروں فرقہ پوش آئے اور چلے گئے اور ان کے قصے بھی ان کو ساتھ ہی
ختم ہو گئے۔ البتہ ہمارا قصہ ہے جو ہم سے بعد بھی گلی کوچوں میں مشہور ہے

(۵) ترجمہ۔ میر پاس ایک فرقہ تھا جو میر سو عیب چھپاتا تھا اب وہ توڑے دمطر کے رہن ہو گیا
زار باقی ہے۔

یعنی فرقہ تو ذہن سے کر دیا ہے اب نیچے اسے زار ہی نظر آ رہا ہے۔ یعنی اب میرے تمام
عیب نظر آ رہے ہیں۔ کیونکہ فرقہ جو انکو چھپاتا تھا وہ نہیں رہا۔

(۶) ترجمہ۔ کوئی یادگار عشق کی باتوں کی آواز سے زیادہ اچھی میں نہیں دیکھی جو اس گنبد
دو ازمیں رہی ہو۔

یعنی کوئی یادگار آسمان کے نیچے ایسی اچھی نہیں جیسی عشق کو قصہ کی یادگار جو عاشق کے

پہنچے رہ جاتی ہو گنبد دوار۔ پھر نے والا۔ گنبد یعنی آسمان حقیقت بھی یہی ہے کہ تاریخ عالم میں کوئی
داستان الہی لچپ نہیں۔ حبیبی داستان عشق۔

(۷) ترجمہ۔ میں نے اس بلورے پیالے جتنی سرخ شراب لی۔ وہ حسرت کا پانی بن کر میری آنکھوں کے گہرے گہرے
میں جتنی شراب میں ایک نوبلی۔ دوسری نوبلی کی حسرت میں وہ تمام شراب نسوین کر نکل گئی۔ یعنی دوبارہ پینے
کی حسرت میں روتا رہا۔ لعل۔ بلور۔ اور گوہر کی رعایت ظاہر۔

(۸) ترجمہ۔ میرے دل کو سوا جواز لے لیا۔ کسک کا عاشق ہو۔ میں نے نہیں سنا کہ کوئی آدمی ہمیشہ اس کام میں رہا ہو
یعنی میرے دل کے سوا اور کوئی دل ایسا نہیں۔ جواز لے لیا۔ کسک کا عاشق رہا ہو۔

(۹) ترجمہ۔ نرس بیمار ہوئی تاکہ تیری کھکھریج ہو جا۔ تیری آنکھ کا شیوہ تو اس حال نہ ہوا البتہ ہمیشہ کیلئے
بیمار بن گئی۔

مشوق کی آنکھ کو پوچھتے ہی چشم بیمار کہتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ نرس بھی تیری آنکھ کا مشابہت جو کیلئے بیمار ہوئی
لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہمیشہ کیلئے بیمار تو ہو گئی۔ مگر تیری چشم بیمار کا شیوہ اس حال نہ ہوا۔

(۱۰) ترجمہ۔ تیرے جمال چین کی تصویر ایسی حیران ہوئی۔ کہ اسکی باتیں تمام جگہ درد و دیوار پر رہ گئیں۔

چین کی تعاشق زمانہ قدیم میں مشہور عالم تھی۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ چین کی تصویریں جو بذات
خود نہایت خوبصورت ہیں تیری جمال کو دیکھ کر ایسی حیران ہوئیں کہ انکے قصے درد و دیوار پر رہ گئے۔ یعنی درد و دیوار
پر چین کی تصویریں جو نظر آتی ہیں اور ہمہ تن حیرت ہیں۔ وہ حقیقت میں تیرے جمال کو دیکھ کر حیران ہیں اور
حیران رہ گئی۔ تصویر کی حیرت ظاہر۔

(۱۱) ترجمہ۔ حافظ کا دل ایلدن کی زلف کو تاشا گاہ کی طرف گیا کہ وہ اپس جاؤ گا۔ لیکن ہمیشہ کے لئے
وہاں گرفتار ہو گیا۔

غزل ۱۴۴

۱	سعادتمند ہو گشت دولت ہر مہرین دارد	۲	بر آن کو خاطر مجموع و یار نازنین دارد
۲	کسی دلستان ہو کہ جان در دستیں دارد	۱	جناب عشق را در کہسی بالاتر از محضت

۳	کہ صدر مسند عزت فقیر رہے نشین وارد	۳	بجو مری منعم ضعیفان فقیراں را
۴	کہ افتخار تمام علش جہاں زیر کین وارد	۴	وہاں تنگ شیرینت ماہر سلیمان است
۵	کہ دوران ناتوانیما بسی زیر زمین وارد	۵	چہ پروی زمین باشی توانائی عنایت ان
۶	کہ مینہ خیز از آسمان کہ تنگ تنگ مینہ وارد	۶	بلاگردان جان دل دعای تمہید است
۷	کہ صد جہشید و کھنجر و خلام کترین وارد	۷	حبیب از عشق من مزی گو یا آن خدایان
۸	بنازم لبخورد را کہ حشرش ان ایس وارد	۸	لب لعل و خط مشکین تباں را تا یوں حسن است

(۹) اگر گوید نینخواہم چو حافظ بندہ مخلص
(۹) بگویش کہ سلطانی گدائی رہ نشین وارد

- (۱) ترجمہ۔ جس شخص کو محبت تمام ممال ہو اور نازنین مشوق ہی اس ہو سعادت کی ہمہ اور دولت اس کی ہمیشہ ہوتی ہے۔
- (۲) ترجمہ۔ جناب عشق کی درگاہوں کی بہت بلند ہے۔ اس آستانہ کو وہ ہی شخص چوم سکتا ہے جسے جان کا تہ پر رکھا ہو۔
- (۳) ترجمہ۔ دو لقمہ داران اور فقیروں کو حقارت سے نہ دیکھو کیونکہ مسند عزت کا صدر فقیر کے پاس ہی بیضی صلی عروت فقیر و نکو ہی حاصل ہے۔ تو انکو حقارت نہ دیکھو۔ تیری دنیاوی عورت کچھ چیز نہیں۔
- (۴) ترجمہ۔ تیرا سفیر برادر تنگ بن شاہ حضرت سلیمان کی مہر ہے کہ اس کی بیل کی مہر کا نقش تمام جہاں کو زیر حکومت رکھتا ہے۔
- مطلب یہ کہ تیرے بیل میں تمام جہاں پر حکمرانی کر رہی ہیں معنی یہ ہے کہ تیرا وہن سلیمان کی مہر ہے حضرت سلیمان ۱۲ اپنی مہر کی برکت سے حکومت کرتے تھے وہن کو آگستری اور بیل کو اسکا ٹنگین کہا ہے۔
- (۵) ترجمہ۔ جب تک کہ زمین پر یہ طاقت کا منیت جلیں کیونکہ زمانہ زمین کو بیچے بہت ناتوانیاں کہتا ہے
- | | |
|----------------------------------|-----------------------------------|
| اے کہ دست سے رسد کا کہیں | پیشین ان کو تو نیا بندہ سیج کار |
| اسی مضمون ہے۔ | |
| جاگتا ہی جاگ و انلاک کے سائے تلے | حشر تک سے تار پکا خاک کے سائے تلے |

(۱۱) مگر تمہیہ حاجت مند کی عا دل اور جان بولا دور کرتی ہے۔ اس خرمین کو کون شخص نیکی دیکھ سکتا ہے جسکو خوشی میں سے حار ہو۔

مطلب یہ کہ خرمین کو کسی حاجت مند نے خوشی میں نیکی ہو یعنی جہاں کو کسی محتاج کو فائدہ نہ پہنچا ہو۔ اس مالک کو کچھ فیض نہیں پہنچتا۔

چنانچہ قرآن شریف (سورہ قلم) میں اس کے متعلق ایک قصہ ہے۔ کما یلو نا اصحاب الجنة اذ اشفوا لیضرب منہا مضجیحین ولا یستشون۔ قطا ان علیہا طایف من ربک وھم ملہون فاصبحت کالضریہہ فتنادوا مضجیحین ہ انا عندنا علی حزنکم ان کنتم صادین ہ فانطلقو وھم یحافتون ہ ان لا یدخلننا الیوم علیکم مسکینن ہ وعدو علی حرد قادین ہ فلما داؤھا قالوا انا لضا تون ہ بل نحن وھم وھمون ہ (جیسا ہم نے آزما یا باغ والوں کو) کہتو ہمیں کہ ولایت میں میں صنفاکریاں ایک تیک بخت آدمی تھا جبکہ ایک باغ تھا۔ میوہ چھنے کے دن دور ویشوں کو باغ میں بلاتا تھا۔ اور انکو حصہ دیتا تھا۔ جب فوت ہو گیا۔ تو اسکے راکوں نے کہا کہ مال تو ہوا ہے اور عیال بہت ہے اگر ہم نے باغ کے طرز عمل کو اختیار کیا گیا تو معیشت ہم بڑھانے جا سکتی ہے۔ صبح سویرے جب فقیروں کو خبر بھی نہ ہو ہم باغ میں جا میں اور میوہ لے آئیں چنانچہ انہوں نے آپہنیں ہم کی کہ صبح جا کر میوہ لائینگے اور انشاء اللہ نہ کہاں) جس رات انہوں نے یہ نیت کی قضاء آزی نازل ہوئی اور ایک طواف کرنے والی بلا خدا کی طرف سے باغ پر آئی اور وہ اہی سوہی سے تھے۔ پس نکا باغ اس طرح ہو گیا کہ گویا تمام میوہ چن لیا گیا ہے اور درختہ نیر کچھ پاتی خود باغ صبح ان لوگوں نے اٹھ کر اٹھ کر دیکھ کر گویا باغ صبح سویرے ہی جا کر میوہ آئیں۔ پس باغ کی طرف آہستہ آہستہ گویا تاکہ فقیروں کو خبر نہ ہو جا۔ اور وہ باغ میں پہنچ جائیں وہ اپنے اسی گمان میں باغ میں گئے جب باغ کو وہ ان دیکھا تو حیران ہو گئے بعض نے کہا کہ ہم راہ ہوں آؤ یہ ہمارا باغ نہیں۔ دوسروں نے باغ کی حد دیا اور کہ پہچان لیا اور کہا کہ باغ تو ہ ہی ہے البتہ اپنے نخل کی وجہ سے ہم محروم کئے گئے ہیں)

اس لئے ضروری ہے کہ تو محتاجوں کی حاجت دہائی کرے تاکہ وہ تجھ کو دعا دیں ان لوگوں کی دعا سے بلائیں دور ہوتی ہیں

کار درویش مستمند بر آر | کہ تر اینز کار با شہ

(۷) ترجمہ - صبا میرے عشق کا کچھ ذکر اس شہِ خواب ہو جا کر کرو۔ کہ سو مجھ شبید اور کئی خوشبو کی کترین غلام ہیں۔

(۸) ترجمہ - لبِ لعل اور خطِ مشکین معشوقوں کے حسن کا زیور ہیں۔ جو اپنے معشوق پر نغمہ ہے کہ جھکے من میں یہ دونو چیزیں موجود ہیں۔

(۹) ترجمہ - اگر وہ یہ کہے کہ میں حافظ جیسا مفلس غلام نہیں چاہتا تو اسکو کہو کہ ریشمین گداگر بادشاہی رکھتا ہے۔

یعنی حافظ اگر مفلس ہی لیکن حقیقت میں بادشاہ ہے۔ اگر سلطان کے سچے سلطانے پڑا جائے اور ریشمین کی جگہ تمنین سہا جا۔ تو دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہوگا کہ اسکو کہو کہ یہی تم کو وہلیک بادشاہ ہے اور میں ایک گدا ہوں جو اسکے پاس بیٹھا ہوں۔

غزل ۱۴۵

۱	خداش در ہمہ حال از ملا نگہدارو	ہر آنکہ جانب اہل فغانگہدارو
۲	نگاہ اور سر رشتہ تا نگہدارو	گرت ہواست کہ معشوق ننگلہ پیوند
۳	کہ آتش نا سخن آتش نا نگہدارو	حدیث دست گویم مگر بجزرت دوست
۴	کہ حق صحبت مہر و مونس نگہدارو	مہر ز رودل جانم فدای آل محبوب
۵	فرستہ تبت پودست و جانگہدارو	دلا معاش چنان کن کہ بلغز و پائے
۶	ز دست بندہ چہ نیستہ خدا نگہدارو	مگر نہ داشت دل ما و جای خجست نیست
۷	ز روی لطف بگویش کہ جانگہدارو	صبا در آں سز زلفت رودل مرا بینی

(۸) خبار را بگذارت کجاست تا حافظ
بیاد کار نسیم صبا نگہدارو

۱۱ ترجمہ - جو شخص اہلِ فغان کی طرف نظر رکھتا ہے خدا اسکو ہر حال میں بلا سے محفوظ رکھتا ہے۔

یعنے اہل وفا کی دلجوئی داغ بلیات ہے۔

(۲) ترجمہ۔ اگر تجھے خواہش ہو کہ مشوق قطع تعلق نہ کرے۔ تو تو آدھا خیال رکھ۔ تاکہ وہ بھی خیال رکھی۔

(۳) ترجمہ۔ میں مشوق کی باتیں سوئے مشوق کا اور کسی کو نہیں کہتا۔ کیونکہ آشنائی آشنائی کی باتوں کو محفوظ رکھتا ہے۔

یعنے سوئے مشوق کے عاشق کا کوئی راز دار نہیں۔

(۴) ترجمہ۔ میرا دل و مال اور جان اس مشوق پر قربان ہوں۔ جو ہنر وفا کی صحبت کے حق کو پہنچا۔

(۵) ترجمہ۔ آدھل زندگی اس طرح بسر کر کہ اگر تیرا پاؤں پھسلے۔ تو زشتہ تجھے دعا کا دو ہاتھوں محفوظ رکھی۔

نہایت قیمتی نصیحت ہے مطلب یہ کہ ایسی پاکیزہ زندگی بسر کر کہ فرشتے تیرے محافظ ہو جائیں۔ ادا اگر تیرا

پاؤں بھی پھسلے تو بجائے آدمیوں کے فرشتے دو ہاتھوں کو تہجو سہارا دیں اور گرنے نہ دیں۔ یعنی شرف

بھی تیری مخالفت کے لئے دست و دعا نہیں

(۶) ترجمہ۔ اسو ہمدرد کو محفوظ نہ رکھا لیکن ناراضگی کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ بندہ کے ہاتھوں کو کیا ہوتی ہے خدا

خود محفوظ رکھے۔

یعنے انسان کے ہاتھوں کو نہیں کہہ نہیں۔ جو کہہ کہہ تہا خدا کرتا ہے۔ اس لئے کسی آدمی کی طرف سے اگر کچھ پہنچے

تو ناراض نہیں ہونا چاہئے۔

اگر چہ تیرا زکمان ہمیں گزرتا | از کمان دار بسند اہل خرد

(۷) ترجمہ۔ صبا اگر میرے دل کو تو مشوق کی زلف میں دیکھی۔ تو از روئے لطف اسکو کہو کہ اپنی

جگہ کو نگاہ رکھے۔

یعنے میرے دل کو کہو کہ آدھا خیال رکھی یا اپنی جگہ کو نہ چھوڑے اور ہمیشہ اسی زلف میں مقیم رہے۔

(۸) ترجمہ۔ تیرے رستے کا غبار کہاں ہے۔ تاکہ حافظ نسیم صبا کی یادگار میں اسو محفوظ رکھے

یعنے تیرے رستے کا غبار بھی اگر مل جائے تو اوشیم صبا کی یادگار میں اپنے پاس

رکھوں۔

غزل ۱۴۶

۱	اگر ترا گذری بر مقام مہفت	ہمای اوج سعادت بدام ما افتد
۲	اگر ز روی تو عکسے بجا مہفت	بجای لب بر اندازم از نشاط کلاہ
۳	اکی اتفاق مجال سلام مہفت	ببار گاہ تو چون باد رانبا شد راہ
۴	کہ قطرہ زلالت بجا مہفت	پر جوانی ای ببت شخیال ہی بستم
۵	کزین نیکار فراوان بدام مہفت	خیال لعنت تو گھتا کہ جاں سپید ساز
۶	اکی لطفات جواب سلام مہفت	ملوک لہوہرہ خاک بوس این درمیت
۷	ابود کہ قرعہ دولتینیا مہفت	بنامیدی زین در مرو بزن فالی
۸	ابود کہ پر تو نور سے بیام مہفت	شبہ کہ باہ مراد از افاق طلوع کند

ز خاک کوی تو سر کہ دم زند حافظ

(۹)

(۹)

نسیم شجان در مقام مہفت

(۱۱) ترجمہ - سعادت کی بلندی کا ہما ہما کمال میں بھیجیں جا۔ اگر ہمارے مقام پر کبھی تیرا گذر ہو۔

یہ شعر خواجہ حافظ کو مشہور ترین اشعار میں سے ہے۔ اور دعویٰ تحریر میں اکثر استعمال ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تو ہمارے مقام پر تشریف فرما ہو۔ تو ہم اپنی تین نہایت ہی سعادت مند اور نیک نیت تصور کر سکتے ہیں۔ اسی مضمون پر کہا ہے۔

نزدول زہرہ ز گردوں بیام ما افتد

شبہ اگر گذرت بر مقام مہفت

اسی مضمون پر ہے۔

سزوک کعبہ شود سنگ استانہ ما

وے کہ یار گزار د قدم بجانہ ما

(۱۲) ترجمہ - حجاب کی طرح خوشی کی ٹوپی ناٹوں گا۔ اگر تیرے چہرہ کا عکس ہمارے جام میں پڑے۔

بلبلہ کے نزدیک ہو کر اگر بسے دیکھا جائے تو آدمی کے چہرہ کا عکس ایسے آجاتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی

اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ سانس کی حرکت کی وجہ سے بلید بیوٹ کر معدوم ہو جاتا ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر معشوق کو چہرہ کا عکس ہمارا آئینہ دل میں پڑے اور ہمیں اسکا مشاہدہ نصیب ہو جائے۔ تو نیکہ کی طرح ہم بھی گلاب حیات سر سے اتار دیں یعنی فنا فی المحبوب ہو جائیں۔

یا یہ بھوکا اگر معشوق کو چہرہ کا عکس ہمارا جام سے میں پڑے۔ تو ہم اتنی مخلوط ہوں کہ خوشی سو ڈپٹی اتار کر دے دیں۔

(۳) ترجمہ۔ تیری بارگاہ میں جب تک کو یہی رستہ نہیں ملتا۔ تو ہمیں سلام کی مجال کا کب انفاق ہو سکتا ہے۔
یعنی جب تیری بارگاہ میں ہوا کو بھی رسائی نہیں۔ تو ہماری کیا مجال ہے کہ ہم دماغ جا کر تجھ کو سلام کہیں۔
مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

چون شوم پیش تو محرم من محروم کہ نیست | باد راز نہرہ احرام حرم حرمت

(۴) ترجمہ۔ جب میری جان تیری لبوں پر نفا ہوتی تو میں خیال کرتا تھا۔ کہ تیرے زلال سے ایک قطرہ ہمارا صلیقہ میں بھی پڑے گا۔

زلال۔ آپ شیریں سرد صاف۔ مطلب یہ ہے کہ مجھ کو خیال تھا کہ شاید تیرے لب سے لعل کا پور نصیب ہو (مگر نہ ہوا) لبوں کو چشمہ۔ آپ حیات بھی کہتے ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ تیری زلف کو خیال نہ کہا کہ جان کو وسیلہ بنا کہ اہم کی بہتے شکار ہمارا مجال میں پہنچتے ہیں۔
یعنی یہ نہ بھوکے جان کو وسیلہ ہو تو کوئی کام نکال لے گا۔ ایسی ہزاروں جانیں یہاں گرفتار ہیں۔

(۶) ترجمہ۔ جب بادشاہ بھی اس دن داڑھ کی خاک کو ہی نہیں کر سکتے۔ تو ہمارا سلام کو جو ایک انہیں کب خیال ہو
اس در سے مراد در معشوق۔ معشوق کا دروازہ

(۷) ترجمہ۔ اس دن داڑھ کو نامید ہو کر نہ جا۔ خال دیکھ۔ ممکن ہے کہ دولت کا قرعہ ہمارا نام پڑے۔
مطلب یہ ہے کہ در معشوق سے نامید نہیں ہونا چاہئے۔ ممکن ہے کہ در معشوق کا دروازہ حاصل ہو جائے۔

(۸) ترجمہ۔ جس رات مراد کا چاند افق سے نکلے۔ ممکن ہے کہ نور کا پور تو ہمارا نام پر بھی پڑے۔
یعنی مراد کے چاند کے نور کا پور تو ہمارے نام پر پڑے۔ اور ہمیں مراد حاصل ہو۔

(۹) ترجمہ۔ تیرے کوچہ کی مٹی جو حیثیت حافظ دم مار لے گی۔ تو جان کو باغ کی ہوا اس کے شام میں چائی
وہم زدن۔ (۱) ہم لینا (۲) دعویٰ کرنا۔ یہاں دو نومنون کی طرح اشارہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ تیرے کوچے کے غبار میں یہی گلشنِ روح و جان کی خوشبو ہے۔

غزل (۱۴۶)

۱	پای زین ارہ بیرون ننهد تا بشد	۱	میر کر باخط سبزت مسودا بشد
۲	داغ سودا توام سویدا بشد	۲	در قیامت کہ سراز خاک لحد بر بیم
۳	اگاندریں سایہ قرار دل شیدا بشد	۳	نخل ممدو خم زلف توام بر سر باد
۴	اگر گد بارہ طاقات نہ پیدا بشد	۴	چوں ل من می از پرده بزل کی و در آئے
۵	اگر غمٹیدہ مردم ہمہ دریا بشد	۵	تا کی ای در گرانمایہ روا خواہی اشت
۶	اگر ت میل لب جوی و تماشا بشد	۶	ازین ہر مژدہ ام آ رہ انت سیا

چشمت انہماز بجا فطرت کند میل کی ری (۵)

سر گرانے صفت ز گشتن سہلا باشد (۶)

(۱) ترجمہ جس شخص کو تیرے خط سبب کا سودا ہو۔ وہ جب تک زندہ رہے اس دائرہ سے پاؤں باہر نہیں نکالتا۔

(۲) ترجمہ قیامت کہ جب میں خاک لحد سر باہر نکالوں گے تیرے عشق کا داغ میرے سویدا کارا از ہو گا۔ سویدا ایک سیاہ لفظ جو انسان کو دل پر ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب نے ماؤ میں کہ میرے دل پر جو سیاہ نقطہ ہے حقیقت میں وہ تیرے عشق کا داغ ہے اور قیامت تک یہ داغ میرے دل پر رہیگا اس فقرہ کا دوسرا نسخہ یہ ہے

چوں من از خاک لحد لا صفت بر خیزم	داغ سودا توام بزل شیدا باشد
----------------------------------	-----------------------------

(۳) ترجمہ تیری زلف کو تم کا لباسا ہے میرے سر پر ہو۔ کیونکہ اس سانس میں لی شیدا کو قرار حاصل ہوتا ہے ممدو۔ (انہماز) کھینچا ہوا۔ دراز۔ لباسا

خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ تیری زلف کا ساہ ہمیشہ میرے سر پر ہو۔ کیونکہ تیری دل کو سہل آرام ہے عشق کی زلفوں کے لئے نظر سدا اور وہ دم کلم کا خوب استعمال کیا ہے

(۴) ترجمہ۔ سیر دل کی طرح تو طوی دیکھنے پر پردہ سے باہر آ اور ادھر آ جا۔ کیونکہ دوبارہ ملاقات نصیب نہ ہوگی
از پردہ بروں آمدن۔ پردہ سے باہر آنا مستوری ترک کرنا مستی اختیار کرنا بے اختیار ہونا
مطلب یہ ہے کہ جطرح میرا دل بے اختیار ہوا اور مستوری ترک کر چکا ہے تو یہی تہی ذہنی دیر کے لئے مستوری ہو کر
(پردہ جاکو دور کر کے) میرے پاس آ جا۔ شانہ پہ ملاقات کا موقع نصیب نہ ہو۔

(۵) ترجمہ۔ آہن بہا سونی تو کب تک روار کھے گا کتیر غم کی لوگوں کی آنکھیں سر ا پا دریا بن جائیں
یعنی لے مشوق تو اپنے عشق میں کب تک لوگوں کو رولا تا رہے گا۔ آنکھوں کو دریا ہونے سے مراد کثرت گریہ و رونا
اور دریا کی صنعت ظاہری و مضمونی ظاہر۔

(۶) ترجمہ۔ میری ہر ایک ہلک کی جڑ سی پانی روان ہوا۔ اگر تجھ کو لب جو اور تماشا کی طرف رغبت ہو۔
یعنی اگر تو لب جو کے نظارہ کا مشتاق ہے تو آؤ کیجہ کہ میری آنکھوں سے نہریں جاری ہیں۔ کثرت گریہ
بیان ہے۔

(۷) ترجمہ۔ تیری آنکھ ناز کی وجہ سے حافظ کی طرف التفات نہیں کرتی۔ ہاں کیوں نہ ہو۔ غرور و کبر کی ایک
صفت ہے۔

شہلا۔ بفتح۔ (دا) زن میں چشم۔ (د) نرگس کی ایک قسم ہے۔ ایک پھول میں بچا زردی کو سیاہی ہوتی ہے۔
چشم انسان کو مشابہ ہے نرگس جس کی نرگس میں زردی ہوتی ہے اسے چشم کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک (دا)
سببہ آنکھ جو سخی مال ہو۔

غزل

۱	ہرگز از یاد من آن سرو خرامان نرود	۱	ہرگز مہر تو از لعل دل و جان نرود
۲	اگر مہر برود دہر تو از جان نرود	۲	آن چہاں مہر تو ام در دل جان جاہی گرفت
۳	بجہای فلک و غصہ دوران نرود	۳	از دماغ من گزشتہ خیال رخ دوست
۴	بزدل ز من از دل من آن نرود	۴	آنچہ از بار غمت در دل منسکین من
۵	تا ابد نرگش و ز سرچہاں نرود	۵	در ازل بستلم با نرگش پختہ

گر درد از پی خواب دل من معذرت ۶ درد دارد چه کند ز پے در ماں ز رود

(۵)	ہر کہ خواہد کہ چو حافظ نشود سرگرداں	(۵)
دل بخواب ندمد در پیے ایناں ز رود		

(۱) ترجمہ - تیری بخت بزرگ میری لوح دل جان بود در نہیں ہوگی میری یاد تو ہرگز وہ سرو خزانہ نہیں ہو سکتا
 (۲) ترجمہ - تیری محبت اس طرح سیر دل در جان میں جاگزیں ہوتی کہ اگر میرا سر پہی چلا جا تو تیری محبت جان کو دور نہیں ہو سکتی
 (۳) ترجمہ - مجھ پر گشتہ کو دماغ من مشوق کو چہرہ کا خیال - آسمان کینظم اور زمانہ کو غصہ کو دور نہیں ہو سکتا -
 یعنی زمانہ مجھ پر کتنی ظلم کرے تیرا خیال میرے دل کو دور نہیں ہو سکتا -

گو میں را در میں ستم فزونی روزگار | غالب | لیکن تیری خیال سے غافل نہیں رہتا

(۴) ترجمہ - تیرے ستم کو بوجہ سیر مسکین دل میں جو کچھ ہے - میرا دل مجھ ہی چلا جائیگا لیکن وہ نہیں جائیگا -
 یعنی دل چلا جا مگر تیرا غم دل تو نہیں جائیگا -

(۵) ترجمہ - سازل میں سیر دل تو تیری زلف کو ساتھ عہد کیا - اور اید تک مگر تیری نہیں کر گیا اور عہد کو نہیں پھر گیا
 من کہ مہر عارضت میوزم از صبح ازل | تکلم از زلف تو پیوند تا شام اجل

بعض قلبی دیوانوں میں دوسرا مصرعہ اس طرح ہے - ح تا ابد مگر تیرے مہر تو از جہاں ز رود
 یعنی جب تک بید کی انتہا نہیں ہوتی تیری محبت جان ہی نہیں دور ہو سکتی - ظاہر ہے کہ ابد کی کوئی انتہا نہیں اس لئے محبت کا یہی خاتمہ نہ ہوگا -

(۶) ترجمہ - اگر میرا دل حسینوں کے پیچھے جا تو معذرت ہے - درد رکھنا ہی - علاج کے پیچھے نہ جا تو کیا کر دو
 یعنی میرا دل درد مند ہے اور اس درد کا علاج حسینوں کو پاس ہے - اس لئے میرا دل اگر حسینوں کے پیچھے جا
 تو معذرت ہے -

(۷) ترجمہ - جو شخص چاہتا ہو کہ حافظ کی طرح سرگرداں نہ ہو - اس کو چاہی کہ دل حسینوں کی زد ہی اور ان کے پیچھے نہ

غزل ۱۳۹

۱	باد بوی تو بیاورد دوست لراز ما برد	۱	ہوس باد بہارم بسو صحرا برد
۲	ند دل خستہ بیمار مریخا برد	۲	ہر کجا بودی حظیم تو ہر داز راہش
۳	اب کی تنک لب جلیں سخنیں والی فرزا برد	۳	جام می دی ز لبش نم کرواں سخنیں زد
۴	زخت ماہندو آں سڑھی بالاند	۴	راہ ماغترہ آں ترک کماں ابرو زد
۵	سنگ را سیل تو اندبرہ دریا برد	۵	دل نگین ترا شک من آورد براہ

بحث بلبلین - حافظ مکن از خوش سخنی

(۶)

(۶)

پیش طوطی نتوان نام ہزار آوا برد

(۱) ترجمہ - باد بہاری کی ہوس بوسہا کی طرف لگی۔ ہوا تیری خوش بہ لائی اور ہم سوار لگی دہیں تیرا کو
 (۲) ترجمہ - جہاں کیر کی دل تہا تیری آنکھ آئی اٹا لگی رصرف میرے بیمار آدھ ستل کو ہی نہیں لگی۔

اگر نندل برآپہ دادی بہرہ او | آنکس کہ دید شکل وہ دل ندادہ گیت

(۳) ترجمہ - جام نے نکل تیرا لبوں کے مقابلہ پر جان سخنیں کا دعوی کیا۔ اس کے آگے آبرو جان سخنیں اور روانی نزا
 لب سے لگی۔

آب سے مراد آبرو ترال - ازاں یعنی اس کو مطلب یہ ہے کہ تیرے لبوں کی موجودگی میں جام نے
 نے جان سخنیں کا غلط دعوی کیا ہے۔ اس کے تیرے جان سخنیں اور روح پرورد سونے جام نے کی آبرو بردا کو ہی

(۴) ترجمہ - اگر کمان ابرو ترک کو غمزہ زہداری راہ نونی۔ اور ہمارا مال اس سرور ہی بالائی زلف لگی۔
 یعنی اسکی زلف ہمتا نقد دل کو کوٹ لگی۔

(۵) ترجمہ - تیرا کنگین کو میرے آنسو راہ پر لے آئے۔ کیونکہ سیلاب پتھر کو دیا کی راہ میں بنا
 نجات ہے۔

آنسو ز کج سیلاب ز عشق کو دل کو پتھر کہا ہے مطلب یہ ہے کہ چنے رو رو تیرے دل کو نرم کیا ہے۔

(۱) ترجمہ بیل کی خوش گشتاری کی باتیں مافظ کو پاس کر کہ نہ مافظ کی کے سامنے بیل کا نام نہیں لکھتے۔

ہزار آواز اور مختلف ہزار آواز بیل۔ ہزار آواز۔ مطلب یہ ہے کہ مافظ ایک طوطی شیریں آواز ہی کا سامنے بیل کا نام مت لوی۔ بیل اس کے مقابلہ میں کچھ چیز نہیں معمولی شاعرانہ فخر یہ شعر ہے۔

غزل ۱۵

۱	یاد باد آنکہ نہایت سی با بود	رقم مہر تو بر چھپا رہا پید ابود
۲	یاد باد آنکہ چو چشمت بنا ہم می گشت	معجز صیویت در لبش کجا بود
۳	یاد باد آنکہ من چو گلہ شکستے	در رکابش نہ نوک چھب ال پیا بود
۴	یاد باد آنکہ چو چشمت مع طرفت اوخت	وین دل خوشت ہر شانہ بی پرو ابود
۵	یاد باد آنکہ چو باقوت قبح خندہ زدی	در میان من و لعل تو حکایتھا بود
۶	یاد باد آنکہ در ال بزمگہ خلق و ادب	آنکہ اوخت ہستانہ زدی صہبیا بود
۷	یاد باد آنکہ صبحی زدہ در مجلس انس	بزمین یار ز بودیم خدرا با بود
۸	یاد باد آنکہ خرابات نشیں بودم دست	آنچہ در مجلس امر ز کم ست آنجا بود

یاد باد آنکہ باصلاح شامی شد دست

(۹)

نظم ہر گونہ نغمہ کہ حافظ را بود

(۱۰)

خارجہ صاحب نے غزل انیام میس گزشتہ کی یاد میں کہی ہے۔ ناظرین باجو اپنی ذائقہ و سلیقہ اس پر تحقیق رنگ چڑھائیں یا مجازی۔

(۱) ترجمہ۔ وہ وقت یاد کر لیک ہم پر تیری بے انتہا توجہ تھی۔ تیری محبت کی تحریک ہمیں ہر پہر سے ظاہر تھی۔

(۲) ترجمہ۔ وہ وقت یاد کر جب تیری آنکھ عینا ہم کو قتل کرتی تھی۔ تو اچھاڑی صیوی تیری لبش کجا میں ہوتا تھا۔

یعنی تیرے غم سے میں قتل کرتے تو اچھاڑی تیرے لبش کجا میں ہوتا تھا۔

(۳) ترجمہ۔ وہ وقت یاد کر جب میرا چاند (مشق ٹوٹی ٹیڑھی رکھتا تھا۔ تو اکی کا بیل ال کچھ لہ پیا تھا

ہلال کو رکابِ معشوق پر تشبیہ یا کرتے ہیں۔

(۴) ترجمہ - وہ وقت یاد کر کہ جب تیرا چہرہ شمعِ طرب روشن کرتا تھا۔ تو یہ جلا ہوا دل کھانے پر چراغ بننا تھا۔
یعنی میرا دل تیرے شمعِ خمار کا چراغ بنے چلا ہوا تھا۔ بے پروا یعنی مشتاق بدرجہ کمال جسے اپنے سوہو و زیاں ہستی اور ہستی
کی بھی پروا نہ رہی۔

(۵) ترجمہ - وہ وقت یاد کر کہ جب چالاکہ کا یا قوت ہنستا تھا تو میرے اور تیرے لبِ لعل کو درمیان کی ایک باتیں ہوا کرتی تھی
یعنی جام سے میں شرابِ سرخ کی جہلک نکیکر میں تیرے لبِ لعل کی بوی لیا کرتا تھا۔ یا تیرے لبِ لعل کی سرخی کو شراب کی سرخی
سے افضل بیان کیا کرتا تھا۔

(۶) ترجمہ - وہ وقت یاد کر کہ اس اخلاقِ آداب کی مجلس میں صرف شرابِ سرخ ہی تھی جو ستارہ قہقہہ لگاتی تھی۔
یعنی اس بزمِ ادیب میں خندہ شراب کے سوا اور کوئی قہقہہ وغیرہ نہیں ہوتا تھا۔

(۷) ترجمہ - وہ وقت یاد کر کہ شرابِ صبح کی کراس بزمِ محبت میں۔ میرا اور میرے شوق کو نینا اور کوئی نہیں ہوتا تھا
خدا ہنسا کہ ساتھ ہوتا تھا۔

(۸) ترجمہ - وہ وقت یاد کر کہ میرا بانی اور مست ہوتا تھا اور جو چیز آج میری مجلس میں کم ہے اس جگہ موجود تھی
یعنی شراب (شرابِ حضرت مجھو یا شربِ سیراز)

(۹) ترجمہ - وہ وقت یاد کر کہ تیری اصلاح سے درست ہوتی تھی۔ ہر گز ہر سافقت کی نظم جو حافظ کی تھی۔

گو ہر سافقت - یعنی تھے خیالات - مطلب یہ ہے کہ حافظ کے اشعار کی تو اصلاح
کرتا تھا۔

غزل ۱۵

۱	یاد باد آنکہ سر کوئی تو ام منزل بود	دیدہ ساروشی از خاک در جاصل بود
۲	راست چون سن و گل از نصیحت پاک	بزیان طومر آنچه ترا در دل بود
۳	دلچ از نیزہ ز نقد معانی می جبت	عشق میکند شمع آنکہ بر دوشکل بود
۴	آہ از چو تو نقلم کہ درین املہ است	وای کی صد شوقم کہ در آن منزل بود

۵	چو اگت کہ سعی مؤنل باطل بود	۵	دردم بود کہ بی دست نشا بزم برگز
۶	خمر می دیدم خون دل و پا در گل بود	۶	دوش بر یاد حرفیاں بجز بات شدم
۷	مفتی عقل درین سلسلہ لایق بود	۷	بکن شتم کہ سپر سہم سدید بفرق
۸	خوش خرید لی دولت مستعمل بود	۸	راستی خاتم فیروزہ بواسطی

دیدنی قہرہ لیکن ماں **حفظا**
کہ ز خریدن این قضا خافل بود

(۹)

(۹)

یغزل خواجہ صاحب ابواسحاق بادشاہ کے مرنے پر لکھی ہے۔ امیر شیخ ابواسحاق شیراز و دیگر ممالک کی ملک بازشاہ سلطان ابوسعید بہادر خاں کے بعد بادشاہ ہوا۔ خواجہ صاحب کی مرثی اور مروج تھا اس غزل میں خواجہ صاحب اس کی سلطنت کے سرب الہ الہ درد و دولت مستعمل ہونے کا ذکر کیا ہے۔ تہوڑی مدت سلطنت کرنے کے بعد امیر مبارز الدین ابن مظفر کے حکم کو ابواسحاق قتل کیا گیا۔ یہ غزل اسی قصہ کی نوحہ خوانی ہے۔ سن ۱۰۳۱ھ میں سلطان انجلیہ بیل اول صفحہ ۱۳۱۳ء سو اسمعی۔

مہرئی ہر وی نے ایک غزل خواجہ صاحب کی اس غزل پر لکھی ہے جس کی چند اشعار غزل نڈا کو مقابلہ شعاری کی شرح میں درج کئے گئے ہیں۔

(۱۱) ترجمہ۔ وہ وقت یاد کرو جب تیرے کوچہ میں میرا مقام تھا۔ آنکھوں کو تیرے دروازہ کی خال کو روشنی حاصل تھی۔

(۱۲) ترجمہ۔ بیسیہ بیسوں اور گل طبع پاک صحبت کا اثر ہے۔ جو کچھ تیری دل میں ہوتا تھا میری زباں پر ہوتا تھا۔

سون کے پہول کو زبان تو تشبیہ تیرے ہیں۔ کیونکہ اس پہول کی تیکڑیاں علیحدہ علیحدہ زبان کی طرح ہوتی ہیں۔ جیٹا اسکے گل دکھانے پہول ہنکھریوں کی گنگان جیسے ہوتا ہے۔ جیسے اس تشبیہ کو سمجھو ہیں مطلب۔ یہی کہ جسطرح سون اور گل ہم نشین ہوتے ہیں اور جو کچھ گل کو دل میں ہوتا ہے وہ سون کی زبان پر ہوتا ہے یہی تشبیہ زباں گل کا دل اور سون کی زبان ہوتی ہیں اس طرح مہرئی پاک صحبت کو مستفیض ہوتا تھا جو کچھ تیرے دل میں ہوتا تھا میری زباں پر ہوتا یعنی میری زباں تیرے دل کی ترجمان تھی۔

خواستم سوز دل خویش کو بجا بیامیغ | داشتہ خود زباناں آنچہ مراد دل بود (مہرئی)

(۱۳) ترجمہ۔ دل عمل کو پیر کے معانی کا نقد و ہنود ہوتا تھا۔ عشق تشریح و بیان کر دیتا تھا۔ جو اسکو نزدیک شکل بات تھی۔

یعنے دل اسرار معرفت اور معانی عقل و مطلب کرتا تھا لیکن عقل کیلیں زبان باتوں کا بیان مشکل تھا لیکن عشق ان باتوں کو جو صیغہ و تشبیح بیان کر دیتا تھا ظاہر ہے کہ معرفت اور معانی عقل بیان نہیں کر سکتی صرف عشق بیان کر سکتا ہے اسی منہوں کے لئے دیکھو شعر (۱) غزل ہذا۔

اصلِ محبت کہ برہم پر غرور مشکل بود | از مودیم بیک جسمہ عمی حاصل بود (مہری)

(۱) ترجمہ۔ اصلِ محبت پر غرور ہی جو اس قیادت میں ہے۔ اس عیش و عشرت پر جس طرح جو اس منزل میں تھا۔ گذشتہ عیش و عشرت چہرت اور موجودہ پریشان حالی پر انہوں کا اظہار ہے۔
(۵) ترجمہ۔ سبکدلی میں یہ خیال تھا کہ دو سگے بغیر ہرگز نہیں ہو گا۔ لیکن کیا کہوں کہ سیری اور سیردلی کی کوشش بے سود تھی۔

یعنے میری آرزو باطل ہوئی اور تو مجھ سے جدا ہو گیا۔

(۶) ترجمہ۔ گل میں چرندوں کی یاد میں خوابات کی طرف گیا۔ خم سے کوئین دیکھا کہ اس گل میں خون اور پاگل ہے۔ خم کا لذت شراب میں ہوتی ہے۔ اس لٹو کہانہ آگے دل میں غم تھا اور خم کے پیچھے زمین پر عودا تہورا تہورا لکچر ہوتا ہے۔ لہذا یاد رکھ لیا کہ طلب ہے کہ کئی بھانہ کہ وہ دود لہر سے سینہ نشینوں کو نہ ہونے کی وجہ سے یاس و حسرت شکیلی تھی۔ اور خم سے خود خون در دل اور پاگل تھی۔

(۷) ترجمہ۔ میں بہت پیرا کہ درد فراق کا سبب پوچھوں لیکن عقل کا منفی اس مسئلہ میں عقل تھا۔

لا یعقل منفی یعنی سختی در سرفاق۔ لام آخر استعمال فارسی میں لکن ہے اگرچہ اصل میں متحرک ہے صیغہ فعل مزارع منفی ہے۔ استمرار کے لہذا ہے حیوان کی صفت میں واقع ہوتا ہے جس کی کمالات نادانی کا اظہار مطلوب ہوتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ سائل عشق کو عقل ہرگز حل نہیں کر سکتی۔ دیکھو شعر (۲) غزل ہذا تفصیلی بیان اور شرح کے لئے دیکھو شعر (۳) غزل ہذا۔

انغم از بندہ پر سبب حور مت سے | دیو کس کہ زوم بخیر و دلا یعقل بود (مہری)

(۸) ترجمہ۔ سچ ہے کہ ابو اسحاق فیروزہ کی اکثر شری بہت اچھی جھکتی تھی لیکن ناپائدار دولت تھی۔ ابو اسحاقی۔ نیشاپور میں فیروزہ کی کان ہے جس کو ابو اسحاق کو نام پر ابو اسحاقی کہتے ہیں۔ مستعجل شہینہ بنت شتاب کرنے والا۔ جلدی گزرنے والا۔ ناپائدار۔

شیخ ابواسحاق بادشاہ شیراز کی دولتِ تمجیل کا بیان ہے۔

عقلیے بود و مانشا کرت مہتری را	حیف صد حیف کہ آن دولت تمجیل بود
--------------------------------	---------------------------------

(۹) ترجمہ ہے۔ حافظ تو نے بیک خزانہ کو اس تہقہہ کو دیکھا۔ کہ شاہینِ قضا کے نیچے سے غافل تھا۔
 بلکہ خزانہ سے یہاں مراد شیخ ابواسحاق۔ تہقہہ سے مراد اسکی چند روزہ عیش و عشرت کی سلطنت اور
 شاہینِ قضا سے مراد موت۔

غزل (۱۵۲)

۱	دوستی کے آخر آید دوستدارانِ اچھے	۱	یاری نذر کسی نہیں بے نیازانِ اچھے
۲	خونِ کھپیا ز شاخِ گل باد بہاراںِ اچھے	۲	اتجماں تیرے گوشِ خضر فرخ کی گجاست
۳	عندلیبانِ اچھے پیشِ مہنراںِ اچھے	۳	صد ہزاراں گلِ گفت با نامِ مرغی زنجاست
۴	تا بشغ فرشید و سعی ابرو بارانِ اچھے	۴	عسلے از کانِ مردوت ز نیامیاد بہاست
۵	کنند ارد شوقِ مستی می گاراںِ اچھے	۵	ز سرہ ساز خود میکیر و مگر عودش زبوست
۶	حق شناساں اچھے حالِ افادیاںِ اچھے	۶	کس نگوید کہ یاری داشت حق دوستی
۷	کس بمیدانِ ولعی آرد سواراںِ اچھے	۷	گویی تو قیق و کرامتِ میمانِ افگندہ اند

حافظ اسرار الہی کس نہیں داند خموش

(۸)

از کہ می پرسی کہ دور روزگار اراںِ اچھے

(۷)

بظاہر خواہ صاحبِ بیغزال تو زمانہ کہ مستحقِ کہی تھی۔ مگر واقعات کو دیکھا جا۔ تو یہ غزل لسانِ الغیب اس وقت کے
 لئے نہیں بلکہ موجودہ زمانہ کے لوگوں کے لئے کہی ہے۔ اس زمانہ میں تو پھر گوئے "توفیق و کرامت" کو میدان میں دیکھ کر
 سوار و کھادل لپچا تا ہو گا۔ مگر موجودہ زمانہ کے مسلمانوں میں تو بالکل اس بات کا احساس ہی نہیں رہا۔ اُن
 دنوں میں تو کانِ مردوت کو کئی اعلیٰ موجود تو جو جنکی درخشندگی کے لئے کئی سو سال بعد تک۔ یہی زمانہ کو روشن کرکھا
 لیکن آج فی الحقیقت کانِ مردوت کو کئی اعلیٰ ہی دستیاب نہیں ہوتا۔ چند ایک سنگریزے ہیں جبکہ مصنوعی

آبِ تَابِی بَاقِی تَجْمُرِی سَو جِو اَد مَازَکَی اَہُو اَہُو۔ لَکِن اَکَا تَکْشَ پَا دَ اَر نَہِی اَن مِیَن حَقِی قِو جِو سَہِ نَہِی۔ بِرِو دَ نِی نَی اَیْشِ اَہُو غِی رِو اَم مِیَن تُو پُو کِہ پُو نِہ کِہ مِو جِو دِہ ہُو مَسلَمان بِا کُل مَردِوم مِیَن۔ تَابِیْش خِو شَیْ دِ بَد سَئِو رِہُو۔ اَبِو دِ بَار اَن کی سَی مِیَن بِا کُل کِئِی اَقع نَہِی ہُو مِی بَا یِی ہُو کُوئی مَصل پَیْد ا نَہِی ہُو تَا۔ وِجِہ یِہ ہُو۔ کَہ لَعل وِگُو ہِو رَکِہ طَالِب نَہِی مِیَن اَہُو۔ جِس جِیْز کُو زَا نَہ اَگَھتا ہُو۔ وِہ اَن کِ پاس مِو جِو دِہ۔ جِس لَی کی خَریْد اری نَہ ہُو۔ بَا زَا رِ مِیَن کِئِی نَکَ اَئِے۔ نُو رِ اِیْمَان دِو ل مِیَن بَہِت کَم ہَے عِشَقِ الِہِی کا نَام ہی نَام رِہ گِیا ہَے۔ رِو سَولِ مِی کِ عِزَت پِہی صَرف تِبر گَا بَاقِی اَہُو۔ اَپ خِو اَنصَاف کِریں کَا ن حَالَات مِیَن تَابِیْش خِو شَیْ دِ کِیا کِری کِ مَسلَمانِو مِیَن نَہ اِسلامِی نِخَاو سَے نَہ شِجَاعَت۔ نَہ وِہ پِرا نِی بِرِو دِ بَا رِی کی نَہ خِو دِو اری۔ نَہ وِہ اَگِی خِو شِ اِصْطَاقِی ہُو نَہ پِہلا سَا تَہْمَدُ نَہ اِسلامِی اَھِو شِ نَہ وِو سَ تِ پِرو دِی۔ پِہا نِی کَا پِہا نِی دِشْمَن ہُو۔ دِو سَ تِ مِی لْ خِلا ص نَہِی۔ اِنصَافِی کِی سَجَا اِنصَافِی ہُو۔ ذِو قِ عَمَلِ بَاقِی نَہِی رَا۔ اِیْتَار کَا نَام ہی نَہِی۔ پِی دِل چَہنَا ہی پِہول گُو۔ سِو اَر ہُو کَر مِی دِ اَن مِیَن کِ لَھِج اَہُو۔ وِہ پِہلو نَہِی۔ وِہ بَا دِہ خِو اَر نَہِی۔ نَہ خِو دِی ہُو اَو رَ نَہ جِو دِی نَہ وِہ سَ تِ ہُو اَو رَ نَہ سَئِو رِی۔ صَرف مَھِز نِی شُوابِ بَاقِی ہُو جِے پِہِیے ہِی اَو رَ خِو اَکُو پِہول جَاتے ہِی۔ شِرا بِ نَگُورِ کی مَستِی کَا دِل مِیَن شُوقِ ہُو۔ لَکِن شِرا بِ طِہُو رِ کَا بِا کُل رَا سَ زَا مِیَن سِو اَہِی نَہِی۔ پِہول ہِز اَر کَھلِیں مِی لْ کُو دِل کی اِھسا سَ عِشَقِ ہی اِظْہ گِیا ہُو۔ تُو پِہرِ کِیا جِی اَہُو جَا وِی دِ کَا کُوئی طَالِب ہی نَہو تُو خِضْر اَئِے ہی تُو کِیا کِ رَے اَو رَ آبِ حِیَا تِ ہُو پِہی تُو کِیا خَا نَہُ جِے بِلَی مِیَن سِو شَا رِخِ گِلِ سِو خِو نِ ہی پُرا ٹِپِکے۔ بَا دِ بِہا رِی کُو کِیا پُڑِی ہَے۔

یہ غزل موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی مذہبی اخلاقی تمدنی اور ملکی حالت کا بالکل صحیح نقشہ ہے۔

(۱) ترجمہ۔ یاری ہم کسی میں نہیں دیکھتے۔ بارڈ لکھو کیا ہوا۔ دوستی کا لفظ تمہو ا وعدہ دوستداروں کو کیا ہے؟

(۲) ترجمہ۔ اب حیات سیاہ ہو گیا ہے مبارک منہ خضر کہاں ہے۔ شاریخ گل خون چیک پڑا ہو۔ بولہاری کو کیا ہو گیا؟ آج کل اسلام اسی شاریخ گل کی طرح ہو گیا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ لاکھوں پھول کھلے لیکن ایک پرندہ کی آواز ہی نہ آئی۔ بیلوں کو کیا ہے شریانی ہُو۔ ہزاروں کو کیا ہوا ہے۔

ہزار سے مراد ہزار داستان یعنی بیل۔

(۴) ترجمہ۔ کئی سال ہو کہ مرآت کی کان کوئی مصل نہیں نکلا۔ آفتاب کی تابش کو اور ابو باران کی سعی کو کیا ہوا۔

مروت۔ یفتیں و تشدیداً مفتوحہ۔ مردی۔ مردی ماخوذ از مر یعنی مرد

تا بش خورشید اور ابرو باداں کا اثر سے پتھر لعل بنتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ کوئی لعل نظر نہیں آتا۔ تا بش خورشید کو کیا ہوا، مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں کوئی مرد پیدا نہیں ہوتا۔ دست قدرت کو کیا ہوا اس سوال کا جواب خواجہ صاحب خود شعر دیکھیں دیکھیں۔

طالب لعل لکھنیت دگر نہ خورشید	ہچنماں در عمل معدن کانت کہ بود
-------------------------------	--------------------------------

اسی مضمون پر۔

ہم تو قابل یہ کرم ہیں کوئی ساکن نہیں	راہ دکھلائیں کسے رہد منزل ہی نہیں
تریت عام تو ہر قابل ہی نہیں	جس کو تھمیسے ہوا دم کی دیو گل ہی نہیں

کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں
دھونڈنے والوں کو دنیا ہی نئی دیتے ہیں

(۵) ترجمہ۔ زہرہ اپنا ساز نہیں بنی۔ شاید اسکا عود جل گیا۔ کسی کو منی کا شوق نہیں نرا خجاردن کہ کیا ہوا نہ ہرہ۔ ایک ستارہ کا نام جسے راقصہ فلک ہی کہتے ہیں۔ عمو۔ ایک ستارہ کا نام ہے جسے برطیہ کہتے ہیں۔ ایک سیاہ لکڑی کا نام ہے۔ جو جل کر نہایت عمدہ خوشبودی ہوتی ہے۔ عود اور سوخت کی رقاظ ظاہر۔ مطلب یہ کہ زہرہ کو قوس دسرو دہول گئے اور خجاردن کی مستی ہی نہیں کہ زمانہ کی کیفیت ہی دگر گوں ہے۔

(۶) ترجمہ۔ کوئی یہ نہیں کہتا کہ ایک ست نہا جسے دکھتی کا حق حاصل تھا۔ حق شناسوں کا کیا حال ہوا اور یاروں کو کیا پیش آئی ہے۔

یعنی کوئی شخص حق دوستی نہیں پہچانتا۔ البتہ محبت معدوم ہوا جاتا ہے۔

(۷) ترجمہ۔ توفیق اور کرامت کی گیند درمیان پڑی ہے کوئی شخص میدان کی طرف رخ نہیں کرتا۔ سواروں کو کیا ہو گیا ہے۔

توفیق۔ خداوند تعالیٰ کا انسانوں کی خواہش کے مطابق اسباب پر کرنا تاکہ وہ خواہش پوری ہو کرامت۔ بزرگی۔ عطا۔ عنایت۔

مطلب یہ کہ عالمان قضا و قدر نے (خدا نے) اسباب پر اگر دے ہوئے ہیں لیکن کوئی شخص

ان اسباب سے نائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کرتا۔ کیا وجہ ہے۔

(۸) ترجمہ۔ حافظ چہرہ۔ خدا کو عبید و نحو کوئی نہیں پہنچ سکتا تو کس کو پوچھتا ہے کہ دور دراز کار کو کیا تھا مطلب یہ ہے کہ ہزار راہی کا کسی شخص کو علم نہیں۔ تو کس سے پوچھ رہا ہے کہ یہ کیا ہوا اور کیوں ہوا۔

غزل ۱۵۳

۱	یوں جام دی سحر کہ اتفاق افتادہ بود	۱	وز اسباقی شرابم در مذاق افتادہ بود
۲	از مرستے دگر با شاہد عہد شباب	۲	حتیٰ میخوام تکین طلاق افتادہ بود
۳	نقش می بسیم کہ گیرم گوشہ زان چشم مست	۳	طابق صبر از خم ابروش طاق افتادہ بود
۴	ساقی جام و مادوم وہ کہ در سیر طریق	۴	ہر کہ عاشق و ش نباشد در نفاق افتادہ بود
۵	ای تبر فرودہ فرما کہ دو ششم آفتاب	۵	ڈر سکر خواب صبوحی ہم و نفاق افتادہ بود
۶	دو مقامات طرفیت ہر کجا کریم سیر	۶	حافیت با نظر بازی فراق افتادہ بود
۷	گر بودی شاہ سخی نصرت الدین از کم	۷	کار طرک و دین نظم و انسا ق افتادہ بود

حافظ آن ساعت کہ نظم پریشانی تو

(۸)

(۸)

ط از فکر شہرام اشتیاق فتادہ بود

(۱) ترجمہ۔ دل صبح کو وقت اکید پیا لہ شراب پی کا بے اتفاق ہوا اور لبتانی و شراب سیر منہ میں پڑی مذاق۔ محل ذائقہ۔ چکھنے کی جگہ۔ دہن و کام۔

مطلب یہ ہے کہ لیبانی کے بوسہ نے یہ جلاست کر دیا

(۲) ترجمہ۔ سخی کی وجہ و عہد پرست بیک مشوقی کی طرف میں دوبارہ رجوع کرنا چاہتا تھا لیکن طلاق ہو چکی تھی رجعت۔ با نفع۔ مرد کا زن مطلقہ کی طرف رجوع کرنا مطلق رجوع کرنا۔ بعض قسم کی طلاقوں میں طلاق کے ہمیشہ کے لئے واقع ہو جانے سے پہلے رجعت ہی ہو سکتی ہے۔ لیکن طلاق واقع ہو جانے کے بعد رجعت نہیں

ہو سکتی۔ مطلب یہ ہے کہ سنی کی حالت میں میں دوبارہ عہد شباب کا طقت حاصل کرنا چاہتا ہوں لیکن
عہد شباب چا چکا تھا اور ہمیشہ کے لئے جا چکا تھا۔

(۳) ترجمہ۔ میں مرادہ کرتا تھا کہ جس شہم سے کفارہ کشتی اختیار کروں لیکن صبر کی طاقت اسکے خم ابرو سے
زائل ہو چکی تھی۔

یعنی کفارہ کشتی کی طاقت نہیں رہی تھی۔ دل بے صبر ہو گیا تھا۔ طاق افتادوں یعنی برطاق افتادوں
بہول جانا۔ زائل ہو جانا۔ گوشہ و چشم اور خم ابرو و طاق کی رعایت ظاہر۔

(۴) ترجمہ۔ آسانی سے درپے درپے (متواتر) جام دکھ راہِ طریقت میں جو شخص عاشق نہا نہیں ہوتا وہ منافق
ہوتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ عاشق ہمیشہ مست ہو جاتا ہے اور جو عاشق مستوری کا اظہار کرے اور عاشقوں کی طرح مست
نظر نہ آئے وہ منافق ہوتا ہے۔ لہذا چاہئے کہ پے درپے شراب پیتے جائیں تاکہ ہمیشہ مست ہی رہیں
اور مست ہی نظر آئیں۔ مستوری نام کو نہ ہو۔

(۵) ترجمہ۔ تعبیر کرنے والے جو بھڑی سنا کل آفتاب۔ صبح کی میٹھی نیند میں میرا ہم منزل تھا۔
معبر۔ تعبیر کرنے والا۔ خواب کی تعبیر بیان کرنے والا **و تاق**۔ خانہ حرم سرا۔
حرم۔ منزل۔

مطلب یہ ہے کہ میں کل صبح کی میٹھی نیند میں تھا کہ خواب میں آفتاب پڑا سا تھیک مکان میں کہا۔ خواجہ صاحب
اسکی تعبیر یہ چاہتے ہیں کہ مشوق انکے گزرتشریف لائیگا۔ عموماً خواب سحر جیسی بھی جاتی ہے۔

(۶) ترجمہ۔ ہم نے عقائد طریقت میں جہاں کہیں سیر کی۔ یہی جگہ کہ آرام نظر بازی کی دور رہتا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ تمام اہل مشق و متفاد باتیں ہیں۔ جہاں عشق ہوگا۔ آرام حرام ہوگا۔ عاشق کو آرام نصیب
نہیں ہوتا۔

(۷) ترجمہ۔ اگر شاہی نصرت الدین کی گرفتاری نہ ہوتی۔ تو ملک دین کا نظم و نسق بگڑ چکا تھا۔
یہاں خواجہ صاحب نے عنقیہ مضامین کی مدوح کی مدح کی طرف گریز کیا ہے۔ شاہی کی لئے دیکھو

سان النیب جلد اول صفحہ (۱۹) سوانحی

(۸) ترجمہ۔ جو وقت حافظ پریشان نظم لکھتا تھا اسکو فکر کا پرندہ شوق کو حال میں مینسا ہوا تھا۔

یعنے طائرِ فکر آواز نہ تھا۔ دامِ اشتیاق میں گرفتار تھا۔

غزل (۱۵)

۱	بازارِ تباہِ شکست	پارم چو تدرج بدست گیرد
۲	تایارِ مرابثِ شکست	درخفت تادہ ام چو طے
۳	آیا بود آنکہ شکست	درپائش فنادہ ام زبازی
۴	کو محاسبہ شکست	ہر کس کہ بدید چشم او گھت

(۵)	خرم دل آنکہ چو حفظا	(۵)
جاے زمی الت شکست		

(۱) ترجمہ۔ میرا معشوق جب پیالہ ہاتھ میں لیتا ہے تو اور معشوق تو کھکا بازار سرد پڑ جاتا ہے۔
 (۲) ترجمہ۔ میں سمندر میں چھلکی کی طرح پڑا ہوں۔ تاکہ معشوق مجھ کو کانٹے سے پکڑ لے
 شت۔ بفتح۔ اس لفظ کے کئی معنی ہیں جن میں دو یہ ہیں۔ (۱) حلقہ زلف (۲) مہلی
 پکڑنے کا کاٹنا۔

مطلب یہ ہے کہ میں اس انتظار میں ہوں کہ معشوق اپنے خم زلف میں مجھ کو گرفتار کر لے۔
 (۳) ترجمہ۔ میں اس کی پاؤں میں عاجزی ہو گیا ہوں۔ شاید کہ وہ میرا ہاتھ پکڑ لے۔
 (۴) ترجمہ۔ جس شخص نے اس کی آنکھ دیکھی کہا کہ محبت کہاں ہے کہ اس دست کو پکڑ لے جائے۔
 یعنی اس کی آنکھ مست ہے، محبت اور مستی کو پکڑتا ہے۔ اس کیوں نہیں پکڑتا۔
 (۵) ترجمہ۔ اس شخص کا دل خوش ہے جو جس نے حافظ کی طرح شرابِ است سے پیالہ لیا۔
 مئے است۔ سے مراد شرابِ مشق۔ است بریکم قالوا لی کی طرف اشارہ ہے جو جفتاقی و

مخلوق کے درمیان سلسلہ معشوق قائم ہوا۔ دیکھو شعر العف
 خواجہ صاحب نے یہاں پہر انچی شراب کی شہرت کی ہے۔ اب یہی اگر کوئی شخص خواجہ حافظ کی

شراب پہلوئے راض کرے تو اسکی عقل پرانسوس!

روین ذ

غزل (۱)

بنویس دلا پیار کاغذ	۱	بفرست بہ آن نگار کاغذ
اے باوصبا ہر تیراں شوخ	۲	از عاشق بے قرار کاغذ
ہرگز نہ جواب دے	۳	گر بنویسیم ہزار کاغذ
تا نام تو نقش شد براؤ ماند	۴	بر صفحہ روزگار کاغذ

(۵) بنویس زروسے مہربانی
بر **قطا** دل نگار کاغذ (۵)

- (۱) ترجمہ - اے دل مشوق کو خط لکھ۔ ۱۔ معشوق کی طرف خط بھیج۔
 (۲) ترجمہ - اے باوصبا اس شوخ کے پاس عاشق بے قرار کا خط لے جا۔
 (۳) ترجمہ - وہ ہرگز جواب نہیں لکھتا۔ اگر میں ہزار خط بھی اسکو لکھوں۔
 (۴) ترجمہ - جب تیرا نام اس پر نقش ہوا، صفحہ روزگار پر کاغذ باقی رہ گیا ہے۔
 یعنی جب تیرا نام کاغذ پر لکھا گیا ہے، اسکی برکت سے کاغذ صفحہ روزگار پر قائم اور باقی ہے۔
 (۵) ترجمہ - براہ مہربانی حافظ خستہ دل کی طرف خط لکھ۔

روین تر

غزل

۱	مباد از شکر خالیت منتقار	۱	الالے طوے گویاے اسرار
۲	کہ خوش نقشے نمودے از خط یار	۲	سرت بزودلت خوش باد جاوید
۳	خدا را زین معما پرده بردار	۳	سخن بستہ گفتی با حرفیناں
۴	کہ خواہی بودہ ایم امی بخت بیدار	۴	برے مازن ز ساغر گلابی
۵	کہ می رقصد با ہم مست ہنشیار	۵	چہ رہ بود اینکہ زود پرودہ مطرب
۶	حرفیان را نہ سرماند نہ دستار	۶	ازیں فیوں کہ ساقی در می انگن
۷	چہ سنجہ پیش عشق کیمیا کار	۷	خرد ہر چند نقد کائنات ست
۸	بزور زور مینریت این کار	۸	سکندر را نمی بخشند آبے
۹	بہ لفظ اندک و معنی بسیار	۹	بہ او حال اہل درد بشنو
۱۰	حدیث جان پیرس از نقش دیوار	۱۰	بستوراں گواہ اسرار ستے
۱۱	خداوند ادل و دینم نہ گھسار	۱۱	چہ پیشنی عدوی بن و مال ست
۱۲	خداوند از آفاتش انگھسار	۱۲	خداوندی بجایے بندگاں کرد

بہمن دولت منصور شاہی

(۱۳)

علم شاہ حافظ اندر نظم اشعار

(۱۳)

- (۱) ترجمہ۔ ہاں اے اسرار بیان کرنے والی طوطی۔ تیری چونچ شکر سے کہی خالی نہ ہو۔
- (۲) ترجمہ۔ سرتر اسرار اور دل تیرا ہمیشہ خوش رہی۔ کہ تو نے معشوق کے خط سے بہت اچھا نقش پیدا کیا ہے
- (۳) ترجمہ۔ تو نے حرفوں کو بستہ (پوشیدہ) بات کہی ہے۔ خدا کے لو اس معنی سے پردہ اٹھا۔
گدشت ہر اشعار میں خطاب طوطی کو آیا اسرار کی طرف اور مضمون سلسل ہے
- بعض کے نزدیک طوطی ہی بہاں مراد مشہور ہے۔ جو اسرار معرفت بیان کرتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بھی باغ توحید کے خوش گفتار طوطی تھی اور دنیا کو اسرار حقیقت سے آگاہ کیا۔ اس صورت میں خط یا رسو مراد قرآن کریم ہوگی۔ اگر زیادہ تاویلوں کی ضرورت نہ ہو تو دیا معشوق کے قاصد کو طوطی کہہ دو کیونکہ وہ بھی اسرار اور موزون عشق بیان کرتا ہے۔
- (۴) ترجمہ۔ ہنسنا چہرہ پر ساغر سے گلاب چھڑک۔ کیونکہ اسے بخت بیدار اہم خواب بودہ میں نیند سے بیدار کرنے کے لئے عموماً پانی یا گلاب چہرہ پر چھڑکا جاتا ہے۔ خواجہ صاحب یا توجبت بیدار کو ہی مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ ہم کو خواب غفلت سے بیدار کر اور ہنسنا ساتھ ہو۔ یا سانی کو بخت بیدار کہا ہے۔ اور انہماں کی ہی کہ ساغر سے گلاب ہنسنا چہرہ پر چھڑک۔ اس صورت میں گلاب سے مراد شراب ہوگی۔
- (۵) ترجمہ۔ یہ کیا سرد تھا جو مہربان پر پردہ ساز میں گایا۔ کہ مست و مہیار سب بیکجا رقص کر رہے ہیں۔
راہ زولن۔ سسہ و دکھنا۔ نقد سرائی کرنا۔ گانا۔
مطلب یہ ہے کہ مہربان نے یہ کیسی نغمہ سرائی کی ہے۔ کہ مست و مہیار تمام کے تمام حالت بید میں آگئے ہیں۔
- (۶) ترجمہ۔ اس انیوں کی جو ساقی نے شراب میں ڈالی ہے۔ حرفیوں کا سر رہا ہے نہ گلوئی
مطلب یہ ہے۔ کہ سالک نے اسرار عشق کے بیان کرنے میں جو موزون معرفت ظاہر کئے ہیں۔ ان کے سننے سے نہ سر کی ہوش رہی ہے نہ دستار کی۔
- (۷) ترجمہ۔ عقل ہر چند کائنات کا نقد ہے۔ لیکن کیمیا گر عشق کی نظروں میں نہیں جھتی۔
یعنی عقل بہت اچھی چیز ہے لیکن عشق کا مقابلہ نہیں کر سکتی عشق کی ممتی عقل کی مستوری سے بدجہا افضل ہے تشریح کے لئے کہ ہوش و معرفت سے دل و دماغ کی عقل۔ نقد و کیمیا کی رعایت ظاہر ہے۔

(۸) ترجمہ سکندر کو پانی کا ایک گھونٹ ہی نہیں دیتو۔ یہ کام زور اور زور سے حاصل نہیں ہوتا۔
مطلب یہ جو کہ سکندر ایک بہت بڑا بادشاہ تھا حضرت علیہ السلام اسکو راہنما تھے۔ پہرہ ہی آپ جیسا
کہ ایک گھونٹ اسی نصیبت ہوا۔ یہ کام زور اور زور سے نہیں چلے۔

ایمانت زور بازو نیت | تازہ بخشہ خدا سے بخشندہ

اسی مضمون پر ہے۔

ہی دستاں قیمت را چہ سود از رہبر کامل | کہ خضر از آب حیوانی شستہ سے آرد سکندر را

(۹) ترجمہ آ اور اہل رو کا حال سن۔ ہوڑے سے لفظوں میں اور بہت معنوں میں۔
یعنی اہل رو کا بیان ہوڑے لفظوں میں ہوتا ہے لیکن بلحاظ معانی بہت جامع ہوتا ہے۔
اولیٰ ترجمہ مینور سے مستی کو اسرار بیان نہ کر۔ جان کی باتیں دیوار کی تصویر نہ پوچھ۔
مطلب یہ جو کہ زاهدان ظاہر سے عشق کو اسرار و حقائق بیان نہ کرے گوئی مومن دیوار کی تصویر ہیں۔ ان میں
جان نہیں ظاہری عبادت ایمان کی تصویر ہے۔ عشق الہی اسکی جان ہے۔

(۱۰) ترجمہ معشوق چینی دین و مال کا دشمن ہے۔ لے خدا میرا دل اور دین اس کو بچا۔
بت چینی۔ چین کی تصویر میں مجھے بہت خوبصورت ہوتے تھے۔ اس لئے معشوقوں کو بت چینی کہتے ہیں۔
(۱۱) ترجمہ۔ اس بندوں کے حق میں خداوندی کی۔ خدا اس کو آفتوں سے محفوظ رکھے۔

بے اسکے لطف و کرم اور عدل انصاف کو عرض خدا سے تمام آفات سے بچا۔
(۱۲) ترجمہ منصور شاہی دولت کے یمن سے حافظ شعر نظم کرنے میں ممتاز ہو گیا ہے۔
علم شدن۔ نشان ہونا۔ ممتاز ہونا۔ بلند ہونا۔ (علم یعنی جھنڈا)

منصور شاہ۔ شاہ چینی کے بدشاہ۔ از کا بادشاہ ہو اور خواجہ صاحب کامری اور ممدوح
تھا۔ اور کئی غزلوں میں بھی خواجہ صاحب اسکی طرف اشارہ کیا ہے۔ دیکھو غزل (۲۰) روغن و۔
تفصیلی حالات کے لئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۹۔ ۲۰ سو انجمی۔

غزل (۲)

۱	ای بادشکو بگدز سوائے آن نگار	۱	بکشاگرہ ز زلفش و بوسے بمن بسیار
۲	با او بگو کہ اے مرہ نامہ رہبان من	۲	باز آ کہ عاشقان تو مردند ز انتظار
۳	دل آدہ ایم و مہر تو از جاں خریدہ ایم	۳	براجنا و جوہر فراقت روادار
۴	کردی چوروزگار فراموش بندہ را	۴	ز نہاد عرض یار و فادار گوش دار
۵	ای دل بساز با ہم بجاں و صب کن	۵	ای دیدہ در فراموش ازین بیش خوں مبار
۶	باری خیال دست ز پیش نظر مشو	۶	چوں بروصال یار ندریم خست یا

حافظ تو تا کی غم مال جہاں محو

(۷)

(۸)

بسیار غم محو کہ جہاں نیت پایدار

یہ غزل بعض مقلیوں پر انوں میں نہیں ہے۔

(۱) ترجمہ۔ آخر خبردار ہوا اس مشوق کی طرف جاا کی زلفت کو کہ کہول اور اسکی خوشبو مجھ تک۔

(۲) ترجمہ۔ اسکو کہو کہ اے سیریز نامہ رہبان عشوق۔ واپس آجا کہ تیرے عاشق انتظار میں مر رہے ہیں۔

(۳) ترجمہ۔ ہم نے دل دیا اور تیری محبت جان کو خریدی ہے۔ ہم پر اپنے فراق کا جوہر و جوار دانہ رکھ۔

یعنی ہم کو اپنی جیدانی کے رنج و غم میں مبتلا نہ کر

(۴) ترجمہ۔ تو نے زمانہ کی طرح بندہ کو فراموش کر دیا ضرور یا و فادار کی عرض کو سن۔

یعنی تو نے زمانہ کی طرح بیوفائی کی ہے۔

(۵) ترجمہ۔ دل غم محو کے ساتھ موافقت پیدا کر اور سیریز کو آگاہی کے ذریعہ اس سے زیادہ خون آنسو نہ رو۔

(۶) ترجمہ۔ ہاں مشوق کی خیال کو کہہ دوں گے سامنے سو دور نہ کر جب تک تم کو وہ سال یا پر ختم سیار نہیں۔

یعنی وصال پر اختیار نہیں اسلئے کم از کم اتنا ضروری کی کہ اسکی تصویر ہمیشہ آنکھوں کے سامنے رہے۔

(۷) ترجمہ۔ حافظ تو کب تک نیاسکے مال کا غم کھائے گا۔ بہت غم نہ کھا کیونکہ دنیا ناپایدار ہے۔

مطلب ہے کہ اس ناپائدار دنیا کے مال جاہ کے لئے غم نہیں کرنا چاہئے۔

بس بگردید و گردید روزگار | دل بدینا و در بند و ہوشیار

غزل (۳)

۱	قوت برائے چہی سڑو جیبار	۱	ای بردہ گوئی حسن ز خوبان روزگار
۲	موبہم نقطہ ایت نہ نہاں نہ آشکار	۲	الحق وجود نقش و نشان بان تو
۳	از دست ہر سہ تاجہ کشد این دل ننگار	۳	داویم دل بدست خط و زلفٹ خال تو
۴	و انم عصاں را و شرم ز کار زار	۴	باوا ہزار دشمن اگر بار یا من است
۵	زین در اگر بدر شوم آیم با خط ہزار	۵	عشق چو در سراجہ دل چہ شید
۶	مصل طویل را نبود، هیچ اعتبار	۶	گر سرویش قد تو مسکیت و مرغ

منصوبہ ہوا می تو حافظ کنوں چو با

(۷)

(۷)

دشمن غمخت و دشمن فادہ مہر و آ

(۱) ترجمہ ہے کہ تو نما جہاں کے حسینوں کی گوی حسن لے گیا ہے تیرا قدر آستی میں جو بار کے سروہی کی طرح ہے۔
سروہو تائب جو گائے جاتے ہیں۔ ان کو سروہو تائب کہا۔

(۲) ترجمہ ہے فی الحقیقت تیرے دہن کے نقش و نشان کا وجود ایک ہوم نقطہ ہے۔ جو نہ پوشیدہ ہے نہ ظاہر ہے۔
یعنی تیرا دہن تنگ ایک موبہم نقطہ ہے جو نہ معدوم ہے نہ موجود

دہنت را کہ خود چہ فرخوش خاند | جز بملق لب اشبات و جہ کھنکند (رجاوی)

(۳) ترجمہ ہے ہم ذہیرے خط زلف نہ خال کا تہہ میل پیادل ویدیا ہے۔ دیکھئے ان تینوں کلماتوں میں ہزار نمیل کیا کیا تکلیفیں اٹھائی۔

(۴) ترجمہ ہے اگر دست تیرا تہہ تو ہزار دشمن ہوں (کچھ بڑا نہیں) لڑائی جانتا ہوں اور جنگ سروہی نہیں ٹمنا۔ ح

دشمن چہ کند چہ مہرباں باشد دوست

(۵) ترجمہ۔ تراشقی جسے میری دل کی منزل میں جاگزین ہوا ہے اس دروازہ کا گیس باہر چلا جاؤں تو تیرا کسی
واپس آتا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ چونکہ دل مشتوق کی منزل ہے اس کو میں ہی اب در دل پیغمبر ہو گیا ہوں اور اگر وہاں سے چلا جا تا ہوں
تو پھر سب قرار ہو کر وہاں ہی جا رہتا ہوں۔

خیال نامحرم گریبانگ اندمارا کیوہ و صحران | چرسازد آوارہ در دل کہ رہد پر محرم گریبان

(۶) ترجمہ۔ اگر تیرے دل کو مقابلہ پر لڑنا تھا تو آزرہ نہ ہو لیجے تو اے کی عقل پر اعتبار نہیں ہوتا۔
مشہور ہے کہ مکمل طویل احمق اور مکمل قلیل فتنہ یعنی تمام دراز قد احمق اور تمام پستہ قد فتنہ
پر از ہوتے ہیں۔ چونکہ سروہ دراز قد ہے اس لئے احمق ہے۔ اگر تیرے دل کی برابر کی کا دعویٰ کرے تو معذرت ہے۔
(۷) ترجمہ۔ حقائق چونکہ اب تیرے عشق کی بازی لگائی ہے۔ تیرے غم کے سششد میں اسکا دل مہرہ کی طرح گزرا
ہو گیا ہے۔

منصوبہ۔ کوئی شہر پاک ہوئی۔ کلام کی تدبیر۔ بازی شطرنج۔ نزدیکی سات باریوں میں جو ساتویں بازی کا نام
ششدر۔ وہ جگہ جہاں شہزادہ شہزادہ سے ملتا ہے۔ عابد اور تبحر نہ نایر ششدر حقیقت
میں نزدیکی کھیل میں چھ خانہ کا نام ہے۔ اس کھیل میں وہ قطع ہوتے ہیں فی تختہ بارہ بارہ در بنے ہوئے
ہوتے ہیں۔ اس طرح کہ ہر تختہ کی دائیں بائیں چھ در ہوتے ہیں۔ دائیں ادا بائیں در دو کے درمیان
تھوڑا سا فاصلہ ہوتا ہے جو وقت مہرہ اس در میں جو منتہا کی تختہ پر ہونے ہی بند ہو جاتا ہے اور اپنی طرف کو چھ خانہ
میں کسی خانہ میں نہیں جا سکتا۔ اس وقت اس کی رہائی حریف کو رہائی دینے کے بغیر ناممکن ہو جاتی ہے۔ اس لئے
مہرہ کا ششدر میں ہونا گویا اس کی گرفتاری کی دلیل ہے۔

غزل (۴)

۱	انجسم از فروغ زخمت لالہ زار عمر	۱	باز آ کہ زخمت بی گل رویتہ بیاد عمر
۲	از دیدہ گرسر شگ چو باراں رود روا	۲	کاند زخمت چو برقی بشد زلف کا عمر
۳	بی عمر زندہ ام من زین بس عجیب مدار	۳	لہو سراق را کہ ہند در شمار عمر

۴	اندیشہ از محیط فنا نیست مگر	۴	بقسطہ وہاں تو باشد مدار عمر
۵	در ہر طرف ز خیل عادت کمینگہ است	۵	ز ان موعناں گسستہ دو آئند سوار عمر
۶	ایں بیک دم کہ دولت پیدار ممکن است	۶	دریاب کار دل کہ نہ پیداست کار عمر
۷	تا کی می صبوح و شکر خواب صبحدم	۷	بیدار گرد ہاں کہ نماند عتبار عمر
۸	وی در گذار بود و نظر سوے ما نکند	۸	بیچارہ دل کہ هیچ زندید از گذار عمر

حافظ سخن گوئی کہ در صفحہ جہاں
این نشانی انداز قلت یاد کار عمر

(۹)

(۹)

(۱) ترجمہ - کہ تیرے چہرے کے زخموں کا باغ سر سبز ہے۔ وہ اپنی کثرت کے چہرے پہوں کے بغیر عمر کی بہار خراب ہے۔
 (۲) ترجمہ - آنکھوں اگر آنسو بارش کی طرح جائیں تو جانز ہے۔ کیونکہ تیرے غم میں زندگی کا زمانہ بجلی کی طرح گزر گیا۔
 مطلب یہ ہے کہ تیرے فراق میں زندگی گذر ہی ہے۔ ہم جتنی اشک باری کریں۔ جانز ہے۔ (دھر جو بجلی کی طرح گذرتی ہے اور بجلی کے ساتھ بارش ہی ضروری ہے اس کی آنکھوں سے بارش کی طرح آنسو جاتے ہیں)
 (۳) ترجمہ - میں عمر کے بغیر زندہ ہوں اور اس بات پر بہت حیران نہ ہوں۔ پھر کے دن کو عمر میں کون شمار کرتا ہے۔
 یعنی جو دن پھر میں گزرے ہیں وہ گویا کسی شمار میں نہیں۔ زمانہ عمر میں نیکو کوئی شمار نہیں کرتا۔ اس کو یہ کہنا ہے جاہنیں کہ آج کل میں بغیر عمر کے زندہ ہوں۔

(۴) ترجمہ - اس شخص کو محیط فنا کوئی ڈر نہیں جس کی عمر کا مدار تیرے دہن کے نقطہ پر ہو۔

دہن کو خود ایک نقطہ موهوم کہتے ہیں۔ پس جس شخص کی زندگی کا مدار ہی ایک نقطہ موهوم پر ہوا۔ اس کو بقا و فنا سے کیا غرض۔ یوں ہی دہن معشوق کو زندگی بخش اور لب یار کو چشمت آب حیات کہتے ہیں۔
 اس صورت میں ہی فنا کا ڈر نہیں ہوتا۔

(۵) ترجمہ - ہر طرف حادثات کا لشکر گہات گاڑی ہے سانس عمر کا سوار (گھوڑی کو) گھٹ و دڑاں ہاں
 یعنی عمر اس کی جلدی گزرتی ہے کہ چاروں طرف سے حادثات کا ڈر ہے۔ جتنا جلدی انسان اس کی نگاہ
 میناست گزر جائے اتنا ہی حادثات ہی محفوظ رہتا ہے۔ مرد دراز کے ساتھ حادثات کا ہی ایک طویل سلسلہ
 رہتا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ دل ایک دم میں دولت دیدار ممکن ہے۔ دل کا مقصد پورا کر لینا کہ عمر کا کچھ بچہ نہیں۔

یعنی زندگی کا بھروسہ نہیں۔ زمانہ وصال کے ایک دم کو بھی قیمت جان۔

(۷) ترجمہ۔ صبح کی شراب صبح کی مٹھی نیند کب تک ہوگی۔ ڈاں! بیدار ہو۔ کہ عمر کا اعتبار نہیں رہا۔

مطلب یہ ہے کہ صبح کی شراب صبح کی نیند کو نشہ میں غافل نہ رہ۔ اٹھ بیدار ہو کہ وقت تھوڑا ہے۔

جاگتا ہو جاگ اور افلاک کے سائے تلے	حشر۔ کھتا رہ گیا خاک کے سائے تلے
------------------------------------	----------------------------------

(۸) ترجمہ۔ کل وہ گزر رہا تھا اور ہماری طرف نظر نہ کی۔ بیچارہ دل کہ اُس نے عمر کے گزرنے کو کچھ فائدہ نہ اٹھایا

مطلب یہ کہ کل مشوق بیان کو گذرا اور ہماری طرف نظر نہ کی ہمارا بیچارہ دل نے زندگی کو کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔

یہاں بیچارہ کل ہمارا بیچارہ دل جو زندگی کے تمام فوائد سے محروم رہا۔ ہم کو چوڑ کر چلا گیا اور ہماری طرف نہ دیکھا۔

(۹) ترجمہ۔ حافظ شکر کہہ لیتا کہ صنف میں پر تیرے علم کا پیش تیری زندگی کی یادگار ہے گا۔

یعنی تیرا کام تیری یادگار بنے گا۔ خواجہ صاحب کی یہ پیشین گوئی بالکل سچی ثابت ہوئی ہے۔ فی الحقیقت

ان کی غزلوں کا یہ بیان ان کی ایک عظیم الشان یادگار ہے۔ جب تک زبان فارسی اور زبان فارسی سمجھنے والے

موجود ہوں گے۔ خواجہ کا نام سفور روزگار پر آفتاب کی طرح روشن رہے گا۔

سخن از پیشواں ماند همانا زیں پس	مانا نیم دیکھتی سخن از مانا ماند
---------------------------------	----------------------------------

غزل (۵)

جھٹکا

۱	ای صبا نہجئے از خاک دیار بیار	۱	برازند و دل و مشرودہ دلدار بیار
۲	نکتہ روح منہ از دہن یار بگویی	۲	نامہ شوخ خبر از عالم ہر ار بیار
۳	یا مہر کیم از لطف نسیم تو مشام	۳	شمہ از نغحات نفس یار بیار
۴	بو فای تو کہ خاک رو آں یار سنیز	۴	بے غبار یکہ بدید آید از غبار بیار
۵	روزگار است کہ دل چہرہ مقصود ندید	۵	ساقیاں قبیح آئینہ کردار بیار
۶	گردی از رہگذر دوست بچوری ریب	۶	ہر آسایشل میں دیدہ خونبار بیار
۷	دل دیوانہ ز بزم نیر اندیشد	۷	حلقہ از جسم آں طرہ طرار بیار

۸	خامی وسادہ ملی شیوہ جانبا زانست	جب سے از بریں دل عیب ر بیا
۹	شکر آں کہ تو خوشترئی ای مرغ چمن	اسیران من منزوہ گلا ر بیا
۱۰	کام جاں تیغ شد از صبر کہ کرم بید و	عشوہ زان لب شیریں شکر بار بیا

دلی حاقظ بچہ از زویش رنگین کن

(۱۱)

دلگشست و خراپ سر باز اربیا

(۱۱)

(۱۱) ترجمہ - ۴ صبا مشوق کو دروازہ کی خاک کی خوشبو لا۔ دل کا غم دور کر اور مشوق کی خوشخبری لا۔

(۱۲) ترجمہ مشوق کے دہن ہو کوئی روح افزا نکتہ بیان کر۔ عالم اسرار سے خوشخبری کا نام لا۔

یعنی مشوق کو دہن کو متعلق یا مشوق کو دہن سے نکلا ہو نکتہ بیان کر۔ اسرار سے مراد اسرار الہیہ۔

(۱۳) ترجمہ - تاکہ تیری نسیم کی لطافت (خوشبو) سے دماغ معطر کروں۔ مشوق کو نفس کی خوشبوؤں سے تھوڑی سی خوشبو لا۔

نفحات الرحمن کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۴) ترجمہ - تجھ اپنی دنیا کی قسم ہو کس یا عزیز کے رستہ کی مٹی بغیر آمیزش اس غبار کے جو اغیار سے پیدا ہو۔ لا۔

یعنی مشوق کی اس راہ سے جس پر اغیار نے قدم نہ رکھا ہو۔ خاک لا۔ مطلب یہ ہے کہ خیالات مساویات سے بچے بگیا نہ کر دے۔

(۱۵) ترجمہ - مدت ہوئی کہ دل ڈمرا دکا چہ نہیں دیکھا۔ اے ساتی وہ آئینہ صفات پیالہ لا۔

یعنی جام سے لا۔ جس سے چہرہ مقصود نظر آئے۔

(۱۶) ترجمہ - علی الرغم دشمنان مشوق کے رستہ کی خاک۔ اس خونبار آنکھ کی آسائش کے لئے لا۔

بکوری رقیب۔ یعنی علی الرغم رقیب۔ دشمن کی خواہش اور مراد کے خلاف۔ دشمن کے اندھا کرنے کے لئے۔ مطلب یہ ہے کہ رقیب کی خواہش کے خلاف راہ یار کی خاک لا۔ جسے سر پر چشم بناؤں تاکہ خونبار آنکھوں کو راحت ہو۔

(۱۷) ترجمہ - میرا دیوانہ دل تو غم سے نہیں رہتا۔ اس زلف طرار کے غم سے ایک حلقہ لا۔

یعنی میرا دیوانہ دل اور کسی غم سے مرقاہ نہیں تھا اس کے لئے زلف مشوق کا ایک حلقہ لا۔ تاکہ اس غم سے

یہ ہے۔ طالع یعنی حیدر گریہ جو۔ تیز زبان۔

(۸) ترجمہ۔ خامی اور سادہ دلی جاننا زوں کا شیوہ نہیں۔ اس عیار معشوق کی کوئی خیر لا۔

عیاری ضد ہی خامی اور سادہ دلی کی۔ مطلب یہ ہے کہ اس عیار معشوق کی طرف سے کوئی خیر لا۔ کیونکہ ہم جاننا نہیں اوز
سادہ دلی اور خامی ہمارا شیوہ نہیں۔

(۹) ترجمہ۔ مرغ چین اس بات کو شکر یہ میں کہ تو عیش میں ہی نفس امارت کو باغ کی خوشخبری لادے۔

(۱۰) ترجمہ۔ جان کا خلق اس صبر سے جو میں معشوق کو بغیر کیا تیغ ہو گیا ہے اس شکر بار اور شہر میں بسے کوئی مشو لا

یعنی فراق میں صبر کرنے سے جان تیغ ہو گئی ہے معشوق کو لیس یہ میں کی کوئی بات سنا۔ تاکہ جان کی تلخی نہ

لا (۱۱) ترجمہ۔ حافظ کا خرد تو کلام کی چیز ہے اسی شرابے رنگین کر اور پراس کوست اور خراب بازار سے آیا

مطلب ہے کہ حافظ کا خرد جو بہ دریا کی علامت ہے ایک بیکار چیز ہے۔ اسی شرابے رنگین کر کے حافظ

کو بازار سے مت و خراب ہے۔ تاکہ تمام لوگ دیکھیں کہ وہ آتا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ زہد ریائی کی نیکی

سے زندگی کی بدنامی بد جہا نفل ہے۔

غزل (۶)

۱۰۰

۱	زار و بیماریا غم راحت جانی بمن آ	۱	ای صبا کہتے از کوی فلانی بمن آ
۲	یعنی از خاک در و درویشانی بمن آ	۲	قلب بچھل مارا بزنی اسیر مراد
۳	زار و وعظہ او تیسرے کوئی بمن آ	۳	درمید گاہ نظر ابدل خوشیم جنات
۴	ساغری زکف تازہ جوانی بمن آ	۴	دوغری و فراق و غم دل پیش دم
۵	اگر ایشان نستانند روانی بمن آ	۵	متکثران را ہم ازین می دوسہ خوشحال
۶	یاز دیوان قضا خط امانی بمن آ	۶	ساقیا حشرت امروزہ بفرود مقنن

دل از پروردیشد و ترک حافظ می گفت

(۷)

(۸)

ای صبا کہتے از کوی فلانی بمن آ

اس غزل کے قافیہ میں یا جمہول اور یا معروف کا تفاوت معلوم ہوتا ہے۔ جائز ہوگا
(۱) ترجمہ۔ صبا فلان معشوق کو کوچہ سے میرے لئے خوشبو لایا۔ میں غم سے زار اور بیماریاں بہی۔ میرے
لئے جان کی راحت لا۔

یعنی میری جان بیماری کی راحت کے لہو کو پھیلا کر خوشبو لایا۔

(۲) ترجمہ۔ ہمارے حاصل پر مراد کی کسیر لگا۔ یعنی درد دست کی خاک سے مجھ تک نشانی لا۔
قلب۔ (۱) کھوٹی دہات۔ کہوٹا سک (۲) دل۔ لہذا قلب، اور کسیر کی رعایت ظاہر۔
مطلب یہ ہے کہ ہمارا دل بے مراد ہے۔ اسے باہر اور کردی جھٹھل کسیر سے ناقص دہات تھمتی دہات
بن جاتی ہے۔ اسی طرح درد دست کی خاک سے میرا بے مراد دل باہر ادھو جا گیا۔

(۳) ترجمہ۔ نظر کی اینکھ میں مچھو اپنے دل کو لاتی ہے۔ اس کا ابرو اور غزہ کو میرے لئے تیر و کمان لا۔
آبرو و غزہ اور تیر و کمان میں لطف و نشر غیر مرتب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میری اپنی دل کو لاتی ہے معشوق کو غزہ
و ابرو کے تیر و کمان مچھو لاو۔ تاکہ اس کا نظر سے دل پر لٹکا دے اور کراؤں۔ ظاہر ہے کہ دل پر عشق کے تمام
آنکھوں کو ذریعے ہوتے ہیں۔ کیونکہ پہلے آنکھ دیکھتی ہے۔ پھر دل بتیاری ہوتا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ میں مسافری۔ فراق اور دل کو غم سے بوڑھا ہو گیا ہوں۔ شراب کی پیالہ کسی نوجوان کے ہاتھ سے مچھو لاؤ
تاکہ میں دوبارہ جوان ہو جاؤں۔

(۵) ترجمہ۔ منکروں کو بھی اسی شراب کو دینا پڑے۔ اگر وہ نہ لیں۔ تو جلد ہی میرے پاس آئے۔
منکر سے مراد منکر شراب۔ مطلب یہ ہے کہ منکر کو بھی کسی نوجوان کے ہاتھ سے شراب پلا۔ تاکہ وہ آئندہ
شراب کی انکار نہ کریں۔

اپنے ہاتھ سے جو وہ بہرے کہ انہیں جام شراب

اور اگر منکر ان شراب شراب پیو سے انکار کریں تو انکا حصہ ہی مچھو لاؤ (دعویٰ)

(۶) ترجمہ۔ حسرتی آج کی عیش کو کل پر نہ ڈال۔ یادیرا ان قضایاں مجھے خطا ماننی لاوے۔

خطا ماننی۔ امان کا پروانہ۔ یعنی اس امر کا پروانہ کہ میں کل تک زندہ رہوں گا

مطلب یہ ہے کہ آج کی عیش کو کل پر نہ چھوڑے۔ اگر چھوڑتا ہے تو قضاء قدر کے دفتر سے مچھو اس امر کا

پروانہ لاوے کہ کل تک مجھ کو عیش مانا ہے۔ حال کلام یہ ہے کہ کل کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے جو عیش آج

سکتی جو ساکلی پر نہیں چھوڑنا چاہئے۔ دیکھو شعر د ۱۳۹

اے دلِ اعشرتِ امر و زلفِ فردا گنگنی | ما نہ نقدِ تباہا کہ ضمانِ خدا ہد بود

(۱) ترجمہ۔ میرا دل ہے اختیار ہو گیا۔ جب حافظ نے کل کہا کہ اے باوصبا فلان (مشتوق) کو کچھ ہے میرے لئے خوشیبر لا۔

یعنی حافظ کا یہ مصرعہ سن کر میرا دل۔ یہ اختیار ہو گیا۔ چونکہ وارداتِ عشق کا ہر ایک شخص کو تجربہ ہوتا ہے اس ایک عشق کی کوئی بات سنا کر دوسرا آدمی کا بے اختیار ہو جانا غیر معمولی بات نہیں۔

غزل (۷)

۱	تو نیرائی دید خوابی کن مراد دل برآر آخر	۱	دلچندم بریز غم ز دیدہ شرم از آخر
۲	دعا می بچم دیدی کہ چوں آمد بکار آخر	۲	منم یارب کہ جانان از عارضوں سے معینم
۳	ز بہت توشہ بزوار خود تھے بکار آخر	۳	چو باد از خرمن غیراں بود آن عشقہ تا چند
۴	بگو تم قول چنگ لے بدتم زلف یار آخر	۴	مراد دنیا و عقبی امین بخشید روزی بخش
۵	بنول کلک نگ آئین نشی می نگار آخر	۵	نگارستان چہ نام نخواہد شد سر الیک

بتی چوں ہزاروں می چوں لعل میں آورد

(۶)

(۷)

تو کوئی تا ہم حافظ ز سانی شرم دار آخر

(۱) ترجمہ۔ اے دل تو کب تک میرا خون آنکھوں سے گرائے گا آخر شرم کر۔ تو بوی آنکھ کہی تو سو اور دل کی مراد ہے۔ خواہ جو صاحبِ پند دل کو خون باری ہو اور آنکھوں کو دن رات کی بیداری کی منع کرتے ہیں۔ مگر دونوں چیزیں عشق میں ضروری ہیں۔

(۲) ترجمہ۔ اے خدا میں ہی ہوں جو عارضِ جانان سے بوسہ لیتا ہوں۔ تو نے دیکھا کہ صبح کی دعا آخر کار کس طرح کارگر ہوتی۔

یعنی عارضِ جانان کے بوسہ کی دولت مجھ ہی نصیب ہے اور یہ دولت دعا سحر کی برکت سے ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اغیار کے خرم سے وہو اکیطرح تو کب تک خوش چینی کر گیا۔ بہت سی ترشہ اٹھاد اور خود ہی توبیح ہو ایک نہایت زریں مول ہوا در بہت قیمتی نصیحت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہوا اکیطرح دوسرے لوگوں کے خوش منوں کب تک خوش چینی کر گیا۔ خود کہ بہت باندھ اپنا تہہ پاؤں ہلا۔ اور خود بیچ برتا کہ تو ہی خرم کا مالک ہو اور دوسرے لوگ تیرے خرم سے خوش چینی کریں۔ ایک عام فہم مثال ہے خواجہ صاحب نے ایک عظیم الشان مولیٰ کی تعلیم دی۔ ذوق عمل پر اس سے بہتر کوئی شعر نہیں ہو سکتا۔ ذوق عمل اور اسرار خودی پر آپ ایک پوری منظوم لکھیں۔ مگر وہ تمام منظوم اس ایک شعر کی قیمت کی نہ ہوگی۔

(۴) ترجمہ۔ روزی بنشو طے (خدا) نے مجھ کو دنیا اور عاقبت کی مراد بخشی اول تو میرے کانوں میں چنگ کی آواز اور پھر میرا تہہ میں مشوق کی زلف دی۔

یعنی دولت دنیا سے مجھے چنگ کی آواز اور دولت عاقبت سے مشوق کی زلف میرے لئے کافی ہے۔ خدا نے مجھ کو یہ دو نعمتیں عطا کی ہیں یعنی دنیا میں چنگ کی آواز سن رہا ہوں اور خوش ہوا ہوں اور عاقبت میں زلف محبوب میرا تہہ میں ہوگی یعنی وصال محبوب سے مجھ کو حاصل ہوگا۔

(۵) ترجمہ۔ میں جانتا ہوں کہ تیرا امکان نگارستان چین نہیں ہوگا لیکن رنگ میں تیرے ظلم کی نوک سے کوئی نقش تو آخر تیار کر۔

نگارستان چین۔ زمانہ قدیم میں چین کی نقاشی شہور عالم تھی۔ اور رنگ جو مانی کا نظیر تھا چین کا مشہور نقاش تھا۔ بعض کو نزدیک مانی اور ارژنگ لکھتے ہی شخص کا نام ہے

چنانچہ نگارخانہ مانی کو ہی نگارستان چین کہتے ہیں۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ مان لیا کہ تو اپنے گم گارستان چین نہیں بنا سکے گا لیکن اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ تو بالکل خاموش ہو کر بیٹھ جاؤ آخر کہنے کو کہہ کر ناچا ہے۔ نگارستان چین نہ ہی ایک نقش ہی ہے۔

نہایت عالی ہستی اور بلند جوصلگی کی تعلیم ہے۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ انسان کسی کام کرنے پر آمادہ ہوتا ہے۔ لیکن اسکو دل میں یہ خیال پیدا ہوجاتا ہے کہ میں کیا ہوں اور میری بساط کیا ہے۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔ یہ بے حالانہ خیالات نہایت مضر ہوتے ہیں۔ خواجہ صاحب ان خیالات سے نفرت رکھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ نتیجہ خدا پر چھوڑ دو۔ جو کچھ ہو سکتا ہے وہ تو ہوا کر سکو۔ یا بہت اسکی پروا نہ کرو۔ جو کچھ ہوتا ہے وہ سب سے پہلے شعر کی طرح یہ شعر ہی ذوق عمل کی تعلیم دیتا ہے۔ مذہبی معاملات میں اکثر لوگ غلطی کرتے ہیں۔

پیش کرتے ہیں۔ کہ ہم اور کون سے اچھے کام کرتے ہیں۔ کہ یہ اچھا کام کریں۔ یہ عذر مغفرت فضول
جب تک ہو سکے اور جن حد تک ہو سکے کوشش کرنی چاہئے۔ دل میں اس خیال کہ کبھی جاگدین نہ
ہونے دو۔ کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ ہم کریں تو سب کچھ کر سکتے ہیں۔

(۶) ترجمہ۔ آدل اڈر شب بیداری ملک میں غم نہ بھاگے۔ تو صبح کا وقت اس مشوق کی طرف متیری پاس
کئی خوشخبریاں لائے گا۔

خواجہ صاحب دہخیز اور شب بیداری۔ اپنے کلام میں ہر گنہ بیداری کو نوائد پر زور دیتے ہیں اور
فرماتے ہیں کہ اگر تو شب بیداری کی تکلیفوں کو برداشت کر لیا اور رات کا وقت خواب غفلت میں نہیں بلکہ
محبوب حق کی بندگی میں صرف کر لیا۔ تو صبح کا وقت تجھ کو دیار محبوب کی خوشخبریاں ملیں گی۔ یعنی عبادت شب
کے بعد دعا سحر قبول ہوگی اور گوہر مقدر تیرے ہاتھ آئے گا۔

سورہ مزمل میں ہے۔ **رَاتًا نَاشِئِمَةً الْاَيْلٰهِيْ اَشَدَّ وَطْأًا وَاَنْوَمٌ تَيْسَلًا**
دہرائیہ رات کا قیام زیادہ قوی ہے نین میں کہ پامال کرنے میں اور زیادہ درست ہے تلفظ میں یعنی
رات کا وقت اور رات کی عبادت بوجہ رنج و تکلیف اور ترک خواب راحت و نفس پریشانی پر
علاوہ ازین دل کو فراغت ہوتی ہے۔ یہ دیکھو کہ دن بھر تو کار با معیشت کی تشغیلوں میں گزارتا ہے اور رات کے
وقت انسان کا دل خواہر گونا گوں ہوا فارغ ہوتا ہے۔

خاموش شد عالم یہ شب تا چشت باشی طلب | زیرا کہ بانگ عہدہ تشویش منلو ت گاہ دست

(۷) ترجمہ۔ چاند جیسا مشوق دوزانو ہو کر بیٹھا ہے اور صل جیسی (سرخ) شراب سے لایا ہے۔ اسے حافظ
تو کہتا ہے کہ میں نے توبہ کر لی ہے۔ آخر ساقی کو شرم کر۔

زوانوزون۔ مودب بیٹھنا۔ دوزانو بیٹھنا۔ آداب بجالانا۔

مطلب یہ ہے۔ کہ ان حالات میں توبہ سے توبہ کر اور شراب پی۔ کیا نتیجہ ساقی ہی ہی شرم
نہیں۔ کہ توبہ کا نام لیتا ہے۔

غزل (۸)

۱

۱	کلبا نکرت کہ چشم بازار روی گل بدور	دیکر ز شاخ سر وہی بسیل صبور
۲	با بلبل ماں بیدل شیدا کن غرور	اسی نکالت کر انا کہ شکر تہ بکام دل
۳	بارا شہر انجنا نہ قصورست و یار حور	ز اہد اگر بہ جور و تصورست امیدوار
۴	پا عینیت سی ند ہد لذتے حضور	از دست غیبت تو نرا کامیرت کیمنم
۵	بارا غنم نگار بود مایہ سرور	گرو گران لبشیں و طرب خرم اندوشاد
۶	گوید تر کہ بادہ مخور گو ہوا غفور	می خور با نیک چنگ مخور غنمہ در کسے

حافظ شکایت از غم ہجران چہ مینوی

(۷)

(۷)

در محبوس باشد و در غمست نور

(۱) ترجمہ سر وہی کی شاخ سے پر صابر بیل۔ خوشی کا نہہ لگا یا کہ پہول کے چہرہ کو نظر بدور ہوا بدور۔ میں بے زاد نہ ہے۔ بلبل کو صابراں لڑکھا کہ موسم خزاں میں وہ صابر ہی ہے۔ مطلب یہ کہ بارش میں پھر بہار آئی اور بلبلیں پہول کو تلو دیکھ کر چشم بدور! کہہ رہی ہیں۔

(۲) ترجمہ۔ پہول اس بات کے تنگدانی میں کہ کھل کر تیرے دل کی مراد پوری ہوئی۔ بیدل اور شیدا بلبوں کے ساتھ غرور نہ کر۔

کا گکار انظر سے کن سوئے ناکاے چند

اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر ص ۱۱۱۔

(۳) ترجمہ۔ ز اہد اگر جور و تصور کا امیدوار ہے۔ تو ہم سارے شرابیہ نہ ہی تصور ہے اور معشوق ہی حور ہے یعنی اہد کو تو بہشت میں حور و تصور کے ملنے کی امید ہے۔ ہمیں نیامیں ہی نیمین حاصل ہیں۔ شرابیہ نہ ہمارے بہشتی محل ہے اور اپنا معشوق حور کے برابر ہے۔ تصور جمع قصر۔ محلی۔

(۴) ترجمہ۔ میں تیرے فراق کا تہنہ و شکایت نہیں کرتا کیونکہ جب تک فراق نہ ہو وصال کی لذت نہیں ملتی۔

یعنی "قدر عافیت کسے داند کہ بہ مصیبتے گرفتار آئے" (سعدی)
 (۵) ترجمہ۔ اگر دوسرے لوگ میش و طرحے خوش و خرم ہیں۔ تو ہمارے معشوق کا غم ہی ماہِ عیش و عشرت ہے
 یعنی ہم غمِ عشق میں ہی خوش ہیں۔

(۶) ترجمہ۔ جنگ کی آواز کے ساتھ شراب پی غصہ نہ کہا۔ اور اگر کوئی تجھے یہ کہو کہ شراب نہ پی تو کہو
 خدا بخشنے والا ہے۔

یعنی غمِ غلط کرنے کے لئے شراب پی اور اگر کوئی آدمی تجھو کہے کہ شراب پینا گناہ ہے۔ تو کہو کہ خدا
 غفور الرحیم ہے۔ معاف کر دے گا۔

(۷) ترجمہ۔ اے حافظِ غمِ فراق کی تو کیا شکایت کرنا ہے جب سے ہی دل تپا ہے اور اندھیرے ہی نور نکلتا ہے
 قرآن کریم میں ہے۔ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۚ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۚ یعنی ہر دشواری کی
 بعد آسانی اور ہر دشواری کے بعد آسانی ہے۔

غزل (۹)

۱	پیش شمع آتش پروانہ بجان گو گریہ	۱	روی بنا و مرا گو کہ دل از جان گریہ
۲	بر سر کشتہ خویش آئی و ز خاکش بر گریہ	۲	دلش نہ من بلین مدار آب در تیغ
۳	آتش عشق و دلم عود و خم چھت بر گریہ	۳	چنگ از بساز از بود محمد چہ پاک
۴	ورنہ در گوشہ رو و دلق ریاد بر گریہ	۴	سماع آئی نرسر خرقہ بر انداز بر قص
۵	بخت گوشت مکن سوی زمین لشکر گیر	۵	دوست گویا رشود ہر جان دشمن باش
۶	دعوت سیم ہمارا تشک ز رخس راز گیر	۶	ترک روشن مگیر از بود سیم و زرش
۷	بر بجے طرحے و بھسا غر گریہ	۷	میل فتن مکن امی دست دمی با ما باش
۸	گو نہ ام زرد و لہم خشک کنارم تر گریہ	۸	رفتہ گیر از برم ایل تش و آب ل و چشم
۹	سیم در باز و برو سیم برے در گریہ	۹	صوت بر کش ز سرو بادہ صافی درش

حافظ ارکستہ کن زیم و گبو اغظارا

(۱۰)

اک مجلسیم و ترک منبرگیر

(۱۰)

(۱) ترجمہ۔ چہرہ دکھا اور مجھ کو کہہ جان سے دل برداشتہ ہو جا۔ مجھے لکڑی کے سامنے پروانہ کی آگ کو جان میں لگائے۔

شع سے مراد شمع رخسار اور آتش پروانہ سے مراد آتش عشق۔

مطلب یہ کہ مجھ کو اپنا چہرہ دکھاتا کہ میں جان قربان کرنے پر تیار ہو جاؤں اور تیرے شمع رخسار کے سامنے اپنی جان کو پروانہ بنا کر اسے آتش عشق سے جلا دوں۔

(۲) ترجمہ۔ میرے لب کو دیکھ اور پانی دینے میں دریغ نہ کر۔ اپنے معتول کو پاس اور اسے زمین پر اٹھا۔ یعنی میں تیرا کشتہ ہوں۔ لب پیاس سے خشک ہو گئے ہیں۔ آ اور مجھ کو خاک سے اٹھا اور پانی دے۔ (۳) ترجمہ۔ جنگ بجا اور اسے درست کر۔ اگر عود نہیں تو کیا ڈر ہے۔ میرے عشق کو آگ میرے دل کو عود اور میرے وجود کو مخمر فرض کر لے۔

عود (۱) ایک ساز کا نام ہے۔ (۲) ایک لکڑی جیسی جھلنا سے خوشبو پیدا ہوتی ہے۔ عود آعیش و طرب کی مجلس میں جلائی جاتی ہے۔

مخمر۔ عود دان۔ وہ انگلیٹھی جس میں عود جلاتے ہیں۔

مطلب۔ یہ ہے کہ جنگ بجا اور بزم طرب کو گرم کر۔ اگر عود نہیں تو کیا پرواہ ہے۔ میرا جسم انگلیٹھی ہے جس میں آتش عشق کی میرا دل عود کی طرح جل رہا ہے۔ پھر آ اور عود کی کیا ضرورت ہے۔ جنگ و عود میں صنعت ایہام ہے۔

(۴) ترجمہ۔ سماع میں آ اور قص میں سر سے فرقہ تار کہ پھینک دے۔ ورنہ گوشہ میں جا اور ریا کا فرقہ پہن لے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر مجلس سماع میں آ تا ہے تو رندانہ آ۔ حالت وجد و قص میں فرقہ تار کہ پھینک دے۔ ورنہ جا اور گوشہ تنہائی میں ریا کاری کا گوشہ چھو کر دے۔ پارندوں میں شامل ہو

یار یا کاروں میں۔

خرقہ مانند آفتابن۔ سے مراد اپنے گناہ کا اعتراف کرنا۔ عاجز ہونا۔ خودی چھوڑ دینا یہی ہے

(۵) ترجمہ۔ دوست اگر مہربان ہو جائے تو دور فرج ہاں بیشک دشمن بن جائیں سبقت اگر پیٹھ نہ دکھائی
تو بیشک تمام روسے زمین لشکر ہو جائے۔

یعنی دوست اگر مہربان ہو تو دشمنوں کی دشمنی سے کچھ خطرہ نہیں اور نصیب اگر یا دور ہو تو تمام روسے
زمین کے لوگ اگر لشکر بن کر جماد آد ہوں تو یہی کہی شکست نہ ہوگی۔

(۶) ترجمہ۔ درویش کو نہ چھوڑا اگر چلاس کہ پاس سونا چاندی نہیں۔ اپنی عشق میں اکو آنسو لوگ چاندی
اور اسکے چہرہ کو سونا فرخا کر۔

آنسوؤں کو پوچھ بیغیدی چاندی اور چہرہ کو پوچھ زردی سونا کہاں؟

(۷) ترجمہ۔ دوست جانے کا ارادہ نہ کر توڑی دیر سار پاس رہ۔ نہر کے کنارے پر خوشی (طلب)
کر اور پیالہ ہاتھ میں لے۔

جوئی اور جوئی میں منفعت تیسس نام ہے۔

(۸) ترجمہ۔ میر دل کی آگ اور آہو کا پانی مجھ سے کیا ہوا سمجھ۔ میرا چہرہ زرد۔ لب خشک اور میرا خوش
کو تو دیکھ۔

آتش دآب اور دل چشم میں لبت و نشر مرتبہ۔

گو نہ۔ یعنی زخسار۔ چہرہ کی زردی اور لب کی خشکی آتش ل کی وجہ سے ہے۔ اور کنارہ آغوش کھانوں
کے پانی سے بیخ زور و کر تر ہو گئے ہیں۔

(۹) ترجمہ۔ سو ف سے ارادہ اور صاف شراب پی۔ چاندی کو مارا اور بالکی سپیر مشوق کو
بغل میں لے۔

صوف۔ بعض حیوانات کی اچھ۔ ایک شہمی کپڑا۔ صوفیوں کا لباس

مطلب یہ کہ زہد ظاہری کو چھوڑ کر شراب پی اور کسی سپیر مشوقی کو بغل میں لے۔ زرو مال دنیا کو چھوڑ۔

(۱۰) ترجمہ۔ اسی نظر مجلس آگ سے تر کا زرد واغظ کو کہو کہ میری مجلس کچھ اور منبر کو چھوڑ۔

یعنی داغظ کو اپنی بزم طرب کی شان و شوکت دکھا کر اپنی حلقہ میں شامل کرنے کی کوشش کر۔

غزل (۱۰)

۱	خزمن خسوستان را ہمہ گو باد بر	۱	روی بنا و وجود خودم از یاد بر
۲	گو بسا سیل غم و خانہ ز بنیاد بر	۲	تا کہ دادیم دل و دیدہ بطوفان بلا
۳	ایں اظلم طمع این سخن از یاد بر	۳	زلف چوں غنہ خاشک کہ بوید ہیبت
۴	دیدہ گو آب رخ و جلہ بغداد بر	۴	سینہ کوشخلہ آتشکدہ پارس بگش
۵	مزد اگر می طلبی طاعت استاد بر	۵	سعی ناکردہ دریں راه بجائی ترسی
۶	یارب از خاطرش اندیشہ بیداد بر	۶	دوش میگفت بترکان ازت بکشم
۷	و آنچہ تاملی رخ و آوازاد بر	۷	روز مرگم نفسہ وعدہ دیدار بدہ
۸	دیگری گو برو نام من از یاد بر	۸	دولت پیرمغان باد کہ باقی سہلست
۹	بادہ پیش آر و بسجا عم از یاد بر	۹	بعد ازین چہرہ زرد من خاک دست

حافظ اندیشہ کن از تازکی خاطر یار

(۱۰)

(۱۱)

برواز در گش این نالہ فسیاد بر

(۱) ترجمہ - چہرہ دکھنا تا میرا اپنا وجود مجھ پر ہول جاتا ہے۔ ہم دل جلوں کو خزمن کو بیشک ہوا ہی اڑا کر لیجاستے۔
 مطلب یہ کہ ہیل پر مشلہ ہی پیچو کر دو تاکہ ہمارا خزمن ہستی بر باد ہو جا اور ہم آپ کو بہر دل جائیں۔

(۲) ترجمہ ہم نے اپنے دل اور آنکھ کو بطوفان بلا کے پیکر دیا ہے۔ تو غم کو سیلاب آنے دو تاکہ ہم کو بنیاد کو اکھاڑ کر لیجاستے۔
 مطلب یہ کہ ہمارے دل میں غم عشق ہی اور آنکھوں کو طوفان اشک طاری ہے۔ یہی حالت رہی تو یہ روز خانہ ہستی کو یہ
 سیلاب بنیاد سے بہا کر لیجاستے گا۔

یوں ہی گرد و تار غالب تو لے اہل جہاں | دیکھنا ان سستیوں کو تم کہ ویران ہو گئیں۔

(۳) ترجمہ - خام طمع دل اس بات کو یاد دینے والا ہے کہ انہوں نے کبھی ہرگز ہمیں زلف کیا خوشبو دیتی ہے۔
 پہلے مصرعہ ثانی اور پھر مصرعہ اول کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ تیری آرزو پیغامدہ ہے۔ زلف معشوق کو خوشبو

تجربہ نصیب ہو سکتی ہے۔ اس خیال کو چھوڑ۔

(۴) ترجمہ۔ سید کا کہو کہ آتشکدہ پار کے شعلہ کو بھجواد۔ انکھ کے کہو کہ دجلہ بغداد کو چہرہ کی آبرو کو بھجواد۔

آتشکدہ پارس۔ پارسیوں کا آتشکدہ جس میں ہمیشہ آگ جلتی رہتی ہے اور شب روز سا لہا سال سے اسی طرح جلتی ہے۔ دجلہ بغداد۔ دریا دجلہ جسکے کنارہ پڑنہر بغداد واقع ہے۔ حجاز آبرو کا یہاں کی ایک دجلہ کہتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ عاشق کو سستی کی آگ لگی ہوئی چاہئے کہ پارسیوں کا آتشکدہ یہی آگ کا سنان ہے کچھ حقیقت نہ ہو کہتا ہو۔ اور انکو سستی اس قدر سیلاب شکار ہی ہوں کہ دریا دجلہ یہاں کا سامنے خشک نہ نظر آئے۔ آتش آبرو پارس و بغداد کا مقابلہ ظاہر۔

(۵) ترجمہ۔ گوشش کو بغیر اس سے میں منزل تک نہیں پہنچا۔ اگر تو صلہ چاہتا ہے تو آستانہ کی خدمت کر۔ مطلب یہ ہے کہ میری کسی اور منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکیگا۔ ایسے انسان اللہ ماسی۔ خواجہ صاحب اگرچہ چیری خیال آتا ہے کہ میں گریس اور گوشش کو ضروری سمجھتی ہیں۔ انکا عقیدہ یہ ہے کہ توحید خدا کا تاہم میں ہے لیکن انسان کو گوشش ضرور کرنی چاہئے۔ گوشش کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

گفت خمیب را با از بلند	با توکل زانوئے اشتر بنیاد
رمز انکاس حبیب اللہ شتو	از توکل در سبب کابل شتو
رو توکل کن تو در کسب عمو	چہدین کسب کین مو مو
چہدین جہد ناما داری	در تو از چہدیش بان داری

(۶) ترجمہ۔ کل نہ کہتا تھا کہ میں بزرگان دراز سے توجہ قتل کرونگا۔ لے خدا اس کے دل کو اس کا خیال دودر کر۔

(۷) ترجمہ۔ میری موت کو دن ہوتی ہے۔ لے کو دیوار کا وعدہ ہے۔ پھر تو قبر تک مجھ کو فارغ اور آزاد لے جا۔

یعنی اگر مرتے وقت بھی توجہ دیوار کا وعدہ دیکھا تو میری موت آسان ہو جائیگی اور میں قبر میں بھی خوش ہو جاؤں گا۔ ترجمہ۔ پیر مغان کی دولت ہمیشہ رہی، کیونکہ باقی آسان ہے۔ دوسرا کوئی جاتا ہے تو جو جائز اور حلال نام ہے یا تو بھگتا ہے یعنی ہم پیر مغان کی دولت کو بقا کے لئے دھاکرتے ہیں۔ اور کسی کی ضرورت نہیں۔ باقی سب معمولی باتیں ہیں۔ کوئی جہاد جائے ہمیں ہیول جتیا یا یاد رکھی ہیں ماس کی کچھ سڑکار نہیں۔

(۹) ترجمہ۔ اسکی بیوی میرا زرد چہرہ ہوگا اور در مشوق کی خاک شراٹ اور میرا غم ایک ہی خود بھلاؤ۔

(۱۰) ترجمہ - حافظ معشوق کی نازک مزاجی کا خیال کر چلا جا اور اسکی درگاہ پر یہ نالہ و فریاد نہ کر
سینے اپنے نالہ و فریاد سے اسکی نازک طبیعت کو پریشان نہ کر۔

غزل (۱۱)

۱	یک دو ساغر شراب ناب بیار	۱	ساقیا مایہ شباب بیار
۲	کوئیٹ ماں شیخ و شاب بیار	۲	دار و در عشق یعنی سے
۳	درمیان مہ آفتاب بیار	۳	آفتاب سے ماہ بادہ و جام
۴	نغمہ بر بطن و رباب بیار	۴	غم دوراں محو کر رفت و فرقت
۵	گردنش راز می طنباب بیار	۵	می کند محفل سر کشی تمام
۶	یعنی آں آتش چو آب بیار	۶	بزن این آتش مرا آبی
۷	بادہ ناب چون گلاب بیار	۷	گل اگر رفت گو بشاد می رو
۸	حلقل شیشہ شراب بیار	۸	حلقل قمری ارنہ اندر دست
۹	گر خطا بست و گصواب بیار	۹	یا صواب ست یا خطا خوردن
۱۰	داروی کوست مہل خواب بیار	۱۰	مہل جو بستر خوابت ال نید
۱۱	تا بجلی شوم شراب بیار	۱۱	گر چہ ستم ہمہ چار جام و گر

بیدار گل چہ فضا دہ

(۱۲)

(۱۳)

گر گناہ است و گر تو اب بیار

غزل کا مضمون مسلسل ہے۔ تمام اشعار میں طلب شراب ہے

(۱) ترجمہ - ساتی جوانی کا سرمایہ لا۔ شراب خالص کے ایک پیالے لا۔

مایہ شباب سے مراد شراب

(۲) ترجمہ - در و عشق کی دو ایسی شراب جو بوڑھے اور جوان کا علاج ہے لا۔

(۳) ترجمہ۔ شراب اور پیالہ چاند اور سورج ہیں۔ مہتاب میں آفتاب لا۔
آفتاب، ماہ اور بادہ و جام میں لغت و نشر مرتب ہو۔ شراب کو آفتاب بادہ کو مہتاب کہا مطلب یہ ہو کہ
پیالہ میں شراب۔

مہتاب میں آفتاب دیدے

ساتی قدر شراب دیدے

لفظ آفتاب نازی محاورہ میں معنی شراب بھی آتا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ زمانہ کا غم نہ کہنا کہ یہ بڑا وہ نہ ہوا۔ بربط اور با یکا نغمہ لا۔

یعنی زمانہ کے واقعات کے ہونے نہ ہونے کا غم نہ کہنا نغمہ بربط اور با یکا دل خوش رکھ۔

(۵) ترجمہ۔ عقل سرکشی کرتی ہو اسکی گردن میں شراب سے رسی ڈال

عقل اور شراب کے لئے دیکھو عقلت ہے وغیرہ۔

(۶) ترجمہ۔ میری اس آگ پر پانی ڈال۔ یعنی وہ پانی جیسی آگ لا۔

آتش چو آب سے مراد شراب مرغ۔ مطلب یہ کہ میری آتش شوق کو شراب سے فرو کر۔

(۷) ترجمہ۔ پہول اگر گیا ہو تو کہو کہ خوشی کو جا۔ گلاب کی طرح خالص شراب لا۔

مطلب یہ کہ کہو گل اگر گر چکا ہے تو کچھ پرواہ نہیں۔ گلاب کی طرح خوشبو دار شراب پہول کا نغمہ البدل ہے

(۸) ترجمہ۔ قمری کا غلغلہ اگر نہیں رہا تو نہ سہی۔ صراحتی شراب کی قائل لا۔

یعنی قائل صراحتی غلغلہ قمری سے زیادہ خوش آئند آواز ہے۔

(۹) ترجمہ۔ شراب پینا یا صواب ہو گناہ۔ خواہ گناہ ہو خواہ صواب شراب لا۔

یعنی شراب پینا یا صواب ہو گا یا گناہ تیسری صورت تو کوئی ہو نہیں سکتی۔ پس ان دونوں صورتوں میں

کوئی صورت ہو میں شراب پینو پر تیار ہوں شراب۔ صواب و گناہ کا چھو کوئی خیال نہیں۔

(۱۰) ترجمہ۔ اسکا میل خواب کے بغیر نہیں دیکھ سکتے۔ وہ دو اجنبید کی اصل ہو لا۔

یعنی شراب چونکہ نمیند لاتی ہے اس لیے میں سو گیا ہوں۔ تاکہ خواب میں معشوق کا دیدار کر سکوں۔ خواب کے

بغیر اسے دیکھنا تو محال ہے۔

محبوب حقیقی کا مشاہدہ ہی بغیر شراب معشوق ہی کر لے خود ہو نیکی حاصل نہیں ہوتا۔

(۱۱) ترجمہ۔ اگر چہ میں مست ہوں تاہم نین چار پیالے اور لا تاکہ میں بالکل مست ہو جاؤں۔

(۱۲) ترجمہ۔ ایک دو بڑے پیالے حافظ کو دے۔ خواہ عذاب ہو یا ثواب شراب لا۔

غزل (۱۲)

۱	اسلام ہی تھے مطلع الفجر	شب وصل رُستے شد نامہ ہجر
۲	کہ در اس رہ نہ باشد کاری جب	دلدار عشقی ثابت قدم بکس
۳	ولو آؤ سینه بالبحر والہجر	من از زندگی خواہم کرد توبہ
۴	فغان از این تپاول آہ ازین زجر	دلم رفت ندیدم روی لدار
۵	کہ بس تار یک می بنجیم شب ہجر	بر آئی صبح روشندل خدارا

وفا خواہی جفاکش باطن فقط

(۶)

(۶)

فان الرجح والنحران فی التجمر

(۱) ترجمہ۔ وصل کی رات ہو اور ہجر کا نام طے ہو گیا۔ طلوع فجر تک اس میں سلامتی ہے۔
 ہجر۔ بالفتح مصدر ہے یعنی جدائی کرنا۔ وَالْجُحْرُ هُمْمٌ هَجْوٌ أَجْمَعٌ لَّا يَزُلُّ (۲)
 ہجر۔ بالکسر اسم مصدر ہے یعنی جدائی۔ اس شعر میں ہجر بالفتح آیا ہے۔

ہجر اور ہجر کا لطیفہ
 ایک دن نواب سعادت علی خان اور جان بلی صاحب ریز پرنٹ اودھ کو درمیان
 علی مضامین گفتگو ہو رہی تھی۔ اسی دوران میں نواب نے کہا کہ ہجر بالفتح ہی کد
 جان بلی صاحب نے کہا کہ خلاف محاورہ ہے سعادت علی خان بولے کہ خیر لغت کو اعتبار سے جب درست ہے۔
 تو استعمال میں کیا مضائقہ۔ اتنے میں سیدانشا آگئے۔ ریز پرنٹ صاحب نے پوچھا کہ کیوں سید صاحب
 لفظ ہجر ہے یا ہجر۔ سید صاحب کو یہاں کی خیر نہ تھی کہہ دیا کہ ہجر بالکسر۔ مگر ساتھ ہی سعادت علی خان
 کی تیوری تازہ لگئے۔ اور فوراً بولے حضور! جب ہی تو خواجہ باغظ فرماتے ہیں۔

شب وصل رُستے شد نامہ ہجر | اسلام ہی تھے مطلع الفجر
 یہ سنو ہی سعادت علی خان گفتگو ہو گئے اور اہل دربار سے پڑے۔ (آب حیات)

سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ یہ آیت سورہ القدر میں ہے اور لیلۃ القدر کے متعلق ہے۔

مطلب یہ ہے کہ یہ رات طلوع فجر کے وقت تک محض سلامتی ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ شبِ وصل ہے اور ہجر کا زمانہ گزر چکا ہے۔ یہ رات صبح تک میں سلامتی ہے۔

(۲) ترجمہ ہے۔ دل عاشقی میں ثابت قدم رہو۔ کیونکہ اس راستہ میں کوئی کام بغیر اجر کے نہیں۔
یعنی راتِ عشق کی تمام تکلیفوں کا اجر عاشق کو مل جاتا ہے۔

(۳) ترجمہ ہے۔ میں زندگی تو بے نہیں کروں گا۔ خواہ تو مجھ کو بازداشت ہی (لا پتھر ہی) اور ہجر ہی تکلیف دے۔
حجر۔ حجر۔ حجر۔ یعنی حرام۔ کسی کو تعصن ہو رد کنا۔ بازداشت۔ حجر یعنی پتھر۔ ہجر یعنی جدائی کنا
(۴) مذہبان۔ ناسزا کہنا۔ گالی دینا۔

بعض دیوانوں میں بالہجر والہجر ہے۔ بعض میں بالہجر والہجر ہے اور بعض میں بالہجر والہجر ہے یا ظن
ان الفاظ کے مختلف معنی و معانی کا خیال کر کے حسبِ مشاقت و تاخیر کر سکتے ہیں۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ کسی تکلیف اور اذیت و ڈر کو میں عاشقی نہیں چھوڑوں گا۔

(۴) ترجمہ ہے میرا دل چلا گیا اور میں مشتوق کا بہرہ بھی نہ دیکھا۔ اس علم اور اس تقدی سے فریاد ہے

(۵) ترجمہ ہے۔ آروشن دل صبح خدا کیلئے نکل۔ کیونکہ میں فراق کی رات کو بہت تارکب پاتا ہوں
یعنی ہجر کی رات بہت تارکب و تارکب ہو خدا کرے کہ صبح صادق کا طلوع ہو۔

(۶) ترجمہ ہے۔ حافظا اگر تو وفا چاہتا ہے تو جاکش بن۔ کیونکہ تجارت میں نفع ہی ہوتا ہے نقصان بھی۔

روح بالکسر۔ نفع جو تجارت و حال ہو۔ خسران یعنی زیان۔ نقصان۔ بخر تجارت۔

مطلب یہ ہے کہ بظہر تجارت میں بغیر نقصان کو نفع حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح عشق میں بھی جفا برداشت
کرنے کے بغیر وفا کی امید منقول ہے۔

۴۰ متاعِ درد در بازارِ جانِ انداختہ	اگر ہر سو در حسیبِ زیاں انداختہ (عربی)
-------------------------------------	--

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

شرطت جفا کشیدن اذیا را
خمریت و خسار و گلبن و خار

غزل (۱۳)

۱	وزو بعاتق مسکین خسب در بیغ مدار	صبا ز منبزل جانان گذر بیغ مدار
۲	نسیم وصل ز مرغ سحر در بیغ مدار	بشکر آنکہ شکفتہ تکامدل اسی گل
۳	زدوستان قدیم اس قدر بیغ مدار	مراد ماہمہ قوت یک کرشمہ تست
۴	کنوں کہ ماہ تمامی نظر در بیغ مدار	حریف بزم تو بودم چو ماہ نو بودی
۵	زائل معرفت این مختصر در بیغ مدار	جہان بہر چہ روہست بہل و مختصرست
۶	از وظیفہ وزاد سفر در بیغ مدار	مکارم تو بافاق مے پر دشاعر
۷	کہ درہمای سخن سیم وز در بیغ مدار	چو ذکر حیلت کئی سخن انیت
۸	سخن گوی و زوطی شکر در بیغ مدار	کنوں چشہ نوش مستل شیرینیت

غبار غم برد حال بہ شود

(۳)

(۴)

تو آب دیدن ازیں بگذر در بیغ مدار

(۱) ترجمہ - صبا منزل جانان کی طرف جا سے در بیغ ذکر اور مشوق کی طرف مسکین عاشق کو پاس خیر لانا سے در بیغ ذکر
یہ بیغ منزل جانان کی طرف جا اور دل کو کوئی پیغام عاشق کو لاکر سنا۔

(۲) ترجمہ - پہلے اس بات کو شکر یہ میں تو اپنے دل کی مراد کے مطابق شکفتہ ہوا۔ سول کی خوشبو بلبل کی پچانے سے در بیغ ذکر
اسی منہ سونکے لئے دیکھو شعر دہ

(۳) ترجمہ - پہلی تمام مراد تیری ایک شہ پر موقوف ہے۔ پر آہ بستوں کو ساتھ اس ذرا سی بات سے تو در بیغ ذکر
مطلب یہ ہے کہ جب ایک اشارہ سے تو ہماری تمام آرزوئیں پوری کر سکتا ہے۔ تو ہم نیاز مند ان قدیم کی مقصد لرا
سے کیوں در بیغ کرتا ہے۔

(۴) ترجمہ - جب بد ماہ نو در لال کی طرح تھا تو میر تیری جملہ کامنشین تھا۔ اب جب کہ تو ماہ کامل (بد) ہو گیا
ہے ہماری طرف ایک نظر دیکھنے سے در بیغ ذکر۔

- (۵) ترجمہ۔ جہاں ڈر کچھ اسیں ہر معمولی اور مختصر چیز ہے۔ اہل معرفت کو یہ مختصر سی چیز دنیا سے دریغ نہ کر۔
 بیٹے دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے یہ چیز چیز ہے۔ اگر اہل معرفت کو یہ مل جائے تو کیا ہرج ہے۔
- (۶) ترجمہ۔ شاعر تیری ہر باتوں کو تمام جہاں میں شہور کر گیا۔ اس کو وظیفہ اور زراہ سفر دینے سے دریغ نہ کر
 اس شعر میں مخاطب مدح ہی اور صلہ کی درخواست ہے۔
- (۷) ترجمہ۔ اگر تو نیک نامی چاہتا ہے تو اصل بات یہ ہے کہ شعر کی قیمت میں سونے چاندی سے دریغ نہ کر۔
 مطلب یہ ہے کہ اگر تو نیک نامی چاہتا ہے۔ تو شعر کے صلہ میں فیاضی سے کام لے۔
- (۸) ترجمہ۔ اب کہ تیرے شبیریں شہد کا چشمہ ہیں۔ بات کر اور طوطی سے شکر دریغ نہ کر کہہ
 معشوق کے شبیریں کو شکرستان اسکی باتوں کو شکر اور عاشق کو طوطی کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ
 کہ اپنی شبیریں کلامی سے عاشق کو محفوظ کر۔
- (۹) ترجمہ۔ غم کا غبار دور ہو جائیگا اور حالت اچھی ہو جائیگی۔۔۔ حافظ تو اس رستہ میں آنسو بہا
 سے دریغ نہ کر۔
 جب طرح چہرہ کاٹو سے رستہ کی گرد مٹی جاتی ہے۔۔۔ اسی طرح راہ عشق میں غبار غم کو بٹھانے کے لئے
 ضروری ہے۔ کہ آشکباری کی بات ہے۔

غزل ۱۴

۱	ساقی بڑی شاہہ ہیں ماہ و می بیار	عیدت و موسم گل یاراں در تظار
۲	کاری نگر دہمت پا کاں روزگار	دل بر گرفتہ بودم از ایام گل ولے
۳	از می کنند روزہ کشا طالبان یار	گرفت شد سحر چہ پیتھان صبح ہمت
۴	کان نیز بر کشمہ ساقی کنگم نثار	جز نفع جان بدست ندایم شراب کو
۵	یار ب ز چشم زخم زمانشن نگاہ دار	خوش و دلینت خرم خوش خرم کر نیم
۶	جام ہر صبح تو بدیں در شاہوار	می خوش بچربندہ کہ ز بے دگر وہ
۷	از فیض جام و قصہ جمبشید کامگار	دل در جہاں میند و زمستہ سوال کن

۸	نیکو شنو حدیث و تو اس قصہ کو شدا	ای ل جناب عشق بلندت ہمتی
۹	بر نقد ماہوش کہ قلبی ست کم عیار	ز انجا کہ پردہ پوشی لطف جمیم تست
۱۰	تبدیل شیخ و خرقہ زندہ شراب خوار	ترسم کہ روز حشر عثمان بر عخان رود

حافظ چورفت روزہ گل نیز می رود

(۱۶)

(۱۷)

ناچار بادہ نوش کہ از دست کار

(۱) ترجمہ عید کوسم بہار ہر ادرار لوگ نظار میں ہیں۔ اساتی بادشاہ کچہرہ پر چاند دیکھہ اور شراب لا۔
قاعدہ ہو کہ جب گنا چاند دیکھتی ہیں تو کسی نہایت ہی عزیز چیز یا عزیز آدمی کو بھینتی ہیں۔ یہاں ماہ سومرا دھال
عید ہے۔

(۲) ترجمہ میں ہوسم بہار سول بڑا تہہ تھا لیکن زمانہ کہ پاک لوگوں کی ہمت نے کچہ کام نہ کیا۔

مطلب یہ کہ میں ڈرا دہ کر لیا تھا کہ ہوسم بہار میں شراب نہیں ہو گا یعنی میں نے توبہ کر لی تھی لیکن میں اس
ادادہ پر قائم نہ رہ سکا اور زمانہ کہ پاک لوگوں کی دعا اور ہمت ہی میری توبہ کو مضبوط نہ رکھ سکی۔ چنانچہ میں نے
بہار آتے ہی شراب نوشی شروع کر دی۔

بعض قلبی دیوانوں میں یہ شعر اس طرح ہے۔

دل بگر فتم از سے و از فصل گل لے | کار سے بکرو ہمت پا کان روزہ اس

یعنی میں بوجہ رمضان کہ شراب بہار سول بڑا تہہ تھا لیکن روزہ داروں کے عین دبرکت سے آخر رمضان بہار
(۳) ترجمہ۔ اگر سحری نہیں لی تو کیا نقصان ہے شراب سے توبہ تاتی ہے مشق کو طلب شراب سے روزہ کہو تو ہیں
سکھور۔ رمضان میں سحر گئی کا کہنا۔

مطلب یہ کہ رمضان میں سحری اور اظہاری دونوں شراب سے کرنی چاہئیں۔

(۴) ترجمہ شراب طبع کو کتب جان کو علاوہ سیر کا تہیں کہہ رہی نہیں اور کو پہنی کی ڈکڑنہ پر تیار کرنا ہوں۔
مطلب یہ کہ ایک بیان ہے جسے ساتی ڈکڑنہ پر تیار کرنا ہوں کہ علاوہ سیر پائیں کیا ہے جس کا عوض شراب میں

(۵) ترجمہ۔ فیاض بہان بادشاہ خوش نصیب ہے اور خوش خرم ہے۔ خدا اس کو زمانہ کی نظر سے محفوظ رکھے
مذبح کی طرف اشارہ ہے۔ مشق کی طرف ہی ہو کتاب ہے۔

(۷) ترجمہ۔ میر شکر کے ساتھ شراب پی کرے تو تیرا جزا اویسا لے اس شاہوار موتی کو ساتھ عجیب لطف دیکھا۔
در شاہوار۔ وہ موتی جو بادشاہوں کے لائق ہو۔

خواجہ صاحب نے اپنے شعر کو در شاہوار کہا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تو شراب پیتے وقت میری شعر پڑھ لیا۔ تو شراب پینے کا لطف دو بالا پہنچا لیا۔

(۸) ترجمہ۔ دنیا سول نہ لگا اور پیلا کی فیض اور حبشہ میر کا مگار کے قصہ کو متعلق کسی مست ہی پوچھو مطلب یہ ہے کہ دنیا ناپائیدار ہے دل لگانے کے لائق نہیں حبشہ میر کی مگار بادشاہ اور اس کا مشہور جام کی پتہ کھائیں باقی ہیں۔ وہ نہیں رہا۔

(۹) ترجمہ۔ دل عشق کی درگاہ بہت بلند ہے ہمت کر اس بات کو اچھی طرح سن اور اس قصہ کو کان دیکھ کر سن مطلب یہ ہے کہ عشق کی درگاہ بہت بلند ہے۔ وہاں تک پہنچنے کے لئے بڑی ہمت درکار ہے۔ عالی ہمتی اور بلند جوگی کے بغیر بیان کو پہنچ نہیں سکتا۔

(۱۰) ترجمہ۔ چونکہ تیرا لطف عام پردہ پوشی کرتا ہے۔ ہمارے نقد کی بھی پردہ پوشی کر دینا کہ یہ نہایت ہی خاص اور کوٹا سا ہے۔

یعنی ہمارے نقد اعمال کی پردہ پوشی کرے۔ کیونکہ ہمارے اعمال محکمہ امتحان کو لائق نہیں۔

یا رب بلیغ خورش گناہان ما بپوش | روزی که در از نافند از پردہ بر ملا | (سعدی)

(۱۱) ترجمہ۔ مجھ کو ہرگز قیامت کو در برابر برابر نہ ہوگی۔ شیخ کی تسبیح اور شراب خوار زندہ کا خرد۔ مطلب یہ ہے کہ شیخ کی ریا آمیز پرہیزگاری اور زندگی علانیہ میں خاری قیامت کے دن برابر سچی جائیگی۔ مزید شریعت کے لئے دیکھو شعر اعلیٰ ہے۔

(۱۲) ترجمہ۔ صحافظ جب رمضان گذر گیا ہے اور موسم بہار ہی گذر رہا ہے۔ تو ناچار شراب پی کر موقع کا تہہ سے نکل رہا ہے۔

مطلب یہ ہے۔ کہ موسم بہار جا رہا ہے۔ پھر یہ موقع کا تہہ نہیں لیا۔ رمضان ہی گذر چکا ہے۔ اب ضرور شراب پینی چاہیے۔

غزل ۱۵

عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چه کار	۱	نشہ دو دم مرا با وصل و با ہجران چه کار
از جیساں نانی یا بہنشاں زندگی	۲	پس اسی حال من با جان و با جاناں چه کار
کشتہ ہنضم از شمنہ دوران عینم	۳	مغلس عورم مرا باز مرہ دیوان چه کار
قبلہ و محراب من ببری دلدارت بس	۴	این ل شوریہ ابایں چہ باآں چه کار
چونکہ اندر ہر دو عالم یارے باید مرا	۵	یا بہشت و دوزخ با جوڑ باغلماناں چه کار
ہر کہ از خودت مجرود طریق عاشقی	۶	از غم و درد شرجی آگاہی با دریاں چه کار
صورت مردان چہ خواہی سیرت مردان بس	۷	مرا عاشق پیشیہ را با صورت ایواناں چه کار

حافظا گر عاشق مستی در گرہ بارگویی

(۸)

(۸)

عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چه کار

(۱) ترجمہ۔ میں یار کا عاشق ہوں مجھ کو کفر اور ایمان سے کیا کام۔ میں درد دیاؤں کا پیاسہ ہوں مجھ کو صل اور ہجر سے کیا کام۔

مطلب یہ کہ میں عاشق ہوں اور میرا مذہب عشق ہے کفر و ایمان سے میرا کچھ واسطہ نہیں۔

عاشقان را مذہب و ملت خداست

ملت عشق از ہمد دینہا جداست

دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ میں درد عشق کا طالب ہوں۔ میں صل و ہجر کو نہیں سمجھتا۔ اسی خواہش میں مستغرق ہوں کہ درد عشق بڑھتا جائے۔

(۲) ترجمہ۔ معشوق کے سبب میں زندگی کا نشانہ نہیں پاتا۔ پس آسمیری جان مجھ جان و جاناں کی کی غرض لینے معشوق جب مجھ کو اپنے لیے کبے بوسہ سے زندگی نہیں بخشتا۔ تو مجھ کو جان و جاناں سے کیا کام ہے۔

(۳) ترجمہ۔ میں عشق کا کشتہ ہوں مجھ کو مانہ کہ تو ال سے کیا غم میں مغلس اور برہنہ ہوں میرا اہل فتنہ کی کیا کا عور۔ برہنہ۔ ننگا۔

(۴) ترجمہ۔ میرا قبلاہ و محرابِ معشوق کا ابرو چڑا دوں۔ اس شوریدہ دل کو اس کی اور اُس کو کیا کام۔
 یعنی میرے شوریدہ دل کو قبلاہ و محرابِ معشوق کا طاق ابرو ہے

قبلاہ اہل نظر سے جزر خجاناں نبود | ہر کہ رو تا ابد ازین قبلاہ مسلمان بُوید

(۵) ترجمہ۔ چونکہ دونو جہانوں میں مجھ کو معشوق چاہتے اس لئے بہشت اور دوزخ۔ حور و علمان سے میل
 کچھ واسطہ نہیں۔

یعنی دین و دنیا میں میرا مطلوب صرف معشوق کی بہشت کی خواہش ہی نہ دوزخ کا ڈر۔

اگر تو طالبِ یاری وصالِ دست طلب | بہشت و حورِ مجوکاں تصور خراب کرد

اسی مضمون پر ہے۔

نہ جنتِ خواہم دے نہ حور نے اہلِ میخوام | ز تو از زانی اے زابہ ہمہ من یا مخریہ ام

اسی مضمون کے لئے دیکھو شعرا لٹ (کو الف بہشت)

(۶) ترجمہ۔ جو شخص طریقِ عاشقی میں پڑا ہے علیحدہ ہو گیا درد کو غم کو نہیں جانتا اور نہ اس درماں کی کچھ پروا
 ہوتا ہے۔

یعنی جس عاشق نے خودی چھوڑ دی۔ اس کو درد و درماں کی کچھ پروا نہیں رہتی۔

(۷) ترجمہ۔ مردوں کی صورت کیا اچھا ہے۔ ان کی سیرت اختیار کر۔ عاشق پیشہ مرد کو محل کی تصویر سے
 کیا کام۔

مطلب یہ ہے کہ سیرت کے بغیر صورت ایسی ہی ہے۔ جیسی دیوار پر کی تصویر۔

سیرتِ ہم خلام میں صورت ہوئی تو کیا | سرخ و سفید مٹی کی مورت ہوئی تو کیا

(۸) ترجمہ۔ حافظ اگر تو عاشق اور مست ہی تو دوبارہ کہو کہ "میں یار کا عاشق ہوں مجھ کو کفر و ایمان
 کیا سرد کار۔

مقطع کا مصرع ثانی وہی ہے جو مطلع کا مصرع اول ہے۔

چونکہ مصرع ذرا تیز ہے اس لئے خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر تو عاشق و مست ہی تو اس مصرع
 کو دوبارہ کہہ۔ مطلب یہ ہے کہ خواہ لوگ کچھ کہیں۔ میں اس خیال کو ظاہر کرنے سے نہیں
 ڈرتا۔

غزل

۱	گر بودی بخیر روم بار دگر	۱	جس ز خدمت زندان بکنم کا دگر
۲	خرم آن روز کہ بادیدہ گریاں بروم	۲	تا زخم آب در می کہہ یجبار دگر
۳	معرفتت دریں قوم خدایا مذی	۳	تا بروم گوہر خود را بخریدار دگر
۴	حافیت سے طلبد خاطر مہ ار بگزارند	۴	غمزہ چشمش و آن طرہ طرار دگر
۵	گر مساعتش دوم دائرہ چرخ کہ بود	۵	ہم چرخ آورش باز بپرگار دگر
۶	راز بستہ ما بین کہ بدستان گفتند	۶	ہر زماں باد فونی بر سر بازار دگر
۷	یار اگر رفت حق صحبت میرین نشانت	۷	حاشا لند کہ روم من ز پی یار دگر
۸	ہرم از درد بنالم کہ فلک ہر ساعت	۸	کندم قصہ دل ز ابا زار دگر

باز گویم نہ درین واقعہ حافظ تہات

(۹)

(۹)

غزوت کنند دریں باد یہ بسیار دگر

(۱) ترجمہ - اگر زندگی ہوتی تو میخانہ میں پہ جاؤنگا۔ رندوں کی خدمت کو بغیر اور کوئی کام نہیں کرونگا۔

(۲) ترجمہ - وہ دن مبارک ہوگا۔ جب میں دیدہ گریاں کے ساتھ جاؤنگا اور میخانہ کے دروازہ پر اکیلی

پہر آ پاشی کرونگا۔

یعنی آنسوؤں کے در میخانہ پر چھلکاؤ کرونگا۔

(۳) ترجمہ - اس قوم میں معرفت نہیں اور خدا مدد کر تا کہ میں اپنا جوہر کسی اور خریدار کے پاس جاؤں

یعنی اس قوم میں قدر شناسی نہیں خدا کرے کہ کسی اور جگہ جا کر اپنے کمال کی داد لوں

(۴) ترجمہ - میری طبیعت آرام دہ و صوفی ہوتی ہے۔ بشرطیکہ اسکا شوخ غمزہ اور طرار زلف اسو آرام کرنے میں

(۵) ترجمہ - اگر چہ رخ کہو کہ دائرہ میرا مددگار ہوا۔ تو کسی اور پر کلا سے میں اسے دائرہ میں

لاؤں گا۔

دائرہ چرخ کعبہ سے مراد چرخ نیلی یعنی آسمان مطلب یہ کہ اگر آسمان زمیری مدد کی بیخے
اگر نصیب یا دہر ہوئے تو میں کسی نہ کسی تجویز سے معشوق کو اپنے قابو میں لاؤنگا۔ چرخ اور چرخ میں
صنعت تینیس۔ دائرہ دہر کار کی رعایت ظاہر۔

(۶) ترجمہ۔ دیکھ کہ ہمارا غنی بھید کو دوستان کی طرح۔ دف و نئے کسانتہ ہر وقت سر بازار بیان کی تہیں
مطلب یہ کہ ہمارے عشق کے سربستہ اسرار ہر وقت سر بازار بیان کئے جاتے ہیں حقیقت یہی
یہی ہے کہ جو معمولی باتیں لوگ افسانہ کے طور پر سر بازار بیان کرتے ہیں۔ یا جو کچھ دف و نئے سے
گاتے ہیں وہ عشق کو غنی بھید ہے ہر ایک عاشق کے دل میں وہ کیفیت موجود ہوتی ہے۔ سننا
اور حیران ہوتا ہے کہ یہ راز جو میرے سینہ میں تھا ظاہر کی طرح ہوا۔

(۷) ترجمہ۔ معشوق اگر چہ چلا گیا اور دیرینہ صحبت کا حق نہیں پہنچا نا۔ تاہم میں ہرگز ہرگز دوسرے
معشوق کے پیچھے نہیں جاؤنگا۔

حاش لند یا عاشقند۔ خدا کو اس کام سے پاکی اور دوری ہے۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا ہرگز نہیں
(۸) ترجمہ۔ میں ہر وقت درد سہرہ ہوں کہ آسمان ہرگز نہیں۔ میرے دل زار کو نئے نئے آزار دینے کا
قصد کرتا ہے۔

(۹) ترجمہ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس واقعہ میں صرف حافظ ہی مستلما نہیں۔ اس صحرا میں درکئی
لوگ ہی تباہ ہو گئے۔

اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر ۱۶

ذمہ خاتم طبع عشق تو میوزم دہیں | کہ چون سوختہ درخیز تو بسیا رہت (سعدی)

غزل

نصیحے کثرت بشنو وہا نہ کیے | ہر آنچہ ناخدا صبح مشفق بگویدت بندیر
ز وصل روتے جواناں منتے بڑا را | کہ در گمبیسنگد عمرت مکر عالم پیر

۳	کہ اس متاعِ قلیل سے آن بہا سی حقیر	نعمیم ہر وہ جہاں پیش عاشقان بدو جو
۴	کہ دردِ خویش گچوم بنا لہ بم وزیر	معاشری خوش رو دی بسا ز میخو انہم
۵	کہ موافق تدبیر من شود وقت تدبیر	برایں سرم کہ نوشم سے و گنہ محکم
۶	خیر میدزد مجنون جسہ از زنجیر	دل میدہ مارا کہ پیش میں میگردد
۷	کہ راند کی نہ بوفق رضاست خوردہ گیر	چو قسمت از لی بی حضور با کردند
۸	کہ کشتہ ساقی نمیکند تقصیر	بعزم تو بہ نہاد متوج ز کف صدایہ
۹	کہ نقشِ خال نگارم نے رو در ضمیر	چو لالہ در دست دم ریز ساقی می ناب
۱۰	ہمیں بس سے مرا صحبتِ صغیر و کبیر	سے دو سالہ و محبوب چارہ سالہ
۱۱	کہ میکند درال حلقہ باد در زنجیر	نگفتت کہ خذر کن ز زلف ادای دل
۱۲	حسود گو کر م آ صغیر میں و بمیر	بیار ساغریا قوت و فیض در خوشاب
۱۳	سخن شنو کہ ز نندت ز بام عشق صغیر	بنوش بادہ و عزم وصال جانان کن
۱۴	کہ ساقیان کمان ابروت ز تند بہ تیر	حدیث تو بہ دریں بزمگہ گو و اعظ

چہ جای گفتہ جا جو شعر سلمان است

(۱۵)

(۱۵)

کہ شعر حافظ شیرازی بہ ز شعر ظہیر

(۱) ترجمہ۔ میں تجھو نصیحت کرتا ہوں سن اور بہانہ نہ کر۔ جو کچھ تجھے مہربان ناصح کہہ اسے مان لے
 (۲) ترجمہ۔ جوانوں کا چہرہ کے دیدار سے پہرہ اندوز ہو۔ کیونکہ بوڑھے زمانہ کا مکر عمر کی گہات میں ہے
 مطلب یہ ہے کہ کہن سال آسمان ہر وقت تیری عمر کی گہات میں ہے اور زندگی کا کچھ بھر و سنیں
 اس لئے تجھے چاہئے کہ حسنین کے دیدار سے مستفیض ہوئے اب وقت ہے۔
 (۳) ترجمہ۔ دو نوجوانوں کی گفتگو عاشقوں کو نزدیک و جو جو کی قیمت کے میں۔ کیونکہ یہ تھوڑی
 متاع ہے اور وہ حقیر چیز ہے۔

مطلب یہ ہے کہ عاشقوں کے نزدیک دنیا و عاقبت کی کچھ قدر و قیمت نہیں۔

اہل عقبے اسو بدو طالع ہے و نیازیاں (محلین) اگر مسمی بازار اسو دوزیاں من بسوخت

(۴) ترجمہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم نشین خوش خرم ہو اور درود ساز میں ہو۔ تاکہ میں اپنے درد کو زبردی کے نالہ کے ساتھ بیان کروں۔

رو۔ ایک ساز کا نام ہے۔ زور۔ گانے میں وہی اور بلکہ آواز کا نام۔ ہم بلند اور پُر آواز جو نقارہ و درود سے نکلتی ہے۔ متقابل زور۔

مطلب یہ ہے کہ مجلس میں یا رہی ہو اور رو و درود چنگ ہی تاکہ اپنے درد و دل کا قصہ زبردی میں بیان کر دوں۔

(۵) ترجمہ ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ شراب نہ پیوں اور گناہ نہ کروں بشرطہ کہ تم میری تدبیر کے موافق ہو۔

یہاں خواجہ صاحب نے پیر سید جبر و قدر پر اپنی رائے بیان کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بغیر تائید ازدی کے آدمی خود بخود گناہوں سے توبہ نہیں کر سکتا۔ دیکھو شعر العارف پت ۱۱۱

(۶) ترجمہ ہے۔ ہمارے بھاگے ہوئے دل کو کون سا منہ سے آکر روکتا ہے۔ زنجیر سے نکلے ہوئے مجنوں کی خبر دو۔

پیش کر گفتن۔ کسی شخص کو سامنے سے آکر روک لینا۔ بھاگتے ہوئے آدمی کو مقابل سے آ کر کپڑا لینا۔ حامل ہونا۔ حاجب ہونا۔ (بہار جم)

خواجہ صاحب نے اپنے دل رسیدہ کو مجنون جستانہ از خبیہ کہا ہے۔ یعنی وہ ایک دیوانہ ہے جو زنجیر سے نکل کر بھاگ گیا ہے۔

شعر کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہمارا دیوانہ دل اختیار سے باہر ہو کر بھاگ گیا ہے۔ اب ہمیں اس کا کچھ پتا نہیں۔ کوئی ایسا شخص ہے جو اس دیوانہ کو سامنے سے آکر روک لے اور ہمیں اسکی کچھ خبر آکر دے۔ یا یہ اس مجنون کو بھاگنے کی روک ٹوک کر دے تاکہ کوئی شخص اسکو پکڑ لے۔

(۷) ترجمہ ہے۔ جب قسمت ازل ہماری غیر حاضری میں ہوئی تو اگر تھوڑے بہت کام رضا کے موافق نہیں تو عیب جوئی نہ کر۔

مطلب یہ ہے کہ جب خدا نے ازل کے دن ہماری قسمت ہماری غیر حاضری میں مقرر کی ہے اور اس تقسیم میں ہماری رآ اور خواہش کو کچھ دخل نہیں دیا گیا۔ تو ظاہر ہے۔ کہ ہم اس قسمت

کے ذمہ از نہیں ہم وہی کام کرتے ہیں جو ہماری قسمت میں روز نازل ہو لکھا ہے۔ اس لیے اگر ہمارا کوئی کام ہے تو
نامناسب نظر آئے تو ہم پر عیب نہ لگا۔

مرزا غالب اپنی سبکدوشی کی ایلے روجہ بیان کرتے ہیں۔

اچڑے جاتے ہیں وشتوں کے لکھی پڑا حق | آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا

(۸) ترجمہ۔ تو بہ کے ارادہ پر میں سو دفعہ پیالہ ہاتھ پکڑ لیا لیکن ساتی کا کٹھنہ (تو ٹھیکھی میں) کوئی کسرتی نہیں
چھوڑتا۔

یعنی میں تو تو بہ کا ارادہ کرتا ہوں اور وہ بھی لیکر چھوڑ دیتا ہوں لیکن ساتی کا کٹھنہ تو بہ
نہیں کرنے دیتا۔

(۹) ترجمہ۔ ساتی لاکھ لکھ میر پالہ میں غرض شراب ڈال۔ کیونکہ مشوق کو خال کی تصویر میں دل سو دور نہیں ہوتی
گل لالہ پیالہ کا ہتھکل ہوتا ہے اور اسکا اندر لکھا ہے میر پالہ میر کی وجہ سے دغدار دل تو تھبتہ تیر ہیں۔ لہذا
لالہ۔ قدح۔ اور خال کی رعایت ظاہر۔

(۱۰) ترجمہ۔ دو سالہ شراب اور چودہ سالہ مشوق۔ میر نے صغیر و کبیر کی یہی صحبت کافی ہے۔

ظاہری مطلب ظاہر ہے۔ بڑوں میں سو دو سال کی پرانی شراب رکھو توں میں سو چودہ سال کا کم سن مشوق میر
لے کافی ہیں۔ اور کسی چوٹے بڑے کی بچے ضرورت نہیں حقیقی معانی کے شایق سے دو سالہ میر
قرآن مجید لیں۔ باعث بار نزلہ مرتین و ثمولہ مرتین۔ قرآن مجید دو دفعہ نازل ہوا۔ ایک دفعہ تو تمام قرآن
شریف یکجا ماہ رمضان میں شب قدر کو بارگاہ احمدیت و لوح محفوظی دنیا کا آسمان پر نازل ہوا۔ اور دوسرا
دفعہ دو دن ۲۵ سال کو عرصہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نجا نجا نازل ہوا۔ تیر سال تک معجزہ میں در کس سال
مدینہ منورہ میں عہدہ ازین ایک دفعہ تمام قرآن شریف کا علم بیکار خدا سے تعالیٰ نے حضرت رسول کریم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل عرش نزل کو عطا فرمایا۔ چنانچہ ابتدائے بعثت میں جب جبریل علیہ السلام لائے تھے
جناب رسالتا جب پوری وحی ادا ہونے سے پہلے تلاوت شروع کر دیتے تھے۔ اس پر ارشاد بانی ہوا کہ کا
تجمل بالقرآن من قبل ان تصفح الیوم و حید۔ یعنی قرآن شریف کے پڑھنے میں جلدی
کرہیشتہ اس کے کسی وحی پوری نازل ہو۔ دوسری دفعہ قرآن شریف لہر لہو وحی نجا نجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وسلم پر نازل ہوا۔

مشوق چار دہ سالہ کا اس صورت میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہوگا۔ چار دہ سالہ یعنی ۴۰ : ۳۰ : ۲۰ سالہ۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں نبوت عطا کی گئی تھی۔
(۱۱) ترجمہ ہے۔ اول کیا چیلے تجھ نہیں کہا تھا کہ اسکی زلف سو ڈنارہ۔ کیونکہ اس حلقہ میں ہوا کہ ہی ایا پانچ خیر تیر کہہ لیتے ہیں۔

یعنی اسکی زلف کے حلقہ میں ہوا جیسی لطیف چیز بھی اسپر ہو سکتی ہو۔ تو دل کا اسپر ہونا تو معمولی بات ہے۔ اول تو نے میرا کہا نہانا اسکی زلف کی طرف گیا اور وہاں قید ہوا۔
(۱۲) ترجمہ ہے۔ یا قوی پال لالا اور خوش آئی قی کا فیض۔ حلسہ کو کہو کہ آصف کی فیاضی دیکھ اور مر خوشاب۔ خوش آب یعنی اچھی آبیلا۔ در۔ موتی۔ جو اہر۔ در خوشاب مراد شراب و خوش رنگ اور بعض نے کہا ہے۔ کہ اشعار آیدار

آصف۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر کا نام۔ یہاں مراد عماد الدین محمود ہے جو سلطان قتل اللہ بن دانی استہبان کا وزیر تھا۔ خواجہ صاحب سوا کثر آصف اور آصف عہد کہ یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو شعر در ۱۱۸
(۱۳) ترجمہ ہے۔ شرابی اور مشوق کو وصال کا ارادہ کر۔ بات سن کہ باہم عرش کو بچھے آواز دیتے ہیں۔
ظاہر ہے کہ عرش میں شراب اور مشوق کے لئے آواز آتی ہو وہ شراب کو نہی ہوا اور وہ مشوق کو نہی
(۱۴) ترجمہ ہے۔ اور خطاں بزم میں تو یہ کی بات نہ کر۔ ورنہ کمان ابر و ساقی تہج تیر سے مار سینگو۔
تیر سے مراد تیر غزہ یا تیر مزگان

(۱۵) ترجمہ ہے۔ خواجہ کا کلام اور سلمان کے شعر تو کس شمار میں ہیں۔ حافظ شیراز کے شعر ظہیر کے شعور سے بھی اچھے ہیں۔

معمولی شاعرانہ فخریہ شعر ہے۔ شاعری میں ایسی جائز سمجھا جاتا ہے۔
خواجہ۔ کے لئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۸ سو آخری۔ سلمان سادھی خواجہ صاحب کے وقت کا
اکیس شاعر۔ ظہیر۔ فارابی۔ ایک مشہور شاعر سن وفات ۲۵۵ھ
بعض پرانے قلمی دیوانوں میں یہ شعر نہیں ہے۔ ان دیوانوں میں غزل کا مطلع یہ شعر (۱۶) ہے۔ جس میں
بچا و اعظ کے لفظ حافظ لکھا ہے۔

غزل

۱	یوسف گم گشته باز آید کجنگان غم مخور	۱	کلبه احزان شود روزی گلستان غم مخور
۲	این دل غم دیده حاش بشود دل بدکن	۲	دین سرشوریده باز آید بسا ما غم مخور
۳	دور گردون گرد و روزی بر مراد انگشت	۳	دایا یکسان نماند کار و ران غم مخور
۴	گر بهار عمر باشد باز بر تخت چمن	۴	چتر گل بر کشتی ای مرغ خوشخوار غم مخور
۵	پای مشو نوید چون آفت نه از غریب	۵	باشند ز پرده باز بهای پنهان غم مخور
۶	سهر که سرگردان به عالم گشت و غمخواری نیت	۶	آخر الامم و غمخواری رسد نام غم مخور
۷	در بیابان گریه شوق کعبه خواهی زد قدم	۷	سرز نشمار گشت خار مغیلا غم مخور
۸	حال مادر فرقت جانان ابرام رقیب	۸	جلد میداند خدای حال گردان غم مخور
۹	ای دل ریل فنا بنیاد هستی بر کند	۹	چون ترانج کشت تیمان طوفان غم مخور
۱۰	گر چه منزل برن خطرناکست مقصد ناپدید	۱۰	بسیج راهی نیست کور امیت پایا غم مخور

حافظا در کج فقر و خلوت شبهای تار

(۱)

(۱)

تا بود و روت عاود در تن آن غم مخور

یغزل آنکه کبریات مع العبر میبراه ان مع العبر میبراه کی بیت ایچی تفسیر ہے اور غم دیده
دلون کی تسکین کی نہایت اعلیٰ تہ ہے۔

(۱) ترجمہ۔ گم گشته یوسف پیر کنعان میں اپراں بیگنا غم دکھا۔ غم کا مقام ایک روز باغ ہو جائیگا۔ غم دکھا۔

(۲) ترجمہ۔ اس غم دیدہ دل کی حالت ایچی ہو جائیگی بدول نہ ہو۔ اور یہ پریشان (دیوان) دماغ پہر باسر و سامان
جائیگا غم دکھا۔

(۳) ترجمہ۔ زمانہ کا دور اگر ایک روز ہماری مراد کو مطابق نہیں ہوا۔ تو زمانہ ہمیشہ ایک طرح نہیں رہتا۔ غم دکھا۔

زیر و راحت گیتی بر سندان مشو خندان	آد آئین جہان کا جو چینس کا بچھاں باشد
------------------------------------	---------------------------------------

اسی معنیوں کے لئے دیکھو شعر درج ذیل

(۴) ترجمہ۔ اگر عمر کی بیارو ہی (یعنی زندگی گانی ہوئی) تو پھر تختہ چین پر پہل کا تاج تو سر پر کے گا۔ غم نہ کہا۔

یعنی اے بیبل گزند گانی نے وفا کی تو پہریا رخ میں بہار آئیگی اور تجھ کو دل گل نصیب ہوگا۔

(۵) ترجمہ۔ جب تو غیب کے بہیڈنسی واقف نہیں ہو۔ تو ہرگز نوید نہ ہو۔ پر وہ کے اندر پوشیدہ بازیاں ہونگی غم نہ کہا۔

مطلب یہ ہے کہ جب تو غیب کے اسرار سے واقف نہیں۔ تو ظاہری چند روزہ تکلیف پر غمگین کیوں ہوتا ہے۔ کیونکہ پردہ غیب میں تیرے حب مراد کی کام ہو رہی ہیں جو آخر کار ہوگی۔ اور تیری موجودہ تکلیفیں آنے والی عظیم نشان خوش حالی کا پیش خیمہ ہیں۔

(۶) ترجمہ۔ جو شخص جہاں میں سرگردان پیرتا ہے اور کوئی غمخوارا سے نہیں ملتا۔ آخر الامر اسی ہی ضرور کوئی غمخوار مل جائیگا۔ غم نہ کہا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں

وإذا اشتكت على أياك القلب وأوطنت المكادح والهمات ولم يركل نكشاف الضر وجهه أناك على قنوط منق غوث وكل الحادث إذا تناهت	وضاق لما به الصد الرحيب وأرست في ما ألتها الكروب وكل اغنى بحيلته الأريب عين به اللطيف المستجيب فوصول به فرج قريب
--	--

یعنی جب دل ناامید ہو جائیں اور سینے تنگ۔ غم و محنت جاگزیں ہو جائیں۔ اور اس تکلیف سے رہائی کی تجویز کسی عقل کو نہ سوجھتی ہو۔ تو تیری اس ناامیدی کے بعد ایک فریاد و رسل بیگا جو لطف و درمہربانی کا تمام حوادث کا جب وقت اخیر ہوتا ہے۔ تو اس کو ساتھ ہی خوشی نصیب ہوتی ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اگر کعبہ کے شوق میں تو بیابان میں قدم رکھنا چاہتا ہے۔ تو اگر ببول کے کانٹے سرزنش کریں تو غم نہ کہا۔

یعنی ملاں۔ درخت ببول رکھو۔ دراصل یہ لفظ اُم غیلان ہے۔ یعنی دیو دیوں کی ماں۔ اُم یعنی مادہ و نیلاں جمع غول یعنی دیو۔ پرنیلاں جمع غول کی نہیں جیسا کہ بعض کا خیال ہے۔ قاموس میں لکھا ہے کہ کنیلاں

درخت نمبر کا نام ہے۔ جسے طلع ہی کہتے ہیں اور یہ بڑے بڑے خاردار درخت میں جو یگیستان عرب میں پائے جاتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اگر تم سوچ کا شوق ہو تو رستے کی تکالیف کا سامنا فرما کر چلنی کی ضرورت ہے۔ دنیا میں کسی کام بغیر سعی و کوشش اور تکلیف کے نہیں ہو سکتا۔ سفرِ حجاز میں کانٹوں سے ڈرنا۔ موتیوں کی تلاش میں موجوں سے خطرہ بردہ لوگنا کام ہے۔ خواجہ صاحب نے جابجا اپنی کلام میں اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ بغیر جدوجہد کے دین و دنیا کے مقاصد کا حاصل کرنا ناممکن ہے۔

(۸) ترجمہ۔ مشوق کو ذرا درغیب کی رنج دہی سے جو کچھ ہمارا حال ہے۔ وہ حالت تبدیل کرنے والا خدا سبب جانتا ہے۔ غم نہ کہا۔

ایراہم۔ استوار کرنا۔ ٹھیک کرنا۔ عمل کرنا۔

مطلب یہ ہے کہ خدا جو حالتوں کو تبدیل کرنے والا ہے۔ ہماری حالت سے واقف ہے۔ ضرور ہماری اس پر حالی کو خوشحالی میں تبدیل کر دینگا۔

(۹) ترجمہ۔ دل اگر چہ فنا کا سیلاب کی بنا کو اکھاڑ دیتا ہے لیکن جب نوح تیرا کشتیاں ہو تو طوفان سے ڈرنا مطلب یہ ہے کہ جب نوح ۴۰ دن کا رعبہ طوفان سے نہیں ڈرنا چاہیے۔ اسی طرح جب خداوند تعالیٰ تمہارا دلی دنگا تو تم کو حادثہ سے بالکل بیخبر رہنا چاہیے اور چند روزہ عارضی تکلیف سے بیدل نہیں ہونا چاہیے۔ شیخ سعدی صلیحینہ کا نعت یہ شعر ہے۔

چہ غم دیوار امت لہو باشد چون کشتیاں	چہ باک ز موج بجز آن لکہ باشد نوح کشتیاں
-------------------------------------	---

راہ ۱۱ ترجمہ۔ اگرچہ منزل بہت خطرناک ہو اور مقصد کا پتہ بھی نہیں لیکن کوئی ایسا رستہ نہیں جسکا انجام نہ ہو غم نہ کہا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ منزل بہت خطرناک ہے۔ رستہ دشوار گزار ہے۔ چپے چپے پر جان کا ڈر ہے اور منزل مقصود کا پتہ بھی پتہ نہیں۔ کہ کہاں ہے اور کتنی دور ہے۔ تاہم تمہارے ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔ مردوں کی طرح رستہ کو طے کرنا جا اور تمام مصیبتوں کو برداشت کرتا جا۔ آخر کار تو ضرور منزل مقصود پر پہنچ جائیگا نہایت ذریعہ اصول ہے۔ مردانِ راہ کے لئے نہایت جرات آموز سبق ہے۔ اور ذوقِ عمل و سعی کی نہایت پاکیزہ تعلیم ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ آحافظ فقر کے گوشہ در سیاہ راتوں کی خلوت میں جب تک ما اور قرآن کا درس تیرا دہم ہوگا۔ سچے

کچھ ڈور نہیں۔

خواجه صاحب کی سوانح میری پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تمام عمر درس قرآن میں گزری۔ آپ پر کچھ در ہے کہ شب بیدار اور سحر خیز عابد تھے۔ فرماتے ہیں کہ جب تک دعا اور درس قرآن تیرا ورد ہے۔ سچے کچھ خطرہ نہیں۔ سعادت و ادا میں تم کو محال ہوگی۔

ہر ایک مسلمان کو نصیحت گوش ہوش و سستی چاہئے۔ کہ مسلمانوں کی دینی اور دنیوی بہبودی قرآن کریم ہی وابستہ ہے۔

رولیف نر غزل

۱	عشاق را بس از تو سر خط صد نیاز	۱	ای سوزناز و سخن خوش میروی نیاز
۲	بیریدہ اندر بقدر سوز و قیاس	۲	فخندہ با خلعت نازت کہ دراز ل
۳	چوں عود گو بر آتش سوزاں بسوز و ساز	۳	آں را کہ بوی عجز زلف تو آرزوست
۴	چوں زراگر بر بند مرادرد بان گاز	۴	از طعن رقیب بگرد و عیار کم
۵	بی شمع عارض تو دلم را بود گلزار	۵	پرانہ را از شمع بود سوز دل بے
۶	از شوق آں سیم اندازد سحر جاز	۶	دل کرد طواف کعبہ کویت و قون نیت
۷	بی طاق ابرو تو نماز مرا جواز	۷	ہر دم بخون دیدہ چہ حاصل وضو چو نیت
۸	بشکت عہد چوں در میخانہ دیدبان	۸	صوفی ماکہ تو بہ ز سے کردہ بود دوش

چوں بادہ مست بر سر خم زلفت زناں (۴)

حافظ کہ دوش از لب اغر شند زناں (۵)

(۱) ترجمہ ۴۔ ناز حسن کس رو تو ناز سی خوشخامی کرتا ہے۔ عاشقوں کو تیرے ناز پر ہر وقت سونیا نہیں۔

یعنی تیرے ایک ایک ناز پر عاشق سو سونیا ز ظاہر کرتے ہیں۔

(۲) ترجمہ ۵۔ بچو ناز کی خلعت مبارک ہو کہ ازل کے دن ہی تیرے سرو جیو قدر ناز کا لباس قطع کیا گیا۔

یعنی روز ازل ہی بچو ناز دیا گیا۔ لہذا بچو ناز مبارک ہو۔

(۳) ترجمہ ۶۔ جس شخص کو تیری زلف عزیز کی خوشبو کی آرزو ہے۔ اسے چاہئے کہ بیٹھی ہوئی گل پر عود کی

طرح جیلے اور اس سوزش ہو موافقت پیدا کرے۔

عود۔ ایک کڑی جو گل پر جلتا ہے خوشبو دیتی ہے۔ نیز ایک باجہ کا نام ہے۔

ساز۔ از مصدر ساختن۔ موافق ہونا۔ کسی حالت کو ساتھ طبیعت کو مانوس کر لینا۔ رنج و غم اور تکلیف

کی حالت کا عادی ہو جانا اور اسکی ساتھ موافقت پیدا کر لینا نیز یعنی باجہ لہذا عود و ساز کی رعایت ظاہر

مطلب ہے کہ نیشید و جہد اور کامل انبار کے گوہر مقصود ہتہ نہیں آتا۔

بعض قلمی دیوانوں میں آتش سوزاں کی بجائے آتش سودا ہے۔ یعنی آتش شوق۔ اور یہ نسخ زیادہ موزوں

نظر آتا ہے۔

(۴) ترجمہ ۷۔ رفیقے طغذوں کو میرا حیا رکم نہیں ہوتا۔ خواہ سونے کی طرح مجھ مفرض کا منہ سے کاٹیں۔

حیا رکم۔ کہرا پن۔ خالص ہونا۔ کہرائی۔ خلوص۔ گار۔ دانت۔ مفرض جس کو کپڑا کا غذا یا سونا

چاندی کاٹتے ہیں۔ سونے کو اگر دہن مفرض کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر ڈالیں۔ تو یہی سونا خالص ہی رہتا

ہے۔ اسی طرح اگر رفیق مفرض دہن کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر ڈالیں۔ تو اس سے میر غلوس اور

اخلاص میں کمی واقع نہ ہوگی۔

(۵) ترجمہ ۸۔ پروانے کا دل تو شمع کی موجودگی سے جلتا ہے۔ لیکن میرا دل تیرے رضاکے شمع کو موجود نہ ہونے سے گھلا

جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ پروانہ تو شمع کے سامنے جلتا ہے۔ لیکن عاشق کا دل عشوق کے سامنے نہ ہونے سے بچتا

(۶) ترجمہ ۹۔ جو دل تیرے کوچہ کے کعبہ کے طواف سے واقف ہو گیا۔ وہ اس حرم کے شوق میں جھانکا

خیال چھوڑ دیتا ہے۔

یعنی جو دل کوئی عشوق کو ماکینہ ہو آیا وہ اس حرم حرم کا ایسا دلدادہ ہو جاتا ہے کہ ہم کعبہ کا دل ہی خیال ہی

جاتا رہتا ہے۔

(۷) ترجمہ۔ ہرقت ہو کے آنسوؤں سے دھو کر نے کا کیا فائدہ۔ جب کہ تیرے محراب پر دو کعبہ میری نماز ہی جائز نہیں یعنی تیرے محراب پر دو کعبہ میری نماز جائز نہیں۔ اور جب یہ محراب ہی میرے سامنے نہیں۔ تو ہر وقت خون دل سے دھو کر نیک کیا فائدہ۔ مطلب یہ ہے کہ تیرے ہجر میں خون رونے سے کیا حاصل۔

(۸) ترجمہ۔ ہر صوفی نے کل شراب سے تو بہ کی تھی۔ جب پہرے میخانہ کا دروازہ دیکھا۔ تو تو بہ کا عہد توڑ دیا (۹) ترجمہ۔ حافظ جام نے کبھی صحت اور جوش کرتا ہوا غم کے پاس گیا۔ کیونکہ کلا سے لب غم سے راز کی بات سنی تھی۔

باوہ (۱۰) شراب (۱۱) شراب کا پیالہ۔ کفت داہ ہتھیلی (۱۲) جھاگ۔ کفت زناں سے مراد مجالت جوش یعنی حافظ چونکہ کل شراب پیکر لاسر اور سو وقت ہو گیا تھا۔ اس لئے پہرے جوش و مستی کی حالت میں غم کے پاس پہنچا۔ تاکہ اور شراب پیے۔

غزل (۲۱)

۱	ہماں نیاز کہ حجاج را براہ حجاز	۱	بر اہمیس کہ عشاق است بگ و تاز
۲	ز اشک س کھایت کہ من نیم غماز	۲	چہ گویت کہ ز سوز دوزں چہ بی بستم
۳	جان و لت خمور از لطف ایاز	۳	عرض کرتہ حسن است ز نہایت
۴	چو کعبہ یافتیم آیم ز بت پرستی باز	۴	پہنچ در زوم بعد ازین ز حضرت دوست
۵	کہ با تو شرح سرا انجام خود گنم آغاز	۵	بشی چنین بسخر کہ ز بخت میجو اہم
۶	امید و لت وصل تو داد جہانم باز	۶	تخم ز حشر تو چشم از جہاں فرومید و تاز
۷	بہوی روز وصال تو در شبان نماز	۷	چہ حلقہ با کہ ز دم بردرد دل از سوز
۸	دل مرا کہ نسیم صباست محم راز	۸	چو غنچہ سر ز ہفتہ نہاں کجا ماند

ز شوق مجلساں ماہ خربگی حافظ

(۹)

(۹)

اگر تہ چو شمع جنائی رسد بسوز و بساز

(۱) ترجمہ: سیکدہ کی راہ میں عشق اسی نیاز سے تنگ و نماز کرتے ہیں جس کو حاجی حجاز کے رستہ میں۔

یعنی جس نیاز سے حاجی راہ حجاز کو طے کرتے ہیں۔ اسی نیاز کو عاشق شرافت خانہ کے رستے کو طے کرتے ہیں

(۲) ترجمہ: میں تم کو کیا کہوں کہ دل کو سوز و میری کیا حالت ہے۔ یہ بات آنسوؤں کی پوچھ۔ میں چل نہیں ہوں

مطلب یہ ہے کہ میرا سوز و درد میری اشکباری کا ظاہر ہو رہا ہے۔ میرے بیان کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ

ہی غماز ہوں کہ راز عشق کا افشا کروں۔ آنسوؤں کی غمازی کے لٹکی دیکھو شعر دیکھو۔

(۳) ترجمہ: حسن کا رشتہ ظاہر کرنے کو مراد تھی ورنہ محمود کے جمال و دولت کو زلف ایاز کی کیا ضرورت تھی۔

مطلب یہ ہے کہ محمود کو جو ایک عظیم الشان بادشاہ اور فاتح تھا اپنی ایک ادنیٰ سے غلام ایاز پر عاشق

ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ ایاز سے بڑھ کر حسین اور بہت تھے۔ لیکن خدا کو حسن کا یہ رشتہ حسن کی

طاقت اور اس کا یہ اعجاز ظاہر کرنا منظور تھا۔ کہ ایک بادشاہ اپنی غلام پر عاشق ہو سکتا ہے۔ یعنی حسن اگر

غلام تھی ہو تو بادشاہ اس کا غلام ہو جاتا ہے۔

عشق چٹاں گرفت غلام غلام شد

محمود غزنی کہ ہے سزا ان غلام شد

(۴) ترجمہ: دوست کی درگاہ کو چھوڑ کر اب میں کسی دروازہ پر نہیں جاؤنگا۔ جب میں نے کعبہ پالیا تو بیت پر تھی

سے باز آ جاؤنگا۔

(۵) ترجمہ: میں سحر کے وقت اپنی نیت کو ایسی رات لکھوگا۔ کہ اپنی سرگذشت کا بیان تجھ کو شروع کر دوںگا۔

دعا سحر معمولاً قبول ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں سحر کے وقت، وہاں لکھوگا۔ کہ مجھ کوئی ایسی رات نصیب ہو کہ تو

میرے پاس ہو تاکہ میں اپنا حال تجھ کو عرض کروں۔

(۶) ترجمہ: میرا جسم تیرے فراق میں نیا سے آج نہیں بند کرنا چاہتا تھا کہ تیرے وصل کی دولت کی امید نے مجھے از

سرنو جان دی۔

یعنی میں تیرے پیچ میں مر چکا تھا لیکن وصال کی امید نے اسے نیا زندگی بخشی۔

(۷) ترجمہ: لمبی ہجر کی راتوں میں وصال کے دن کی امید پر سوز سے میں دل کے دروازے پر بہت زنجیر لکھوگا

حلقہ پر درزون۔ دروازے کا کٹا کٹھا کٹھا ٹکڑا۔ دروازہ کھلوانا۔ گہرا خانے کو دروازہ کھولنے کے لئے

بلانا۔ مطلب یہ ہے کہ مجھ نے کی لمبی راتوں میں میں اپنے دل کو روز وصال کی امید دلا یا کرتا

تھا۔

(۸) ترجمہ - غنچہ کی طرح سیر دل کا چھپا ہوا اہید کب پوشیدہ رہ سکتا ہے۔ جب کہ نسیم صبا اس کی محرم راز ہے
 جطیح نسیم صبا غنچہ کو کھنڈت کرتی ہے اور اس کی خوشبو ایک جگہ دوسری جگہ لپکتی ہے اسی طرح عاشق کو دل کے
 راز یعنی راز عشق کو بھی نسیم صبا افشا کر دیتی ہے۔ صبا کی غمازی کے لئے دیکھو شعر در پہ

(۹) ترجمہ - آجافظا اگر اس ماہ خرگوش کی مجلس کے شوق میں شمع کی طرح تپہ پر کوئی ظلم ہو تو بل اور اس جلی کو گوارا کر لے
 ماہ خرگوشی - وہ چاند جس کے گرد لالہ ہو۔ ہوش مشوق - کیونکہ اس کو چاند جیسے چہرہ کے گرد زلف کا لالہ ہوتا
 ہے۔ ساز - دیکھو شعر در پہ
 شمع اندھیری رات میں جلتی ہے۔ گویا چاند کی صحبت کہ شوق میں بل ہی ہے۔ اسی طرح اگر تو بھی اپنے مشوق کے
 چاند جیسے چہرہ کے دیدار کے شوق میں جلتا ہے تو اس جلتے سے موافقت پیدا کر اور اس سوز کو گوارا کر

غزل (۳)

۱	بر نیامد از متناسے لب ت کامم ہنوز	۱	بیرایہ جام اعلیٰ در در شام ہنوز
۲	روز اول ہفت دنیم در کس زلفین تو	۲	تا چہ خواہد شد دریں سودا سر انجام ہنوز
۳	از خطا گنہم شبے موی تر مشک ختن	۳	میزند ہر لحظہ تیرے مو بر اندام ہنوز
۴	نام من رفت بہت روز ہی لب جان لیسو	۴	اہل دل لوبی جان می آید از نام ہنوز
۵	پتو روی تر از خنوم دید آفتاب	۵	مید و دو چوں سایہ نرم بر لب نام ہنوز
۶	درا دل آدہ ہمت نار اساقی لعل لب ت	۶	جرعہ جامی کہ من سرگرم آن جام ہنوز
۷	سینا کچھ حصہ دہ ز ان لب تنگوں کہ من	۷	در میان سختگان عشق او خام ہنوز
۸	ای کہ گنہی مجال بدہ تا با شدت آرام دل	۸	جان نخبہ ایش سپرم نیت ایام ہنوز

درم آورد حافظ قصہ لعل لبش

(۹)

(۹)

آب حیوان میزد و سردم ز اقلام ہنوز

(۱۱) ترجمہ - تیرے لب کی تناسیب تک میرا مقصد پورا ہے۔ اتیری سخن شراکت جام کی امید میں ایک ڈرو

نوش ہوں۔

یعنی اب تک آرزو میں رہا تیرے لگا ہر نصیبت ہوا اور اب تک دروپی رہا ہوں شراب سے نصیبت ہوئی
(۲) ترجمہ۔ میرا دین پہلو روز ہی تیری زلفوں کا خیال میں صرف ہو گیا۔ ابھی دیکھو کہ اس سودا میں میرا سزا بھانجا کیا ہو گا
زلفیں عربی دان فارسیوں زلف کا تشبیہ بنا یا ہے۔ یعنی دائیں بائیں کی دوز نہیں۔ زلف۔
در اصل زلف ہے جمع زلف کی۔ رات کا ایک حصہ۔ فارسیوں نے صرف کر کے زلف کہنا شروع کر دیا
اور مجازاً عشوق کے بالوں کا جوکانوں کو پاس ہوتے ہیں۔ بوجہ غایت سہمی زلف کہہ یا۔ بعض کو نزدیکی زلف
مخفف زلفیں کا اور بعضے زخیر عشوق کے بالوں کی پیدائش اور حلقہ در حلقہ ہونے کی وجہ زلفیں اور بعد زلف
کہنے لگ گئے۔

(۳) ترجمہ غلطی سے کیا گیا ہے تیرے بالوں کو مشک سخن کہہ یا اس تیرے بال ہر لحظہ میرے جسم پر تیرا تو نہیں۔
یعنی اس غلطی کی سزا میں تیرے بالوں کو مشک سخن جیسی ایک حقیر چیز سے کیوں تشبیہ دی۔ اب تک تیرے
بال مجھ پر تیرا ہے میں۔ خطا و غنہ حضرت ایہام ہے۔

(۴) ترجمہ۔ ایک عشوق کو لب پر میرا نام بھول سے آگیا۔ اے ایک اہل لگو کو کہ تیرا نام سو جان کی خوشبو آئی
یعنی عشوق کے جان بخش لب پر آنے کو تیرا نام یہ تاثیر پیدا ہو گئی کہ اب تک عاشقوں کو میرے نام
جان کی خوشبو آئی ہے۔

(۵) ترجمہ۔ آفتاب تیرے چہرے پر تو کو میری خلوت میں لکھا اس اب تک یہ کی طرح ہر وقت تیرے لب بام
پر دوڑتا پھر تا ہے۔

آفتاب لب بام آفتاب معمولی روزمرہ کی بات ہے۔ خواجہ صاحب کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ آفتاب تیرے میری خلوت میں
میں تیرے عشوق کو چہرہ کو نور کو کہیں دیکھ لیا اور اب ہر وقت اسی شوق میں ادھر آتا جاتا ہے۔ منعت حسن تحلیل ہے
آفتاب کو وہ عشوق کہہ تو کہے مقابل میں سایہ کہا ہے۔ جب آفتاب غروب ہو گیا تو سایہ یوں وار دلت
دوڑ کر مکان پر چڑھ جاتا ہے۔ تاکہ آفتاب کو دیکھ سکے۔ اسی طرح آفتاب تیرے عشوق کو میری خلوت میں دیکھنے
کے لئے سایہ کی طرح لب بام پر آتا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ اہل میں تیرے لب لعل کو ساقی نے ہم کو ایک ایسے ساغر سے گھوٹ پلایا کہ میں اب تک اس عالم
کماست ہوں۔

بیٹے روز نازل تیری محبت کا جام ہم نے پیا اور اب تک اسی جام سے مست ہیں رُاست بر کیم قالو علی کی طرف اشارہ ہے۔

الست اذ ازل ہیجان شان بگوش | بفسر یاد قالو علی درخروش

(۸) ترجمہ۔ آسانی اس آیت ننگوں سے ایک گونہ کی کیونکہ جو اس کو مفتی کے پختہ دماغوں میں سے ابھی عام ہوں آب آتش گوں سے مراد شرابِ سرخ۔

(۹) ترجمہ۔ مخاطب تو کہتا ہے کہ جان دیدہ تاکہ تہو دل کا آرام حاصل ہو۔ میں اپنی جان اس کے غموں کو حل کر دی۔ لیکن اب تک عام نصیب نہیں ہوا۔

(۱۰) ترجمہ۔ حافظ نے اسے لیل کا قصہ قلم سے لکھا۔ اس کے تیرے قلموں سے اب تک آب حیات بہتا ہے مشوق کی لبوں کو آب حیات کے چشمہ سے تشبیہ دیا کرتے ہیں اس لئے لیل کی تعریف کھنوں سے قلم ہی چشمہ حیران ہو گیا۔

غزل

۱	کجاست ملبس غم شگومی گوبر آواز	۱	صبا بمقدم گلِ اح روح بختِ راز
۲	غمِ تیشاوی خاؤ گل و نشیب و فراز	۲	دل از بجز کمن نالہ زانکہ در عالم
۳	ہنووز ترک کمان ابرو اتی سہ زنداز	۳	دو تا شد مچو کمان از غم و غمِ گویم
۴	کہ نیش سینه اسباب کیست نہ محم از	۴	حکایت شب بجز لیل بدیشانال کمنید
۵	زمشک نیست غریب آری اربود غماز	۵	زطرہ تو پریشانی دل شد نکاش
۶	نظر بر لب کسے بر تیکنے از تاز	۶	سز او دیدہ بڑی تو ناظر ند و تو خود
۷	دم از محبت او مینزل و بدر و بساز	۷	اگر بسوزدت امی لہ درد نال کمن

خبر از خاطر با چشمِ خصم کو کہند

(۸)

تو رخ بجانک ای حافظ از مقام نیاز

(۹)

(۱) ترجمہ۔ صبا پھول کے فیہ مقدم میں پر پڑھ کو خوشی بخش رہی ہو خوش گھبراہٹیل کہاں ہو اسے کہو کہ آواز گناؤ۔
 ریح روح۔ دا، روح کی خوشی۔ روح کی نازگی۔ (۱۲) باربد کے تیس لحن میں سو ایک کا نام۔
 مطلب یہ ہے کہ موسم بہار آگیا ہے۔ باد صبا اپنی خوشبو سے دماغوں کو تازہ کر رہی ہے۔ بیلن کو کہو کہ نغمہ سرا لے کر
 راج روح آواز میں صنعت ایہام۔

(۲) ترجمہ۔ سول پھر سے فریاد نہ کر کیونکہ جہاں میں غم اور خوشی۔ کانشا اور پھول پستی اور بلندی لازم
 ملزوم ہیں۔

(۳) ترجمہ۔ بغیر رسم مکان کی طرح جہک گیا ہوں۔ لیکن اب یہی میں مکان ابرو اور تیر انداز معشوقوں کو ترک
 نہیں کرتا۔

(۴) ترجمہ۔ شب بھر کے قصے و شنونوں سے بیان نہ کر کیونکہ باپ کی سبتہ کا ستیہ محرم راز نہیں ہوتا
 (۵) ترجمہ۔ تیرے طرہ سے سیر دل کی پریشانی ظاہر ہو گئی۔ دل شک سے کیا عجب ہے اگر غمازی کرے۔
 مشک (کتوری) کا خاصہ یہ ہے کہ اگر پردے میں ہی ہو تو اپنی خوشبو بہ طرف پھیلا دیتی ہے۔ گو یا راز دل
 پردہ کو فاش کرتی ہے اور غمازی کرتی ہے معشوق کی زلف کو بوجہ خوشبو کے مشک سے توشہ دیتی ہے۔ ہنر مند
 معشوق کی پریشانی سے عاشق کا دل ہی پریشان ہو جاتا ہے اور راز عشق افشا ہو جاتا ہے۔ خواجہ صاحب
 فرماتے ہیں کہ تیری زلف مشکیں میرے دل کی پریشانی کو ظاہر کر دیا۔ کیونکہ نہ ہو۔ مشک ہمیشہ غماز (چھل)
 ہوتی ہے۔

(۶) ترجمہ۔ ہزار ہا آنکھیں تیری چہرہ کو دیکھ رہی ہیں تو خود ناز کی وجہ سے کسی کے چہرہ کی طرف نہیں دیکھتا۔
 (۷) ترجمہ۔ سول اگر درد بچے جس کا تو درد سے نالہ و فریاد نہ کر۔ اس کے عشق کا دم مار اور درد
 موافقت پیدا کر۔

یعنی عشق میں درد کو گوارا کر۔ اور نالہ و فریاد نہ کر۔

(۸) ترجمہ۔ سہارا دل کا شمار دشمن کی آنکھ کو اندھا کرتا ہے۔ اے حافظ تو نیازی کی وجہ سے خاک پر ہنر نہ کہہ۔
 مطلب یہ ہے کہ ہمیں خاکساری خستہ تیار کرنی چاہیے اور نیازی کی وجہ سے سرخاک پر کہنا چاہیے۔ کیونکہ
 خاکساروں کو دل کی کدورت و شنونوں کو اندھا کرتی ہے۔ عجب چشم ادھاک کی رعایت ظاہر

غزل (۵)

۱	دو بجال غریب دیار خود پرداز	منم غریب دیار و توئی غریب نواز
۲	بشرط آنکدز کارم نظر نگھبے باز	بہر کند کہ خواہی گنجی بازم بند
۳	بر آستان صالحی نیت نیاز	بر آستین خیال تو میدم بوسہ
۴	بر آستان تو کا ندر ازل نہادم باز	تو امین نال من شوریدہ دل نہادم روئے
۵	کہ نیش و نوشن ہم باشد و نشیب و فراز	تو لعل نال نیشی کس صبح در سنے اوست
۶	خرام میکنم ہر خاک سایہ بی انداز	گرم چوخاک زمین غوار میکنی ہنہلست
۷	چہ آتش است کہ بر جان ما نہادی باز	دروک سینہ دلم چوں کبوتر اں بطمید
۸	تو دست کوئے من بین و آستین ہر آرز	خیال قد بلند تو میسکند دل من

حدیث درو من ای مدعی نہ امر وز ست

(۴)

کہ حافظ از ازل اور ند بود و شاہد بازنہ

(۴)

(۱) ترجمہ۔ میں غریب الوطن ہوں اور تو غریب نواز ہے۔ اپنے شہر کے مسافر کے حال پر تھڑی دیر کے لئے توجہ کر۔

(۲) ترجمہ۔ جس کلمہ تو چاہئے لکھو پورا اور پھر بانڈھ۔ لیکن بشرط یہ کہ تو میرے کام کو نظر انداز نہ کرے۔ یعنی بشرطیکہ تو میری طرف ہمیشہ متوجہ رہے۔ اور میرے مال کو پورا کرے۔ جیسا طرح چاہئے تو مجھے کچھ کھا اور بانڈھ سکتا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ میں تیرے خیال کی آستین پر ہی بوسہ دیتا ہوں۔ جب کہ میرا دست نیاز تیرے آستانہ وصال پر نہیں پہنچ سکتا۔

مطلب یہ کہ جب تیرا وصال ممکن نہیں۔ تو صرف خیالی میں ہی تیری تصویر کو بوسے دیتا ہوں۔

استین خیال اور آستان وصال کا فاضلی کا اور معنوی مقابلہ بہت لطیف ہے۔

(۴) ترجمہ۔ تیری آستانہ پر مجھ سے رو بہ دل ڈال سوقت سر نہیں رکھا۔ بلکہ روزِ ازل سے ہی میں نے دہان سر رکھا ہے۔

یعنی میں روزِ ازل سے ہی عاشق ہوں اور اس آستانہ پر سر رکھا ہے۔ آج عاشق نہیں ہوا

(۵) ترجمہ۔ آداس شام سے نرو جسکے پیچھے صبح لگی ہوئی ہو۔ کیونکہ ڈانگ اور تریاق بلند ہی ہستی باہم ہوتے ہیں۔

نیش۔ نوک کی تیزی۔ جیسے چھری کی نوک۔ بیچو یا سانپ کا ڈانگ۔ نوش۔ شہد شیریں

گوارا۔ آب حیات۔ تریاق۔ زندگی

یعنی شام بھر کی مصیبتوں پر رونا نہیں چاہئے۔ کیونکہ اسکے بعد صبح وصال آنے والی ہے۔ ہستی کا

بعد بلند ہی اور ہر تمنی کے بند شیرینی۔ اس لئے کسی حالت میں با یوس نہیں ہونا چاہیو۔

(۶) ترجمہ۔ گو تو مجھ زمین کی خاک کی طرح ہی خوار کرے تو کچھ بات نہیں۔ لیکن تو تازے چل اور میری خاک پر سایہ ال۔

مطلب یہ ہے کہ اگر تو مجھ خاک راہ ہی بنا دے تو منظور ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تو اس خاک پر اپنا سایہ ڈالے اور اُدھر سے ہو کر گزرے۔

(۷) ترجمہ۔ میرا دل سینہ کا اندر کبوتروں کی طرح تڑپتا ہے۔ یہ کیسی آگہ کہ تو نے ہماری جان میں لگا دی ہے۔

(۸) ترجمہ۔ میرا دل تیرے بلند قد کا خیال کرتا ہے۔ تو میرا چوٹا ہاتھ اور لمبی استین دیکھ

یعنی میں کہاں اور تیرا قد بلند کہاں۔ میری دہان تک کس طرح رسائی ہو سکتی ہے۔ لیکن پھر ہی میرا دل

تیرے قد کا خیال کرتا ہے دیکھ کہ میری بساط کیا ہے اور آندھ میں کتنی بڑی ہیں۔

(۹) ترجمہ۔ آدھی سیر درد کی حکایت آج سے نہیں۔ حافظ تو روزِ ازل سے ہی رندا اور شاہد باز ہے۔

اسی مضمون کے لئے دیکھو د ۲۵ ت ۳۳ ت ۳۴ ت ۳۵ ت ۳۶ ت ۳۷ ت ۳۸ ت ۳۹ ت ۴۰ ت ۴۱ ت ۴۲ ت ۴۳ ت ۴۴ ت ۴۵ ت ۴۶ ت ۴۷ ت ۴۸ ت ۴۹ ت ۵۰ ت ۵۱ ت ۵۲ ت ۵۳ ت ۵۴ ت ۵۵ ت ۵۶ ت ۵۷ ت ۵۸ ت ۵۹ ت ۶۰ ت ۶۱ ت ۶۲ ت ۶۳ ت ۶۴ ت ۶۵ ت ۶۶ ت ۶۷ ت ۶۸ ت ۶۹ ت ۷۰ ت ۷۱ ت ۷۲ ت ۷۳ ت ۷۴ ت ۷۵ ت ۷۶ ت ۷۷ ت ۷۸ ت ۷۹ ت ۸۰ ت ۸۱ ت ۸۲ ت ۸۳ ت ۸۴ ت ۸۵ ت ۸۶ ت ۸۷ ت ۸۸ ت ۸۹ ت ۹۰ ت ۹۱ ت ۹۲ ت ۹۳ ت ۹۴ ت ۹۵ ت ۹۶ ت ۹۷ ت ۹۸ ت ۹۹ ت ۱۰۰ ت

غزل (۶)

۱	چہ شکر گو میرے کار ساز بندہ نواز	۱	منہم کہ دیدہ بیدار دوست کردم باز
۲	کہ گیمیای مرادست خاک کوی نیاز	۲	نیاز مند بلاگونخ از غبار مشوے
۳	بساکہ درخ دولت کنی کرشمہ نواز	۳	بیک دو قطرہ کہ ایثار کردی اسی خواجہ
۴	بقول مفتی عشقش درست نیست نماز	۴	طہارت از نہ بچوں جب گند عاشق
۵	کہ مرد راہ نیندیشد از شیب و فراز	۵	ز مشکلات طریقت عنان تریاے دل
۶	دریں سراچہ باز بچہ عیب عشق مہراز	۶	دریں مقام مجازی جب نہ پالیا میگیر
۷	چو سر رست دریں باغ نیست محرم راز	۷	من از نسیم سخن میں چہ طرفت بر بندم
۸	من آں نیم کہ ازین عشق بازی آیم باز	۸	اگرچس تو از عشق غیبی تفتی است

غزل سرائی ناہید صرفہ نبرو

(۹)

(۹)

دران مقام کہ حافظ بر آواز

(۱) ترجمہ میں نے مشوق کو دیدار پر آنہیں کہولی میں۔ آئینہ نواز کار ساز تیرا شکر کہاں تک داگردن

(۲) ترجمہ۔ نیاز مند عشق کو کہو کہ چہرہ کی غبار نہ دہو۔ کیونکہ جو نیادگی خاک کیسیاتے مراد ہے

مطلب یہ ہے کہ خاکساری سے تمام مرادیں حاصل ہو جاتی ہیں اس لئے چاہئے کہ انسان اپنی چہرہ کی غبار
نیاز کو دور نہ کرے۔

(۳) ترجمہ۔ خواجہ ان ایکن نظرہوں کی چلت جو تو نے قربان کر۔ دولت کہ چہرہ پر توبت کرشمہ نواز کر گیا

یعنی ایک دو قطرے آنسوؤں کے جو تو نے انظار میں پہا۔ ان کی برکت سے تجھے دولت دیدار نصیب
ہوگی۔

(۴) ترجمہ۔ اگر عاشق خون جگر سے وضو نہ کرے۔ تو مفتی عشق کے فتویٰ کے مطابق اسکی نماز جائز نہیں

اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر دہم ۱۱۱ ۱۱۱

نار عشق میں خون بکریا ہوا لازم	اہم معنی عشق و محبت کا یہ فتویٰ ہے
<p>(۵) ترجمہ - ادا ل طرقت کی مشکلات کی باگ نہ موڑ۔ کیونکہ مسافر سے کی ہندی اور پستی ہی نہیں دڑتا۔ مطلب یہ ہے کہ سالک کو راہ عشق کی تمام مشکلات کا مردانگی سے مقابلہ کرنا چاہئے بہمت نہیں ہارنی چاہئے (۶) ترجمہ - انتقام مجازی میں پیالہ کو سوا اور کچھ نہ لے۔ اس بازی گاہ میں بازی عشق کے سوا اور کوئی بازی نہ کہل۔</p>	
<p>مقام مجازی اور سراچہ بازیچہ سمراد دنیا۔ قرآن کریم میں ہے۔ وما الحیوة الدنیا الا لعب ولهو۔</p>	
<p>مطلب یہ ہے کہ دنیا مقام مجازی ہے اور بہت خطرہ ہے کہ انسان حقیقت سے دور چلا کر اس سے چاہئے کہ شراب عشق کے پیالہ کے بغیر انسان اور کچھ چیز ہاتھ میں نہ لے۔ کیونکہ باقی تمام چیزیں مجاز کے ساتھ دستیابی پیدا کرتی ہیں اور حقیقت ناپائیدار رہتی ہے۔ صرف جام سے ایلکی ہی چیز ہے۔ جو حقیقت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا ایک بازیچہ اطفال ہے بازی عشق کے سوا اور کوئی بازی یہاں نہیں کھیلنی چاہئے۔ ورنہ بچوں کی طرح تمام عرضیے کر دو گے اور کچھ حال نہیں ہوگا۔</p>	
<p>(۷) ترجمہ - بے ہوشی میں ہو گیا فائدہ حال ہو سکتا ہے۔ جب کہ سرور است قد ہی اس باغ میں محرم راز نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ سرور است قد باوجود اپنی راستی کے جب محرم راز نہیں تو نسیم جو کہ مشہور غار ہے اور زلف جانان کی خوشبو کو ایک جاگزی دوسری جگہ پہنچاتی ہے کیل امت مبارک قابل ہو سکتی ہے اور اس پر راز عشق کے پوشیدہ رکھنے کی کس طرح امید ہو سکتی ہے۔</p>	
<p>(۸) ترجمہ - اگرچہ تیرا حسن غیر کے عشق کو مستحق نہیں کرتے ہے۔ لیکن میں نہیں ہوں جو اس عشق بازی سے باز آؤں۔ مطلب یہ ہے کہ اگرچہ تجھ کو ہر عشق کی ضرورت نہیں لیکن ہم کسی صورت میں عشق بازی سے باز نہیں آسکتے کیونکہ ہمیں تجھ جیسا اور کوئی حسین نہیں ملتا</p>	
مراچوں تو دگر نغیتہ کے	ترا بندہ از من بہ امتد ہے
<p>(۹) ترجمہ - نامید کی غزل سرائی اس جگہ کہی غالب نہیں ہو سکتی۔ جہاں حافظ اواز نکالے۔ نامید - زبرہ ستارہ جو سیر آسمان پر ہے۔ اسے مطربہ فلک بھی کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مطربہ فلک بھی حافظ کی غزل سرائی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔</p>	

غزل

۱	ہزار شکر کہ دیدم بکام خویش باز	۱	ترا بکام خود با تو خویش را دماز
۲	روندگان حقیقت رو بلا سپرند	۲	رفیق عشق چہ غم دارد از نشیب و فراز
۳	غم حبیب نہان بہ ز جستجوی رقیب	۳	کہ نیت سینہ از باب کینہ محرم راز
۴	چہ فتنہ بود کہ مشاطہ فضا آنکجاست	۴	کہ اگر ز در سسش سیر بہ ستر نماز
۵	پدیں سپاس کہ مجلس منور بہت بدست	۵	گرت چو جمع جنائی رسد بسوز و بیساز
۶	ملاستی کہ بروی من آمد از غم عشق	۶	ز آشک پس حکایت کہ من نیم نماز
۷	امید قد تو میداشتم ز سخت بلند	۷	نیم زلف تو میجو اتم ز عم دراز
۸	بہ نیم بوسہ دعائی بخیز ز اہل دلے	۸	کہ کید دشمنت از جان و بسم دراز

فگند ز مزمزہ عشق در حجاز و عراق

(۹)

(۹)

نوا می بانگ غزلہای حافظ شیرازی

(۱) ترجمہ - ہزار شکر کہ میں تجھے پہ اپنے مقصود کے ساتھ دیکھا ہے۔ تجھ اپنے مقصود کو ساتھ اور اپنی آپ کو تیرے ساتھ موافق دیکھا ہے۔

(۲) ترجمہ - راہ حقیقت کو پہلنے والا ملاکی راہ طو کرتے ہیں عشق کا سالک بلندی پستی کو نہیں ڈرتا۔ وہی مضمون ہے جو شعر میں $\frac{1}{2}$ کا ہے۔ دوسرا مصرعہ وہی اسی شعر سے لیا گیا ہے۔

(۳) ترجمہ - رقیب کی دریافت پر مشوق کا غم پوشیدہ رکھنا ہی اچھا ہے۔ کیونکہ اہل کینہ کا سینہ محرم راز نہیں ہوتا۔

مطلب یہ ہے کہ رقیب سے اپنا عشق پوشیدہ رکھنا چاہئے۔ دوسرا مصرعہ وہی ہے جو شعر ذیل میں ہے۔

(۴) ترجمہ - فضا کی مشاطہ نے کیا فتنہ اٹھایا کہ اسکی مست آنکھ کو سر مہناز سے سیاہ کر دیا ہے۔

مشاطہ - وہ عورت جسکا پیشہ دوسری عورتوں کو بنانے سنانے کا ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عالمان

فتنا و قدر نے اسکی مست آنکھوں کو سرمہ ناز سے سیاہ کر کے ایک جہاں کو فتنہ میں مبتلا کیا ہے جو اسکی سیاہ اور مست آنکھوں کو دیکھتا ہے مبتلا ہوا جاتا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اس شکر میں کہ مجلس معشوق رونق افروز ہے۔ اگر تجھ پر شمع کی طرح کوئی جہاں تو قبل در اس مجلس میں موافقت کر۔

مطلب یہ ہے کہ جطرح شمع محض دست میں جلتی ہے۔ تو ہی جل۔ دوسرا مصرعہ وہی ہے جو شعر نمبر ۲ کا ہے۔ مضمون بھی قریباً وہی ہے۔

(۶) ترجمہ۔ غم عشق کی جو علامت میرے چہرہ پر ہوئی۔ اسکا قصہ میرا آنسوؤں کی پوچھ کیونکہ میں غیب نہیں ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ غم عشق میں (دور دور کر) جو حال میرے چہرہ کا ہوا ہے۔ وہ آنسوؤں کی پوچھ۔ دوسرا مصرعہ وہی ہے جو شعر نمبر ۲ میں ہے۔ مضمون بھی وہی ہے۔

(۷) ترجمہ۔ میں اپنی بلند بخت سے تیرے قد کی امید رکھتا تھا اور یہی عمر سے تیری زلف کی خوشبو چاہتا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ جو اپنے نصیب سے صرف یہی سوال ہے کہ تیرے قد بلند کو دیکھ لوں اور اپنی لمبی عمر سے صرف یہی چاہتا ہوں کہ ایک نوا اپنی عمر میں تیری زلف کی خوشبو سونگھ لوں۔ قد اور بخت بلند۔ زلف اور عمر دراز کی رعایت ظاہر۔

(۸) ترجمہ۔ آؤ ہوسہ پر کسی اہل ل کی عا خریدے۔ تاکہ دشمن کے مکر سے تیرے جسم اور جان کو محفوظ رکھو۔ مطلب یہ ہے کہ ایک بابوسہ دیکر کسی اہل ل کی دعا لے تاکہ دشمنوں کے مکر و فریب محفوظ رہے۔

(۹) ترجمہ۔ حافظ شہسوار کی غزلوں کی آواز نے۔ حجاز اور عراق میں عشق کا زمرہ ڈال دیا۔ مطلب یہ ہے کہ حافظ شہسوار کی غزلیں حجاز اور عراق میں پہنچ کر لوگوں میں عشق کا جوش اور چرچا پیدا کر رہی ہیں۔ (ذہن صرف حجاز و عراق بلکہ تمام دنیا میں حافظ کی غزلوں نے عشق کا چرچا پھیلایا)

غزل (۸)

بیابان کشتی مادر شرط شراب انداز | غریب و ولولہ در جان شیخ و شاب انداز

۲	کہ گفتہ اند کھوے رکن در آب انداز	۲	مرا بکشتے بادہ در سن کن ای ساقی
۳	مرا در ز کرم در رہه صواب انداز	۳	ز کوی میگذر گشته ام ز راه خطا
۴	شرار رشک و حسد دل گلاب انداز	۴	بیار ازاں می گلزنک شکبوجاے
۵	نظر برین دل شسته خراب انداز	۵	اگر چست و خرابم تو نیز لطف کن
۶	ز روی دختر گلچهره ز نقاب انداز	۶	بہ نیم شب اگر ت آفتاب میساید
۷	مرا بسبب کدہ بر در خم شراب انداز	۷	جہل کہ روز وفا تم بنجاک بسپانند

گراز تو یک سر مو سرت دل حافظ

(۸)

(۸)

بگبیر در خم ز غمش پیش و تاب انداز

(۱) ترجمہ۔ آدو ہمارے کشتی کو شراب کے دریا میں ڈال۔ بوڑھے اور جوان کی جان میں جوش و خروش پیدا کر دے
شط۔ رو۔ کنارہ دریا۔ نہر۔ کشتی۔ علاوہ معنی معرود۔ ایک قسم کا شراب کا پیالہ
(۲) ترجمہ۔ اساقی جو شراب کی کشتی میں ڈال دے۔ مثل مشہور ہے کہ نیکی کر اور دریا میں ڈال۔
بے شک مثل مشہور ہے کہ نیکی کر اور دریا میں ڈال مگر اسکا مطلب یہ ہے کہ نیکی کو لاکھ بھول جا یا بغیر توقع مزد نیکی کر
لیکن خواہ صاحب اس سے عجب بیٹھے لیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ تو نیکی کر کہ مجھے شراب کے دریا میں ڈال دے
(۳) ترجمہ۔ میں غلطی سے سیکدہ کے دروازہ سے بچ گیا ہوں۔ مجھے پہرہ بانی کر کے صبح رستہ میں ڈال۔
یعنی پہرہ شراب نہ کا رستہ بنا میری غلطی تھی۔ کہ میں نے اس رستہ سے روگردانی کی۔
(۴) ترجمہ۔ اس پہول کو رنگ لٹے اور رشک کی خوشبو ملا شراب سے ایک پیالہ لا۔ اور گلاب کے دل میں رشک و حسد کی
آگ لگا دے۔

یعنی گلاب بھی شراب کے رنگ و بو پر حسد کرے۔

(۵) ترجمہ۔ اگر چست اور خراب ہوں تو یہی مہربانی کر اور اس خراب گزشتہ دل پر ایک نظر ڈال۔

(۶) ترجمہ۔ آدمی رات کے وقت اگر تجو آفتاب چاہے تو شراب گلزنک کے چہرہ سے پردہ اٹھا۔

دختر گلچهرہ ز بیخ سرخ شراب

یعنی شراب بیخ آدمی رات کے وقت بھی سورج کی طرح چمکتی ہے۔

(۷) ترجمہ - ایسا نہ ہونے دیکھ کر نے پر مجھ خاک کو سپرد کریں۔ مجھ شرابی نہ میں لیا اور شراب کے مشک میں ڈال دے
 بیٹے بچا دفن کرنے کے مجھے خم شراب میں غرق کر دو۔
 (۸) ترجمہ - اگر حافظ کا دل بال برابر ہی تہہ بہ تہہ سرکشی کرے۔ تو اسکو اپنی زلختے خم میں گزند کر کوچھ دنا ب میں ڈال۔
 تو اور زلفت کی رعایت ہے۔

غزل (۹)

۱	وز فلک خویشم کہ جوید باز	۱	حال خونین دلاں کہ گوید باز
۲	سر حکمت با کہ گوید باز	۲	جز فلاطون خم نشین شراب
۳	بس مست اگر بوید باز	۳	نمش از چشمے پرستان باد
۴	زین جہانخ بخوں بشوید باز	۴	ہر کہ چون لالہ کاسہ گرداں شد
۵	بشس موے تا نمود باز	۵	بسکہ در پردہ چنگ گفت سخن
۶	سرخس لالگوں بہوید باز	۶	بکشاید دلم چو غنچہ اگر

گر دیت الحرام خم حفظ

اگر تو اندب بہوید باز

(۱) ترجمہ - خونینوں کا حال کون بیان کرے۔ آسمان جو جمشید کے خون کا کون بدل لے
 مطلب یہ کہ زمانہ ذمہ دلوں کا خون کیا ہو کون انکے قصہ بیان کرے اور جمشید جیو ہزاروں کا آسمان خون
 ہے۔ کون انتقام لے جمشید جام اور جلیس کے لئے مشہور تھا۔
 (۲) ترجمہ - شراب کے خم نشین افلاطون کے سوا حکمت کے راز ہم کو کون بتائے۔
 افلاطون - ایک مشہور یونانی فلاسوف جو سقراط کا شاگرد اور اسطو کا استاد تھا۔ حکماؤں میں سب سے زیادہ
 مشہور گذرا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس زمین کا اندر نیلے دفن کی ہوئے تو جن میں بیٹھکا اسرار در موزہ خالق و معرفت
 معلوم کرتا تھا اعدا شاگردوں کو تسلیم دیتا تھا۔

یہاں خواجہ صاحب نے شراب کو افلاطون غم نشین کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صرف شراب ہی اسرارِ حکمت بیان کر سکتی ہے۔ اسی ضمنوں کے لئے دیکھو شعر تیسرا۔

(۳) ترجمہ۔ نرس مست اگر پہر پیدا ہو تو اسے بے پرستوں کی آنکھ سے شرم کرنی چاہئے۔

مطلب یہ ہے کہ بے پرستوں کی ست آنکھوں کی موجودگی میں نرس مست کو ظاہر نہیں ہونا چاہیے۔
(۴) ترجمہ۔ جو شخص لالہ کی طرح کارگرداں ہوا۔ وہ اس ظلم کی وجہ سے سوں سے منہ دوہونگا۔

گل لالہ مشکل پایا۔ ہوتا ہی اور سرخ رنگ کا ہوتا ہی۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ گل لالہ کی طرح جو شخص کارگرداں ہوگا۔
یعنی سائل بنے گا وہ غم و غصہ میں مبتلا ہوگا۔

(۵) ترجمہ۔ چونکہ چنگ پر وہ میں بہت سی باتیں کہی ہیں۔ اسکے بال کاٹ دو۔ تاکہ پہر نہ بولے۔
موئید۔ از صمد رموئید۔ رونامردہ پر رونام۔ نوحہ کرنا۔ آواز۔ لحن۔

مطلب یہ ہے کہ چونکہ چنگ پر وہ کی باتیں کی ہیں اسلئے اس کی تار کاٹ دو تاکہ پہر نہ بول سکے۔
پردہ یعنی پردہ ساز و معنے معروف۔

(۶) ترجمہ۔ اگر لالہ گوں (سرخ) سانگو کی خوشبو ائے تو میرادل پیچھے کی طرح شگفتہ ہو جاتا ہے۔

یعنی جس طرح پیچھے باو صبا سے شگفتہ ہوتا ہے۔ میرادل ہی شرابِ سرخ کی خوشبو سے شگفتہ ہو جاتا ہے۔
(۷) ترجمہ۔ تم کے بیت الحرام کے گرد اگر ہو سکا تو حافظ سر کے بل پھر گیا۔

بیت الحرام۔ حرمت کی جگہ۔ عروت و حرمت کا وہ گہر جس میں بعض مباحات سے منع کیا گیا ہے۔ خانہ کعبہ۔
یہاں غم یعنی شراب کے شعلے کو خواجہ صاحب نے بیت الحرام کہا ہے۔ لطف یہ ہے کہ ایک غم سے مینوٹوں کو لئے بستر کعبہ کے ہے اور دوسرا یہ کہ غم میں شراب ہوتی ہے جو حرام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حافظ غم سے کے گرد طواف کر گیا۔
کیونکہ کعبہ کا کعبہ ہی ہے۔

غزل (۱۰)

۱	پیش زانی کہ شد و کا سہ سرخاک انداز	خیز و در کا سہ زر آب طربناک انداز
۲	حالیا خلدہ در کتب بد افلاک انداز	عاقبت منزل ماد و خلیع موشانست
۳	آلقے از جگر جام در افلاک انداز	ملک میں مرزبند دانی کہ شباتی نکند

۴	بسر نیز تو ای سڑکے چون خاک شوم	۴	نازا از سر نہ وسایہ بران خاک انداز
۵	دل مارا کہ ز مار سر زلف تو نجست	۵	از لر خود بشفا خانہ تریاک انداز
۶	خسل در اشک دم کابل طرقت گویند	۶	پاک شواول فرسیدہ بران پاک انداز
۷	یار بکن ہد خود میں کہ بجز عیب ندید	۷	دود آہدیش در آئینہ ادراک انداز
۸	چشم آلودہ نظر از رخ جانان دورست	۸	برخ او نظر از آئینہ پاک انداز

(۴) چوں گل از بخت و جا قیام کن حافظ (۴)

آن قباد رہ ان قیامت چا لاک انداز

(۱) ترجمہ۔ اٹھ اور سونے کے پیالہ میں شراب ڈال۔ پشیمانہ سے کہ سر کا پیالہ خاک میں مل جائے۔

آب طربناک۔ سے مراد شراب ہوتی ہے۔ خاک انداز یعنی دھاک انداختہ شدہ مٹی میں ملا ہوا
(۲) ترجمہ۔ آخر کار ہمارا مقام قبرستان ہے اسوقت تو گنبد افناک میں شور و غلغلہ ڈال دی۔

وادعی خاموشاں۔ یا شہر خاموشاں۔ قبرستان۔

مطلب یہ ہے کہ اب بخت ہے جو کچھ کرنا ہے کرے۔ انجام کار خاموشی ہے۔ اب منہ میں زبان ہے اپنی خوش کلاسی
غلغلہ ڈال دی۔ بخت پر ہاتھ نہیں لگایا۔

عاقبت در شہر خاموشاں دی از عمل معزول اعضا تو سرد حالیادست رسد کاری کین	از خودی بیکازہ و بخود شوی رہے تو چوں حامل معزول زرد غلغلہ انداز و جرجخ کین (مولف)
--	---

یہ شعر خواجہ صاحب کے مشہور تریل شعرا میں ہے۔

(۳) ترجمہ۔ تو جانتا ہے کہ اس کھیتی کو ملک کو ثبات نہیں۔ ساغر کے جگر سے آسمانوں میں آگ لگا دے۔

مطلب یہ ہے کہ دنیا نا پائدار ہے۔ شراب کا پیالہ پی اور سستی عشق میں زمین و آسمان کو پھول جا۔

(۴) ترجمہ۔ سرد تہما اپنی سرسبزی کی قسم ہے کہ جب میں خاک ہو جاؤں ناز کو سرسوا اتارا۔ اس خاک پر سائہ ڈال
یعنی جب میں مر جاؤں تو تہوڑی دیر کے لئے تو غرور چھوڑ کر میری قبر پر آ۔

(۵) ترجمہ۔ سہار دل کو جو تیری زلف کے سانپے کاٹا ہے اپنے لب سے شفا خانہ تریاک میں ڈال۔

ترباک - یا تریاق - زہر مہرہ - زہر کی دوا
مطلب یہ ہے کہ میرے دل کو جسو تیری زلف نے پریشان کر دیا ہے وہ بسل کی ایک لٹ سے اطمینان بخش
(۶) ترجمہ - میں نے آنسوؤں کی غسل کیا کیونکہ اہل طہریت کہتے ہیں کہ پہلو خود پاک ہو اور پیراس پاک کو دیکھو -
لوگ تو بانی کو نہاتے ہیں عاشق آنسوؤں کی غسل کرتے ہیں -
(۷) ترجمہ - خدا وہ خوبین زاہد جو سوا عیب کے اور کچھ نہیں دیکھتا۔ اس کی عقل کو آئینہ پرآہ کا دھواں ڈال
ظاہر ہے کہ سانس راہ آئینہ نہ پکدورت آجاتی ہے مطلب یہ کہ مغرور زاہد جو ہمیشہ عیب کی اور کلمہ سببی
ہی کرتا رہتا ہے خدا کو اس کی عقل کو آئینہ پرآہ کے دہو میں سے کدورت آجاتی - یعنی کسی مظلوم کی بددعا سے اس کو
نعمت ادراک پر پردہ آجاتے -

(۸) ترجمہ - آلودہ نظر کچھ مشفق کو چہرہ سے دور ہوتی ہے - اس کے چہرہ پر پاک آئینہ سے نظر ڈال -
یعنی مشفق کو پاک لنگھوں کو دیکھنا چاہئے - ناپاک آنکھیں اس کا چہرہ کو نہیں دیکھ سکتیں - محبوب عیبی کو مشاہدہ
کے لئے ضروری ہے کہ آئینہ دل ہر قسم کی کدورتوں سے پاک اور صاف ہو اور خیالات ماسوا آلودہ نہ ہو -
(۹) ترجمہ - حافظ پہل کی طرح اس کی خوشبو سے جامہ چاک کر دے اور اس جامہ کو اس چالاک قد کی اہل نظر
حس طرح باوصبا کی نکست سے پہول لگھتے ہوئے ہیں اور اپنا جامہ چاک کرتے ہیں - اور آخر کار پہول کی ٹیکھڑیاں باوصبا
کی راہ میں لگ جاتی ہیں - اسی طرح عاشق کو پہی چاہئے کہ مشفق کی آمد کی خبر میں اپنا جامہ چاک کرے اور اس کی راہ میں فنا
ہو جاے -

غزل (۱۱)

۱	دل پر بودہ لولی و شیت شور انگیز	۱	دیر و عودہ و قتال وضع و رنگ مین
۲	قدای پیر میں چاک ماہر و یاں باد	۲	ہزار جامہ تقوی و خرقہ پیرہ مین
۳	فرشتہ عشق نندانہ کہ جسیت لے ساقی	۳	بیار جام و شرابے بنجاک آدم ریز
۴	غلام آں کلماتم کہ آتش فرورد	۴	نہ آب سرد و زند و سخن بر آتش تیز
۵	فیروزستہ بدرگاہت آدم رحمتے	۵	کہ جز ولای تو ام نیت بیخ دستاویز

بیا کہ ہاتھ پختہ نہ دوشن امن گفت ۶ کہ در مقام ضیا باش از قضا نگر یز
 پیالہ در کفنم بند تا حشر کہ حشر ۷ بی زول بزم ہول روز رستاخیز

میان عشق و معشوق تیج حاصل نیست
 تو خود حجاب غیبی حافظ از میان بریز

(۷)

(۸)

(۱) ترجمہ - میرادل ایک لولی دس جو فتنہ انگیز دروغ وعدہ قتال وضع اور رنگ آمیز ہے لے گیا ہے۔

لولی - تحقیق لغوی کے لئے دیکھو شعر الف ۱۱

شور انگیز - دروغ وعدہ - قتال وضع اور رنگ آمیز صنعتیں ہیں۔ لولی دس موصوف

(۲) ترجمہ - معشوقوں کو پیریزن چاک بر قداموں - ہزار جہاں تقویٰ کے اور ہزار خرقے پر ہیز گاری کے
 مطلب یہ ہے کہ جہاں تقویٰ اور خرقہ پر ہیز سے معشوق کا پیریزن چاک بدرجہا ہتر ہے۔ یعنی زہر خشک و
 عشق بہت افضل ہے۔

(۳) ترجمہ - ساتی فرشتہ نہیں جانتا کہ عشق کیا ہے۔ جیسا کہ آدم کی ہانگ پر شراب گرا۔

ساتی مہینا نہ عشق کو محفل طلب کر کے خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ فرشتوں کو معلوم نہیں کہ عشق کیا چیز ہے۔ یہ
 نعمت انسان کے حصہ میں ہی آتی ہے۔ اس کو شراب صرف آدم کی خاکہ پر ہی گرائی جا ہے۔ پہلے کئی بار لکھا جا چکا
 کہ رابطہ عشق صرف خدا اور انسان کو درمیان ہی ہے خدا اور فرشتوں کے درمیان نہیں عشق کی شراب صرف آدم
 کی مٹی میں ہی ملائی گئی۔ چنانچہ دیکھو شعر د ۱۱ نیز دیکھو شعر الف ۱۱

(۴) ترجمہ - میں ان کلمات کا اعلام ہوں جو آگ جھڑک میں نہ نہ یہ کہ تیز آگ پر باتوں میں سرد پانی ڈالاجا۔

یعنی میں یہ کلام کا پسند کرتا ہوں جس میں آتش عشق تیز تر ہو۔ یہ نہیں کہ آتش عشق پڑھنا پانی ڈالے۔ مطلب یہ ہے کہ
 میں شقانہ کلام کا شائق ہوں فلسفیانہ سخنیں لکھنے کا کرتی ہیں۔

(۵) ترجمہ - میں تیری دکاہ میں فقیر و جستہ حال آیا ہوں حکم کہ کیونکہ تیری محبت کو اسو امیر کوئی سہارا نہیں
 دستاویز - سند جس پر اپنا مطلب ثابت کریں۔ کوئی چیز جس کا سہارا ہو۔ مکسب زومت - ویز (از
 مصدر او تحقیق)۔

(۶) ترجمہ - اگر شرافت نہ کہ اتنا مال مجھ کو کہا کہ رضا کا مقام میں رہ اور قضا سے نہ بھاگ۔

۱	کہ مراد ہیں ان ماہ تمام ست امروز	گو عروس سکی رخ نمای از مشرق
۲	ہیں کہ گنج خرابات مقام ست امروز	زاہدی را کہ نبودی چو صومع جاتی
۳	اکار او چون ز بہار ان نظام ست امروز	صبحی رم بیل مست از چہیبے مالہ
۴	اگانکہ باشا بومی نیست کہ ام ست امروز	مختب بیدہ گو بندہ زندان را

گوبونہ خلاق کہ ہی حقیقت را

(۶)

(۶)

چشم بر روی نگار و لب بامت امروز

یہ غزل کتر پرانے قلمی دیوانوں میں نہیں ہے لیکن ہی الحاقی ہو۔ واللہ اعلم۔

(۱) ترجمہ۔ آج عیش و طرب کا دن ہے اور ماہ رمضان ہے۔ آج دل کی مراد حاصل اور زمانہ حسب مراد ہے۔

عیش و طرب اور رمضان کے لہو دیکھو شعرت ہے۔ دہک ش ہے۔

(۲) ترجمہ۔ عروس فلک کو کہو آج مشرقی چہرہ نہ دکھائی۔ کیونکہ آج میں اس ماہ تمام کو دکھانا ہے۔

عروس فلک۔ آفتاب۔ ماہ تمام پورا چاند۔ چودھویں کا چاند۔ مراد معشوق۔ مطلب یہ ہے کہ مشرقی کوسا منے آفتاب کی روشنی کی ہی کو حقیقت نہیں۔

(۳) ترجمہ۔ زاہد بگنزدیک عبادت گاہوں کے برابر اور کوئی جگہ ہی نہ تھی۔ دیکھو کہ آج اسکا مقام گنج خرابات ہے۔

(۴) ترجمہ۔ صبح کو وقت مست بیل کس روتی ہے۔ جبکہ اسکا کام بہار کی وجہ سے درست ہو گیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ موسم بہار ہے اور باغ میں پھول کھفتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ آج کل بھی بیل روتی ہے اس حال کا جواب خواجہ صاحب بیل کی زبانی پہلے دسے چکے ہیں۔ چنانچہ دیکھو شعرت ہے۔

(۵) ترجمہ۔ مختب کو کہو کہ زندوں کو بہرہ دیندو نصیحت نہ کرے۔ کیونکہ آج ایسا کون آدمی ہے جسکا پاس معشوق اور شراب ہو۔

یعنی موسم بہار ہے۔ آج کل تمام لوگ عیش و معشوق و شغل میں ہیں۔ مختب رند و کُن شاہ بازی و زنجوار کی کیوں منع کرتا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ لوگ بے شک کین آج حافظ کی آنکھ معشوق کے چہرہ پر اور اسکو لب پر ہے۔

یعنی لوگوں کو کہو کہ وہ بیشک ایسا کہیں۔ چھوڑو کسی طعنوں کی پرواہ نہیں۔

غزل ۱۳

۱	زلعین سیدم خم نخم اندر زردہ باز	وقت من شوریدہ ہم بر زدہ باز
۲	زان روی کو چشم بدان دور کہ امروز	بروندہ طعنے و بر خوردہ باز
۳	بر ساغر چشم زدہ تنگ و بسکن	با توجہ تو ان گفت کہ ساغر زدہ باز
۴	ماز وود دل خستہ ام ای دوست چغزکن	کاش تین نختہ دل بر زدہ باز
۵	من سر چو تلم بر سرود ای تو دارم	با آنکہ من سر زدہ را سر زدہ باز
۶	نقد سرہ قلب کہ پالودہ ام از چشم	بر سکہ رویم ہمہ بر زدہ باز
۷	از خالیہ بر بسم زدہ خوش شکر وقت	امروز ہمہ بر گل و شکر زدہ باز

شہباز نعمت است کہ تو دل حافظ

(۷)

(۸)

ہشدار کہ بر صید کہ تو زردہ باز

یہ غزل بھی بعض پرانے فلمی دیوانوں میں نہیں ہے۔ غالباً الحاقی ہے۔

(۱) ترجمہ۔ تو نے پہراپی دو سیاہ زلفوں کو پتھج دیکھتے کیا ہی اور چہ شوریدہ دل کہ وقت کو پہر پریشان کیا ہے
یعنی اپنی زلفوں کو پتھج و تاجت میرے دل کو پریشان کیا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ ساغر بصورت چہرہ سی بڈل کی آنکھ دور ہو دیا چشم بد دور کہ آج تو زچاند پلختہ مارا ہی اور
پہر خورشید پر بھی طعنے دئی کی ہے۔

یعنی تیرے چہرہ کی روشنی چاند اور سورج کی روشنی کو مات کرتی ہے۔ چشم بد وہا

(۳) ترجمہ۔ تو نے میری پیش کے پیالہ پر پتھر مارا ہی لیکن تہجو کیا کہہ سکتا ہوں۔ کہ تو نے شراب پی ہے۔

یعنی تو نے جیسے ساغر عیش کو توڑ دیا ہی لیکن تو نے یہ کام مستی میں کیا ہی۔ تجھے کچھ کہہ نہیں سکتی۔

(۴) ترجمہ۔ دوست میر خستہ دل کہ وہوئیں (آہ) سے پر ہیز کر۔ کیونکہ مجھ دل، جلو کو تو نے پہراگ لگا دی۔

مطلب یہ ہے کہ پہرے دل کو تو نے جلا دیا۔ اس آگ کے دہوئیں یعنی میری آنہوں سو ڈر۔

بستر زانو غلطان کہ منہ گام دکھا کر دن
اجابت از در حق پہر استقبال سے آید (مصدقی)

(۵) ترجمہ۔ بیش فک کی طرح تیرے سودا پر سر رکھا ہوا ہے۔ باوجودیکہ تو نے مجھہ بخیر کا سر کاٹ دیا۔
سودا۔ عشق۔ دیوانگی۔ جسم انسان کی چار غلظتوں میں سے ایک کا نام ہے۔ جب کارنگ سیاہ ہوتا ہے۔
سیاہ رنگ عورت کو بھی کہتے ہیں۔ سر زدہ۔ بے خبر۔ سر زدہ۔ از مصدر سر زدن۔ گردن مارنا
سر کاٹ کر صلیبہ کرنا۔

ظاہر ہے کہ فک کا سر ہمیشہ کاٹا جاتا ہے لیکن باوجود اذوہ کا تہ کی بات میں ہر گز ہوتا ہے اور ہمیشہ سیاہ چہرہ
پر ہر یکے رہتا ہے۔ اسی طرح عاشق کا سر بھی اگرچہ معشوق کاٹتا ہے لیکن عاشق پھر بھی اس کے عشق سے باز نہیں آتا
اور سر جھکائے رہتا ہے لفظ سودا (دو جہر سیاہی) اور فک کی رعایت ظاہر۔

(۶) ترجمہ۔ دل کا کھرا نقد جس میں آنکھوں سے صاف کیا ہے۔ میر چہرہ کو سکھ پر تو نے اسی پہر سونے پر مارا ہے
مطلب یہ ہے کہ میں نے رور و کر اپنے دل کے نقد کو صاف کر دیا ہے یعنی آنکھوں کی پانی سے اسے دھو کر ہا ہوں
نتیجہ یہ ہوا ہے کہ میر چہرہ سونے کی طرح زرد ہو گیا ہے حال کلام یہ ہے کہ خون ل رور و کر اب نقد دل تو باقی نہیں رہا
البتہ اسکی سچا چہرہ سنہری ہو گیا ہے یعنی زرد ہو گیا ہے۔

(۷) ترجمہ۔ تو نے غالیہ کی شکر اور نقد کو خوب برہم کیا ہے۔ آج تو توئی گل اور شکر پر چل گیا ہے۔
غالیہ۔ شہزادہ خوشبو کی شکر۔ عزیز۔ کافور وغیرہ سے مرکب ہے۔
مطلب یہ ہے کہ تیرا غالیہ گل و شکر سے بڑھ کر ہے۔ اسکی سانسے گل و شکر کچھ چیز نہیں۔

(۸) ترجمہ۔ تیرے عشق کو شہباز نے کئی حافظ کا دل کبوتر ہے۔ ہمشیا رہہ کہ تو نے کبوتر کے نرکار پر باز چھوڑا
مطلب یہ ہے کہ تیرا عشق باز ہے اور حافظ کا دل کبوتر۔ ڈر ہے کہ یہ کبوتر اس باز سے جانبر نہ ہو سکیگا۔ اس
تھے چاہئے کہ اس کبوتر کی جان کا خیال رکھے۔

غزل ۱۱

درا کہ درد دل خستہ تو اں در آید باز
بیا کہ درد دل مردہ رواں در آید باز
بیا کہ فرقت تو چشم من چنان برست
کہ فتح باب صالت مگر کشاید باز

۳	بخیال جمالتے نماید باز	بیشتر آسندل ہر آنچه میدارم
۴	زخیل شادی روم رخت زواید باز	عمی کہ چوں سینگ ملک لگت
۵	کہ مرد راه نیندیش دار چه نماید باز	ز خوف بادیدل بدکن بنبد احرام
۶	ستاره می شمرم تا کہ شب چه زاید باز	بدان مثل کہ شب استن است دور آتو

بیا کہ لبیل مطبوع خاطر حافظ

(۷)

(۷)

بیوی گلشن وصل توئی سرا مید باز

(۱) ترجمہ۔ آ کہ میر خستہ دل میں پہ طاقت آ جاؤ۔ آ کہ میر سے مردہ دل میں پہ جان پڑ جائے۔
 (۲) ترجمہ۔ آ کہ تیری ذرا ذرا میری آنکھیں سطح بند کی ہیں کہ تیرے گل کو دروازی کے کھنٹے پر ہی شانہ کھلیں
 یعنی میری آنکھیں بند ہو گئی ہیں۔ اب صرف تیرے آنے پر ہی کھل سکتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ صرف تیرے دیدار
 سے ہی ایک آنکھیں روشن ہو سکتی ہیں۔
 (۳) ترجمہ۔ دل کو آئینہ کو سامنے جو کچھ میں رکھتا ہوں۔ تیرے جمال کے خیال کو سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔
 مطلب یہ ہے کہ ذرات عالم میں تیری ہی ذات اور صفات کا پرتو دکھاتا ہوں۔ کوئی چہرہ۔ ایسی نہیں۔
 جس میں تیری جمال کا نقشہ نہ ہو۔

انہاں در کج غیب از دیدہ ابصارا | نیست جز تو کس عیاں در کوچه بازارا |

(۴) ترجمہ وہم جس نے زنگی لشکر طیرح ملک ل پر قبضہ کر لیا ہے۔ تیرے چہرہ کے روم کی خوشی کا لشکر ہے جو
 تباہ ہو سکتا ہے۔

زنگ۔ زنگبار۔ براعظم افریقہ کا ایک مشہور ملک۔ زوائد۔ از مصدر زوایدن۔ زرد و دن۔
 زوودوں صاف کرنا۔ زنگ در کرنا۔ صیقل کرنا۔

غم چہرہ کو لشکر زنگ کو تشبیہ ہے۔ دیدار کی خوشی کو روم کا لشکر کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو طیرح لشکر زنگ کو
 روم کی فوج شکست دینے لگی ہے اسی طرح غم چہرہ کو دیدار کی خوشی ہی دور کر سکتی ہے۔ زنگ اور زوائد کی معنی
 ظاہر۔ روم کے لوگ چونکہ سرخ و سفید ہوتے ہیں اس لئے معشوق کے چہرہ کو روم کہا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ بیا باک خوف، بدل نہ ہو احرام باندھ کہو کہ مرد راہ نہیں ڈرتا اگر چہ وہ واپس آئے۔

احرام مقررہ مقاموں زیارت کعبہ سے پہلے کیوں نہیں ہلال و صبح چیزوں کا اپنا اور حرام ٹھکانا
حرم میں جانا تصدیفیت۔ احرام بستن۔ حج سے پہلے مقررہ رسوم اسلامی کا ادا کرنا۔ تصدیفیت کرنا
مطلب یہ ہے کہ مسافر کو دلیر ہونا چاہیے۔ اور راہ کی مشکلات سے بدول نہیں ہونا چاہیے۔ خواہ سہ
ایسا دشوار گذار ہو کہ وہاں کو وہ اپنی کی ہی امید نہ ہو لیکن مرد راہ اس بات سے سرگرم نہیں ڈرتا۔

مطلب میں تری گل گوی جو نہ بھیجے دیر پائے پر خطر سے لگے وہ کوہ دکھ بند کر کہ نہ وارو یکجا نہ پارو یکجا۔
حاصل کلام یہ ہے کہ اگر حج اور زیارت کعبہ کا شوق ہو۔ تو بیاہن حجاز کی مشکلات سے نہ ڈرو و کرمہت باندہ ہوا
بڑھے چلو۔ دیکھو شعر مشاہدہ ذوق عمل اور ایشاء کی تعلیم ہے۔

(۷) ترجمہ۔ اس مثل کو طالبین کہ رات حاملہ سے خدا ہی تجہ سے دور رکھو۔ میں رات بہرے ستار گنگنا رہتا ہوں کہ
رات کیا جنتی ہے۔

دور از تو جماد عایدہ مسترخصہ ہے۔ اسی چوڑ کر شعر کا مطلب یہ ہے کہ مثل مشہور ہے کہ رات واقعات اور حادثات
کی حاملہ یعنی رات سے حوادث پیدا ہوتے ہیں اس لیے تمام رات ستار گنگنا رہتا ہوں یعنی جاگتا رہتا ہوں یا
علم نجوم کے ذریعہ معلوم کرتا رہتا ہوں کہ رات کیسے واقعات پیدا کرتی ہے۔ اور کل کیا پیش آتا ہے۔
ستارہ شمردن یعنی رات بہرے ستار گنگنا رہنا محاورہ ہے۔ رات کے حاملہ حوادث ہونے کا متعلق مولانا جامی
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

شب آہستن بود آندم کہ آید چو آرد از شمیم بچہ بیرون از ان مادر کہ بر خوردار باشد	بر آہشتاں اندوہ ز آمد بجائے شیراز دل ہا مکدخون کزینساں بچہ اش خونخوار باشد
--	--

(۸) ترجمہ۔ اے حافظ کے فکر کی پسندیدہ دلیل تیرے وصل کے باغ کی خوشبہ سے
پہر نغمہ سرائی کرے (یا کرتی ہے)

خواجہ صاحب نے اپنی طبیعت کو دلیل خوش گنگنا کہا ہے۔

در حیف اس

غزل (۱)

۱	بو زنہ بن خاکاں وادی کوئیں کونفیس	۱	ای صبا گر بگذری بر سائل و دواں
۲	بر صدای سار بان مینی و آہنگ جس	۲	منزل سلی کہ بادش ہر دم از ماصیلام
۳	کز فراق حوتم امی ہر بان فریاد رس	۳	محل جانان ہیوس نگہ بزاری عرضہ دار
۴	شیران آشنا یہاںست با میریس	۴	عشرت میگن مینوش کا ندر آہ عشق
۵	اگرچہ پیشیاں اندازند اختیار خود جس	۵	دل غربت سے پیار دجاں چشم مست یار
۶	اگوشاے خوردم از جہاں کہ انیم بند بس	۶	منکہ قول ناصحان را خواندمی با ننگ باب
۷	وز تخریب دست بر سر منیزند مسکین مکنس	۷	طوطیان شکرستان کامرانی می کشند
۸	از آنکہ گوئی عشق نتوان زد بچوگان ہوس	۸	عشق بازی کار بازی نیست ای دل سوزند

نام حافظ گر بر آید بر زبان کلام دو

(۹)

از جناب حضرت شام بہت این ملتس

(۹)

(۹) ترجمہ۔ صبا گر تو نہر اس کے کنارے سے گزرے تو اس وادی کی خاک کو بوسہ دے اور اپنی نفس دسٹس کو خوشبو دار کر۔

از مکنس۔ یعنی مکنس۔ (۱) ایک شہر کا نام (۲) ایک نہر کا نام جو آذربایجان کے کنارہ پر ہے۔ (۳) اذربائیجان ایران کی شمال مغربی حد میں ایک مشہور علاقہ کا نام ہے۔ جس کا در الخلف تتریز ہے)

خواجہ صاحب اکثر اپنے کلام میں سلطان احمد بن اویس دالی بغداد کو جو ان کا قدردان تھا یاد

کرتے ہیں۔ ممکن ہے اس غزال میں اسی کی طرف اشارہ ہو اور یہ غزال شی کو لکھو بھیجی ہو۔ دیکھو لسان الغیب جلد اول
صفحہ ۲۱-۲۲ سو انجمری

(۲۱) ترجمہ یہ سلی جس پر چاروں طرف سے ہزم سوسلام ہوں اسکی منزل کو صد آسار بان اور آواز جین (جب) تو دیکھو۔
(۳) ترجمہ یہ پہا مشوق کو محل کو برون اور پیر زاری عرض کر کہ اسی بہر بیان میں تیرے فراق محل گیا ہوں میری
فریاد سن۔

یہ دو نونقر قطعہ نیندیں۔ سلی - عرب کی ایک مشوق کا نام۔ اب ہر ایک مشوق کا واسطے ہوتے ہیں۔

دو نونقر کا مطلب یہ ہے کہ جب تو بانگ جہول اور آسار بان سن کر میرے مشوق کی منزل پر پہنچے۔ پہلے
اس محل کو جس میں مشوق ہو پورے اور پھر عرض کر کہ میں تیری تحریر میں گیا ہوں۔ میری فریاد سن

(۴) ترجمہ۔ رات کو وقت حضرت کو اور شراب پی کیونکہ رات و عشق میں شہرہ لوگوں کو تو ال و آشنائی ہوتی ہے۔

شبگیر (۱) رات - سحر گاہ (۲) رات کو سفر کرنا (۳) ایک پرنہ جو حرکت کے وقت ممکن آواز کرتا ہے۔ (۴) اہل اللہ

آوی جاؤ شرب عبادت کیلئے شہرہ۔ وہ چور جرات کے وقت چوری کرنے جاتے۔ (۵) اہل اللہ

لوگ جو رات کو عبادت کرتے ہیں عیس تقیین۔ وہ شخص جو رات کو وقت شہر کی محافظت کرنے کے لئے پرتا

رہے۔ جس جمع حاس کی ہے شہرہ شب۔ چونکہ اس کا استعمال فارسی میں یہ لفظ معنی مفرو استعمال ہوتا ہے۔

میر۔ سچو کیداروں کا امیر یعنی کو تو ال۔ ہمیشہ شبگیر بھی کہتے ہیں۔

شہر کا مطلب ظاہری ہے کہ رات کو شراب پی اور حضرت کو اور کو تو ال نہ ڈر کیونکہ کو تو ال ہمیشہ چور نکاد دست

ہوتا ہے حقیقی معنی یہ کہ شب بیدار ہو اور رات کو عبادت کر کیونکہ خدا شب بیدار رہتا ہے اور وہی ہوتی رہتا ہے۔

شہرہ اور عیس کی رعایت ظاہر۔

(۵) ترجمہ یہ رادل خوشی ہو جان کو مشوق کی مست آنکھ کے حوالے کرتا ہے اگرچہ شبیار لوگ اپنا اختیار کسی کو نہیں دیتے۔

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ نام اختیار دوسرے کو دے دیا ہو شیار اور دانائی نہیں لیکن یہ رادل رضا و رغبت سے جانک

مشوق کی چشم مست کے حوالے کرتا ہے۔

(۶) ترجمہ میں تو داخل کی بات کو رباب کی آواز جانتا تھا لیکن میرے امیر کان رڈ کی زبان کے یہ نصیحت کافی ہے

مطلب یہ ہے کہ میں خود داخل کی بات کو رباب کی آواز سمجھتا تھا لیکن میری نصیحت سے متنبہ کرتے تھے تو ان کی بات

کو بیوقوف اور لغو جانتا تھا لیکن میرے امیر نصیحت دی جو کہ اسکاں ہو گئی ہیں۔ بلکہ رگوئی کی رعایت ظاہر

(۷) ترجمہ۔ طبعی شکرستان میں کامیابی کو منسے اڑا رہی ہیں۔ اور سکین بھی حصر سے سر پر تھماتی ہے۔ کس کو دیکھو تو اکثر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سر پر تہہ مارتی ہے۔ گویا انوس کرتی ہے مطلب یہ کہ قریب عیش و عشرت کر رہے ہیں اور میں بھر میں کون انوس مل رہا ہوں۔

(۸) ترجمہ۔ اول مشق بازی کیل نہیں ہو۔ سر ہار دے۔ کیونکہ مشق کی گیند کو ہوس گینے سے نہیں ہارتے۔

جانب سامعہ عشق کی جو پار اترتے ہیں | اگر جاتی ہیں پہاڑ سے چھو پاؤں ہر تڑپیں |

(۹) ترجمہ۔ اگر مشق کے قلم کی زبان پر حافظ کا نام آجائے۔ تو حضرت شاہ کی درگاہ کو میری ہی التماس ہو اور میں غمگین۔ بیخ میم ثانی۔ التماس۔ عرض۔ خواہش مطلب یہ کہ میری آرزو میں بھی ہو کہ وہ میری طرف ایک خط لکھ دے۔

غزل (۲)

۱	جاناں ترا کہ گفت کہ احوال مپرس	بیگانہ گرد و قصہ بیخ آشنایا مپرس
۲	ز آسنا کہ لطف شامل خلق کریم ترست	جرم کہ شستہ عضو کن ماجرا مپرس
۲	خواہی کہ شونت شود احوال سوز عشق	از شمع مپرس قصہ ز باد سبب مپرس
۴	بیخ آگہی ز عالم درویشیش نبود	آنکس کہ با تو گفت کہ درویش را مپرس
۵	از دلق پوش صومعه نقد طرب مجوسے	یعنی ز منڈیاں سخن کیمیا مپرس
۶	در وقت طربین سر و باغ عشق نیت	انہی ل بدروخون و نام دوا مپرس
۷	مست حقوق خدمت انصاف و بندگی	از لوح سینہ محو کن و نام ما مپرس
۸	ماقصہ سکندر و دارا نخواہد ایم	از ما بجز حکایت ہر دو فنا مپرس

حافظ رسیدہ سوم گل معرفت خواں

(۹)

در باب نقد عمر و زون چرا مپرس

(۹)

(۱۰) ترجمہ۔ جان من بچو کس کہ دیکھو کہ ہمارا حال نہ پوچھو۔ جگہ نہ ہو جا۔ اور کسی آشنا کی بات نہ پوچھو۔

(۲) ترجمہ - چونکہ تیر لطف شامل در خلق کریم ہے۔ گذشتہ جرموں کو معاف کر دی اور ما جرانہ پوچھ۔

لطف شامل - لطف عام ہر کسی کے شامل حال ہو۔ خلق کریم - کرم کی عادت
بعض قلمی دیوانوں میں جرم گذشتہ کی بجائے جرم بخود "ہو یعنی ہمارے جرم کرنے سے پہلے ہی ہمارا جرم معاف
کر دے۔

(۳) ترجمہ - اگر تو چاہتا ہے کہ سوز عشق کا حال تجھ پر ظاہر ہو جا۔ تو شیخ کو یہ بات پوچھ: باوصبا سوز نہ پوچھ۔
مطلب یہ ہے کہ شیخ عاشق صادق ہو سرتا یا جمل جاتی ہے لیکن استقلال کو ہاتھ سے نہیں دیتی۔ بے صبرگی
بے قراری کا اظہار نہیں کرتی۔ عکس کو باوصبا ہر جانی ہو عشق کو مصائب و نا آشنا ہی اور مزید پران شیخ کے پاس سے
ہو کر گذرے تو اس کو بھی سمجھا دیتی ہے اس کو اگر تو سوز عشق کو حال ہی گاہی حال کرنا چاہتا ہے تو شیخ سے جا کر حال کر
وہ اس سوز سے آشنا ہے۔ باوصبا اس سوز سے بیگانہ ہے۔

(۴) ترجمہ - اس شخص کو عالم درویشی کی بالکل اتنی نہیں تھی۔ جس نے تجھے کہا کہ درویش کا حال نہ پوچھ۔
(۵) ترجمہ - عبادت گاہ کے خزانہ پوش (زادہ) سے نقد عیش نہ ڈھونڈو۔ یعنی مفلس کی کیا باتیں نہ پوچھ۔
مطلب یہ ہے کہ مفلس کو علم کیا نہیں جانتی (در نہ مفلس کیوں کہتی) اس کو ان کی کیا باتیں نہیں پوچھنی چاہئیں۔
اسی طرح زائدوں سے عیش و طرب کی طلب نہ کرے خود اس نعمت سے محروم ہیں کبھی کیا دیکھو۔ حال کلام یہ ہے کہ زائد ان شخص
اسرار و صفات و معارف و نا آشنا ہوتی ہیں۔ یہ باتیں کسی عارف سے پوچھ۔

(۶) ترجمہ - طبیعتِ دل کی کتاب میں عشق کا باب ہی نہیں۔ آدلی درد کا عادی ہو جا اور وہ کا نام نہ پوچھ۔
مطلب یہ ہے کہ طبیعتِ دل درویش کی دو نہیں جانتا۔ اس کو دو کا نام نہ لے اور درد بڑاشت کرنے کی عادت
ڈال عقل و عشق کے لئے دیکھو تبت دینک دالہ اسر لیل ۴

عاشقی پیدا است از زاری دل	نیت بیماری جو بیماری دل
علت عاشق ز علت اجداست	عشق اصطراب اسرا و جد است
عقل در جرحش چونہ در گل نعت	شرح عشق و عاشقی ہم عشق گفت (مہلانا نام)

(۷) ترجمہ - حقوقِ خدمت۔ اخصاص اور بندگی کو لایعنی سینی و منادی اور ہمارا نام نہ پوچھ۔
یعنی ہمارے اخصاص۔ بندگی اور حق خدمت کو بھول جا اور ہمارا نام بھی نہ پوچھ۔ اگر یہ شعر مطلع کو ساتھ ہوتا تو
اس کو ساتھ قطع بند ہوتا۔ تو زیادہ موزون تھا۔

(۸) ترجمہ ہم نے سکندر اور دارا کا قصہ نہیں پڑھا۔ ہم ہی ہمز و فاکلی حکایت کو نیا اور کچھ نہ پوچھ۔

یعنی ہم عشق کے قصہ جانتے ہیں۔ بادشاہوں کے قصے ہیں یا نہیں۔

(۹) ترجمہ۔ اے حافظ بہار کا موسم آگیا ہے معرفت کی باتیں چھوڑ۔ نقدیہ کو حاصل کر اور چوں و چہا نہ پوچھ۔

معرفت مخواں۔ یعنی معرفت کے قصہ بیان نہ کر۔ حال کلام یہ ہے کہ موسم بہار ہر زندگی کا لطف حاصل کر
ان معرفت کی باتوں کو چھوڑ۔ چوں و چہا سے کیا فائدہ۔ وہی مضمون ہے جو شعرت شہد ہیں ہی۔

غزل (۳)

۱	کہ چنان و شدہ ام بمیرہ سالماں کہ میرس	۱	دارم از زلف سیامت گای چندان کہ میرس
۲	کہینام خم ازین کردہ پیشیاں کہ میرس	۲	کس نامیزد فارتک لک دین گستا
۳	ز جستی می ششم از مردم نادان کہ میرس	۳	بہر یک حقہ کہ آزار کشش دینی نیت
۴	فرتنہ میکند آن ز کس فتان کہ میرس	۴	گوشہ گیری می سلامت ہوسم بود لے
۵	دلخ دیں می برد از دست بسان کہ میرس	۵	ز ایداز ما بسلامت بگذر کاں می معل
۶	اکفتاں می کشند خرم چو گاں کہ میرس	۶	گفتیم از گوی فلک صورت حالی پرسم

گفتیم ز زلف بکس کہ گستا دگنی گفتا

(۴)

(۵)

حافظا قصہ درازت بقراں کہ میرس

(۱۱) ترجمہ۔ مجھے تیری زلف سیاہی اتنی نکاتیں ہیں کہ کچھ نہ پوچھ۔ کیونکہ میں اس کی اتنا بوسہ سالماں ہو گیا ہوں کہ کچھ نہ پوچھ۔

(۱۲) ترجمہ۔ کوئی شخص زلف کی امید پڑاں دین کو نہ چھوڑے۔ کیونکہ میں یہ کام کر کے اتنا پشیمان ہوا ہوں کہ کچھ نہ پوچھ۔

یعنی میں اس امید پڑاں دین کو چھوڑا یا کہ مشوق مجھے ہی دفا کا لیکن آفریں نعل پریشان ہوا اس کو آئندہ کوئی شخص
مشوق توں کی دفا کی امید پڑاں دین نہ رہے۔ کیونکہ حسین کہی و فادار نہیں ہوتے۔

(۱۳) ترجمہ۔ ایک گہوڑا شراب کو لے کر گئی اس آرا میں پنچا۔ نادان کو توں میں اتنی تلخیں پڑاں کہ تاہوں نہ پوچھ

(۳۶) ترجمہ۔ چوگونہ نشینی اور سلامتی کی آرزو تھی لیکن وہ فتنہ انگیزانگہلو تھے تھے بیا کرتی ہر کہ کچھ نہ پوچھ۔

سلامتی سے مراد دل دین کی سلامتی۔

(۳۷) ترجمہ۔ آزاہ ہمارا پاس سلامتی ہو چلا جائے کہ وہ سرخ شراب الی اور دین کو مہلج ہاتھ سے لیا جاتی ہر کہ کچھ نہ پوچھ۔

یعنی اگر ہماری مجلس شرب میں کچھ دیر بیٹھا تو شرابِ سرخ ہماری طرح تہہ آد دل دین کو بھی سلامت نہیں چھوڑے گی۔ کیونکہ جو شخص لڑائی کو دیکھ لیتا ہے اس پر شہید ہو جاتا ہے۔ اس ہی اگر تجھ کو دل دین کی سلامتی چاہئے۔ تو زندوں کی خبر میں مت آ۔

(۳۸) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ آسمان کی گیند سے زمین رت حال پوچھتا ہوں اس لئے کہا کہ میں آسمان کو اپنے رخ جو گان سے مہلج کھینچتا ہوں کہ کچھ نہ پوچھ۔

دوسرا مصرعہ مقولہ معشوق کو مطلب یہ ہے کہ آسمان ایک گیند ہے جو میرے کی قطع ہے۔ اس کی کیا حقیقت ہے کہ اس صورت حال پوچھتا ہے۔ سب کچھ میرے اختیار میں ہے۔

کوئی معشوقی ہر اس حسن بزمہ نگار میں

چرخ کو کب یلیقہ دستگار میں

(۳۹) ترجمہ۔ میں نے کہا کہ کس گیند کے لئے تو نے زلف کہو لی جو اس جہاں یا کہ او حافظ قرآن کی قسم کہ یہ قصہ بہت لمبا ہے کچھ نہ پوچھ میں نے پوچھا کہ کس کی شامت آئی ہے کہ آپ مہلج زلفیں پریشان کر بیٹھے ہیں۔ جواب دیا کہ یہ قصہ بہت دراز ہے قابل

بیان نہیں۔ دراز اور زلف کی رعایت ظاہر۔ مطلب یہ ہے کہ کس کس کا نام ہوں ہزاروں کے دل اس زلف پختہ کو دیکھ کر پریشان ہو جائیں گے۔ اصطلاح تصوف میں زلف کو عالم کثرت سے تشبیہ ہے۔ اس صورت میں یہ

مطلب ہو گا کہ خدا نے کائنات کو جو عالم کثرت ہے۔ پیدا کر کے ہزاروں لاکھوں عاشقوں کو دلوں کو فریاد کیا اور یہ سلسلے طویل ہو کر معرض بیان نہیں آسکتا۔

زرد سے خود بہر کی کس نداشت

زردت جہاں آئینہ ساخت

بہر کا شانہ صد پروانہ را سوخت (اجامی)

ریخ خود شمع زان آتش بر فروخت

غزل (۴۰)

زہر بھجری چشمیدہ ام کہ میرس

درد عشق شیدہ ام کہ میرس

۲	دلبر کے برگزیدہ ام کہ پیرس	شہ نام در جہاں خواہ کار
۳	می رود آب دیدہ ام کہ پیرس	آن چنان در ہوا می خاک بدش
۴	دینجائی کشیدہ ام کہ پیرس	لے تو در کلبہ نہا نے خویش
۵	سخنائی کشیدہ ام کہ پیرس	من بگوش خود از دہانش دوش
۶	دلبر کے برگزیدہ ام کہ پیرس	سوی من لب چہ یگزی کہ گوس

(۷) **حفظ غریب در رہ عشق** (۷)

بہت نامی ر سیدہ ام کہ پیرس

(۱) ترجمہ۔ میں نے عشق کا وہ درد بڑاشت کیا کہ کچھ نہ پوچھ۔ بچر کی ایسی زہریلگی ہو کہ کچھ نہ پوچھ۔
یہ عشق اور پھر میں وہ تھکے تیر بڑاشت کی ہیں کہ قابل بیان نہیں۔

(۲) ترجمہ۔ تمام جہاں پھر ابوں اور آخر کار ایسا معشوق انتخاب کیا ہو کہ کچھ نہ پوچھ
میںے ایک لائمانی معشوق ڈھونڈ لکا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ اُس کے درد اوزے کی آرزو میں میری آنکھوں اتنا پانی جاتا ہو کہ کچھ نہ پوچھ
میںے دوشوق کی خاک بوسی کی آرزو میں مقدر درد ٹاہوں کہ بیان ہو باہر۔ حال در آب کا مقابلہ اور ہوا کی رعایت نظر آ رہی

(۴) ترجمہ۔ اپنے گوشہ تنہائی میں تیرے بغیر۔ اسقدر تکلیفیں اٹھائی ہیں کہ کچھ نہ پوچھ
(۵) ترجمہ۔ میں نے اپنے کانوں کو کل اسکا منہ سے ایسی باتیں سنی ہیں کہ ناقابل بیان ہیں۔

خدا جانے خواجہ حافظ نے اپنے شرح صدر کی کسی کیفیت کا ذکر کیا ہو یا عہدِ ميثاق کی گفتگو کی طرف اشارہ ہے۔
یہ بھی ممکن ہو کہ سورہ نجم کی آیت ذیل کے مضمون کی طرف اشارہ ہو۔ **فَاَوْحٰی اِلَیْہِ مَا اَوْحٰی**
میںے دیکھا خدا نے اپنی بندے کی طرف جو کچھ وحی کیا۔ طلب یہ ہو کہ جو باتیں خدا تعالیٰ نے حضرت رسول کریم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی معراج کے وقت کہیں وہ بیان نہیں ہو سکتیں۔

(۶) ترجمہ۔ تو میری طرح کیا ہونٹ لاشا ہو کہ نہ بول۔ بیش ایسے لب لعل کاٹے ہیں کہ کچھ نہ پوچھ
قاعدہ ہو کہ جب کوئی آدمی ناگفتنی بات کہتا ہو تو دوسرا آدمی اسوا اشارت سے منع کرنا ہو اور اپنی نچلے ہونٹ
کو دانتوں سے ہوا ہا ہا ہو گیا ایک طرح بھہمتا ہو کہ نہ بند کرو۔ خاموش ہو جاؤ۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نہ بات

سخیریں اور سخی بوسے سے لئے ہیں۔ اور اب انکا ذکر کر رہا ہوں۔ تو ہونٹ کاٹ کاٹ کر چھو گیا نعت کرتا ہے۔ میں ضرور انکا ذکر کرونگا۔

(۷) ترجمہ۔ راہ عشق میں مسافر حافظ کی طرح میں ایسے مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ کچھ نہ پوچھ لینے اعلیٰ مقامات پر پہنچ گیا ہوں۔

غزل

۱	بڑو عالم را بدشمنی ہ کہ مارا دوست پس	۱	خیمبریا مینگیب بغیر از دوست کس
۲	بڑو عالم پیش چشم مانمود می یکدس	۲	یا رکنم کون ناگر میل کردی نیم جو
۳	فی خلط الغم نباشد شمع را خود پیش و پس	۳	بزیری پس شمع و جمعی از پس و پیشت دواں
۴	قدرالذت مگر نسیکونید اندکس	۴	خالست آن گویم شیل از تو می بی چہناں
۵	تا ترا دیدم بحر دم بنزدیدارت موس	۵	خاطرم وقتی ہوس کردی کہ بنیم چہنہا
۶	من چنانم کہ خیالم باز نشناسد بس	۶	مردماں را از سس شب گز خیالی در سرت
۷	بیر لندی این قیباں سبکسارت چوس	۷	کویت از شکم چو دریا گشت و می بر شمس کہ باز

حافظا اینہ بی پایاں شہ لنگ تونیت

(۸)

(۸)

بعد ازین ننشیں گہ گردی بخیزد زیں فرس

(۱) ترجمہ۔ ہمارے دل میں سوکے معشوق کو کچھ نہیں سانا۔ دو نوجوان دشمن کو دو دو کیونکہ ہمیں معشوق کافی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہمارے دل میں سوکے معشوق کی گنجائش نہیں۔ دنیا و عاقبت ہمیں نہیں چاہئے ہمارے دل ہمارا دوست کافی ہے

تسبیح ملک و صفار ضواں را	دوزخ در را و بہشت ترکیاں را
دنیا جم را و تبصر خاقان را	جانان را و جان ماجان را (ابوسعید ابوالخیر)

(۲) ترجمہ۔ ہمارے دل میں معشوق اگر نصف جو کہ برابر ہی ہماری طرف رغبت کرتا۔ تو دو نوجوان ہماری طرف میں سوکے کا دانہ نظر آتے۔

گندم - جو اور عدس کی رعایت ظاہر۔

(۳) ترجمہ - توشیح کی مانند چار ماہی اور لوگ تیرا گنگے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ نہیں نہیں! میں نے غلط کہا ہی شمع کا پس و پیش تو ہوتا ہی نہیں۔

یعنی شمع کی روشنی چاروں طرف ہوتی ہے اس لیے اسکا پس و پیش کوئی نہیں ہوتا۔

(۴) ترجمہ - وہ شخص غافل ہے جو تونار کو لٹکے ہوئے نہ مڑتا ہے۔ شاید کبھی قند کی لذت کو اچھی طرح نہیں جانتی۔

مطلب یہ ہے کہ جو شخص درویشی کو برائت نہ کر کے شوق و باز آتا ہے وہ گویا عاشق کوحسن و شیرینی بناؤں

(۵) ترجمہ - ایک وقت تھا کہ اراوالت پیروں کو کچھ بڑی آرزو کرتا تھا جسے تجویز کیا ہی تیرا دیدار کہ سوا اور کسی چیز کی ہوس نہیں رہی۔

جب پڑی ہو تاکہ کسی روکھاٹ پر	ہیں مہر و ماہ دونوں نظر سے گر کر ہوں۔ (اے میری شاہی)
------------------------------	--

(۶) ترجمہ - لوگوں کو رات کو وقت کو تو ال کا کچھ خیال دہرے ہو گا میرا تو خیال ہے کہ کو تو ال میری خیالات کی تہ تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔

یا یہ کہ مجھ پر مال و مالکیت کی تصویریں امتیاز ہی نہیں کر سکتا۔ پھر مجھے کیا کہنے گا۔

(۷) ترجمہ - تیرا کو چھیری آنسوؤں سے دیا کی طرح ہو گیا ہے اور جو ڈر ہے کہ تیرے سبکداری رقیب کی کی طرح اور پرنہ چڑھ آئیں۔

ظاہر ہے کہ تنگنا غرق نہیں ہوتا۔ پانی کا اوپر تیرا تہا ہے۔ خواجہ صاحب نے تو یہ کہ اگر چہ میں تیری کو چکڑو آنسوؤں سے دیا کی طرح کر دیا لیکن پھر بھی چھوڑے کہ قریب جن خاشاک کی طرح میں غرق نہیں ہونگا بلکہ تیرا اوپر آجائیں گے۔

(۸) ترجمہ - حافظ یہ رستہ تیرے اسپننگ کے پاؤں لائق نہیں۔ آکھنڈ مٹیہ جا کہ یہ گھوڑا ہلاک نہ ہو جائے۔

لاشہ زبون - لاغر - دماغ ضعیف - کمزور خواہ انسان ہو خواہ حیوان - اور اگر شریف صفت گھوڑے اور گدے کی کیفیت ہوتی ہے اور گدے کے معنی میں ہی آتا ہے۔ گرد و بر خاستن از چینیے۔ پالان ہونا تباہ اور برباد ہونا

ہلاک ہونا۔

مطلب یہ ہے کہ یہ رستہ نہایت دشوار گزار اور خطرناک ہے ضعیف اور ننگڑے گھوڑوں کو سٹلے نہیں چکاتا اس رستہ میں قدم نہ رکھو ہلاکت کا ڈر ہے۔ اس راہ سے مراد راجوشقی۔

غزل (۶)

۱	دل از فریق سفر خجبت نینگ اہمت بس	۱	نسیم روضہ شیراز پیکار ہے بس
۲	دگر منزل جاناں سفر کن درویش	۲	کہ سیر معنوی و کنج خانقاہ ہے بس
۳	بصد مصطبہ بنشین ساغری نوش	۳	کہ انس قدر ز جہاں کسب الٰہ ہے بس
۴	زیادتی مطلب کار بر خود آساں کن	۴	کہ شیشہ صاف و بت چو ماہ ہے بس
۵	فلک بردم ناداں دھند زمام مراد	۵	تو اہل دانش و فضل ہمیں گناہ ہے بس
۶	وگر کمیں بکشتاید غمی بہ کشور دل	۶	حریم درگہ پیمناں پناہ ہے بس
۷	ہو امی مسکن مالوت و عہد یا قدیم	۷	زر ہواں سفر کردہ عذر ماہ ہے بس
۸	بہت دگر آن خو کن کہ درد و جہاں	۸	رضای ایزد و انعام پادشاہ ہے بس

یہ سچ و درد گزینیہ حاجت اسی حافظ

(۹)

(۹)

دعای نیم شب و ورد صبح کا ہے بس

(۱) ترجمہ۔ اے لہ از فریق سفر تیرا کیا کجبت کافی ہے اور باغ شیراز کی نیم تیرے لئے کافی پیک راہ ہے
روضہ۔ باغ۔ مرغزار۔ سبزہ زار۔ پیک۔ قاصد۔ بدرتہ

(۲) ترجمہ۔ ۴ درویش منزل مشوق ہے سفر نہ کرے کہو یکہ معنوی سیر اور کنج خانقاہ تیرے لئے کافی ہے
معنوی سیر سے مراد روحانی سیر ہے مطلب یہ ہے کہ سالک کنج خانقاہ میں ہی مجید کر تمام عالم بلکہ ہر عالم کی سیر کر
سکتا ہے۔ لہذا منزل مشوق میں ہی مقیم رہنا چاہئے۔

خیال محرم گریاں و اندام اکوہ و محسرا | چہ ساز و آوازہ و دل کہ ردید و حرم نگرا (بیدل)

(۳) ترجمہ۔ مینا کے صدر پر پٹیٹھا اور شراب کپالی کیونکہ تیرے کو دنیا میں ہی کہ پالک جاہ کافی ہے۔
مضبطہ۔ شرابی۔ قلم میں لکھا ہے کہ مضطہ اور مضطہ ہر طرح درست ہے
مطلب یہ ہے کہ مینا کے صدر پر پٹیٹھا کافی ہر تہہ و شراب پینا کافی دولت ہے۔ زیادہ جاہ و مال کی ضرورت نہیں

(۴) ترجمہ زیادہ زمانگ اپنوں کے کام آسان کر کے کیونکہ شر اَصاف کا شیشہ اور چاند صیبا مشوق تیرے لہو کافی ہے۔
یعنی سے مشوق پر گفتگار اس سے زیادہ ہوسن کر۔ اور اپنے آپ کو مشکلات میں ڈالے۔

سبکسار مردم سبکتر روند	حق نسبت صاحب دلاں بشنوند
------------------------	--------------------------

(۵) ترجمہ آسمان نادان لوگوں کے ہاتھ میں مراد کی بانگ تیار ہے۔ تو دانا اور اہل فضل یہ تیرا ہی گناہ کافی ہے۔
قاعدہ یہ ہے کہ انہا ہمیشہ تنگ حال اور نادان ہمیشہ بامراد ہوتے ہیں۔ اہل کمال ناسازی زمانہ کو شاکہ رستم ہیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ چونکہ آسمان ہمیشہ نادان لوگوں کو بامراد کرتا ہے اس لئے تیری انانی اور فضیلت ہی تیرے لئے موجبِ حرام ہے۔ شریح کے لئے دیکھو شعر در دیلہ دینا ت ایف اور غزل (۱۱۱) ردیف دال۔

اعمال سرور شد متند و ز بیم	عاقلم سر را کشیدہ در گھیم (مولانا دہ)
----------------------------	---------------------------------------

(۶) ترجمہ۔ اگر ملک لہو پر کوئی غم گھات لگاؤ۔ تو یہ بیخیاں کی درگاہ کی حرم تیری لئے کافی پناہ ہے۔
مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی غم تیری دل کو زرد کیا۔ تو یہ بیخیاں کے پاس جا کر شراب پی اور غم کو دور کر۔

(۷) ترجمہ۔ وطن مالوف کی محبت اور یار قدیم کا عہد سدا ہلال مسافر کے پاس تیری خند خواہی کرے کہ ہو کافی ہے۔
یعنی تیرے دوست سفر پر چلے گئے اور تو ان کے ساتھ نہ گیا۔ ان کی شکایت کا تیرے پاس یہ کافی جواب ہے۔
کہ وطن مالوف کی محبت اور یاران قدیم کا حق صحبت دامن گیر ہے۔

(۸) ترجمہ۔ دوسروں کا احسان کا عادی نہ ہو کیونکہ دونو جہانوں میں۔ خدا کی رضا اور بادشاہ کا انعام تیرے لئے کافی ہے۔

(۹) ترجمہ۔ حافظہ تیرا کبھی اور دوردیکھدورت نہیں۔ آدمی رات کی عا اور صبح کا دور تیرے لہو کافی ہے۔
خواجہ صاحب جا بجا اپنی کلام میں شب بیداری سحر خیزی کو فائدہ بیان کرتے ہیں۔ وہ خود شب بیدار تھے۔

غزل

۱	زین چمن سایہ اُن سرور و اں مارا بس	۱	گلفزار می گلستاں جہان را بس
۲	از گرا نیاں جہان رطل گراں مارا بس	۲	من و بمصیبتے اہل ریادورم باد
۳	ماکہ زندیم و گدا دینواں مارا بس	۳	انصر فردوس بپاداش عمل می بخشند

۴	کایں اشارت نہ جہاں گذران مارا بس	بنشین بر لبی و گذر عسبیر
۵	اگر شمارا نہ بس ایں سود و زیان مارا بس	نقد بازار جہاں بنگ و آزار جہاں
۶	دولت صحبت آں منوں جان مارا بس	یار با باست چہ حاجت کہ زیادت طلبیم
۷	کہ سرکوی تو از کون و مکان مارا بس	از در خویش خدا را بہ ہشتم مفرست
۸	دیں تجارت و متاع دو جہاں مارا بس	نیست مارا بجز از وصل تو در سر ہوت

حافظ از مشرب قسمت گاہی انصاف

(۹)

(۹)

طبع چو آب غزلبہای روان مارا بس

(۱) ترجمہ - دنیا کا باغ و ایک گلہزار ہمارے کافی ہو اس چمن میں اس سرور و ان کا ساتھ ہمارے کافی ہو۔
سرور و ان کو مراد مشوقی راست قد

(۲) ترجمہ - میں ارزاں یا کی صحبت ابتدا مجھ پس سو دور رکھو۔ دنیا کی بڑی چیزوں میں یہ میرے شراب کا بڑا پیا کا کافی
(۳) ترجمہ - ہر شے کے محل تو عمل کہ بد سے بے نیاز ہیں ہم زند اور گدہاں ہمارے دیریناں ہی کافی ہو۔

اپنی کم بضاعتی کا اعتراف ہو نہا تو ہیں کہ ہر شے کے محل تو اعمال کو عرض ہو جہاں میں ہمارا پس نقد عمل تو نہیں ہر احد ہم
اس بیخ و شری کو قابل میں ہم گدہاں ہمارے شراب جہاں ہی ہر شے کے محلوں کے برابر ہر مطلب یہ کہ ہم عاشق میں سعادت
ہیں ہیں کہ عبادت پر پہرہ ہو۔

(۴) ترجمہ - نہر کے کنارے پر چھینچا اور عمر کی روانی دیکھو کیونکہ گذر و آجہاں کا یہی اشارہ ہمارے کافی ہو۔
مطلب یہ ہو کہ جس طرح نہر کا پانی بہ رہا ہو اسی طرح عمر بھی گذر رہی ہو۔

(۵) ترجمہ - بازار جہاں نقد اور جہاں کا آزار دیکھو۔ اگر تیرے کو یہ سود و زیان کافی نہیں تو ہمارے تو کافی ہو
مطلب یہ ہو کہ بازار جہاں میں ذرا سو فائدہ اور آرام کے کوئی نہراوں تکلیفیں جراثت کرنی پڑتی ہیں گو یا بیخ
کم ہو اور نقصان زیادہ اگر تیرے کو یہ سود و زیان عبرت آموز نہیں تو ہمارے کو تو یہ کافی عبرت ہو۔

(۶) ترجمہ - یار ہمارا ساتھ دیکھا نہ ہوتے کہ زیادہ مانگیں۔ اس منہ جہاں کہ صحبت کی دولت ہمارے کافی ہے
یعنی ہمارے لئے مشوقی کی صحبت کافی ہے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

(۷) ترجمہ - خدا کے کو اپنے دروازہ کو ہر شے کی طرف نہ بھیج کیونکہ کون مکان میں میرے تیرے کو چاہی ہو۔

اگر تو طالب یاری فی مجال دوست طلب	بہشت و حور مجو کا تصور خواہد کرد
(۸) ترجمہ - تیر کو اصل کو سوا سب کچھ میں اور کوئی ہوس نہیں۔ دو نوجوانوں کے مباح سہو چھوڑ کر یہی تجارت کافی ہے	
اہل عقلی سو درد و طالب دنیا زیاں	گر مئی بازار ادا سو دوزیاں من بوخت (میں میں)
خلائق در کار غیوش و عاقلان در کار دوست	میں میں
(۹) ترجمہ - حافظ قسمت کے طریق پر گمراہ کرنا بے انصافی ہے پانی کی طرح روان طبیعت اور پانی کی طرح رواں غزلیں ہمارے لئے کافی ہیں۔	ماشقان زیر ہر دو فارغ محمود و دیار دوست
یعنی قسمت کا گام نہ ناکہ ہم کو کچھ نہیں ملا۔ بے انصافی میں شامل ہے۔ کیا طبیعت کی روانی اور یہ ان غزلیں جو ہمارے حصہ میں آئی ہیں۔ کافی دولت نہیں؟	

مدیف ش

غزل (۱)

اگر فتنہ شفیقہ درست پیمان باش	۱	حریف حجرہ و گر ماہ نگستاں باش
شکج زلف پریشاں بدست بادمدہ	۲	مکو کہ خاطر عشاق گو پریشاں باش
گرت ہواست کہ باخضر ہمیشیں باشی	۳	نہاں چشم کندر چو آب حیواں باش
رموز عشق نوازی نہ کار ہر مرغیت	۴	بیاد و نول این بلبل عنزل غماں باش
طریق خدمت و آئیں بندگی کردن	۵	خدای را کہ رہا کن بیاد سلطان باش
وگر بسبب جرم تیغ پرکش زہنساں	۶	از آنجہ بادل ما کردہ پشیمان باش
تو شمع اینچہنے یک زبان یک دل شو	۷	خیال کوشش پڑاں ہمیں و خداں باش

کمال لبری حسن در نظر بازیت ۸ بشیوہ نظر از ناظراں دوراں باش

(۹) خموش حافظ و از جور یار نال کن
ترا گفت کہ بروی غیب حیراں باش

(۱) ترجمہ۔ اگر تو مشفق رفیق ہو تو وعدہ کا پکا ہو۔ حجرہ۔ گریباہ۔ اور باغ کا ساتھی بن
گریباہ یا گریباہ۔ حمام غسلخانہ۔ مطلب یہ ہے کہ کسی وقت ساتھ نہ چھوڑ۔ گھر میں باغ میں۔ صحرائیں
میں ہر وقت پاس رہ۔

(۲) ترجمہ۔ زلف پریشان کشن کہ ہو اگر کاتہہ میں دی۔ یہ نہ کہو کہ عاشق کادل بینک پریشان ہو۔
معتوق کی زلف کی پریشانی سے عاشق کادل پریشان ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اپنی زلف کو ہٹا
پریشان نہ ہٹا دو۔ اور یہ نہ کہو کہ عاشق کادل پریشان ہوتا ہے تو ہونے دو۔

(۳) ترجمہ۔ اگر تجھ یہ آرزو ہے کہ تو خضر کے ساتھ ہمیشہ ہو تو آب حیات کی طرح سکندر کی آنکھ سے پوشیدہ رہ۔
مطلب یہ ہے کہ اگر تجھ حیات جاوداں کی خواہش ہے تو اہل نیاسی اپنے آپ کو پوشیدہ رکھ۔ خضر اور
خضر دو طرح درست ہے۔ یہاں خضر ہے۔

(۴) ترجمہ۔ رموز عشق کی لغت ہر پرندہ کا کام نہیں۔ آ اور اس میں غزلخواں کا تازہ پھول بن
یعنی ہر پرندہ رموز عشق سے واقف نہیں۔ پیل کا ہی کام ہے۔ اس لئے آ اور پیل کا معشوق بن۔ این پیل
غزلخواں سے مراد خود خواجہ حافظ

(۵) ترجمہ۔ خدمت کا طریقہ اور بندگی کرنے کا قاعدہ کے لئے چھوڑ آ اور بادشاہ بن
یعنی غلامانہ زندگی بسر کرنا چاہا نہیں۔ خود بادشاہ بن۔ مطلب یہ ہے کہ آزاد خیال ہو اور دل کا بادشاہ بن جا
اختیار کی خدمت اور بندگی کو چھوڑ (علو بہت اور آزادی منشی کی تعلیم ہے)

(۶) ترجمہ۔ صید حرم پر خرداں پیر تلوار نہ کھینچ۔ جو کچھ ہمارے دل کو ساتھ تو نے کیا ہے اسی سے بچاؤ ہو۔
حرم کعبہ میں جو چیز داخل ہو جائے۔ وہ محفوظ ہو جاتی ہے انسان باپڑوں وغیرہ کا قتل کرنا یا شکار کرنا
اس جگہ منع ہے۔ شاعر عموماً عاشق کے دل کو صید حرم کہتا ہے۔ کیونکہ خانہ کعبہ کی طرح دل کو بھی خانہ خدا
کہا گیا ہے۔ چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

خون صاحب نظران بخیتی کی کبھی حسن
خون ایناں کی رواداشت کہ صیدِ حرام اند
خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ جو کچھ تو نے میرے دل کو ساتھ کیا ہے۔ اسی سے پیشانی ہو اور انسانہ عاشقوں کے
دلوں پر تیغِ ستم نہ پہنچ۔

(۸) ترجمہ۔ دلبری اور حسن کا کمال نظر بازی میں ہی ہے۔ شہیہ نظر میں زمانہ کے نظر بازوں سے ہو۔
(۹) ترجمہ۔ حافظ چپ رہا اور مشوق کی چوری فریاد نہ کر۔ تیرے کسے کہا تھا کہ خوبصورت چہرہ پر عاشق
بن؟
دوسرے مصرع میں استفہام انکاری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تیرے عاشق بننے کے لئے کس نے کہا تھا۔ کہ اب فریاد
کرتا ہے۔ جب خود بخود عاشق ہوا ہے تو مشوق کی چوری و ستم کو یہی جزا بنتی ہے۔

غزل (۲)

ایں عالم شاہ جهان باش و شاہ باش
از خاری ہزار ایک جو نمی خزند
چوں احمد شیخ بود روز رستخیز
آں را کہ دوستی علی نیت کافرست
امروز زندہ ام بولای تو یا علی
قبر امام ہشتم سلطان ہیں رضا
دست خمیرسد کہ بچینی گل رخشاخ
مرد خدا کہ زاہد تقویٰ طلب بود

۱ پیوستہ در حمایت لطف آگہ باش
۲ گو گوہ تا کب وہ منافق پناہ باش
۳ گو ایں تن بلاکش من پر گاہ باش
۴ گو زاہد زمانہ و گو شیخ راہ باش
۵ فردا بروح پاک اماں گواہ باش
۶ از جاں ہوس پر در آن بار گاہ باش
۷ باری بیای گلبن ایشاں گیاہ باش
۸ خواہی سفید جامہ و خواہی سیاہ باش

حافظ طریق بندگی شاہ پیشین کن

(۹)

(۹)

واگاہ در طریق چو مردان اہ باش

یہ غزل مجاہدی نے تفصیل کے ساتھ لسان الغیب جلد اول صفحہ ۳۰۳-۳۰۹ اور مخموری نے ۱۹۰۸ء کے ایک علمی دیوان میں بھی لکھا ہے۔

غزل نہیں۔

(۱) ترجمہ۔ اے دل جہاں کے بادشاہ کا غلام ہو اور بادشاہ بن ہمیشہ لطیف خدا کی حاجت میں ہو۔

شاہ جہاں سوم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ یا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(۲) ترجمہ۔ ہزار خرابی کو ایک جو کے بدلے نہیں خریدتے۔ اگرچہ وہ پہاڑ سے لیکر پہاڑ تک منافق پناہ ہو۔

خارجی۔ اہل اسلام کا اکیلے قبور انصیوں کے مخالف ہی اصحاب یعنی حضرت ابو بکر۔ عمر۔ اور عثمان رضی اللہ

تعالیٰ عنہم کو اچھا کہتی ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نہیں اتی۔ چونکہ انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر تخریب کیا لہذا یہ نام پایا

دوسرے عمر کی تزکیہ و تشبیہ پر مطلب ہے کہ اگر خارجی کو تمام دنیا کی پناہ ہو تو یہی ایک جو کی قیمت کا نہیں۔

(۳) ترجمہ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے روز عیشہ سے نکلتے تو یہ میرا لاکھن جو دوسرے گناہوں پر توبہ کی پوچھ رہا ہے

(۴) ترجمہ حین شخص کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دوستی نہیں کا فر ہے۔ اگرچہ وہ زمانہ کا زہاد اور شیخ طریقت ہو۔

(۵) ترجمہ۔ یا علی آج میں تیری محبت سے زندہ ہوں کل اماموں کے۔ حج یا ک کطفیل تو میرا گواہ بن کل سوم اور ذوقیات

(۶) ترجمہ۔ امام ششم سلطانین علی ہوی رضا کی قبر کو جان سے بوسہ اور اسی بارگاہ کی دروازہ پر مقیم ہو۔

(۷) ترجمہ۔ تیرا تہ نہیں بھینکا رخسار تو پہل چنو۔ البتہ تو ان (دوازہ امام) کے گلبن کے نیچے گہاس بن جا۔

گلبن۔ درخت گل سرخ۔ گلاب کا پتہ۔

(۸) ترجمہ۔ مرد خدا جو زاہد اور تعوی طلب ہو۔ وہ خواہ سفید جامہ ہو۔ خواہ سیاہ لباس ہو۔

دو عمل کو شش ہر چہ خواہی پوش	تاج بر سر نہ عسلم بر دوش
ترک دنیا و شہوت و ہوس	پارسا کی نہ ترک جامہ و لبس (سعدی)

(۹) ترجمہ۔ حافظ شاہ کی بندگی کا طریقہ اختیار کر۔ پھر طریقت میں مردان راہ کی طرح ہو جا۔

شاہ سوم اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ مطابق مطلع غزل۔

غزل (۳)

باز آئی دل تنگ امونس جاں باش	۱	دین سوختہ را محرم اسرار نہاں باش
زاں بادہ کہ در مصطبہ عشق فروشنده	۲	مارا دوریہ ساغریہ دگو رمضان باش

۲	جدی کن سر حلقہ رنداں جہاں باش	دخرقہ چو آتش ز دی سی عارف سالک
۴	گو میرسم کنوں بسلا مت نگراں باش	آں یار کہ گفتا بتوام دل ننگراں ست
۵	آں درج محبت بہاں مہر نشان باش	خوش شد و لم از حسرت آں لعل و اں بخش
۶	ای سیل سر شکان عقب نامزد و اں باش	تا بروشن از غصہ غباری نشیند

(۷) حافظ کہ ہوں مسکیند از جام جہان میں (۸)

گو در نظر آصف جہشید مکان باش

(۱) ترجمہ - واپس آ اور میرا مونس جان اور محرم راز بن
یعنی آ اور میرا مونس جان اور محرم راز بن۔

(۲) ترجمہ - اس شراستہ چشمتی کوشتر اخیل نہیں کتی ہر جگہ کہ دو تین پیالے دو خواہ رمضان ہی ہو
ظاہر ہے کہ شراستہ شوق کوئے زندگان و شعبان کی کوئی تیز نہیں رمضان و شراستہ کی لہو کہوت ہے دہلا تر ہے

(۳) ترجمہ - عارف سالک جب تو نے خرقہ کو آگ لگادی تو کوشش کر اور جہاں کہ زندوں کا سرگروہ بن
(۴) ترجمہ - وہ یار ہیں کہا کہ تیرے کو میرا دل منتظر ہے اسی کہو کہ میں آتا ہوں سلامتی ہی منتظر ہے۔

(۵) ترجمہ ساس جان بخش لب کی حسرت سے میرا دل خون ہو گیا اور وہ محبت کی ڈبیہ ایسی مہر نشان آسانہ ہی
درج محبت سے مراد مشوق کا منہ۔ درج جو اہلادت اور زیورات کی ڈبیہ مطلب یہ ہے کہ میرا دل لبیل کو بوسہ کی
اندو میرا من ہو گیا اور مشوق زا اپنے درج دہن کو اسی طرح با مہر نشان بند رکھا ہوا ہے اور جو ڈبیہ لبیل کو بوسہ و محروم رکھا ہے
درج اور لبیل کی رعایت ظاہر۔

(۶) ترجمہ - تاکہ اس کو دل غصہ سے بخار نہ بیٹھے۔ آندو کی سیلاب کے چھو تو ہی روانہ ہو جا
یعنی اگر میرے خط کو دیکھ کر مشوق کی طبیعت پر غبار طلال آجا تو اس کو دہونے کے لئے لبیل نشان آندہ کرتا ہوں
مطلب یہ ہے کہ میں اس خیال میں ورما ہوں کہ مشوق میرے خط کو دیکھ کر ناراض نہ ہو جا۔

(۷) ترجمہ - حافظ کو کہ عام جہان میں کی ہوس رکھتا ہے اسی کہہ دو کہ آصف جہشید مکان کی نظر میں رہے +
آصف جہشید مکان سے مراد عابد بن محمد وزیر سلطان قطب الدین دیکھو سان لبیل جلد و آصف جہشید مکان کی نظر میں رہے یہ ہے کہ اگر چہ میرا
مخدع وزیر ہے لیکن جہشید کا مرتبہ رکھتا ہے اس لئے اگر جام خواہش ہے تو اسی کو درخاست کرنی چاہئے +

غزل (۴)

۱	پرخانی خاں صبر بیل بایزش	۱	باغبان گر پخو ز می صحبت گل بایزش
۲	مخ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایزش	۲	امی دل اندر بند ز کفش از پریشانی تنال
۳	ہر کہ روی یائمن و جسد سنبل بایزش	۳	با چنین زلف رخسار باوش نظر بازی حرام
۴	کار ملک ست آنکھ تدبیر و تامل بایزش	۴	زند عالم سوز را با مصلحت بینی چه کار
۵	راہر گریہ صبر دار تو گل بایزش	۵	مکیہ بقوی دولت در طریقت کافریت
۶	این دل شوریدہ گرا آن زلف کاکل بایزش	۶	ناز با زین ز کس ستانہ می بایشد
۷	دور چوں با عاشقان افتد تسلسل بایزش	۷	ساقی اور گردش ساغر تعطل تا پسند

کیست حافظ تا نرشد باده لی و آجنگ

ماشئ سکیں چہ چندیں تحمل بایزش

(۱) ترجمہ - اگر باغبان کو چند روزہ پہول کی صحبت چاہی۔ تو خار بجر کی جھاڑی بیل کی طرح صبر کرنا چاہئے۔
 (۲) ترجمہ - دل اس کی زلف کی قید میں پریشانی نہ کرو۔ دانا پرندہ جب ابل میں سینے جاؤ تو اس تحمل کرنا چاہئے۔
 مخ زیرک - یا مرغ زیرکمانہ نام پرندہ۔ ایک پرندہ کا نام ہے جسے مرغ شب آویز بھی کہتے ہیں وہ کسی ٹہنی کے ساتھ ایک ہی پاؤں سے لٹکتا ہے اور بل بل برحق حق بولے جاتا ہے بعض کزنز دیکھ کر زردی روت روت مارت بعض شیطان کہہ ہی مراد لیتے ہیں۔

(۳) ترجمہ - یہی زلف نازک بادیہ جو شخص بی گنہ و دلچسپ اور نبل کی زلف کی آرزو رکھتا ہے اس پر نظر بازی حرام ہے۔
 چنین زلف در رخ سے مراد زلف درخ مشوق مطلب یہ ہے کہ مشوق کو کچھ سے اور زلف کو متعالم میں جو شخص سن و سنبل کو کچھ تو کی خواہش رکھتا ہے۔ اس پر عاشقی حرام ہے۔

(۴) ترجمہ - عالم سوز زندگیاں کو مصلحت بینی کو کیا کام ہے۔ تدبیر تامل کو کام لینا یا دشاہوں کا کام ہے۔
 مطلب یہ ہے کہ زندوں کو سراپا شوق ہونا چاہئے۔ انہیں مصلحت اور تدبیر سے کیا کام ہے

(۵) ترجمہ۔ تعوی اور دانائی پر پہنچ کر نا طرقت میں کافی ہے۔ مسافر اگر سو نہ رہی کہتا ہو تو یہی توکل چاہو۔
 مطلب یہ ہے کہ سالک صرف اپنی تعوی اور دانش پر بڑبڑ نہ رہیں کرنا چاہیو۔ باوجود اپنی تعوی کو خدا پر توکل کہنا چاہیو اور
 باوجود تکبر تقدیر کا قائل ہونا چاہیو۔ جسے جبر اختیار پر خواجہ صاحب نے عین تعلیم سلامی کو مطابق ہے۔ دیکھو شعر
 الف ت ش د ن ہ

اگت غیب یا از بند	بر توکل انوے اشتہر بنما (مولانا روم)
اسی نضون پر شیخ سعدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔	
اگر انجیز طاعت خوش را عبادت	آن بے بصر بود که کند تکبیر بر عیصا

(۶) ترجمہ۔ اس شوریدہ دل کو اس گرس مست کو باز برداشت کرنے چاہئیں اگر اس وہ زلف و کاکل چاہئیں
 مطلب یہ ہے کہ اگر دل کو مشوق کی زلف و کاکل کا شوق ہو تو اسکی پیٹیم مست کرنا زہی برداشت کرنے ہونگے۔

(۷) ترجمہ۔ اسانی ساعی گردش بر کب تک بیت لعل کر گیا۔ جب عاشقوں تک رہا پہنچو تو اسے متواتر جاری کہنا چاہو
 تعلل علت انجیزی سبب پر پہنچا۔ تاخیر بہانہ جوئی۔ ویر۔ درنگ۔ صہلاج الہیاس کسی چیز کا تھوڑا تھوڑا کہنا
 (۸) ترجمہ۔ حافظ کون ہو جو آواز چنگ اپنے شرارت ہے۔ مسکین عاشق کو اتنی شان و شوکت کیوں چاہتے۔
 یعنی حافظ کی کیا حیثیت ہے کہ وہ اپنے چنگ رباب کے سرود و سماع کو شراب نہ پے مسکین آدمی کو اتنا مل نہیں چاہتا
 اگر مطرب نہیں تو نہ سہی۔ صرف شراب ہی مل جائے تو قیمت بے ہے۔

غزل (۵)

بجز از من قرار و طاقت ہوش	۱	بت سنگین دل و سین بنا گوش
نکاری چاہی شوخی پر گوش	۲	حرطنی ہوشی ترکی قبا پوش
ز تاب آتش سودا ای عشقش	۳	بسان گیک عالم میز نم جوش
چو پیرا بن شوم آسودہ خاطر	۴	گرت بچوں قبا گیم در آغوش
اگر بوسیدہ گردو استخوانم	۵	نگرود دہر شس از جام فہوش
دل دینم دل دینم ببردہ است	۶	برودوش برودوش برودوش

دواے تودو اے نت حاقظ

(۷)

(۷)

لب نوش لب نوش لب نوش

- (۱) ترجمہ۔ سنگین دل در سیں بنا گوش عشوق۔ مجھ سو قرطاعت اور ہوش یگیا۔
بنا گوش۔ نرنگ گوش۔ کان کی لو۔ کان کا نیچے کا حصہ جو زم ہوتا ہے۔ سیمین چاندی کی طرح صاف اور سفید۔
سنگین دل اور سیمین بنا گوش عشوق کی صفتیں ہیں۔ سنگ و سیم کا مقابلہ لطیف ہے۔
- (۲) ترجمہ۔ حسین چالاک شوخ اور پریر و حریف مہوش ترک اور قیا ہوش۔
پچھلے شعر سے قطع بند ہے یہ تمام صفتیں ہیں بت کی۔
- (۳) ترجمہ۔ اس عشق کو سودا کی آگ کی تیش ہے۔ دیگ کی طرح ہمیشہ جوش کہا ہاں ہاں ہوں۔
(۴) ترجمہ۔ پیرا میں کی طرح میں آسودہ خاطر ہو جاؤنگا۔ اگر تجھ قیا کی طرح فعل میں سے لوں
پیرا میں ڈھیلا اور کھلا جامہ ہے۔ قیا تنگ درجم کو ساتھ لی ہوتی ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر قیا کی طرح
تجھو تیل میں تنگ پہنچ لوں۔ تو پیرا میں کی طرح آسودہ خاطر درخاں ہو جاؤنگا۔
- (۵) ترجمہ۔ اگر میری ہڈیاں بوسیدہ ہی ہو جائیں۔ تو میری سکا محبت میری جاں سے فراموش نہیں ہوگی۔

سر و سامان جو دم شریر عشق بسوزت	زیر خاک تیرا دل سوز نہاںم بایقت (انسان)
---------------------------------	---

(۶) ترجمہ۔ میرا دل در دین میرا دل دین کی کو۔ اسکا سینا اور کندہ اسکا سینا اور کندہ۔ سینہ اور کندہ
تکرار الفاظ حسین کلام اور تاکید کے لئے ہے

- (۷) ترجمہ۔ حافظ تیری دوا ہے تیری دوا ہے اسکا لب شیریں اسکا لب شیریں۔ لب شیریں۔
نوش۔ شہد شہرین گوارا۔ آب حیات۔ تریاق۔ لفظ دوا اور نوش کی رعایت ظاہر۔

غزل

بچہ چو کہ رنمیر و داز پیش	۱	بگرد گارے اگر وہ مصلح خویش
بیاد نشا ہے عالم فرو نیار و	۲	اگر ز تر قراحت خبر شود دریش

۳	مشو بسان ترازو تو در پی کم و بیش	زنگ تفرقہ خواہی کہ منحنے نشوی
۴	قدح بیار و بزین مرہی برین دل ریش	ریای زاید سالوس جان من فرسود
۵	در آفریش از انواع نوشدار و نیش	بنوش بادہ کہ قسام صنع قیمت کرد
۶	زہی طریقت ملت نہی شریعت و کیش	ریا حاصل شمارند جبام بادہ حرام
۷	کہ نور حسن تو بود از اساس عالم پیش	بد ریا بی اگر خود سر آمدی عجیب

(۸) وہاں تنگ تو دلخواہ جان حاصل شد (۸)
 بجان بود نظرم زین دل مجال اندیش

(۱) ترجمہ۔ جب جدو جہد و کام نہیں چلتا۔ تو بہتر یہی ہے کہ اپنی مصوحت کو خدایر چھوڑا جاوے۔
 مطلب یہ ہے کہ صرف جدو جہد کافی نہیں خدایر توکل کرنا ہی ضروری ہے اسی ضمن میں کلمہ دیکھو شعروں کا مفہوم اور دہانت

جلافتادہ از تدبیر و کار ماند کار و مکیہائی کرد کار (سولاناوم)

(۲) ترجمہ۔ جہاں کی بادشاہی کلمی ہی سر نہ جھکاؤ۔ اگر درویش قناعت کے بھید سے واقف ہو جاوے۔
 حقیقت یہی ہے کہ اگر قناعت کی دولت مل جائے۔ تو پھر بادشاہی بھی کچھ چیز نہیں۔

قناعت کن لے نفس براند کے کہ سلطان و درویش بنی کے
 چلے مغز خسرو بخواہش رومی چو کیونہادی طبع خسرو رومی (سہدی)

(۳) ترجمہ۔ اگر تو چاہتا ہے کہ سنگ تفرقہ سے غمیدہ نہ ہو جاوے۔ تو ترازو کو طرہ کم و بیش کے درپے نہ ہو۔
 منحنی۔ غمیدہ۔ کوزہ پشت۔ جھکا ہوا۔ مجازاً غمیدہ۔ نا تواں۔ لاغر۔ سنگ تفرقہ۔ (۱) پانگ۔ دو پتھر جو ترازو کو برابر کرنے کی خاطر سنگ ایک پلاڑی میں باندھتے ہیں (۲) تفرقہ کی تکلیف۔ وہ تکلیف جو سود و زیان کے خیال سے ہوتی ہے۔ سنگ تفرقہ۔ ترازو کم و بیش کی رعایت ظاہر

ترانہ کا ایک پلاڑی لگاؤ۔ ابھر بھی چیز زیادہ ہو۔ تو ادھر جھکتا تا ہی اسی طرح دو پلاڑی میں وزن کی کمی بیشی کو ترازو واقف
 ادھر جھکتا رہتا ہی خواہ صاحب فرمائے جس کی اگر تو چاہتا ہے کہ توبہ لے کر ہی اور غمیدہ نہ ہو۔ تو کم و بیش کا فکر چھوڑو
 کیونکہ اگر تو کم و بیش کے درپے ہو گا۔ تو ضرور ہی کہ ترازو کی طرح بھجھکتا پڑے گا۔ مطلب یہ ہے کہ انسان کو اگر راستی

منظور ہو تو صبر اختیار کرے۔

(۴) ترجمہ - حکما زہاد کے ریاضے میری جان گھلا دی۔ پیالہ لالا اور اس زنجیر پر مرہم لگا۔

مطلب یہ ہے کہ زہادین ریاضہ کے طرز عمل میں تنگ گناہوں اور لڑائی ٹھنڈی ہو گیا ہو جام شراب لاکھ لاکھ دیکھ کر بھی دل کے لئے بجز انہرم کے ہے۔

(۵) ترجمہ شراب کی کوئی قسم قدرت و استیلاؤ آفرینش میں مختلف قسم کو نشہ دار واد نہیں لوگوں میں تقسیم ہوئی۔

قسام صنع - قسام قدرت - قسام ازل یعنی خدا۔ قسام یعنی حصہ کرنے والا تقسیم کرنے والا۔ بانٹنے والا قسمت کرنے والا۔ قسمت تقسیم کرنا۔ بانٹنا حصہ تر کرنا۔ نوشہ دار و - تریاق - زہر کا علاج مومیائی۔ ایک فرج اور قوی بچوں کا ہام بھار آہستہ شراب - قیش - نوک کی تیزی - بچھو یا سانپ کا ڈنگ - زہر۔

مطلب یہ ہے کہ قسام ازل ذونیا میں مختلف قسم کو نشہ اور انجو مقابلہ میں مختلف قسم کو نشہ دار و لوگوں کو حصہ میں ہوا حصہ شرابی جو ایک قسم کی نوشہ دار ہے اور کسی قسم کو نشہ دار کا علاج ہے۔ نوش اور شیش میں صنعت ایہام ہے۔

(۶) ترجمہ - ریاضہ کمال جانتی ہیں اور شراب کے پیالہ کو حرام کہتے ہیں ان لوگوں کی طریقت ملت اور شریعت و شریعت ہے۔ ایسے نااہل کا بھیت ہے کہ شراب کو حرام کہتے ہیں اور ریاضہ کمال سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ریاضہ کمال شراب خاریسے بدرجہ زیادہ گناہ ہے۔ تشریح کوئے دیکھو شعر الفہم فہم تہکت ہے۔

(۷) ترجمہ - اگر تو دلہا بائیں سبک مزار ہو، تو کیا عجب - کیونکہ تیرے من کا نور جہان کی بنیاد سے پہلے کا ہے۔

یہ شعر معنی ہے ہونہو مطلب ہے کہ اگر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کو سزا میں تو کوئی عیب کی بات نہیں۔ کیونکہ ان کا نور تبارک و تعالیٰ آفرینش عالم سے پہلے پیدا ہوا ہے اور چونکہ وہ سب مقدم ہیں اس لئے انہیں ہر عیب سے ہے۔ کنت جنباً و آدم بین الماء والطین یعنی میں نبی تھا جبکہ آدم مٹی اور بائی میں تو نظامی کوئی عیب کی شرم

کنت نبیاً کہ علم پیش برد	ختم نبوت بہ محمد صبرو
عارف جامی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور کی پیدائش کو کائنات کی جنبش اول کہتے ہیں۔	
جنبش اول ز محیط قدم	سلسلہ جنبان وجود از ہم
کلب عنایت چو رقم ساز کرد	از ہم پیشین رقم آغاز کرد
عرفی نے اسی ضمن پر کہا ہے۔	
ما کون ترا اصل جہات نخواہند	نشیدتفا ترجمہ لفظ اہم را

تا مجمع امکان و وجودت ننوشند	مورد متعین نشد الملاقا اہم را
لقدیر بیک نافرناش نیند و محمل	سلماتے حدوت تو دیسلائے قدم را

حدیث ہے۔ اول ما خلق اللہ نوری۔ یعنی جو چیز خدا نے سے پہلے پیدا کی وہ میرا نور تھا۔
 (۸) ترجمہ۔ حافظ کی جان تیرے تنگ بن کر دل سے بھاہتی ہے۔ بھوپانے حال اندیشی دل کی جان کا خطرہ ہو گیا ہے۔
 مطلب یہ ہے کہ میرا دل تیرے دین کا طالب ہے اور چونکہ تیرے دین ایک معلوم اور محال (ناممکن) لہجہ کی چیز ہے اور ناممکن ہے کہ ناممکن چیز کو طالب کہ ہمیشہ جان کا خطرہ رہتا ہے اس لئے میرا دل گویا میری جان کا دشمن ہے۔

غزل (۷)

بدور لالہ قبح گیر و بی ریامی باش	۱	بیوی گل نفسے ہمد صبا می باش
مگویت کہ ہمہ سال می پستی کن	۲	سہ ماہ می خور و نہ ماہ پارامی باش
چو پیر سالک عشقت بی حوالکند	۳	نبوش و منتظر رحمت خدا می باش
گرت ہواست کہ چوں دم تب غریبے	۴	بیاد ہمد جام جہاں نامی باش
چو غنچہ گر چہ فرو بستلیت کار جہاں	۵	تو آچو باد بہاری گرہ کشامی باش
و فاجوی زس و ز سخن می شنوی	۶	بہر زہ طالب سیرغ و کیمیامی باش

مرید طاعت بیگانگان مشوحافظ

(۷)

(۷)

ولی معاشر زندان شنامی باش

(۱) ترجمہ۔ لالہ کے موسم میں پیالہ لے لے اور سبے ریابن کر رہ۔ بیہول کی خوشگلی کو کہہ دیر صبا کا ہوم ہو جا۔
 مطلب یہ ہے کہ موسم بہار میں شراب پی اور ریاب کاری چھوڑ۔ باغ میں جا کر بیہول کی خوشبو اور یاد میسا سوشام جات
 کو مصلح کر۔

(۲) ترجمہ۔ میں تم کو نہیں کہتا کہ تمہارا شراب پیتا رہ۔ تین بیٹے شراب پی اور تو بیٹے پارسا بنا رہ
 چہ خوب افزا رہتے ہیں کہ بارہ بیٹے شراب پیئے کو کون کہتا ہے۔ صرف بہاد کے تین بیٹے شراب پی اور باقی نو

ہیں پارساں کو لوگوں کو اپنے زہد و تقویٰ کا معتقد بنانا رہ۔ بادہ وہیاد کے لئے دیکھو شرف ۱۱
 (۳) ترجمہ۔ جب عشق کا پیر سالک تجھ شراہیکے حوالے کرے۔ تو پی لے اور خدا کی رحمت کا منظر رہ
 وہی مضمون ہے جو شوالف میں ہے شراہیتش بی کر خدا کی رحمت کا منظر رہنا کوئی عجیب بات نہیں علاوہ بریں

رحمت سے تیری ہوگی میٹھا رضی	سارے گناہ و ہمو دھمکے جام شراہینے
-----------------------------	-----------------------------------

(۴) ترجمہ۔ اگر تجھ پر آرزو ہو کہ کبھی طیرح تو خیرکے رازوں کو پہنچ جا۔ تو آ اور جام جہاں شاکا ہمدم بن جا
 یعنی جام سے تجھے سراسر غیب سے دانف کر دیگا۔ دیکھو شرف ۱۱ ش ۱۱
 (۵) ترجمہ۔ اگرچہ جہاں کام فخریہ طیرح نہ ہو سکی ہے لیکن تو بادہ بہاری کی طیرح گرہ کشا بن جا۔

خیرح گرہ کی طیرح بند ہو تا ہے۔ بادہ بہاری اگر گرہ کشا کی کرتی ہے اور اس کو کھنڈہ کرتی ہے۔ خواجہ صاحب نے تو ہیں کہ جہاں کا
 کام تو فخریہ طیرح گرہ لگائی ہے لیکن تو بادہ بہاری کی طیرح گرہ کشا بن جانی اگر زمانہ نزدیک پیدا کر تا ہے تو اپنے لئے تو خود نشا
 کار پیدا کر۔

(۶) ترجمہ۔ کسی ہود فانا ڈھونڈو اور اگر تو میری بات نہیں سنا تو فضل سیرخ اور کیمیا کو ڈھونڈو پتہ رہ
 مطلب یہ ہے کہ سیرخ اور کیمیا کی طرح وفا کا یہی نام ہی نام ہے در نہ دنیا میں سکاہ جو نہیں آئی تو کسی ہود فانی
 امید نہ رکھا اگر کتا ہے تو یہی کچھ کہ سیرخ اور کیمیا کو ڈھونڈو پتہ رہا ہے جو کبھی نہیں ملے گا۔ سیرخ یا عفتا اور کیمیا جھول
 اکھم اور معروف الامم چیزیں ہیں۔

یوں فانیہ گئی زمانے سے	گو کیا اس جہاں میں تھی ہی نہیں
------------------------	--------------------------------

(۷) ترجمہ۔ احفاظا غیار کی بندگی کا مرید نہ ہو۔ بلکہ زندان آشت کا ہمعصبت بن
 مطلب یہ ہے کہ غیور یعنی زاہدوں کی اطاعت کا معتقد نہ ہو بلکہ زندان بادہ خوار کا ہم نشین بن۔ یا یہ کہ غیار
 کی اطاعت نہ کرکھا پڑے ہمشرب رندوں کی صحبت میں رہ۔

غزل (۸)

میں زہد غمخوار و ناوک غم بزل نش	۱	میں زہد غمخوار یا زرا بائی خویش
اشناہی تو نثار دوسرے گناہ و خویش	۲	باتو چہو ستم و از غیر تو دل ببردیم

۳	زرد بی مد و لطف تو کاری از پیش	۳	بنایت نظری کن کہ من دل شہرا
۴	گر لب لعل تو زرد کی بر دل ریش	۴	آخرا می پادشہ حسن ملاحظت چہ شود
۵	چشمست تو کہ بختا و کمین ازین پیش	۵	ختر من صبر من خستہ دل واد بیاد
۶	بس مسلمان کہ شود کشتہ آن کافر پیش	۶	گر چلیپای سر زلف ز ہم بکشاید
۷	کہ زعم خوردن تو زرق نگر دو کم و بیش	۷	پس زانو نشین و عین ہم بہر دو مخور
۸	پس میاز اول خود زعم امی ورنہ پیش	۸	چونکہ این کوشش ہیفا نندہ سودی ندید
۹	نیست از شاہ عجب گر بہواز و درویش	۹	پر شش حال دل سوخته کن چہ خبر

حافظ از نوش لب تو کامی گوگرت

(۱۰)

(۱۰)

کہ زرد دل ریشش و ہزاراں ہریش

- (۱) ترجمہ - میل اپنی خرابات نشین عشق و عشق میں مست خواب ہوں۔ اسکا غمزہ میرے زخمی دل پر غم کا تیرا ماہی ہے۔
 - (۲) ترجمہ - میں تجھ سے مل گیا اور تیرے سوا تمام چیزوں سے دل ہٹا لیا تیرا شستا اپنی چڑا کسی کو نہیں جانتا۔
 - (۳) ترجمہ - مہربانی سے نظر کر کے نہ کہ مجھ سے بدل کا کوئی کام تیری مہربانی کی مدد کے بغیر نہیں چل سکتا۔
 - (۴) ترجمہ - حسن ملاحظت و یاد شاہ آخرا کیا ہو جائیگا۔ اگر تیرا لب لعل زخمی دل پر ننگ چہرہ لگ دے۔
- عاشق اپنی زخمی دل کے لئے مہر کم کی نہیں بلکہ ننگ کی درخواست کرتا ہے۔

انک چہرہ کو ننگ چہرہ کو ہزاراں میں ہی آنا ہے	قسم ہے وہ نہیں مدت سیر ز غم کو ہر ہم کی
--	---

ملاحظت اور ننگ کی رعایت ظاہر

- (۵) ترجمہ - تیری مست آنکھ نے پس و پیش ہو گھلتا لگا کر۔ مجھ سے سوختہ دل کو مہر کے خرمن کو بر باد کر دیا ہے۔
- مائل کلام یہ کہ تیری مست آنکھوں نے مجھ سے مہر اور بتیرا کر دیا ہے۔ (دوسرے مصرعہ کا ترجمہ پہلا کیا گیا ہے)
- (۶) ترجمہ - اگر وہ زلف کو تم کو کہوے تو بہت سے مسلمان اس کافر کیش کے کشتے ہو جائیں گے۔
- چلیپا۔ (۱) صلیب (+) (۲) بھارتیہ ایک کچھانا اور پرچم جو کہ گنوں میں صلیب ہے کہ اگر عشق زلف کو کہوے
- تو بہت سے مسلمان اس بیت کافر پر عاشق ہو جائیں گے۔ چلیپا۔ کافر مسلمان۔ ادر کشتہ کی رعایت ظاہر
- (۷) ترجمہ - فکر میں نہ بیٹھ اور یہ سوچو کہ کہا۔ کیونکہ تیرے غم کہانے سے زرق کم و بیش نہیں ہر سکتا۔

پس زانو نشستن - سوچ میں پڑنا - تامل کرنا (محاورہ ہے)

مطلب یہ ہے کہ رزق کے لئے غم نہ کہا - کیونکہ تیرے غم کہانے سے رزق بڑھ نہیں سکتا۔

یک ذرہ نہ کم شود نہ خواہد افزود
وآزادہ زہر چہ ہست سے باید بود

چوں رزق تو آنچه عدل قسمت فرمود
آسودہ زہر چہ نیست سے باید شد

(۸) ترجمہ - جب یہ بے سود کوشش تم کوئی فائدہ نہیں دیتی - تو ای دور اندیش! اپنی دل کو غم سے آزاد نہ کر۔

بہاول شاعر کے ساتھ مضمون مسلسل ہے

(۹) ترجمہ - خدا کے مجھ جیسے ہو کر کے ل کا حال پوچھو۔ بادشاہ کو لگو کوئی تعجب بات نہیں کہ اگر پر نوازش کرے۔

(۱۰) ترجمہ - حافظ نے تیرے لبِ لعل کو تریاق کو کہی متعدد حاصل نہ کیا جب تک کہ اس کے زخمی دل پر ہنر آؤ گئے لگو
یعنی تیرا جبران ہنر ہاؤ زخمِ دل پر کہانے کے بغیر کہی لبِ لعل کا بوسہ نصیب نہ ہوا۔

غزل (۹)

۱	بہر شکستہ کہ پیوست تازہ شد جانش	چو بر سبکت صبا زلف عزیز انشائش
۲	کہ دل چہ میکشد از روزگار ہجرانش	کجاست ہمنفسی تاکہ شرح غصہ دہم
۳	زخوں دیدہ با بود ہمسہ عنوانش	نسیم صبح و فانا نامہ کہ پر بدو
۴	ولی ز شرم تو در غیب کرد پنهانش	زمانہ از ورق گل مثال روی تو بست
۵	تبارک لہد ازین ہ کہ نیست پایانش	بسی شدیم و نشد عشق را کرانہ پدید
۶	کہ جان نندہ دلاں سوخت بریایانش	جمال کعبہ مگر عذر رہرواں خواہد
۷	ہیں کہ دیدہ کند فاش پیش یارانش	دل م کہ مہر تو از غیر تو نہاں میداشت
۸	نشان یوسف دل ز چہرہ رخدانش	پدیں شکستہ بیت الحزن کہ می آرد
۹	کہ دامن بتانڈ مگر ز دستمانش	بگیرم آن سر زلف بیت خواجہ دہم

سحر لطیف جن جن می شنیدم از بلبل

(۱۰)

نواہی حافظ خوش لہجہ غزل خوانش

(۱۰)

(۱۱) ترجمہ رجب مبارک کی عزت خان لعل کو پریشان کیا تو جس تک تزلزل و کساتہ جا کر وہ ملی کی جان تازہ ہو گئی۔
یعنی یاد صبا اسکی زلف معنبر کی خوشبو بیجا عاشقوں کو دل شکستہ کو از سر نو تازہ زندگی دیتی ہے جس طرح معشوق کی
زلف کی خوشبو عاشق کو تازہ دم کرتی ہے اسی طرح نفس الرحمن کی خوشبو جو سالک کو نعت اور نور ایمان حاصل ہوتا ہے

اگر زلفیں شکیں بر نشانہ	بعالم در یکے کافر نامہ
گل آدم شد آن لحظہ محرم	کہ او ش سچو آن زلف معطر

(۱۲) ترجمہ - ایسا محرم راز کہاں ہے جس سے غم کا بیان کر دں کہ اگر بجز کا زمانہ دل پر کیا کیا ظلم کرتا ہے۔

(۱۳) ترجمہ - نسیم صبح جو فنا میری طرف معشوق کی پاس لگی اسکا عنوان پر ہماری آنکھوں کے خون کی مہر تھی۔
مطلب یہ ہے کہ نسیم صبح ہمارے خون رونے کی خیر معشوق تک پہنچاتی ہے۔

(۱۴) ترجمہ - زمانہ نے پہول کی بیکٹھڑی سے تیرے چہرہ کا نقش بنایا۔ لیکن تیرے شرم سے اسے غنچہ میں پوشیدہ کر دیا

مطلب یہ ہے کہ قدرت نے تیرے چہرہ کو درق گل کو نمونہ پر بنایا لیکن تیرا چہرہ بھول سی ہی زیادہ خوب صورت تیار ہوا۔
اس شرم سے پہول کی بیکٹھڑی کو قدرت تیرے چہرے کے مقابل میں ظاہر نہ کر سکی اور انکو غنچہ میں پوشیدہ کر دیا (ظاہر ہے کہ
پہول کی بیکٹھڑی غنچہ کی صورت میں ثابت اور پوشیدہ ہوتی ہیں لیکن ظاہر ہوتی ہیں) حسن تعییل ہے۔

(۱۵) ترجمہ - ہم بہت دور گئے لیکن تیرے عشق کا کوئی کنارہ ظاہر نہ ہوا۔ تبارک اللہ کہ اس رستہ کی کوئی انتہا نہیں
تبارک اللہ کہ حسین و عجب مطلب یہ ہے کہ راہ عشق کی کوئی انتہا نہیں جتنا آگے جاؤ منزل مقصود اتنی ہی دور
ہوتی جاتی ہے۔

انگرو قطع ہرگز جادہ عشق از دوید نہا	کہ می بالذبح و این راہ چون از کز برید نہا (ضمیرت)
-------------------------------------	---

(۱۶) ترجمہ کیجئے حال شامہ مسافر کا عذر خواہ ہو گا۔ کیونکہ زندہ لوں کی جان اسکا کیا باں میں جل گئی۔

مطلب یہ ہے کہ مسافرانِ حجاز کو کیا باں عرب کی جسد تکلیفیں ہوتی ہیں کعبہ کی زیارت ان سب تکلیفوں کی تلافی کرتی ہے
ہے اسی طرح امید ہے کہ راہ عشق میں عاشقوں کو جتنی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان سب کی تلافی معشوق کو وصال سے ہو جاگی
(۱۷) ترجمہ - میرا دل تیری محبت کو اغیار سے پوشیدہ رکھتا تھا۔ دیکھو کہ آنکھ سے کویا روک سکتے ظاہر کرتی ہے۔

یعنی میرا دل تو راہ عشق کو چھپاتا ہے مگر چشم گریاں غمازی کرتی ہے۔ آنکھ کی غمازی کیونکہ دیکھو شعر دلنہ دل ۴

(۱۸) ترجمہ - اس بیت الحزن کی شکل کے پاس معشوق کو چاہے نوحہ ان سے یوسف دل کا کون بہ لائی۔

بیت الحزن ۱۱۱ غم غم کہ غم کا گہر (۱۲) غریبوں سے کسوں کا گہر (۱۳) وہ گہر جس میں یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام

معارفت پر غم کیا کرتے تھے، شمسکے بیت الحزن سے مراد عاشقِ مطلب یہ ہے کہ عاشق کا دل معشوق کو چاہے زرخندان میں
اس سیرے۔ اسکا پتہ کن لگا۔ ۹۔ بیت الحزن۔ یہت اور چاہ کی رعایت لطیف ہے۔

(۹) ترجمہ۔ میں اس کے سر زلف کو لیکر خواجہ کے ہاتھ میں دوں گا۔ شاید وہ اس کے ہاتھوں سے میرا انصاف لے۔

یعنی میں معشوق کی زلف کو ہاتھ میں لے کر اپنا غم اٹھا رہا ہوں اس کی زلف کو بادشاہ کے دروازے کے دروازے کے ہاتھوں سے چھینے
اور میرا انصاف کرے۔ دستاں جمع دست۔ ہاتھ۔

(۱۰) ترجمہ۔ کل میں باغ کو گز نہیں ٹیل سکا کوزل خواں اور خوش لہجہ حافظ کے آواز سناتا تھا۔

ضمیرش۔ راجح سب سے معشوقِ مطلب یہ ہے کہ حافظ اپنے معشوق کا خوش لہجہ گزول خواں ہے، بلیں بھی باغ میں
حافظ کی غزلیں گاتی ہیں معمولی شاعرانہ فخر پر شعر ہے۔

غزل (۱۰)

چو جامِ لعل تو نوشم کجا ماند ہوش	۱	چو چشم مست تو ہم نیم سجا ماند گوش
منم غلام تو روزانکہ از من آزادی	۲	مرا بجز وہ فروش شرابخانہ فروش
بجوے آنکہ زرخسانہ کوزہ یابم	۳	اروم سبوی خراباتیاں کشم بردوش
مرا گوی کہ خاموش باش و دم درکش	۴	اکہ درچین نتواں یافت مرغ را خاموش
اگر نشان تو جویم کد ام صبر قرار	۵	اگر حدیث تو گویم کد ام طاقت و ہوش
شراب پختہ بنجامان دل سے مدہ	۶	اکہ بادہ آتش تیزت و پختگان درجوش
نعیم روضہ جنت بذوق آل نرسد	۷	اکہ یار نوش کند بادہ و تو گوئی نوش

مرا چو خلعت سلطان عشق سے میداوند

(۸)

تداز و نذ کہ حافظ خموش باش خموش

(۸)

یہ غزل اکثر علمی یونوں میں نہیں ہے، ممکن ہے الحاقی ہو۔ والد اعلم

(۱۱) ترجمہ۔ جب میں تیرا جامِ سرخ پیوں تو ہوش کہاں رہے، جب تیری دست لگا دیکھتا ہوں تو کان اپنی جگہ پر نہیں ہوتے

جام صل سو مراد لئے سرخ کا پیالہ۔ یا لب لیل کا بوتلہ۔ بجانا نگوش سو مراد یہ ہے کہ کان اپنی جگہ پر نہیں رہتی بلکہ آنکھوں کی جگہ آنا چاہتے ہیں کہ وہ بھی تیری مست آنکھوں کو دیکھ سکیں۔

(۲) ترجمہ۔ میں تیرا غلام ہوں اگرچہ تو مجھ سے آزاد ہو مجھ کو شراب نہ دے کہ کوڑھ فروش کو پاس بیچ دے اس غلامی میں بھی فائدہ ہے۔ کوڑھ فروش کو پاس بیک کر شراب تو مل سکیگی۔

(۳) ترجمہ۔ اس امید پر کہ شراب نہ سے مجھ کو شراب بیگیا جاتا ہوں اور شراب فروشوں کو گہری دیکھ کر کہہ دوں گا کہ تمہیں پراٹھا ہوا ہے (۴) ترجمہ۔ بھوتہ نہ کہہ کہ بات نہ کر اور چپ رہ۔ کیونکہ باغ میں میل خاموش نہیں رہ سکتی۔

(۵) ترجمہ۔ مجھ صلہ اور قرار کہاں ہے کہ تیرا پتہ نکالوں۔ طاقت اور ہوش کہاں ہے کہ تیری بائیں کر دوں

(۶) ترجمہ۔ پرانی شراب کا دل خام مزاجوں کو زد کرے کیونکہ شراب نیز آگ ہے اور پختہ مزاج لوگ جوش میں ہیں۔

یہ پختہ مغز لوگ شراب کے لئے جوش کر رہے ہیں خام مزاجوں کو نہیں دینی چاہیے۔

(۷) ترجمہ۔ باغ بہشت کی ہوا کا اتنا لطف نہیں جتنا اس بات میں کہ یا شراب پیو اور تو کہو کہ پی۔

یعنی عاشق کے لئے نیم بہشت سے زیادہ چر لطف یہ بات ہے کہ وہ شراب پیئے اور تو کہو کہ ڈال ہی۔

(۸) ترجمہ۔ جب سلطان عشق کی خلعت پہن دی گئی۔ تو کہا گیا کہ اسے حافظ چپ رہ چپ۔

یعنی جب سلطان تغاد قدر نے مجھ کو خلعت عشق پہنائی تو کہا کہ راز عشق افشا نہ کرنا۔

غزل (۱۱)

خوشا شیراز و وضع بیبکیش	۱	خداوند نگہدار از زو اش
از رنگا بادا صد خوشتر اللہ	۲	کہ عم غم خضری بخشد ز لاش
میان حجب آباد و سلی	۳	عم غم خضری بخشد ز لاش
بشیر ز آبی و فیض روح قدسی	۴	سخواہ از مردم صاحب کیش
کہ نام قند مصری بر آسجا	۵	کہ شیرینان ندادند انغاش
صبازاں لولی مشکول مرست	۶	چڑاری آگہی چوں ست حاش
کمن بیدار ازین خوابم خدارا	۷	کہ دارم عشقنی خوش باخیش

گر آن شیریں سپر خرم بریزد (۸) دلا چوں شیدا در کن جلاش

(۹) چرا حافظ چوی رسیدی ز ہجر
انگروی شکر ایام و صاش

خواجہ صاحب کے دل میں جتن بہت زیادہ تھی اور اسی محبت نے انہیں شیراز سے باہر نہ کھینچ دیا۔ حالانکہ ممالک غیر کے قدر دان خواجہ کو ہمیشہ بلا ستر ہے۔ یہ غزل خواجہ صاحب نے شہر شیراز ہجر رکنا باد مصلے اور اند اکبر کی تعریف میں لکھی ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ شیراز اور اسکی بے نظیر وضع بہت سچی ہے۔ آخدا اسکو زوال و محض نظر کہہ۔
(۱۲) ترجمہ۔ ہمارا رکننا باور سو خوش آمد ہو۔ کیونکہ اسکا صاف بانی خضر کی زندگی بخشتا ہے۔

لو خوش آمد۔ اصل میں لاا وحشۃ اللہ تھا۔ یعنی خدا اُس وحشت نہ دے۔ خدا اسی پریشان نکر دی۔ خدا اک محض نظر کہو۔ فارسی محاورہ میں تعظیم و استعجاب کے موقع پر خدائش و تحسین کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ رکن باد کے لئے دیکھو شعر العف ہے

(۱۳) ترجمہ جعفر آباد اور مصلی کے درمیان۔ اسکی ہوا خوشبودار آتی ہے۔

گد مٹتہ شعر سے قطعہ بند ہو یعنی رکننا باد کی ہوا۔ مصلی کے لئے دیکھو شعر العف ہے
جعفر آباد۔ نام مقام

(۱۴) ترجمہ۔ شیراز میں آ اور اسکی اہل کمال لوگوں سے فیض روح القدس حاصل کر۔

(۱۵) ترجمہ۔ قندھری کا نام شیراز میں کون لیتا ہے کہ اسکی شیریں اسکو شرمندہ نہیں کرتے۔

یعنی شیراز کے شیریں لب معشوقوں کو سامنے قندھری کا نام لینے سے شرم آتی ہے۔

(۱۶) ترجمہ۔ آ صبا اس مرست عیار مشوق کی تہو کو پھر ہے کہ اسکا کیا حال ہے۔

لولی۔ تحقیق لغوی کے لئے دیکھو شعر العف ہے شنگول یا شگل۔ شوخ۔ عیار۔ زیبا رہزن

(۱۷) ترجمہ۔ خدا کو تہو جو اہل اسبہ نہ جگا کیونکہ میں اسکی خیال (یا خیال اقصویہ) کہ اتہ خوبیش کر رہا ہوں

خیرش راجح ہوتے لولی شنگلی مرست۔ در شعر گزشتہ

(۱۸) ترجمہ۔ اگر شیریں ہن مشوق میرا خون بھی گرائے۔ تو امدل اسکے شیدا در کطیرح میرا خون جلا کر۔

(۹) ترجمہ۔ جب نفا جہ سے ڈرتا تھا۔ تو اس کو دصال کو دونوں کا شکر کیوں نہیں کرتا۔
 مطلب یہ ہے کہ ہم جہ میں شکر دصال کرنا چاہئے۔

غزل

۱	حافظ قرابہ کیش شد و مفتی پیالہ نوش	۱	در عہد پادشاہ خطا بخش جرم پوش
۲	تا مدیہ محبت کہ سبوی کشید پوش	۲	صوفی ز کج صومعہ در پانی ختم نشست
۳	اگر دم سوال صبحدم از پیر می فروش	۳	احوال شیخ وقاضی شرب الیہود شاں
۴	اگرش زبان پر وہ گہدار و می پوش	۴	گفتانہ گفتنیت سخن گر چہ سہمی
۵	افکری بکن کہ خون دل آند ز غم بچوش	۵	ساقی بہا میرسد و وجہ می نماند
۶	عذرم پذیر و جرم بذیل کرم بپوش	۶	عشقست و مغلسی جوانی و نو بشار
۷	نادیدہ ہنچ دیدن و نشیند ہنچ گوش	۷	ای پادشاہ صورت معنی کہ مثل تو۔
۸	بخت جوانت از فلک پرتزندہ پوش	۸	چندان نماں کہ خرقہ ازرق کند تبول
۹	پڑانہ مراد سیدای محب خموش	۹	تا چن ہنچو سمع ز باں آوری کتے

دی شب بند از خیب گوش دلم رسید

(۱۰)

حافظ و غصہ کم خور و نشین و می پوش

(۱۱)

اس غزل میں پادشاہ سومراشاہ شجاع ہے جو امیر مبارزالدین محمد بن مظفر کا بیٹا تھا امیر مبارزالدین کو حکم ہو
 میٹھا۔ نے بند کئے گئے تھے۔ شاہ شجاع ڈاس کم کو منسوخ کر دیا۔ چنانچہ اس غزل میں اور غزل (۱۲) روایت
 ہذا میں سنی نوع کی طرف اشارہ ہے تفصیلی حالات کے لئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۲۔ ۱۵ سو انجمی۔ اس غزل کے
 متعلق ایک لطیفہ بھی مشہور ہے۔ دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۲۵ سو انجمی۔

(۱) ترجمہ جرم پوش اور خطا بخش پادشاہ کو عہد میں۔ حافظ قرابہ کیش ہو گیا اور مفتی پیالہ نوش ہو گیا

قرابہ یا قرابہ شرب الیہود کا شہینہ صراحتی مطلب یہ ہے کہ شاہ شجاع کو عہد میں حافظ اور مفتی تمام شراعتی ہو گئے۔

(۱۲) ترجمہ۔ صوفی عبادت خانہ کو گوشہ و مغلک غم شراب کے پانے کا بیٹھا جب اس نے دیکھا ہی کہ محنت کا کھرا گندم نوپڑی پھر چلا
یعنے اس عہد میں جب محنت ہی شراب ہے پھر تاجی تو صوفی نے خود شراب خانہ میں جانا تھا۔

(۱۳) ترجمہ۔ شیخ اور قاضی کو چھپ کر شراب پینے کا حال میں سے صبح کو وقت پر میر سفیر و شہ پوچھا۔

(۱۴) ترجمہ۔ اسے جواب دیا کہ اگرچہ تو محرم ہے لیکن بات کہنی کی نہیں چپے۔ پردہ کا خیال رکھو اور شراب پینا جا
یہ دونوں قطعہ نہیں۔ شراب الیہود۔ چپ کر شراب پینا یعنی وہی میں یہودیوں کا شراب پینا چونکہ
یہودی مسلمانوں کو ڈر کر شراب چپ کر پیتے تھے۔ اس کو پوشیدہ طور پر شراب پینے کا ہی نام ہوا۔ دونوں شعر کا مطلب
یہ ہے کہ شیخ اور قاضی کو شراب الیہود کے متعلق جب میں میر سفیر و شہ سے سوال کیا تو اسے کہا کہ چپے۔ تو ہی پردہ میں شراب پینا رہ
(۱۵) ترجمہ۔ اساقی موسم بہار آ گیا ہے اور شراب خریدنے کی تمنا ہے ہمیں ہی نکل کر دل کا خون غم جو شہ میں آ گیا۔

(۱۶) ترجمہ۔ عشق اور غمسی۔ جوانی اور دوبار میرا عند قبول کر اور جرم کو بخشش کو دامن سے ڈھانپے۔
مطلب یہ ہے کہ موسم بہار ہے جو ان کا زمانہ دل میں عشق ہے لیکن ظلم ہے کہ ساتھ ہی ان فلاں ہے کہ کچھ نہیں
تیری مہربانی اور بخشش پر ہی ہر دم ہے۔

(۱۷) ترجمہ۔ صورت و معنی کو بادشاہ کہ تیری مثال۔ کسی آنکھ نے دیکھی ہے اور کسی کان نے سنی ہے۔

(۱۸) ترجمہ۔ اتنی دیر زندہ رہ کہ تیرا جوان بخت نئی پوش بولے سے آسمان سے کہ بودی خرقہ قبول کرے۔
یہ شعر و عانیہ ہے اور گزشتہ شعر کے ساتھ قطعہ بند ہے۔

ازرق۔ نیلا۔ کبودی۔ زندہ۔ دلق۔ مرقع۔ گڈری۔ کہتی ہیں کہ ایران کو بادشاہوں میں یہ رواج تھا کہ
جب بادشاہ تخت نشین ہوتا تو۔ تو ایک کبودی خرقہ پہن کر سنا شاہی پر بیٹھتے تھے۔ اور جب بہت بولے
اور ضعیف ہوجاتے تھے۔ تو یہ خرقہ کبودی پہن کر جانشین ولیہد کو دیکر خود ایک نئی پہنکر گوشہ نشینی اختیار کر لیتے تو
شعر کا مطلب یہ ہے کہ امیر جوان بخت ممدوح خدا جھکوانی امی عطر کار کو کہ دلق پوش بولے آسمان ضعیف
ہوئی کی وجہ سے خود دنیا کی سلطنت سے معزول ہو کر اپنا خرقہ کبودی پہن کر پینا دی۔ یعنی اپنا قائم مقام تجوی بنا دے۔

(۱۹) ترجمہ۔ شمع کی طرح کب تک تو بن آدری کر گیا سای دوست مراد کا پڑانہ آ گیا ہے خاموش ہوجا۔
زبان آدری۔ زیادہ گفتگو کرنا۔ شمع۔ زبان اور پروانہ کی رعایت ظاہر۔

(۲۰) ترجمہ۔ کل رات غیب سے میرے دل کے کان میں آواز آئی۔ کہ اے حافظ علم نہ کھا بیٹھ اور شراب

غزل ۱۳

۱	کہ آن شکاری گزشتہ را چہ آمد پیش	۱	دل مریدہ شد و خافلمن درویش
۲	کہ دل بدست کمان ابرویت کافر کیش	۲	چو بید بر سر کمان خویش میلرزم
۳	چہ است بر سر این قطرہ محال اندیش	۳	خیال حوصلہ بجز می پریم ہیبات
۴	چرا کہ شرم ہی آیدم ز حاصل خویش	۴	بجوئی سیکہ و گریان ز رفت گدہ دم
۵	تزلزل بر سر بنیای دواں کمن درویش	۵	نہ عمر خضر باند نہ ملک سکندر
۶	کہ موج مینزندش آب نوش بر سر نیش	۶	بنازم آن مژہ شوخ عافیت کش را
۷	گرم تجر بر دستے نهند بر دل ریش	۷	ز آستین طیبیان نزار خون بچکد
۸	کہ شرط عشق نباشد شکایت از کم و بیش	۸	تو بندہ گلہ از پاوشہ کمن ؟ دل

بدل کمر زسد دست ہر گدا حافظ

(۹)

(۹)

خزینہ بکف آوز ز گنج قارون بیش

(۱) ترجمہ میرادل بہاگ کیا اور میں درویش ہی غافل ہوں۔ (معلوم نہیں کہ اس سرگشتہ شکاری کو کیا پیش لگی ہے۔ شکاری گزشتہ سے مراد دل۔)

(۲) ترجمہ۔ بیکہ طرح میں پڑایاں کیا کیونکہ میرادل ایک کافر نہ بہ کمان ابرو کو پاس ہے۔ یعنی چونکہ میرادل ایک بت کافر کے قبض میں ہے اس لیے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں بیان ہی ضائع نہ ہو جا۔ میرے مراد بید لرزاں۔

(۳) ترجمہ میں سمندر کی فراخی کا خیال بچار ہوں لہذا میں اس محال اندیش قطرے کو کیا ہو گیا طلب ہے کہ میرادل ایک قطرہ کی مثال ہے اور عشق ایک بھر بے پایاں ہے۔ قطرہ کی کیا بساط ہے کہ سمندر کا حصہ اصل کرے۔ یہ ایک محال یعنی ناممکن بات ہے۔

چہ سانہ شمشیدہ ساعت کنم ریگ میاں را

غم عشقت فراوانست و من یک غنچہ دل دارم

(۴) ترجمہ - شرافت کو کچھ میرا تو ہے اور سر نیچے ڈالے ہو جاؤ گا۔ کیونکہ مجھ کو اپنی بیفاعت سے شرم آتی ہے یعنی میری بیفاعت، اعمال بہت تہوڑی ہے۔ قیامت کے دن صاحب میزان کو پاس شرمندہ اور سزا گوارا گا۔ شاید وہ مجھ کو اپنی اغوشِ رحمت میں لے لے۔

(۵) ترجمہ - نہ خضر کی عمر ہمیشہ بڑھتی اور نہ سکندر کا ملک ہمیشہ رہا۔ اور درویش اس کیندہ دنیا سے بھگتا کر کہ۔ مطلب یہ ہے کہ جب خضر کی عمر کا سلسلہ ہی باوجود اتنا دراز ہو۔ نہ کہ آخر کا شیطانی جہاں گیا اور سکندر غم جیسے حکیم لاشان بادشاہوں کی سلطنت ہی باقی نہیں ہی۔ تو عمر اور دولت کا کیا پھر وہ جس کو اس دنیا کی دلوں کے لئے نزاع و جنگ جائز نہیں۔

اے سکندر نہ رہی تری ہی مالگیری | آپ کے روز جیسا گسے دار لالہ |

(۶) ترجمہ - بے لاش شوخ عافیت کش مرزاگان پر نازاں ہوں۔ جن کی نوک پر آب حیات لہریں مارتا ہے۔ یعنی اگرچہ میرے مشوق کو تیرے مرزاگان دل کو زخمی کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی ان کی نوک پر آب حیات یا تریاق ہے۔ جو اس زخم کو اچھا کر دیتا ہے۔

(۷) ترجمہ - طبیعوں کی آستینوں میں نزار ہا نظر خون کے شکاریاں گروہ تجربہ کرتے میرے زخمی پر ہاتھ رکھیں۔

نہ میری طبیعوں پر ہاتھ رکھو گا ہر حکیم صاحب | مجھ کو یہ ڈنڈے نہیں بے عدا نہیں نہ تم کو بھجار آتے

(۸) ترجمہ - ۳۰ دن تو غلام ہو، بادشاہ کی شکایت نہ کر۔ کیونکہ ہم دیش پر شکایت کرنا، عاشقوں کا کام نہیں۔

(۹) ترجمہ - احفاظ اس مکر پر کہ اگر کا ناتہ نہیں پہنچ سکتا۔ گنج قارون سے بچو، پٹا خزانہ مہیا کر۔

یعنی مشوق کی مکر پر ہاتھ پہنچانے کے لئے گنج قارون سے بھی زیادہ تیزاں پاس ہونا چاہئے، مفلس فقیر کو یہ بات حال نہیں ہوتی۔ اسی طرح مشاہدہ ذات کرنے ہی اعمال صالح کا بہت بڑا سرمایہ ضروری ہے۔

غزل

۱	کہ دور شاہ شجاع ست نمی لیر بوش	سحرز بافت غنیمت رسیدہ بگوش
۲	ہزارا کو تہن بڑا لب خاموش	شد آنکہ اہل نظر ہر کنارہ میرفتند
۳	کہ از ہفتن او دیک سیند میر بوش	ببانگ چنگ بگویم آل کجا بھیا

۴	بروی یا زنجوشیم دباگنک شائوش	۴	شراخاگلی از بیم محتسب خوردن
۵	امام شہر کہ سجا و کیشید بدوش	۵	زکوی میکده دوش بدوش می بردند
۶	کلن فسق مہا ہات و ز بدیم مغروش	۶	ولادالالت خیرت کغم براہ بنجات
۷	چو قرب طلبی در صفای نیت گوش	۷	محل نور تجلیت رای انور شاہ
۸	اکہ مت گوش دلش محوم پیام سروش	۸	بجز شناسی جلاش مساز و رضیمیر

مصلحت ملک خسرواں نشند
 (۹) اکہ ای گوشہ شینی تو حافظا فروش

اس غزل کو لے دیکھو سان لیبیا جلد اول صفحہ ۱۴۷۔ ۱۵۱۔ سو آخری۔

(۱) ترجمہ صبح کے وقت ہاتھ فیٹے بیخون ہری سیر کانوں میں پہنچائی کہ شاہ شجاع کا زمانہ ہے لیری شراب پی
 (۲) ترجمہ۔ وہ زمانہ گیا کہ اہل نظر علیہ کی اختیار کرتے تھے منہ میں ہزاروں باتیں ہوتی تھیں اور نفا موش ہوتے تھے۔
 (۳) ترجمہ۔ ساجیک کی آواز کہ ساتھ ہم ہی بائیں کہتے ہیں جن کے چہانے و سینہ کی دیکھ جوش کہانی تھی۔
 یہ دو نو شعر قطعہ بند میں۔ مطلب یہ ہے کہ شاہ شجاع کا زمانہ ہے اور طرح سے آزادی ہے۔ غلامیہ شراب پیتے
 ہیں اور جوں میں آتی ہے کہتے ہیں۔ امیر مبارز الدین کا وقت گیا۔
 (۴) ترجمہ۔ محتسب کے ڈر و گہر میں ہی شراب پیا کرتے تھے۔ اب معشوق کا سامنے اور پوچھا پوچھ کی آواز کہ ساتھ شراب
 پیتے ہیں۔

(۵) ترجمہ۔ امام شہر جو جانور کو کتہ ہونے پر ہر تہا۔ کل اس شراب بنا کو چھو کتہ ہونے پر اٹھا کر لے جاتے تھے۔
 مطلب یہ ہے کہ زاید جو ہر وقت سجادہ کتہ ہونے پر ہر تہا اور اپنی زہد کی نمائش کرتا تھا۔ کل شراب بنا میں شراب پی کر
 اتنا مست ہو گیا کہ ہر کھچل کر جب تک کہ لوگ کتہ ہونے پر اٹھا کر لے گئے۔ دوش اور دوش میں صنعت تجھیں ہے۔
 (۶) ترجمہ۔ ۴۰ دن میں تہو بنجات کہ رستہ کی نیک بیری کرتا ہوں فسق پر فخر کر اور زہد فروشی ہی نہ کر۔

فسق۔ خدا کے حکم سے یا نہ نکلنا گناہ کرنا۔ بدکاری۔ گناہگاری۔ مہا ہات۔ فخر کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ
 اپنے زہد کی نمائش ہی نہیں کرنی چاہیے۔ اور گناہگاری پر فخر ہی نہیں کرنا چاہیے۔

(۷) ترجمہ۔ بادشاہ کی روشن راؤ نور تجلی کا مقام ہے۔ اگر تو اس کا قرب چاہتا ہے تو نیت کو صاف کر دینی گوشہ کر

مطلب یہ ہے کہ روشن ضمیر بادشاہ کا دل نور علی کا مقام ہے ساگر تو اسکا قریب چاہتا ہے تو توجہی آئینہ دل کو صافی کر
 (۸) ترجمہ یہ کہ جمال کی تعریف کو سوا اور کوئی ورد دل کیلئے نہ بنا۔ کیونکہ اسکا دل کا کان نہ مرستہ نہ فریبکے پیام کا محرم ہے
 یعنی ہمیشہ اسکا جمال کی تعریف ہی دل میں کرتا رہے کیونکہ اسکا دل پیام نبی کا محرم ہے۔

(۹) ترجمہ یہ بادشاہ اپنے ملک کی مسکوتہ کراڑ کو خود جانتے ہیں۔ اسکا حافظ تو ایک گنہگار نہیں کہ اگر کسی شہر سے نہ کر۔
 مطلب یہ ہے کہ بادشاہ اپنے ملک کی راہی سلطنت کی بہبود کی۔ از کے خود محرم ہیں اور انکو تم سے زیادہ اپنی ملک کی
 مسکوتہ کا خیال ہے تو ایک گنہگار نہیں کہ آدی ہو۔ مگر معاملات میں کیوں شورش پیدا کرتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
 خواجہ حافظ نے یہ غزل اور طرح کی باقی تمام غزلیں شاہ شجاع کو سنوائی لکھلکھو ادنیٰ پر طنز لکھی ہیں۔ یہ شعر اور غزلیں
 دودا شمار کو بالکلیت سم کی معذرت ہے کہ بادشاہ ناراض نہ ہو جائے اس شہر کے متعلق یہ جو سانس لے لیں وہ سانس لے لیں اور

غزل

۱	کہ تا کی ہم یہاں ساہم ز دنیاوش و شورش	۱	شراب تلخ مینخواہم کہ مردانگہ کو شورش
۲	بہ نسبت ہرہ چنگی و بہرام سلخو شورش	۲	بیادومی کہ نتوان شد ز مکر آسمالی مین
۳	کہ من ہجویم ازین صحرانہ بہرام شورش	۳	کنند صید بہلرمی ہنسیگن جام ہم ہزار
۴	سلیمان با چنان شست نظر با بود با مورش	۴	نظر کردن بد و دریاں منافی بزرگی میت
۵	بشطہ آنکہ نیامی کج طبعان دل کورش	۵	بیات آدمی صافیت از دہر ہنہ ایم
۶	کہ ز ابد فی قوتت میسازم ازین کورش	۶	شراب سبیل مینوشم من از جام زمر و گون
۷	ہاں چمن از ای دل شبوی از شورش	۷	سہا طعور درین چہ زندار و شہد آسائش

کمان اور چینی بان نبی سچید پر ز حافظ

لیکن خندہ می دید بریں بازوی پر ز شورش

(۸) ترجمہ میں تلخ شراب لکھتا ہوں کہ چونکہ اسکا زور مردانگن ہے۔ تاکہ نہ ہوں پر کیلئے دنیا اور اسکا شور و شہر آسودہ ہو جاوے
 شراب کو مردانگن سوا سوا ہوا کہ جو ان آدمی ہی شراب پی کر مست ہو جاوے اور اگر جاتا ہے

(۲۱) ترجمہ شراب کی کہ آسمان کو مگر محفوظ نہیں ہو سکتی۔ زہرہ چنگی کی کہیل اور اس کا سلخ مشہور بہرام کی وجہ سے۔
 زہرہ ایک ستارہ کا نام ہے۔ جسے قاضی فلک مطرب فلک غریب بھی کہتے ہیں۔ دنیا میں نقص مردہ اسکی اثر ہے۔
 زہرہ کو زہرہ چنگی بھی اسی رعایت سے کہا ہے۔ بہرام سے میاں مراد ستارہ مریخ۔ دنیا میں خون ریزی۔ لڑائی۔ شجاعت
 اسی کے اثر سے ہے۔ سلخ مشہور ہتھیار والا سپاہی۔ سرکسہ سلخ اور شور سے۔ سلخ منصف صلاح یعنی
 ہتھیار اور شور از مصدر شوریدن۔ یعنی زیادہ ہتھیار استعمال کرنے والا مطلب یہ ہے کہ آسمان زہرہ و مریخ
 وغیرہ سیارگان کی وجہ سے جو کہ آج اس سے دین نہیں ہو سکتے بغیر اسکی کہ شراب پینا۔ اسکی بکت سے کہ آسمان سے محفوظ ہو جائیں
 (۳) ترجمہ۔ بہری تھکا کھلی کھنڈ۔ ڈال اور جام ہے۔ کیونکہ زمین میں حرامیں بہت پھراہوں نہ بہرام دیکھنا نہ اسکا گور
 بہرام عراق کا ایک شاہ کا نام جو بہت عادل اور سخی تھا۔ چونکہ اکثر گور کا شکار کرتا تھا اسلیو بہرام گور کو بہرہ
 مطلب یہ ہے کہ دنیا فانی ہے۔ بہرام راہی نہ اسکا گور اس لیے بہرام بننے کی کوشش کرنا بہرام شراب اور پی۔

نوشتہ است بر گور بہرام گور	کہ دست کرم یز باز سے زور
اگر فتم عالم بردی زور	ولیکن نہر دم با خود بگور

(۳۱) ترجمہ۔ درویشوں پر مہربانی کا بزرگی کو منافی نہیں۔ سلیمان باوجود اتنی جاہ و جہت و کچھ بڑے بزرگ بھی خیال
 رکھتا تھا۔

(۵) ترجمہ۔ آتا کہ تھو صاف شراب میں زمانہ کا راز دکھائیں۔ بشرطیکہ تو وہ راز کو دل کے طبع لوگوں کو نہ بتائے۔
 شراب کے کاشف راز دہر ہونے کے متعلق دیکھو شعرا نے یہ وقت پیشہ شش ہے۔

(۶) ترجمہ۔ میں زرد کے رنگ کو پیرا ہے شراب سے پتیا ہوں کیونکہ زائد زمانہ کا سانپ ہے اسکا سن کیسے انداز کرنا ہوں
 زرد۔ ایک بڑے رنگت ہے۔ کہتے ہیں کہ اسکا سن لائے سے سانپ نہ ڈرہو جاتا ہے۔

(۷) ترجمہ کہینہ پرور زمانہ کو دسترخوان پر آرام کا شہد نہیں ہے۔ اول جو صلہ لالچ کا مذاق آسکی کرٹا ہٹ اور ٹکینہ سے
 دعو ڈال۔

سماط۔ دسترخوان۔ مذاق۔ ذائقہ کا مقام یعنی مزہ۔ زبان صفت وغیرہ مطلب یہ ہے کہ زمانہ کو دسترخوان
 پر آرام کی شیرینی موجود نہیں ہے۔ صرف نچو و تعوب کی لڑاوا ہٹ اور ٹکینہ ہے۔ حروف آں کو مزہ میں بھی کرٹا ہٹ
 ڈال۔ حاصل کلام یہ ہے کہ زمانہ سے آسورگی کی امید نہ رکھو۔

(۸) ترجمہ۔ نشوونگے کے برو کی گمان حافظ سے مراد نہیں پھیرتی۔ لیکن مجھ کو اس طاقت و ربا زہرہ پھنسی آتی ہے۔

ہنسی اس بات پر آتی ہے کہ ایسی پوزر رجیزہ کو حافظ جیسے کمزور آدمی پر استعمال کرتا ہے۔ دیکھو شعر ۱۶۲۔

غزل

صوفی گلے بچین و مرتع بجا بخشش -	۱	وین نہ نشک لبی خوشگوار بخشش
طامات ذرق در رہ آہنگ چنگ	۲	نسب و طلیساں بی و میگسار بخشش
زہد گراں کہ ساقی و شاہد نمی خرنند	۳	و حلقہ حچین بہ نسیم بہار بخشش
راہم شرا بیلند ای میر عاشقان	۴	خون مرا چاہے زخندان پار بخشش
یار بوقت گل گندہ بندہ عفو کن	۵	وین با جبر ابد و لب جو بیار بخشش
ای آنکہ رہ بمشرب مقصود بردہ	۶	زین بجز طرہ رہ من خاکسار بخشش
شکرانہ کہ روی ترا چشم بدندید	۷	مار ابعفو و لطف خداوندگار بخشش

ساقی چو شاہ نوش کند باوہ صبح

(۸)

(۸)

اگر جام زر بہ حافظ شہ زندہ داریش

(۱) ترجمہ - صوفی بچوں اور خرد کو کاٹوں کو جو اکر دوا اور اس نشکندہ کو خوشگوار شراب پر قربان کر دی۔ ظاہر ہے کہ پہول صحت و وقت پرستے کا نونہو اکر دے پڑتے ہیں یعنی کپڑے پھٹ جاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ زہد و شکر چوہر کسنتی اختیار کر اور گوہر مقصود حاصل کرنے میں ٹھٹھیں پڑاشت کر۔

(۲) ترجمہ - لاف گزارانہ دریا کاری کو آواز چنگ کرست میں ان کو تسبیح اور چادر کو نر ایے زشتی بخشش کو جو اکر دی۔ طلیساں ۳ اسان کا معرب ہے۔ اکیسیم کی چادر جو قاضی و خطیب سنتی ہیں۔ یہ لفظ طلیساں طلیساں طلیساں بہ طرح درست ہے۔

(۳) ترجمہ - زہد گراں کو جسے ساقی اور شوق نہیں خریدتے۔ حچین کو حلقہ میں نسیم بہار کے حوالہ کر دی۔ زہد گراں ہوا زہد یا آمیز جس پر فخر کیا جائے مطلب یہ ہے کہ ایسی زہد کی معشوق اور باریں کو پتھر و قیمت نہیں ہے۔ اس زہد کو چوہر اور باغ میں جا کر صنعت کر دگا ر دیکھ اور اسکی تعریف کر۔

(۴) ترجمہ - نے عاشقوں کو مراد شوب سبغ خود میر لول دین رخسار کے دیا مشوق کو چاہہاں خندان میرا رخون بخشیدی۔
یعنی مشوق کو چاہہاں خندان بر لگ میری جان جاتی رہی تو مواخذہ نہ کر۔

(۵) ترجمہ - اخلاص و مہربانی میں بندگی کو گناہ کو معاف کر دی۔ اور یہ با جزا لیب نہر کے سرو کے طفیل بخشیدے۔
مطلب یہ کہ موسم بہار میں لگ کر سرو لیب جو آئیچے پھینک کر عاشق شراب پیو۔ تو وہ قابل معافی ہو۔ کیونکہ موسم بہار میں باغ کا نظارہ تو بیشک بہن ہوتا ہے۔

(۶) ترجمہ - مخاطب تو مشرب مقصود پر پہنچ گیا ہے۔ اس بھر سے ایک قطرہ مجھ خاک را کو ہی عطا کر
مشرب پینے کی جگہ لہذا مشرب و مجھ کی رعایت اور نظر و دناک کا مقابہ لطیف ہے۔ مخاطب یہ کہ تو کو مقصود حاصل کر چکا ہے۔ میری ہی مدد کر۔

(۷) ترجمہ - بس بات کا شکر یہ میں کہ تجھ چشم بد نے نہیں دیکھا ہم مضرا کے عفو و لطف کا طفیل معاف کر دی۔

(۸) ترجمہ - ساتی صوبت بادشاہ شراب صوبہ پیئے۔ تو اس کو کہ کہ ایک زریں بیلا شرب بیدار حافظ کو ہی عطا کر دے
صبح و شب کا مقابہ لطیف ہے۔ اپنی شب بیداری کا طفیل ساتی کو شرب ایک بیلا شرب لہور کی درخواست کرتی ہیں

غزل (۱۰)

۱	گل اندیشہ کہ چوں عشوہ کند در کارش	۱	فکر لبیل ہمہ نسبت کہ گل شد یا رش
۲	خواجہ آنت کہ باشد خشم خدنگارش	۲	دلربائی ہمہ آن نیست کہ عاشق بکشدند
۳	زین تعابن کہ خرف می شکند بازارش	۳	جای آنت کہ خون موج زند در دل لعل
۴	این ہمہ قول و غزل تعبیه و درمنقارش	۴	بیل از فیض گل آمونت سخن ورنہ نبود
۵	سر کجا بست خدا یا بسلامت دارش	۵	آن سفر کردہ کہ صد قافلہ لہمراہ آوت
۶	بیشکی رہہ بیرے در جسم ديارش	۶	اگر از وسوسہ نفس و ہوا دور شدے
۷	جب رہا باش کہ سرمی نکند دیوارش	۷	ای کہ از کوچہ مشوقہ تا میگذری
۸	جانب عشق عزیزت مست و سگندارش	۸	صحببت عافیتت گر چہ منزل فنا دای دل
۹	بہ جام در آ نغفہ شود و دستار ش	۹	صوفی از سر خوش از نیست کہ کج کرد کلاہ

دل حافظ کہ بیدار تو خورشید است

(۱۰)

(۱۰)

ناز پرورد وصال است مجازاً رخس

(۱) ترجمہ۔ میل کا خیال صرف یہی ہے کہ پھول کا دست ہو گیا۔ پھول اس خیال میں ہے کہ اس پر شہوہ کس طرح کرے۔

یعنی عاشق اس خیال میں ہے کہ عشق اس پر بہان ہو گیا اور عشق اس خیال میں ہے کہ کس طرح عاشق پر عشق تم کو کرے

(۲) ترجمہ۔ عشق کا صرف یہی کام نہیں کہ عاشق کو قتل کرے۔ آقا وہی ہونا ہے۔ پھر وہ تو کو کا خیال ہی ہو۔

اولم بری و ولداری نہ کردی | غم دادی و غم خاری نہ کردی |

غم دیا اپنا گر پڑے غم خوار سی نہ کی | دلستانی آئیے فرمائی دلدار سی نہ کی | (اکبر)

(۳) ترجمہ۔ جہاز ہے اگر گل کو دل میں فرخ ہو جس بار۔ اس نفوس کو کھٹکیر کی آواز آ کر سرد کر دے گی ہی

تغابن۔ ایک دوسرے کا نقصان کرنا۔ زبانکاری۔ مجازاً یعنی افسوس مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں نا اہل آرام

تعم میں ہیں اور اہل کمال ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کرتے ہیں اس لیے اگر اہل کمال کا دل اس نفوس سے خون ہو

جگا۔ تو کوئی عجیب بات نہیں۔ اسی مضمون کے لئے دیکھو شعر ۳۵

(۴) ترجمہ۔ میل نے پھول کو فیض دیا یہ نعمت سخی ہی کہ نہ یہ قول غزل کی چونچ میں بابت نہیں ہی۔

یعنی بیل کو یہ دلکش نعمت سرائی پھول کو عشق دیکھا ہی ہے ورنہ یہ غزل کوئی فطرتاً ہی چونچ میں ہی۔ شاعر کے دل میں

ہی جب تک درد عشق نہ ہو۔ موثر اور دلپذیر غزلیں نہیں کہتے۔

بسا مرغان خوشل لجان کہ بستند | کہ خلق از ذکر ایشان لب بستند |

چو اہل دل ز عشق افسانہ گوئند | حدیث بیل دہر وانہ گوئند | (عالمی)

(۵) ترجمہ۔ وہ سفر پر گیا ہوا کہ جس کے ساتھ لوگ کو سوتا تھے ہیں۔ آندا جہاں کہیں ہی وہ ہو اسو سلامت کہے۔

اس شعر میں کسی خاص جزئیہ کی طرف اشارہ ہے جو سفر پر گیا ہوا ہوگا۔

(۶) ترجمہ۔ اگر غرض ہو کہ وہ سو دور ہوتا۔ تو بیشک اسکی حرم دیدار میں ہی بار بار ملی ہوتی

یعنی ہوا وہوں کی مطابقت چوڑنے سے مشابہہ عشق ہو چکا ہو۔

(۷) ترجمہ۔ وہ شخص جو ہمارے عشق کو کہہ چکے وہ گندتا ہے۔ خبردار کہ اسکی دیدار میں سر توڑ دیتی ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ کوئی عشق سے دلا، دین کو سلامت لیجا، حاصل ہے۔

- (۸) ترجمہ۔ دل اور چہرہ کی صحبت تجو اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن عشق کا پہلو ہی عزیز ہوا ہے نہ چہرہ۔
 یعنی عشق نہ کرنے میں آرام تو بیشک ہے لیکن عشق میں ہی ایک عجیب لطف ہے۔ اسے نہیں چھوڑنا چاہئے۔
 (۹) ترجمہ۔ صوفی اگر اسی بات و خوش ہو کہ اس کو ٹوٹی ٹوٹی میٹر ہی کہی تو ایک پیالے آؤ بی کر اسکی کچڑی کھول جائیگا
 یعنی مفروضہ صوفی کی مسرت ہی شراب کی مستی کا مقابلہ نہ کر سکیگی۔
 (۱۰) ترجمہ۔ حادثہ کا دل چہرے کو دیدار کا عادی ہو گیا ہے۔ وصال کا ناز پروردہ ہی اسکو تحلیف نہ دی۔
 یعنی اپنے ہجر کی تحلیف اسے نہ دے۔

غزل (۱۸)

۱	معاشرہ دلبر شیریں ساقی گلستاں خوش	۱	کنز آبی پایی بی طبع شعرو با رخس
۲	گوارا باد تباہ عشق کہ داری روزگار خوش	۲	الائمی و لطلح کہ قدر وقت میدانی
۳	بود کفر عشق ایام بدت افتد نگار خوش	۳	عروس بیع را زیور نہ کہ بکرمی بندم
۴	کہ مہتاب لاف زورت طرف لالہ زار خوش	۴	شب صحبت غنیمت دان و داد خوشدلی بیانی
۵	کہ مستی میکند جھل می آرد حمار خوش	۵	چہمی در کاسہ چشم بست ساقی را بنام ایزد
۶	پسندی گو بر آتش نہ کہ داری کار بار خوش	۶	ہر آنکس را کہ بجز طرز عشق دلبری با رست

بنفقت عمر شد حافظ ییا با مہیجانہ

(۷)

(۷)

اگر تنگدلاں مستی یا موزند کار خوش

(۱) ترجمہ۔ پانی کا گناہہ بید کا سا طبیعت موزون اور حسین معشوق۔ یہ صحبت شیریں لہر اور ساقی ایک خوبصورت
 کلر و۔

مطلب یہ ہے کہ خوبی قسمت کو یہ تمام نعمتیں حاصل ہیں اور عجیب لطف کی مجلس ہے۔

(۲) ترجمہ۔ ہاں بوجہت بیدار وقت کی قدر کر۔ یہ عیش تجو نصیب ہو کہ تو اچھا وقت رکھتا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ طبیعت کی عورت کو تازہ خیالات کا زیور پہناتا ہوں۔ شاید کہ زمانہ کی مسامتت کو کوئی خوبصورت

مشتوق مل جائے

یعنی نئے نئے خیالات منظوم کرتا ہوں تاکہ اس طریقہ سے کوئی مشتوق ڈاہہ آجائے۔ یا کوئی قدر و دان مل جائے۔
(۴) ترجمہ صحبت کی رات کو نصیبت جان اور اچھی طرح سے خوشدلی کرے۔ کیونکہ چاندنی دل فروز ہے اور باغ کا گوشہ خوش نما ہے۔

(۵) ترجمہ۔ ساقی کی آنکھوں کے پیالے میں نام خدا کی سی شراب ہے کہ عقل کو سا تہمتی کرتی ہے اور اس کو اچھا خارا لاتی ہے بنا نام ایزد۔ نام خدا رکھتے ہیں تعجب مطلب یہ ہے کہ مشتوق کی مست آنکھیں ہوش رہا ہیں۔

بخیال چشم کہ مینہ قدح جنوں لنگ ما	کہ ہزار میکدہ دود بر کاب کر دیش رنگ ما	(امید)
مے حاجت نیست مستیم را	در چشم تو تا خار باشد	(امیر خسرو)

(۶) ترجمہ۔ جس شخص کی دل پر کئی لبر کے عشق کا بوجہ ہو۔ اس کو کہو کہ آگ پر سپند جلاؤ کہ وہ بہت چھا کر دوبار رکھتا ہے یعنی جس شخص کو دل میں غم عشق ہو وہ بہت خوش نصیب ہے۔ اس کو اسکو چاہئے کہ آگ پر سپند ڈالو تاکہ نظر پر سے محفوظ رہے۔

(۷) ترجمہ۔ حافظ تیری مغلقت میں گدگئی ہمارا تہہ ترا بنائے میں آکر دست شوخ مشتوق تھو کی اچھا کام کھلا کرے شنگول کے لئے دیکھو شہ عرش ۱۱۔ مطلب یہ ہے کہ مغلقت میں گدگی ترا بنانے میں چلنا کہ تھو کا دوبار عشق کی تعلیم دیں۔

غزل ۱۹

۱	باید زیں کشید ازیں در طہ زخت خویش	۱	ما آرمودہ ایم دریں شہ سبخت خویش
۲	آتش زوم چو گل بتن لخت لخت خویش	۲	از بسکہ دست می گزم و آہ می کشم
۳	گل گوش بہن کردہ ز شاخ درخت خویش	۳	دوشم ز بلبل چہ خوش آمد کہ می شود
۴	بسیار تند خوئی نشیند ز بخت خویش	۴	کا بی ل صبور ہاں کہ آن یار تند خوئی
۵	عارف بآب نمکند زخت بخت خویش	۵	گر بیخ خمیہ نہ حادثہ سر ز فلک زند
۶	بگذر ز عہدست و سخنہای سبخت خویش	۶	خواہی کہ سبخت دست جہاں بر تو نگذرد

ای حافظ ا مراد میسر شدی مدام

(۴)

جمشید نیز دور نماندی ز نخبست غمیش

(۱) ترجمہ۔ ہم تو اس شہر میں رہنا بہت آزما یا جو اس گرداب اپنا اسباب باہر لیٹا نا چاہتے۔

یعنی اس شہر میں تو بہت دن امن نصیب ہوا۔ اب کسی اور جگہ جانا چاہی۔ اس شہر میں شہر شرار کبھی یا یہ داروغانی۔ غم
کا ایک ہی چیز پائی شیراز سے گلا۔ رنگا بگت تھی۔ مگر رکن باد کے پانی اور مصلیٰ کی خاک ڈالیں اور کہیں کا نہ چھوڑا

(۲) ترجمہ۔ ازاں تک ہر تلہ کا شہر ہوں اور آہیں کھینچتا ہوں یہوں کی طرح جڑ اپنی پارہ پارہ جسم میں اگل لگا دی ہے۔
بہول مرغ آتشیں رنگ ہوتا ہے اور مختلف پنکھڑیوں کا مجموعہ ہوتا ہے گو یا کو کن نخت نخت میں گ لگی ہے۔

دست گزیدن تو مراد دستہ دستہ گزیدن۔

(۳) ترجمہ۔ سگ بھی بہت اچھا معلوم ہوا اگر کبھی لگتی تھی اور پھول ڈالنے پودے کی شاخ سے کان کھولے تھے۔

(۴) ترجمہ۔ کراؤں اور کبر کہ وہ تند غم مشورہ اپنی نخت کی وجہ سے اس قدر تند غم بیٹھا ہے۔

یہ دو نثر قطعہ نہیں۔ دو سطر شعر طبع کا قول ہے مطلب یہ کہ کراؤں کی تھی اور پھول سنتا تھا کراؤں دل صبر کر
کیونکہ مشورہ کی تند غم کی نخت کی وجہ سے پھول کی بہار چونکہ چند روزہ ہوتی ہے۔ اس لئے وہ خود اپنی ناپائیدگی
پر تند غم بیٹھا ہے۔ طبع کی دل آزاری مطلق نہیں۔

بہاؤ اللہ تو ہوشیار ہے جاری آفتابا ہے	بتارونی کہ کسی کی ہستی موم ہونم پر شبنم
---------------------------------------	---

اسی مضمون پر دیکھو شعرت ۱۱۵

(۵) ترجمہ۔ اگر حوادث کی تند موج آسمان تک ہی پہنچ جاوے۔ تو عارف اپنی نخت کو اسباب کو پانی سے تر نہیں ہونو دیتا
حوادث بہر کو پانی کی موج سے تشبیہ سے مطلب یہ کہ اگر حوادث کی موج آسمان تک ہی چڑھ جاوے اور زمین و
آسمان کا اندر حوادث کی ہی موج پہنچ جاوے۔ تو ہی عارف اس موج سے اپنا دامن تر نہیں ہونے دیکھا یعنی عارف
کے دل پر حوادث کا کھلنا نہ ہوگا۔

پختہ طبعوں پر حوادث کا نہیں ہونا اثر	کو ہزاروں میں نشان نقش پالسا نہیں (اکبر)
--------------------------------------	--

(۶) ترجمہ۔ اگر تو چاہتا ہے کہ جہاں کی نخت کی کا تھوڑا تر نہ ہو۔ تو اپنی دست (کلمہ) و عدل و رحمت بازشو باز آجا۔
یعنی عاشق کسی جو نے وعدہ اور نخت کا می نہ کرنا کہ جہاں کی نختی زری کا تجھ پر اثر نہ ہو نخت دست اور دست و

سخت کا مقابلہ لطیف ہے

(۱) ترجمہ - حافظ اگر الہی مراد حاصل ہوتی تو جشید ہی اپنی بخت کو دور نہ ہوتا۔

یعنی جب ہمیشہ کی بزمِ عشرت ہی نہیں رہی تو آدھ کس کو دائمی مراد حاصل ہو سکتی ہے دنیا کی ناپائیداری کا

غزل (۲)

۱	لیکنتش مہر و فانیت خدا یا بدیش۔	مجمع خوبی و لطف ست عذار چو ہمیش
۲	بگشتند نام و در شرح نباشد گنہش۔	دلبرم شاہد طفل ست بازی روزنے
۳	کہ سجان حلقہ بگوش ست مہ چار دیش۔	چار دہ سالہ بتی جا بگت شیریں دارم
۴	کہ بد و نیک ندیدہ است و نداد دیش	من ہاں بہ کہ از دینک نگہدارم دل
۵	گر چہ خون میچکد از شیوہ چشم گیش	بوی شیراز لب بچویش شکرش سے آید
۶	خود گچاشد کہ ندیدیم دریں چندیش	در پی آن گل نور ست دل مایا رب
۷	بیز زود بر سر داری خود پاؤشش	یار دلدار من از قلب بد میںاں سخت

جان بشکر کہ کم صرف گران آنہ در

(۸)

صرف دیدہ حافظ شود آرام گیش

(۹)

(۱) ترجمہ - اسکا چاندھ صیبا چہرہ خوبی و لطف کا مجموعہ ہے لیکن اس میں ہر دو فنا نہیں خدایا اس ہر دو فنا ہی دے

(۲) ترجمہ - میرا دل بمرشوق ہوا در لڑکا ہو کئی کئی کھیل میں ہو میری سوا مار ڈالے گا اور شربت میں سے باز پرس نہیں ہوگا

قانون اور شربت میں لطف نابع کا دل قابل مواخذہ نہیں ہوتا اور کبیل میں تو ارادہ قتل بھی نہیں ہوتا۔

(۳) ترجمہ - میں جو دہ سالہ عیار دار شیر مرشوق رہتا ہوں۔ کہ چو دھوین چاند پہنل جان و اسکا حلقہ بگوش ہر

(۴) ترجمہ - یہی ہتھوڑا کبیل بزدل کو اس سے اچھی طرح بچا کر رکھوں۔ کہو کہ اس نیک بگوش نہیں اور بزدل کی گہراشت نہیں کر سکا

یعنی نا تجربہ کار بزدل بزدل حسین نازک چیز کو محفوظ نہیں کرے گا۔ اسکو بہتر رہی ہے کبیل بزدل کی خود گنہگار

کردن اندا سکو حائے نہ کروں۔

(۵) ترجمہ اس کے شکر جیسے بسوں بواب تک دھکی ہو آتی ہے۔ اگرچہ اسکی سیاہ آنکھوں کی شنیہ ہو خون پکتا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اسکی سیاہ آنکھیں غم خوار ہیں لیکن ابھی تک سوجھی ہو۔ اسکی مضمون کرنے دیکھو شرفت ۳۱۶
شیر اور شکر کی رعایت ظاہر۔

(۶) ترجمہ۔ یہ خدا اس گل نورتہ کہ چہو ہمارا دل کہ چلا گیا کہ تم نے اتنے دنوں سے اسی نہیں کہا۔
(۷) ترجمہ۔ میرا دل از عشق اگر اس طرح سو قلب شکنی کر گیا۔ تو بادشاہ جلدی ہی اسے اپنی بزرگی میں لے گیا۔
قلب۔ (۱) دل (۲) شکر کا درمیانی حصہ۔ یہاں دو نومنون کی طرف اشارہ ہے۔ صنعت یہاں ہے۔
مطلب یہ ہے کہ اگر میرا عشق اسی طرح قلب شکنی (دل شکنی) کرتا تو بادشاہ اُسے نوج کا سپہ سالار بنا دیتا۔ تاکہ شہنوں
کے شکر کے قلب کو شکست دے۔

(۸) ترجمہ۔ میں جان شکنانہ میں قربان کر دوں گا اگر حافظ کی آنکھوں کی صدف میں تکی کو دانہ کی آرام گاہ ہو جائے۔
مطلب یہ ہے کہ اگر عشق حافظ کی آنکھوں میں منزل بنا لے تو حافظ اس منزل میں جان قربان کر دے گا یعنی اگر
مشاہدہ ذات نصیب ہو تو جان قربان کر دوں اور ظاہر ہے کہ جان قربان کرنے کے بغیر مشاہدہ نصیب ہی نہیں ہوتا

غزل

۱	کہ گفتن میں نہاں مشکل خویش	مرا کاریت مشکل با دل خویش
۲	کہ ہر شب در چہ کارم با دل خویش	نیالت اندو جان من از چشم
۳	چہ رانی تند یار اصل خویش	ز وہاں نگاہان دی کن چشم
۴	مگر با ہم سرخ از منزل خویش	بگشتم تو چو چمنوں کوہ و صحرا
۵	کم آمد شتیم در ساحل خویش	مراد اول منزل رہت او
۶	ز بخت خوانبناک غافل خویش	چہ فرصتہا کہ کم درم دریں راہ

کم از جولانے خستہ در رہ ما

(۱)

(۴)

چو حافظ خاک کر د آب گل خویش

(۱) ترجمہ۔ مجھ اپنے دل کو ساتھ ایک شکل کام ہو کہ جس شکل کو میں بیان ہی نہیں کر سکتا۔

(۲) ترجمہ۔ تیرا خیال جانتا ہوں اور میری جان کہ غم کی وجہ سے ہر رات مجھ اپنے دل کو ساتھ لیا جا رہا ہوتا ہے۔

یعنی نیرے خیال میں رات بہ رات جان غم کو بسر کرتے ہیں۔

(۳) ترجمہ۔ جو پیچھے رہ گئے ہیں انکو بھی آخر یاد کر کے دوست تو اپنے محل کو کیوں تیز لے جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ سفر میں ارکو اپنے پیادہ ہمراہیوں کا بھی خیال رکھنا چاہئے اس طرح سفر دنیا میں طاقت ور لوگوں کو کمزوروں کی نگہداشت کرنی چاہئے۔ اسی مضمون پر شیخ سعدی علیہ السلام فرماتے ہیں

۴۴ فادس لار جنین تند چہ انی | آہستہ کہ در کوہ دگر باز پانند

(۴) ترجمہ۔ میں مجھوں کی طرح کوہ و صحرا میں بہت پہرا۔ تاکہ شاید اپنی منزل کا کوئی سراغ ملے۔ لیکن نہ ملا۔

(۵) ترجمہ۔ میں پہلی ہی منزل میں لوٹا گیا۔ میری کشتی کبھی اپنے ساحل پر نہ لگی۔

راہ افتادن۔ ڈاکٹر پڑنا۔ رستہ کا لٹنا۔ نقصان پہنچنا۔ (معاورہ ہے) کم بھینے نئی۔ بعض دیوانوں میں "کم" کی بجائے "گم" ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ میری کشتی اپنے ساحل پر ہی گم ہو گئی۔ یعنی چلنے سے پہلے ہی خرق ہو گئی۔

(۶) ترجمہ۔ میں نے کتنے فرصت کے موقع ضائع کر دیے اپنے غافل خواہنا کجبت کی وجہ سے۔

یعنی اپنی بدبختی اور غفلت کو کئی موقع ملتا ہے جاتے رہتے۔ اور ہم نے کچھ نہ کیا۔

(۷) ترجمہ۔ آخر ہمارے رستہ میں تیروی تھوڑی کروڑ جب نظر آئے تو چشم کو خاک کر دیا ہے۔

آب و گل سے مراد ہم تن۔ وجود مطلب یہ ہے کہ حافظ نے اپنے وجود کو خاک کر کے راہ میں ڈال دیا ہے۔ اس لئے تو اس رستہ میں اتنی تندرانی اور جلالی نہ کر۔

غزل (۲۲)

۱ گفت سخنش گنہ می بخشش
۲ مژدہ حسرت بر ساند سرشوش
۳ نامی لعل آوردش خوں بچوش

۱ حلقے از گوشہ میخانہ دوش
۲ عفو آہی بکند کار خوش
۳ این خرد صام بمبختانہ بر

۴	نکتہ تسلیم ہے کہ کوئی خموش	۴	خود ہاں بشترا ز جرم ہاست
۵	ہر قدر ائیل کہ تو انی بگوش	۵	اگر چہ ہاں بگوشش دہند
۶	روی من خاک درمی فرودش	۶	گوشش من حلقہ کیسویے یار
۷	روح قدس حلقہ امزش بگوش	۷	داور دین شاہ شجاع آنکہ کرد
۸	وز خطر حشم بدش دار گوش	۸	ای ملک العرش مرادش بدہ

(۹) رندی حافظ زگنا بیت صعب

باکرم یاد شہ عیب پوش

- (۱) ترجمہ۔ بیگانہ کے گوشہ ہر کی ایک ذاتیں غیبی آواز دی کہ گناہ بخش دیکھ شراب پیو۔
 (۲) ترجمہ۔ غیبی خوشخبری سناؤ اور ارجحیت کی یہ خوشخبری سنا تا ہو کہ خدا کی بخشش اپنا کام کر لگی۔
 (۳) ترجمہ۔ اس کچھ عقل کو شرافت میں لجا۔ تاکہ سرخ شراب کے خون کو جوش میں لائے۔
 یعنی شراب عقل خام کو بختہ کر دیتی ہے۔
 (۴) ترجمہ۔ خدا کی بخشش ہمارے جرموں سے زیادہ ہے۔ یہ پوشیدہ راز ہے۔ کیوں بتاتا ہے۔ خاموش رہ۔
 فی الحقیقت خدا کی بخشش اور عفو ہمارے گناہوں سے بہت زیادہ ہے۔ لیکن بچتہ ہر نامل کی کانوں تک نہیں پہنچاتا
 چاہئے کیونکہ اسکا اثر ایسے لوگوں کے دلوں پر ہر جاتا ہے۔

لے آنکہ بدید گشتم از قدرت تو	پروردہ مشوم بنا ز نعمت تو
صد سال با متحاکم گنہ خواہم کرد	یا جرم من است بخش یا رحمت تو (عزیم)

- (۵) ترجمہ۔ اگرچہ کما و مسل کو بخش نہیں ملتا۔ لیکن از دل جہاں تک ہو سکتا ہو تو کو بخش کر۔
 یہاں خواجہ صاحب نے پیر سید جبرو اختیار پر اپنی میانہ روی کا ثبوت دیا ہے جو عین تعلیم اسلامی کے مطابق ہے۔
 خواجہ صاحب جابجا جبرو جہد اور سعی و عمل کی تعلیم دیتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی بتا جاؤ ہیں کہ ہماری کوششوں کا نتیجہ خدا
 کے ہاتھ میں ہے۔ دیکھو شعر دہش شہک شہک شہک
 (۶) ترجمہ۔ میرا کان ہے اور کیسویے یار کا حلقہ۔ میرا چہرہ ہے اور دیمیزوش کی خاک
 یعنی میں زلف معشوق کا اسیہ مہوں اور میزوش کے دروازہ کی خاک پر میرا کہا ہے۔

(۶) ترجمہ - دین کا حاکم شاہ شجاع جس کے حکم کا حلقہ روح الامین کے کان میں آئے

یعنی روح الامین ہی شاہ شجاع کا حلقہ گوش ہے۔

(۸) ترجمہ - آعرش کو بادشاہ اسکی مراد پوری کر اور چشم بد کے نظریے کو اسے محفوظ رکھ۔

ملک العرش سے مراد خدا۔ گوشن آستن۔ متوجہ ہونا۔ محافظت کرنا۔ نگاہ رکھنا۔ بچانا۔

رکھنا۔ شاہ شجاع کے حق میں عاہے۔

(۹) ترجمہ - حافظ کی زندگی عیب پوش بادشاہ کی بخشش کے مقابلہ میں کوئی بڑا گناہ نہیں۔

یعنی بخششی جائیگی۔

غزل

۱	می سپارم تبواڑ چشم حسود و جنبش	یار بآن تو گل خندان کہ سپری بنبش۔
۲	ہمت اہل کرم بدرقہ جاں و نش	ہمراہ اوست دلم باد بہر جا کہ رود
۳	چشم دارم کہ سلامی بزمانی ز نش	گر بس منزل سلمے رسی ای باد صبا
۴	جای دلہای عزیزت بہم ہر ز نش	بادب ناؤ کشتائی کن ازان لف سیاہ
۵	محترم دار دراصل سرہ عنبر غنمش	چون لم حق وفا بانخط و حالش دارد
۶	دور باد آفت و ز فلک آن جان و نش۔	گر چہ از کوی وفا گشت بصد حیرت و
۷	سفلان مت کہ باشد خبر از بوشمش	در مقامیکہ بیاد لب اومی نوشند۔
۸	ہر کرایں آب خوردنت بدیاقلمش	عرض مال ز در میخانہ نشاید اندوت
۹	سراوقد مشش یال ب ماد و نش۔	ہر کہ تر سد زلال زندہ عشقش نہ حلال

شرحاً فقط ہم یہ بیت نزل معرفت

(۱۰)

(۱۱)

آفریں نہیں دلکش و لطف سخنش

(۱) ترجمہ - خدا وہ تو گھنٹہ پہول جو تو نے میرے حوالہ کیا۔ باغ کے حائلوں کی آنکھوں میں اس تیرے کھڑکی کی پتلی

یعنے اُسے چشمِ حاسد سے محفوظ رکھے۔

(۲) ترجمہ۔ میرا دل اکو میرا ہو۔ جہاں کہیں جاؤ۔ اہل کرم کی دعا کی جان و تن کی محافظ ہو۔

(۳) ترجمہ۔ ابا دصبا اگر تو سلمیٰ کی منزل پر پہنچو۔ مجھ امید ہو کہ تو میرا سلام اُس کو پہنچائیگی۔

سلسلے اعراب کی ایک معشوقہ کا نام۔ مجازاً اہل معشوق کو کہتے ہیں۔

(۴) ترجمہ۔ اس زلفِ سیاہ کی ناندگشتائی اور بک کر۔ کئی عزیز دلوں کی دہان جگہ ہوا سکودرم برہم نہ کر۔

یعنے زلفِ معشوق میں کئی دل سیر ہوں سلمیٰ اسکو آرام اور ادب کہوں اور خوشبو جامل کر اس شعر میں یہی مخاطب ابا دصبا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ چونکہ میری دل کو اکو خط و حال پر تھی وفا ہو۔ اسلئے اسی اس زلفِ معنبر میں محترم رکھے۔

۔ یہاں بھی ابا دصبا مخاطب ہے۔

(۶) ترجمہ۔ اگرچہ وہ وفا کو چھوڑے کئی سنہ نہیں رہو گیا۔ تاہم خدا کرے کہ اس کی جانِ تن کو دور فلک کی آفت دور رہے۔

یعنے اگرچہ میرا معشوق بے وفا ہو تاہم میری دعا ہے کہ خدا اُسے آفتِ دہر سے بچا کر لے۔

(۷) ترجمہ۔ جس جگہ اسکی لب کی یادیں شراب میں ہیں۔ وہاں اگر کسی مست کو اپنی خبر رہے۔ تو وہ کمینہ ہے۔

یعنے جس عاشق کو مئے عشق پئی کر بھی اپنے آپ کی خبر رہے وہ عاشق صادق نہیں۔

(۸) ترجمہ۔ شراب نہ کہ دروازہ سوالِ متاع جمع نہیں کرنا چاہی۔ جو شخص یہ پانیِ شراب پیو اسکو اسبابِ

دریائیں ڈال دو۔

عرض۔ گھر کا مال متاع۔ اسبابِ مطلب یہ کہ شرابِ عشق پی کر مالِ متاع دنیا کی ہوں نہیں ہنسی چاہئے۔

(۹) ترجمہ۔ جو شخص تکلیف سے ڈرتا ہو اس پر عزمِ عشق حرام ہے۔ ہمارا سر ہے اور اسکو قدم یا ہمارا

لب ہیں اور اسکا منہ۔

لب ددہن سے مراد بوسہ

(۱۰) ترجمہ۔ حافظ کے شعر معرفت کے نہایت اچھے بیت ہیں۔ اسکو دلکش نغزل و لطف سخن پر آفریں ہو

بیت الغزل۔ منتخب اور بہتر شعر۔

معمولی شاعرانہ نثر یہ شعر ہے۔

غزل ۲۴

۱	دلم ارغشہ شیریں شکر خای تو خوش	۱	ای ہم شکل تو مطیع دم جابی تو خوش
۲	بچو سر و چینی ہست سہ لپای تو خوش	۲	بچو گلگیر تری ہست جود تو لطیف
۳	ہم مٹام دلم از زلف سمنای تو خوش	۳	ہم گلستان خیالم ز تو نقش و نگار
۴	چشم و ابرو تو زیبا قد بالای تو خوش	۴	شیشہ ناز تو شیریں خط و خال تو ملح
۵	میکند در مرا از رخ زیبای تو خوش	۵	بیش چشم تو ہمیں کہ بدل بیماری
۶	کی گنم خطا خود را بتناہی تو خوش	۶	در رہ عشق کہ از سیل وفا نیت گذار

در بیابان فنا گر چه زہر خطاست

(۴)

میر و حافظ بیدل تو لای تو خوش

(۴)

۱) ترجمہ - کتری تمام نکل پذیر اور تیرے تمام اعضا خوشناہیں میرا دل تیرے شیریں شکر خاوشہ تو خوش ہے۔
 ۲) ترجمہ - بچوں کی تڑناہ پکھڑی کی طرح تیرا جسم لطیف ہے۔ اور سر و چینی کی طرح تیرے تمام اعضا خوش نکل ہیں۔
 ۳) سوا یا - عشق کے تمام اعضا - عشق کے تمام اعضا کی تعریف۔
 ۴) ترجمہ - میر خیاالات کا باغ بھی تجھ کی نقش و نگار ہے اور میرا دل کا شام بھی تیری سمن بوزلف سے ملتا ہے۔
 ۵) ترجمہ - تیری ناز کا شیشہ شیریں خط و خال تیرے خط و خال ملح میں تیری آنکھوں پر اور زیبا میں دل تیرا قد بالای تو خوش ہے۔
 ملح - نکلین - سبز رنگ - گندمی رنگ۔
 ۶) ترجمہ - میں تیری آنکھوں کے سامنے جھکوں کیونکہ اس بیماری سے میرے دل کو تیرے خوبصورت چہرے کو ذرا بھی اچھا کرتی ہے۔
 عشق کی مست آنکھ کو بیماری میں بھی خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ تیرے چشمے چھپ جائے کہ سامنے ہی مروں
 کیونکہ تیری آنکھ اپنی بیماری کہستی کے باوجود تیرے خوبصورت چہرے کے سامنے میرے دل کو اچھا کرتی ہے۔
 ۷) ترجمہ - عشق کی راہ میں جہاں سیلاب قسا بگدازنا مشکل ہے۔ میں اپنی دل کو تیری تنہا میں خوش کہتا ہوں۔
 یعنی عشق کہ لعل اگر چه خطا نک اور سیلاب قسا سلامت نکل جانا محال ہے۔ تاہم میں تیرے شوق میں اپنی دل کو خوش کہتا ہوں۔

(۸) ترجمہ۔ بیانِ قاسم اگرچہ چاروں طرف سے خطرہ ہو۔ لیکن حافظ بیدل تیری محبت میں خوش جا رہا ہے۔
دیہی مضمون جو گزشتہ شعر میں بیان ہوا۔

غزل ۲۵

دوش بہن گفت پنہاں سازدانی تیز موش	۱	کرشما پنہاں نشاید ایش از می فروش
گفت آساں گیر بفرود کار ہا کہ ز روی بیع	۲	مستحبت گیر جہاں بر مردمان سخت کوش
و آنکھم درو اد جامی کہ فروغش بر فلک	۳	زہرہ در قصل مدبر بطرزان میگفت نوش
تا نگردی آشتائیں پر وہ بونی نشنوی	۴	کوش نامحرم نباشد جامی پیغام سروش
در جرم عشق تو اں زردم از گفت و شنید	۵	زانکہ آنجا جملہ عشنا چشم باید بود گوش
در سبط محنتہ دانان خود فروشی شطرنیت	۶	یا سخن انستہ گوے مرد بخود یا خموش
باد لہن خویش لختب اں بیا در بچو جام	۷	نی گرت ز خمی رسد آئی چونی اندر خوش
کوش کن پندای سپہ از بہر دنیا ششم مخور	۸	گفت چوں در حدیثے کہ توانی از گوش

ساقی امی کہ زندہ بہای حافظ عفو کرد

(۹)

(۹)

خسر صاحب قرآن بس مخرج عیب و نش

(۱) ترجمہ۔ ایک تیز موش از ان کل غریب طور پر چوکھا کہ تجویہ سے می فروش کار از پوشیدہ نہیں رکھ سکتے۔

(۲) ترجمہ۔ کہاں کہاں پورا پر کام کو آسان کہی کہ طبعاً جہان سخت کوشش کرنے والے آدمیوں کو سخت پچر تا ہو۔

یہ دو شعر تعلق نہیں مطلب یہ ہے کہ کل چوکھا کہاں کہاں از دانش کہاں کہ تہہ سے را از کی بات پوشیدہ نہیں کہ کسی اس سے بتائی نہیں کہ

دنیا میں خسر مگر گیری اور سہل گیری نسبتاً زیادہ کیونکہ ہم جنسی کوشش کر سگے فائدہ اتنی ضمنی تم کو گیا نظر ہے۔ کہ اگر ایک

شخص قانع ہو کر بیٹھ جائی اور کم و بیش کوسے اپنی دل کو غم میں بستلانہ کرے تو اسکی زندگی بڑی آسانی اور آرام سے

گذرے گی اور اگر چاروں طرف ہاتھ پاؤں پھیلائے کی کوشش کر گیا۔ تو زمانہ سکو ہمیشہ در رخ و تعب میں رکھو گا۔ جہاں

تک و کن ہو طبیعت کو تعلقات سے آزاد رکھنا چاہئے۔ ح ہر چہ ضرورت بدان شغل کیسے۔

عمل کرنا چاہئے۔ نہ دنیاوی سود پر خوشی کرنی چاہئے اور نہ ایسے زیاں پر نفوس۔ ورنہ زمانہ ہمیشہ طبیعت کو پریشان رکھے گا اور اطمینان قلب کبھی حاصل نہیں ہوگا۔

سبکدوشی سے بکتر روزہ

(۳) ترجمہ۔ پہلے سبکدوشی سے بکتر روزہ اور پھر آسمان پر زہرہ قوس کرنے کی اور بظاہر سبکدوشی سے بکتر روزہ کرنا۔
درود کا فاعل راز دانے تیز ہوش

(۴) ترجمہ۔ جب تک آتش نہیں لگا اس پڑھ کر پھر پڑھیں گے یہ سبکدوشی سے بکتر روزہ کرنا۔ پانچ سو مرتبہ پڑھنے کے قابل نہیں ہوتے۔

مطلب یہ کہ پردہ معرفت کا راز جب تک محرم نہ ہوگا تب جو محرم نہیں ہو سکے گا۔

(۵) ترجمہ۔ حرم عشق میں گفت و شنید کام نہیں لے سکتے۔ کیونکہ اس سبکدوشی سے بکتر روزہ کرنا چاہئے۔

یعنی حرم عشق میں جا کر بہت کچھ ہو کر خودی اور ہونا چاہئے اور بہت کچھ ہو کر گفت و شنید کے سنو میں مصروف ہونا چاہئے۔ وہاں گفتگو کے لئے زبان کو مائل ہے۔ مگر زبان کو مائل ہونا اور معرفت کا ذکر کیا ہے۔

از کلمات آفتاب مسیحا خانہ حیرت

مترہ بر حزن ناشگنی رنگ تماشای

(۶) ترجمہ۔ زندگان کو بسا پر خود فروشی جائز نہیں۔ ادا نا آدمی یا بات پیچ سہم کر کہہ یا خاموش رہ

خود فروشی۔ اپنی بات دوزخ کی نیش کرنا۔ لوگوں کے سامنے اپنی اور اپنے باپ کی تعریف کرنا۔

(۷) ترجمہ۔ عجایب کی طرح غریبوں کو باوجود کبھی خداں رکھ۔ یہ نہیں کہ اگر تم کو کینے غم ہی پہنچو تو سنے کی طرح فریاد کرنے لگ جائے۔

بیاد میں چونکہ شراب ہوتی ہے اس لئے وہ غریبوں کو اور چونکہ عجایب کو ہمیشہ خندہ تر شہید تیری ہل سکتی ہے کہ عجایب کی طرح

باوجود دل کو غم ہونے کے تم چاہو کہ چہرہ کو بشارت و خندان ہو۔ یعنی اگر مصیبتوں کی کلیفوں سے تیرا دل خون بھی ہو گیا۔

ہو۔ تو بھی بشارت و خندان ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ نہیں کہ ذرا سو صدمہ پر نے کی طرح فریاد کرنے لگ جاؤ۔ حال

کلام یہ ہو کہ انسان کے لئے استقلال صبر تحمل اور حوصلہ ضروری ہے۔

(۸) ترجمہ۔ بیٹے نصیحت من دنیا کے کو غم نہ کہا جس نے مجھے موتی میں۔ بات کہہ کر اگر ہو سکتا تو کان ہر کے سن۔

در اور گوش کی رعایت ظاہر

(۹) ترجمہ۔ آسمانی شہادت کی عجایب پوش جرم بخش اور صاحب قرآن بادشاہ ذوالعظمت کی زندگی کو صاف کر دیا ہے۔

صاحب قرآن - وہ شخص جس کی ولادت کو وقت زحل اور مشتری کا قراں ہو۔ ایسا شخص نہایت ہی اقبال مند ہوتا ہے اور اس کی سلطنت دیر پائے ہوتی ہے۔

مدیف (ص)

غزل (۱)

از ز قیبت ولم نیافت خلاص	۱	ز آنکہ القاص لا یسبب القاص
مختبب ہم شکست و من سراو	۲	سن بالسن العجوز قاص
مطلب ما رہی بزد کہ بچرخ	۳	مشتری ہیچ زہرہ شد قاص
گوہراز بجر کے برون آرد	۴	ترک سرتا نمی کند خلاص
نقدی از عشق جوئی از عقل	۵	تا کہ خاص شی ہی بعد از خلاص

حافظ اول زمصحف پنج دست

(۶)

(۶)

خواند الحمد و سورہ اخلاص

(۱) ترجمہ متر سے رقیب میر سے دل آگہی غلامی نہ پائی۔ کیونکہ قصہ خواں قصہ خواں کو دھت نہیں کہتا۔
 قاص - قصہ خواں - وہ اظہا کسی کو بچھنے کے والے۔ خبر دینے والا۔ مطلب یہ کہ میرا دل زنیہ کی طرف ہمیشہ
 آزرہ رہتا ہے کیونکہ ع بود ہم ہمیشہ با ہم پیشہ دشمن
 (۲) ترجمہ - غصبتی غم توڑا اور میں اس کا سر - دانت کے بدلے دانت اور زخم کا تعاصم -
 دوسرا معرکہ ایک قرآنی آیت کا حصہ ہے۔ **وَلَقَدْ تَنَبَّأْنَا عَلِيًّا حَسْبَهُ فَبَرَأْنَا أَنْ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ
 وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفُ بِالْأَنْفِ وَالْأَذُنُ بِالْأَذُنِ وَالسِّنُّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحُ قِصَاصًا**
 (انگلہ) سنے ہی نے آئی پر لازم کیا کہ آدمی آدمی کے بدلے - آنکھ آنکھ کے بدلے ناک ناک کے بدلے ناک

کان کیے سے و انت و انت کے بدلے اور زخموں کا قصاص۔ مطلب یہ ہے کہ غائبے شریک کا تورا میں اسکے بدلے میں اس کا سر توڑا۔ اور یہی حکم ہے۔

(۳) ترجمہ ہے ہم نظریہ ہے اس میں نہ گایا کہ آسمان پر نہ مریا کھنچ شستری ہی ناپنے لگا۔ زہر قہر غلام فلک شہور ہی شستری تو قاضی فلک کھتا ہاوی وہ ہی ہما مضر کے سرود پر ناپنے لگا۔

(۴) ترجمہ ہے سندر سوموئی کی کمال کھا ہی جب نہ ٹھکان سرور کھتھیلی پر نہ رکھ۔ مطلب یہ ہے کہ بغیر اشیاء کمال اور حد ہی نہ کہہ کر قصہ کہی کہہ نہیں آتا۔ ذوق عمل کی تعلیم ہے۔

(۵) ترجمہ ہے نقد عشق ہو ڈھونڈ نہ کہ عقل ہو تاکہ خالص سونے کی طرح تو خالص ہو جائے۔

خلاص۔ خلاص برگرزیدہ سنار کی کٹھالی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تو خالص ہونا چاہتا ہے تو عشق کو اپنا کرہ بنا کر عقل کو تشریح کے لئے دیکھ شرف تو دیکھ دیکھ لالہ لالہ س ہا س ہا۔

(۶) ترجمہ ہے حافظ نے سب سے پہلے مشوق کے چہرہ کی گنا سے اللہ اور سورہ اخلاص پڑھی۔

الحمد سے مراد سورہ فاتحہ اور اخلاص سے مراد سورہ اخلاص یعنی قل ہو اللہ واحد۔ آلائی

ہر گنا مشوق است قرآن کے گن نام

زنجیر میں تزلزل بر بنیاد سے تزلزل

غزل

۱	نہت کس از کند زلف تو خلاص	۱	تیکشی عاشق مسکین و سر زنی قصاص
۲	عاشق خسوت دل تا بہ بیان فنا	۲	زود در حرم دل نشو و خاص الخاص
۳	جان نہاد م بیان شمع صفت از شوق	۳	کرہ امیتاترین خویش ز روی اخلاص
۴	آتش در دل دیوانہ مادر زود	۴	کہ جوہ دویم ہمیشہ ہو ایت رقاص
۵	کیسا عی نسیم عشق تو تن خاکے را	۵	از افسس کن تا چند بود ہچور صاص
۶	ہو اداری آں شمع چو پروانہ وجوہ	۶	تائوس زنی نشوئی از خطر عشق خلاص
۷	نادک مخمرہ او دست بردار دستم	۷	تاجیہ پروانہ بردگر و ازو قاص

قیمت در گرانا یہ چہ در نیشنہ عوام حافظا گوہر کیلاندہ جہز بنجواں

(۸)

(۸)

(۱) ترجمہ تیری زلف کنگدہ کسی شخص کو خلاصی نہیں دے سکیں عاشق کو تو قتل کر تا ہوا اور قصاص ہی نہیں دیتا۔

(۲) ترجمہ سوختہ دل عاشق جب تک بیانِ فانیں نہیں پہنچتا۔ حرمِ دل میں خاص الخاص نہیں ہوتا۔

مطلب یہ ہے کہ جب تک عاشق فانی المَشوق نہیں ہوتا حرمِ حرمِ عشق میں باریاب نہیں ہو سکتا۔

سببِ فنا خود میر نسبت دیدارِ شام | سے فروشد خورشیدِ را اول خریدارِ شام

(۳) ترجمہ شمع کی طرح شوق سو میں جان در میان رکھدی اور انخاص اپنی وجود کو قربان کر دیا۔

(۴) ترجمہ سہارا دیوانِ دل میں تو نے ایسی لگائی ہے کہ ہم تیری آرزو میں صوبوں کی طرح ہینہ چکر لگا رہتے ہیں

(۵) ترجمہ تیرے عشق کے عم کی گویا خانگی ہے جو سوئے کی طرح کو تیری گویا وہ دانگ کی طرح ہی ہو۔

رصاصِ علمی دانگ مطلب یہ ہے کہ عشقِ الہی کی برکتِ خانی وجودِ زلفِ خاص کی طرح قیمتی ہو جاتا ہے۔

(۶) ترجمہ اس شمع کی آرزو میں جب تک چراغ کی طرح تو اپنے وجود کو نہیں جلا لیا گیا عشق کو خلہہ سے خلاصی نہیں پائے گا۔

(۷) ترجمہ سانسِ فزہ کا تیرے دم پر فلاں گیا۔ اور اسکا برو کا چوہ دار و خاص سے بیڑہ گیا

حاجب - دربان - پردہ دار - چوہ دار - ابرو - وقیاص - گردن توڑنے والا جنگجو حضرت رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی کا نام جو فن تیر اندازی میں ماہر کامل تھا۔ مطلب یہ ہے کہ اس کے غزہ کا تیر

رستم کو شکست دیتا ہے اور اسکو ابرو و خاص کی زیادہ تر انداز ہیں۔

(۸) ترجمہ گرانا ہوتی کی قیمت عوام الناس کیا جانتی ہیں۔ حافظا گوہر کیلاندہ سو خاص خاص آدمیوں کے کسی گناہ

گوہر کیلاندہ۔ سینہ ڈر نیم۔ وہ موتی بوجھت میں صرف ایک ہی ہو۔ ایسا موتی بہت بڑا آبدار

اور قیمتی ہوتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ رموزِ عشق ہم کس و نا کس کو نہیں بٹانے چاہئیں۔

دریغ اض

غزل

۱	کر یا فتم دل خود را نشان ازاں عارض	۱	بیا کہ می شنوم بوی جان ازاں عارض
۲	خیل شده است گل گلستان ازاں عارض	۲	بگل پانڈه قدس و ناز ازاں قاض
۳	از حسن و لطف پرلین بیان ازاں عارض	۳	معاینی کہ ز حورال به شرح میگویند
۴	کتاب بیایفہ بوی چنان ازاں عارض	۴	گرفته نافہ چیں بوی مشک ازاں عارض
۵	بجون نشسته گل رخواں ازاں عارض	۵	بشرم ز فتن یا سیمین ازاں اندام
۶	نزارانده مرآ سماں ازاں عارض	۶	ز هر رود تو خورشید گشته غرق عرق

ز نظم و کوشش حافظ چکیدا بیتا

(۴)

(۵)

چنانکہ غوی شد جانان بچکان ازاں عارض

(۱) ترجمہ - آکہ میں اس چہرہ سے جان کن خوشبو سونگھتا ہوں۔ اور مجھ کو اپنی دل کا پتا اسی خسار سے ملتا ہے۔

(۲) ترجمہ - اس قدر کہ شرم سے روزانہ کا قد خاک میں گرا گیا۔ اور باغ کا پہول اس خسار سے شرمندہ ہو گیا ہے۔
سرود پا بے گل ہوتا ہے صفت حسن تعلیل ہے۔

کدام گل کہ بروئے تو اندر باغ | کدام سرو کہ با قاضت سر منہ سازد (معد)

(۳) ترجمہ - وہ معانی جو درہم سے شرح و تفصیل کو ساتھ بیان کرتے ہیں۔ ان کا بیان حسن و لطف کے ساتھ اس عارض سے پوچھو۔

مطلب یہ ہے کہ حسن و لطف جو اس عارض میں ہے۔ حوروں میں ہی نہیں۔

(۴) ترجمہ - نافذ میں کو اسی زلف کو ستوری کی خوشبو ملی ہو اور اسی رخسار کو گلایا لپی لپی خوشبو حاصل ہوئی ہو

(۵) ترجمہ - چینی کا جام اکا اعضا شرم میں ہو اور ارغوان کا پہول اسی رخسار خون میں بیٹھا ہے۔

یعنی گل ارغوان عارض معشوق کو رشک و خون ہو گیا اور ارغوان نہایت سرخ رنگ ہو گیا لہذا ارغوان

(۶) ترجمہ - تیرے چہرہ کی جیبت یا تیرے چہرے کے آفتاب سورج ہو چکی پسینہ میں غرق ہو اور آسمان کا چاند اس خفاک عاجز ہو گیا ہے۔

مہر اور خورشید میں صنعت، ایہام ہے۔

(۷) ترجمہ - حافظ کی دلکش نظم سے آب حیات ٹپکتا ہو جی طرح کہ اسی معشوق اس رخسار پسینہ ٹپکتا ہے

شاعرانہ فخریہ شعر ہے مطلب یہ کہ جس طرح عارض جانناں کی پسینہ کو نظر سے ٹپکتے ہیں اور آب حیات کا حکم رکھتے ہیں۔ اسی طرح حافظ کے شعروں سے آب حیات ٹپکتا ہو۔

غزل (۲)

۱	شمس فلک نخل شدا ز رخ خوبا ہ ارض	۱	حسن و جمال تو جہاں جگہ گرفت طول عرض
۲	ہمچو زمین مقیمین ماندہ بزیر بار قرض	۲	از رخ تست مقبتس خور چہاں آسمان
۳	سجدہ درگہ تو شد بر ہمہ شاہ ارض فرض	۳	دیدن کن بوی تو بر ہمہ خلق واجبست
۴	اکی تن دردمند من رستہ شود ازین مرض	۴	گر کلب و وح پوزرت گلشکری نچشمدم

پورے سچا کیا ملی و درست کجا دھبہ ترا

قصہ شوق حاصل خود رساندش لعل رض

(۱) ترجمہ - تیرے حسن و جمال کو تمام جہاں کو طول عرض پر فیض کر لیا ہے۔ آسمان کا سورج زمین کو چاند کو چہرہ شرمندہ مطلب یہ ہے کہ تیرے حسن و جمال کا شہرہ تمام عالم میں ہو اور کوئی شے ایسی حسین نہیں آفتاب ہی تیرے رخسار کا نور سے شرمندہ ہے۔ ماہ ارض سے مراد معشوق۔

(۲) ترجمہ - چچو آسمان کا آفتاب تیرے چہرے کی نور عارضاً حاصل کرتا ہے۔ ساتویں زمین کی طرح زمین کا زیر بار ہے۔

مقبس۔ ضم میم و کسر بار۔ آگ لینے والا۔ روشنی لینے والا (ادہ قس)

(۳) ترجمہ تیر سے چہرہ کو حسن کو دیکھنا تمام خلقت پر واجب ہے۔ اور تیری درگاہ کا سجدہ زمین کو تمام بادشاہوں پر فرض ہے۔

فرض واجب کا مقابلہ لطیف۔

(۴) ترجمہ۔ اگر تیرا روح پھر لب لبو گفتگو نہ دی۔ تو میرا درد مند حیم اس مرض کو کشتیاب ہو سکتا ہے

یعنی درد و عشق کا علاج صرف تیری لب لبو کا ہوس ہے۔ یہ شعر الحاقی معلوم ہوتا ہے۔ اکثر سیرت نامی دیوانوں میں یہ ہے۔ اور نہ ہی آرزو۔ فرض۔ فرض کے مقابلہ میں لفظ فرض (فقیہوں) درست قافیہ ہو سکتا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اس کی خاک پا کا بوسہ بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ حافظ ہمارے شوق کا نعرہ اس کا پاس جا کر کون بیان کرے؟

مدیف ط

غزل (۱)

۱	ماہ زہر روی اور است فمادہ در غلط	گرد عذار یا ز من تا بنوشت حسن خط
۲	گشت وان دیدہ ام چشک لب ہمچو شط	از ہوس لبش کہ آن آب حیات شتر است
۳	راست و شکاف آن بر رخ ماہ ایک نقط	خال سیاہ را بر آن عارض سیم رنگ میں
۴	شد رخ گنج ز خضران مشک و گلاب شد قط	موی کشادہ کردہ خوی تا بچمن در آند
۵	گاہ باب میکشم آتش عشق مسبو بط	گر بہواش میدہم گرد مثال جان و دل
۶	تا مبارکی دم بندہ پیند گدیش خط	گر بغلامی خودم شاہ تہ تبرک میکند

آب حیات حیات

(۴)

(۵)

اگر بھو اسی عشق او شکر گفتہ زیر غلط

(۱) ترجمہ سیر مستوف کو کمال کر دو بیسے حسن خط لکھا ہے۔ چاند اس کے چہرہ کا آئینہ باکل غلطی میں چل گیا۔

مطلب یہ ہرگز میرے مستوف کا چہرہ سببہ خط کو آگے پر پیش نہیں دیکھنا اور ہر دو گویا جسی کہ چاند نے غلطی سے اس آفتاب سے ہوا بعض نغول میں نوشتہ کی بجائے نوشتہ کی یعنی جب تک سببہ خط نہ آگے نہ چاند صاف ہوا کہ آفتاب جھنکارا۔ راست اور غلطی کی ترکیب لطیف ہے۔

(۲) ترجمہ اس کو لب کی آرزو میں جواب حیات دینا چاہیے۔ میری ہر گھنٹہ دریا کی طرح باقی ہوشیار رہا۔
(۳) ترجمہ اس چاند کی گرنگی (خسار پر سیاہی) کو دیکھو۔ بالکل اس طرح ہے جسیت چاند کو چہرہ پر کہ ستوری کا ایک لفظ بڑھ گیا ہے۔

مستوف کے لب میں بعض پر خال سیاہ کو شاد عروں کی مختلف نشانیوں میں ہیں مثلاً

(۱)	ایکے خال سیاہ بڑا کر دو برکنج لبش	لوگوں کی برب آب بے پشت بندہ	(ظہیر آبادی)
(۲)	خالے کے لب فرمش قنادر	زنگی کچھ رو بہ چین بنادہ (حسن)	
(۳)	خال رخ یار تیجے خوب بناتے	جیا چوڑ و یا حافظ قرآن سمجھ کر	
(۴)	آتشیں بوج پر تیرے خال کا آنا کیسا	حاکم النار یہ بارو کا دانہ کیسا۔	
(۵)	اصف رو کر خال نگہیاں شدہ دست	ابن غلام حبش حافظ قرآن شدہ است (مغنی)	

(۴) ترجمہ بال ہوسہ ہر دو پسینہ میں ترجمہ باغ میں آیا۔ پہل کا چہرہ زعفران کی طرح زرد ہو گیا اور شاکل کے گلاب کی طرح پھل پھول سے چہرہ کا رنگ زرد شد تیری بالوں کے رنگ کی زون اور گلاب تیرے پسینے کے رنگ سے ہوا چہرہ ہو گیا۔
(۵) ترجمہ کہیں جانے والے لوگ آگے آئے ہیں کہ کی طرح بر باد کرنا ہیں اور کہیں صراحی کی طرح آتش فریق کو پانی سے فرو کرنا ہوں۔

یعنی صراحی کی طرح آتش عشق کو شراب فرو کرنا ہوں بطور شراب کی صراحی۔ ہوا۔ گرد۔ آب و آتش چاہیں ہر کہ خوب جمع کیا ہے۔ لگایا صراحی کی طرح۔ تو مطلب ہو گا کہ جس طرح بطح اپنی گرمی کو پانی میں تر کر فرو کرتی ہے اس طرح میں آتش عشق کو رو کر آتشوں کے پانی سے فرو کرنا ہوں۔

(۶) ترجمہ اگر بادشاہ چھاپنی غلامی میں قبول کرے۔ تو اس مبادک خبر کے شکر میں بندہ اسے خط بندگی لکھا کرے دے گا۔

یعنی میں غلامی کا اقرار نام لکھ دینگا۔

(۷) ترجمہ۔ آحافظ تری نظم سو آب حیات ہی شرمندہ ہو گیا ہے کسی اس کے عشق کی آرزو میں ایسے شعر نہیں کہو۔
یعنی تیرے شعر آب حیات سے ہی زیادہ جان نغمز میں۔ کیونکہ یہ محبوب کے عشق میں کہو گئے ہیں۔

مریغی ظ

غزل

۱	کہ گرد جملہ کوئی بجا سے ما حافظ	۱	جز چشم بدخ خوب ترا خدا حافظ
۲	بکام دل ز لبش بوسہ خون بہا حافظ	۲	اگرچہ زدن کت خوردن لب و بتان
۳	اگر جیتے ازین بند ایں بلا حافظ	۳	بزلت خال بتان دل بند دیگر یار
۴	کہ با تو نہایت مرا جنگ و ماجرا حافظ	۴	بیا کہ نوبت صلح ست و دوستی و صفا
۵	بد منش ز سر دست ہر گدا حافظ	۵	تو از کجا و امید وصال اوز کجا
۶	مر است تھخہ جان بخش غمزہ حافظ	۶	چہ ذوق یافتل من وصل آن محبوب

بیا بخوان غزل خوب فتنہ پر سوز

(۷)

(۷)

کہ شعرت فرج بخش مجا نغز حافظ

(۱) ترجمہ۔ تیری خوب صورت چہرہ کا چشم بدخود خدا حافظ ہو۔ کیونکہ اے حافظ اس نے ہمارا ساتھ تمام نیکیاں ہی ہیں۔

چہ مصرعہ میں مخاطب معشوق ہے اور دوسرے مصرعہ میں حافظ خود مخاطب و معشوق کا ذکر بطور صیغہ غائب ہے۔

(۲) ترجمہ۔ اگرچہ ایک لب لعل نے تیرے دل کا خون پایا ہے۔ لیکن تو ہی آحافظ خون بہا کھلور پراسک بوسہ دل کی

فراہم کے مطابق ہے۔

(۳) ترجمہ۔ آحافظ اگر ایک بار اس قید اور بلا سے تو رہائی پاسے تو دوسری دفعہ عشق توں کو زلف اور خال میں لک

گرفتار نہ کرنا۔

(۴) ترجمہ۔ آ کہ صلح دوستی اور صفائیا کی باری ہے۔ کیونکہ اسی کا حافظہ تہہ و میری لڑائی اور باجرا نہیں ہے۔

(۵) ترجمہ۔ تو کہاں تو اس کی وصال کی امید کہاں ہے۔ حافظہ اس کے دامن تک ہر گدا کا ناتہ نہیں پہنچتا۔

(۶) ترجمہ۔ اس برس کے جل و میٹھ دل نے کیا لذت پائی۔ کراہی کا مظاہرہ کرنے سے وہ جان فزا اور غم رہا تو تھوین سچ گیا

(۷) ترجمہ۔ آ اور خوب طرہ پر سوز غزل پڑھ۔ کیونکہ اسی کا حافظہ تیری شعر زحمت بخش اور جان نغز ہیں۔

ردیف

غزل

۱	کہ نسبت باکسم از بہرمان جاہ نزاع	۱	قسم چشمت جاہ و جلال شاہ شجاع
۲	نمی گنیم و لیسے کہ نمید ہمیم صدع	۲	بہ فیض حبصہ جام تو نشنہ ایم ولی
۳	اک من نمی شنوم بوی خیر ازین اوضاع	۳	خدای ایہیم شست شوئی تو کنید
۴	اکسی کہ اذن نمیدادی استماع سماع	۴	بہیں کہ نفس کنائس بود بنا لہ جنگ
۵	اک من غلام مطیع تو باو شامطاع	۵	بہ اشقان نظری کن بشکرا این نعمت
۶	نہ بنیم پس ازین سچ کہ بکنج بقاع	۶	برو ادیب و نصیحت گو کہ دیگر تو

نزد حافظہ طامات او ملول شدم

(۷)

بباز رود و غزل گوی بر سرود و سماع

(۷)

فقیر عماد کی کرامت کا ایک غزل میں طنزاً ذکر کرنے کی وجہ سے خواجہ صاحبک شاہ شجاع کو درمیان کہہ کر بخش ہو گئی ہے۔
جسکے تفصیلی حالات سان انجیب جلد اول صفحہ ۱۶۷-۱۶۸ سے سو شعری پر درج ہیں اور قابل ملاحظہ میل غزل میں بھی اس

داقہ کی طرف اشارہ ہے۔

(۱) ترجمہ۔ شاہ شجاع کے جاہ و جلال و حرمت کی قسم ہے کہ میرا مال جاہ کی وجہ سے کسی کے ساتھ نزاع نہیں ہے۔
یعنی فقہ عمامہ سے میرا کوئی تنازعہ اس لئے نہیں ہے کہ وہ صاحب مال و جاہ ہے اور بادشاہ کا منظور نظر ہے۔
(۲) ترجمہ۔ تیرے پیانے کے ایک گہنٹہ کو فیض کہنا ہے اس میں لیکن لہری نہیں کرتے اور تکلیف نہیں دیتے۔
یعنی مانگنے کی جرات نہیں کر سکتے۔

(۳) ترجمہ۔ خدا کے لئے میرے فرخ کو شرا بہ دہو ڈالو۔ کیونکہ ان طریقوں سے مجھ کو خیر کی بو نہیں آتی۔
یعنی زمانہ کی موجودہ وضع و ریاکی پر اور اس وضع و خیر کی امید نہیں۔ اسے تو زندگی ہی بہتر ہے۔ غالباً اس شعر میں یہی
فقہ عمامہ کی زہد ریا آمیز کی طرف اشارہ ہے۔

(۴) ترجمہ۔ دیکھ کہ جنگ کی آواز کے ساتھ ناچتا ہوا اجار باہی وہ شخص جو پہلے سرد و سنڈ کی اجازت نہیں دیتا تھا۔
استماع سنا۔ سماع بفتح سنا۔ بجر۔ گانا سنا۔ سنا۔ مجازاً یعنی سرد و فقہ۔ یہاں۔ لفظ
یعنی سرد و استعمال ہوا ہے۔ اور اسی شعر کی سند پر کثرت نویں اس لفظ کے معنی سرد کرتے ہیں۔
(۵) ترجمہ۔ اس نعمت کو شکر میں عاشق تو نہ نظر عنایت کر۔ کہ میں فرماں بڑا غلام ہوں اور تو فرمانروا بادشاہ ہے۔
(۶) ترجمہ۔ صبح جاؤ نصیحت۔ کہ کہ پہر تو مجھ پر اس کے بعد کبھی مکانوں کو گوشہ میں نہ دیکھو۔
یعنی اب میں گوشہ نشینی ترک کر کے زندگی اختیار کرتا ہوں۔

(۷) ترجمہ۔ محافظ کے زہد اور اس کی لان و گران میں ٹول ہوں۔ رو دیا اور سرد و سماع پر غزل کہہ۔
یعنی اس زہد ریا آمیز سے میں بیزار ہوں۔ سرد و سماع شروع کرنا چاہئے۔ غالباً اس شعر میں ہی خواجہ
عماد کے زہد پر حملہ ہے۔

غزل (۲)

۱	کہ بہت در نظر من جہاں جہاں مستراح	۱	بغزولت گیتی فوز شاہ شجاع
۲	کہ غییر زین ہمہ سبب تفرقت و صداح	۲	صرحہ ہی و حریفی خوشم زد نیابس
۳	بیسر ہیوم امی جانم کیسیم نزلع	۳	موسم بجز ابات میفرستد عشق

۴	حریف بادہ رسیدی رفیق توبہ وداع	بس مست و شبانہ می مغنا نسیب
۵	کجا روم تجارت باین کساد متاع	ہنستہ خرد ایام وغیر از نیم نسیب
۶	رسد بکلیہ درویش نیز فیض شعاع	بیاری کی کہ جو غور شمشیدل ہنستہ وزو

جسین و چہرہ حافظ خدا پیدا کھنڈ

(۶)

(۷)

زناک بار کہ کبریا سے شاہ شجاع

(۱) ترجمہ - شاہ جوان کہ جہاں نوز و دولت کی قسمت کی قسم ہے کہ کبریٰ نظر میں نیا ایک حیرت مآب ہے۔

(۲) ترجمہ - دیکھ دوں کہ جو چہ شراب کی سراسمی اور ایک سین عشوق کافی ہے کہ نہ کس کھلا وہ سب چیزیں نذر فرما کر تکیف کا موجب ہیں۔

(۳) ترجمہ - عشق بچھنے میں سب خرابات کی طرف پہنچتا ہے۔ آجہاں میں سر جو ہم سے جا تا ہوں جھگڑا نہیں کرنا

(۴) ترجمہ - رات کار و کافی ہے پیر غفل کی شراب لا شراب کا حریف پہنچ گیا ہے تو یہ رفیق خدا خدا خدا! مطلب یہ ہے کہ رات کی عبادت کافی ہے اب شراب کا وقت تم و شراب لا جب شراب آتی ہے تو بہ راحت ہو جاتی ہے۔

(۵) ترجمہ - زمانہ ہنر کی قدر نہیں کرنا اور نہ نہ کہ بغیر میرے پاس اور کچھ ہی نہیں۔ اس کہہ ٹالے مال کے ساتھ میں کہاں تجارت کرنے جاؤں۔

یعنی اس زمانہ میں متاع ہنر کا کوئی خریدار نہیں اور میرے پاس متاع ہنر کے سوا اور کوئی متاع بھی نہیں کیا کروں۔ ہنر کو متاع کسنا اس کا ہے کہ اسکی قدر نہیں۔ اہل ہنر کو نافرمانی کی ہمیشہ شکایت رہتی ہے۔

قدر دانی کی کیفیت - علوم عیب کیا ہے اگر ہنستہ شہ تو

(۶) ترجمہ - شراب لا کہ نہ کہ جیسو ج شعاع روشن کر تا ہے۔ تو درویش کی جو بی بیڑی میں ہے شعاع کا فیض پہنچ جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ خدا کی رحمت عمل پر ہی منحصر نہیں۔ جب بھکر کم موزن ہوتا ہے۔ تو گناہگار بگناہ مستغیر باب ہوتا ہے۔ اس کو رحمت پر بہرہ دے کر اور شراب لا خدا جیتنے والا ہے۔

صلو و مزو سیندیش کہ درویش عام	لالا زولع و گل از چاک ہوشنم زسد (غالب)
-------------------------------	--

(۱) ترجمہ۔ حافظا کے ماتھے اور چہرے کو خدا شاہ شہنشاہ کی بلند بارگاہ کی خاک سے کبھی جدا نہ کرے۔

غزل (۳)

شاہ خاور منگد برہمہ لطف شجاع	۱	باہر ادا کی زخمتوں تک کاخ ابداع
بنجائید رخ گیسوی ہیز اراں انواع	۲	برکشدا اینہ از جیب اتنی چنچ زانوں
ارخوان ساز کند ہرہ باہنگ سماع	۳	ہرزوہ ایسا نظر بخاندہ ہمیشہ ننگ
جام ورقعہ آید کہ کجاست متناع	۴	چنگ درخفا کہ آید کہ کجاست منکر
کہ ہر حال ہمیں سے بہین ارضاع	۵	وضع دوران بگھر ساغر عشرت برگیر
عارفان بر سر اس نکتہ نخوت نزارع	۶	طروہ شاہد دنیا ہمہ کمرست و فریب
کہ جو دیت عھدا بخش و کریم نفاع	۷	عمر خسر و طلب نفع جہاں طی سلبی
جامع علم محل جہاں جہاں شاہ شجاع	۸	منظر لطف ازل روشنی چشم اہل

حافظا ر بادہ خوری با تم گلخ نور

(۴)

(۹)

کہ ازیں بہ نبود درد و جہاں بی متناع

(۱) ترجمہ۔ صبح کے وقت جب دنیا کے عمل کی خلوت گاہ سے۔ مشرق کا بادشاہ (یعنی آفتاب) چاروں طرف شعا میں ڈالتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ اتنی کی جیب گہو متاہوا آئینہ کائنات ہے۔ اور زمانہ کے چہرہ کو ہزار رنگوں میں دکھاتا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ ہمیشہ ننگ کے عشرت خانہ کے گوشوں سے زہر و مرہ کے ارادہ پر ارخوان کو جانتا کرتی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ اس وقت چنگ شہر کرتی ہو کہ منکر کہاں ہے۔ پیلا فتنہ کائنات کی شہر کہ نہ وہ اکساں ہے۔

یہ چاروں شعر قطعو بند ہیں۔ ابداع۔ کسی نئی چیز کا پیدا کرنا۔ مراد و ناک۔ کائنات۔ عالم جو مادہ ہے۔

شاہ خاور۔ مشرق کا بادشاہ یعنی آفتاب۔ ارخوان۔ ایک ناک نام ہے۔

مطلب یہ ہے کہ صبح کے وقت جبے روح افق سے آئندہ کی طرح گہومتا ہوا نکلتا ہے اور اس کی شاعین نیامیں ہزاروں رنگ پیدا کرتی ہیں۔ اور آسمان پر زہرہ بھی چنگ ارجوان بجا کر نغمہ سرائی شروع کرتی ہے۔ اس وقت رندوں کی مجلس بھی گرم ہوتی ہے اور چنگ رباب باوا بلند پکارتے ہیں کہ سرود و سماع کو متکر کہاں میں اور شراب کا پیالہ تہمتہ لگاتا ہے کہ شراب کی منیع کرنے والے کہاں ہیں۔ اگر جرأت ہو تو اسے پیانے آئیں۔ یعنی اس وقت نہ کوئی ہمدرد و سماع سے انکار کر سکتا ہے اور نہ شراب سے منغ۔

(۵) ترجمہ - زمانہ کی وضع دیکھو اور عشرت کا پیالہ لے۔ کیونکہ بہر حال تمام وضعوں سے یہی وضع اچھی ہے۔

(۶) ترجمہ - شاید دنیا کی زلف تمام مکرو فریب ہے۔ عارف اس نکتہ چھب گڑا نہیں کرتے۔

مطلب یہ ہے کہ دنیا سراسر مکرو فریب ہے۔ احمق اور محبت کے قابل نہیں۔ عارف دنیا پر چھب گڑا نہیں کرتے۔ یا اس بات پر متفق ہیں۔

(۷) ترجمہ - خسرو کی عمر کی زیادتی مانگنا کہ تجھ جہاں کا فائدہ چاہئے۔ کیونکہ اسکا وجود عطا بخش سخی اور فائدہ مند ہے۔

خسرو سے مراد شاہ شجاع۔

(۸) ترجمہ - طغی ازل کا منظر چشم امید کی روشنی۔ علم و عمل کا جامع۔ جہاں کی جان یعنی شاہ شجاع۔

چھب گڑا شعر سے قطعہ بند ہے۔ لفظ خسرو کی توضیح کی ہے۔

(۹) ترجمہ - حافظ اگر تو شراب پیتا ہے۔ تو گرو معشوق کے ساتھ پی۔ کیونکہ دو نوجوانوں میں اس سے بہتر کوئی متاع نہیں۔

غزل (۴)

شب نشین کو می سر بازاں زندانم جو شیخ
تا در آب آتش عشقت گدازانم جو شیخ

درد فای عشق تو مشہور خو بانم جو شیخ
کوہ صبرم نرم شد چون موم از دست غنیمت

۲	بنا کمال عشق تو در عین نقصانم چو شمع	بی جمال عالم آرای تو روز من شست
۳	بچنان در آتش سحر تو سوزانم چو شمع	رشته تبصرم بمقراض غمت بر بید شد
۵	کی شدی پیدا بستی را زینہ نام چو شمع	گر گشت اشک گلگونم بنوہ سے تند
۶	بسکہ در بیماری حجب تو گر یا نم چو شمع	روز و شب خاتم نمی آید بچشم غم پرست
۷	این ل زار و زار و زار و شکبارانم چو شمع	در میان آتش بچنان سر گرم گشت
۸	دند از آہے چنانے را بسوزانم چو شمع	ذرت چسب راں مرا پروانہ وصلی فرست
۹	تا منور گردان دیدارت ابو انم چو شمع	سرفراز من شبنم از وصل خود ای ماہرو
۱۰	چہرہ بنما دلبر اتا جان بنیشانم چو شمع	بچو بچم بک نفس با بقیت بی دیدارتو

آتش مہر ترا حافظ عجب در سگرفت

(۱۱)

(۱۱)

آتش دل کی آہ بیدہ بنشانم چو شمع

(۱) ترجمہ۔ میں تیرے عشق کی وہ فانی شمع کی طرح حسینوں میں مشہور ہوں۔ ہر ماہ بادل در رندوں کو چہرے پر شمع کی طرح رات بہر شکار ہوتا ہوں۔

(۲) ترجمہ۔ میری غم کو فتنہ کی تیرے سیر کا پناہ دہم کی طرح نرم ہو گیا۔ جسے شمع کی طرح میں تیرے عشق کی آہ آتش میں جل رہا ہوں۔ لفظ آہ کو شمع کے ساتھ یہ نسبت ہے کہ شمع محو ہو کر پانی کی طرح ہو جاتا ہے۔ یا برعکس۔ روغن۔

(۳) ترجمہ۔ میرے عالم آرا جمال کو نیز میرا دل ات کی مانند ہوتا ہے اور شمع کی طرح تیرے کمال عشق سے میں نقصان میں ہوں۔ یعنی ہجر کا دن رات کی طرح سیاہ ہوتا ہے اور ہجر کی رات شمع کی طرح جلنے لگتا ہے۔

اسٹیم از روشنی داغ بر دم خندد | روزم از تیرگی خویش پیشہا ماند (غالب)

(۴) ترجمہ۔ میرے صبر کا تاگ تیرے عشق کی قہقہ کی کاٹا گیا۔ تیرے ہجر کی آگ میں ہی طرح شمع کی مانند جل رہا ہوں۔ جہ طرح تیرا کاسرا کاٹنے سے شمع اور تیز جلنے لگتی ہے۔ یہی طرح عاشق کو صبر کا رشتہ مقراض غم جو جب کٹ جاتا ہے۔ تو وہ اور بقیہ رہ جاتا ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اگر میرے سرخ (ہمو کے) آنسوؤں کا گہرا آنتا سند فقار نہ ہوتا۔ تو شمع کی طرح جہاں میں میرا پوشیدہ راز کا نظا ہر ہوتا۔

مطلب یہ ہے کہ میں، تو راز عشق کو چھپاتا ہوں۔ مگر آنہ غمازی کرتے ہیں۔ شیخ کاروانا ہی مشہور۔ اشک کی غمازی کے لئے دیکھو شعر دہلا دہلا ش ۱۔ ع ۱۰ م ۱۲ م ۱۳ م ۱۴ م ۱۵ م

(۶) ترجمہ۔ میری غم پرست آنکھوں میں رات نیند نہیں آتی۔ کیونکہ بخشش کی طرح ترسے ہجر کی بجائے۔ ی میں بہت روتا ہوں۔

(۷) ترجمہ۔ میرا ناز و نرازا اور انجبار و دل شمع کی طرح آتشی میں ہی طرح تیرے شوق میں مرگم ہے۔

آب آتش سو مراد آبِ اشک اور آتش عشق مطلب یہ ہے کہ اگر جہ میں تیرے عشق میں جل اہوں اور دور باہوں لیکن یہ بہرہی تیرے شوق میں مرگم ہوں۔ شمع کے ساتھ آبِ آتش کی نسبت ظاہر۔

(۸) ترجمہ۔ ہجر کی رات میں سیر پاس ہل کا پڑا نہ بھیج۔ ورنہ ایک آتشیں آہ شمع کی طرح اگتے اگتے جلا دوں گا۔

(۹) ترجمہ۔ آناہر کو کسی استہجوا بنیوں اور سوزنا کر تاکہ شمع کی طرح تیرے دیدار سے میرا مکان روشن ہو جا۔

(۱۰) ترجمہ۔ تیری دیدار کو سوا میں کی طرح میری زندگی کا اکیدم باقی بڑا ہی عشوق چہرہ دکھانا کہ شمع کی طرح جلا دوں صبح کی زندگی چند لمحوں کی ہوتی ہے۔ نا تو تیرے ہجر میں جان بلب ہوں۔ دیدار سے مشرف کر کہ جان دینے صبح کی چہرہ نمائی پر شمع بجھا دی جاتی ہے۔ اس کو "ہمچہ سیم" کا تعلق چہرہ بنا سے بھی ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ تیرے عشق کی آگ حافظ کے سزین عیبیہ سے لگی ہے۔ شمع کی طرح دل کی آگ کو آنکھوں سے بانی کی طرح فرو کر لیں۔ یعنی جسطرح شمع کی آگ شمع کے رونے سے فرو نہیں ہوتی اسی طرح میرے رونے سے یہی آتش عشق فرو نہیں ہو سکتی ہے۔ آگ ل نہیں ہے اور پانی آنکھوں میں۔ فریہ سطرین ہو۔

رشیف۔ غ

غزل (۱)

سحر چو لیل بیدل می شدم در باغ | کہ تا چو لیل بیدل کنم علاج دماغ

۱	کہ بود شب تاری پر شوخی چو چراغ	۱	بچہ گل سوری گاہ میب کردم
۲	کہوشت از دل لبیل زار گونہ فراغ	۲	چنان حسن جوانی خوشتر مغرور
۳	نہادہ لالہ احمر اسجان دل صد داغ	۳	کشادہ ز گس رعنا بخت آب از چشم
۴	وہاں کشادہ شقائق چو مرد ماں بیاغ	۴	زبان کشید چو غنی بسر زش سوسن
۵	یکی چو ساقی مستان بکھن گرفتہ ایاغ	۵	یکی چو بادہ پرستان صراحی اندرت

نشاط و شرح انی چوں گنیمت ماں
 اک حافظا بنود پر سول غنیمت بلوغ

غزل کا مضمون کی سلسل پر موسم بہار میں باغ کے منظر کو ایسے دلکش پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ خواجہ صاحب کی تہی حصہ ہے۔ مقطع میں نتیجہ کے طور پر ایک نصیحت بھی کر دی ہے۔ جو گوش ہوش دوستوں کے قابل ہے۔

(۱) ترجمہ یہ ہے کہ وقت بیدار کی طرح میں تہوڑی دیر کے لئے باغ میں گیا تاکہ بیل بیدار کی طرح میں بھی باغ کا علاج کروں

بیشک سیر باغ و داغ کا بہترین علاج ہے۔

(۲) ترجمہ۔ گریخ کے پھول کو میں بچھتا تھا کہ انہری رات میں چرخ کی طرح بکوشن ہی۔

(۳) ترجمہ۔ وہ اپنی حسن اور جوانی پر اتنا مذکور تھا کہ بیل کے دل ہی نہ رطیح کی بے اعتنائی رکھتا تھا۔ یہ دو نوشہ قط بند ہیں۔

(۴) ترجمہ۔ زنگین خواہرست کو انھوں نے پانی بہا ہی ہی۔ لالہ سرخ کی جان دل پر سودا غ تہے۔

زنگ کو آنکھ سے تشبیہ دی ہے۔ شبیم کو جو گل زنگس پر پڑتی ہی۔ آتسو کہا ہے۔ گل لالہ کے اندر چو کہ ایک باغ تو ہے۔ اس کو عاشق کو دل کو تشبیہ دی جاتی ہے۔ غالباً زنگس کی حسرت اور لالہ کا داغ گل سرخ کو عشق کی وجہ سے

ہے۔ پہلا مصرعہ بعض قلمی لوگوں میں اس طرح ہے۔ ح

کشادہ ز گس رعنا دو دیدہ از حسرت

(۵) ترجمہ۔ سوسن کو اگر کی طرح سر زنگس کے لئے زبان نکالی ہی۔ اور شقائق نے دو جو رو دو آمد مردوں کی طرح منہ کھولا تھا۔

سوسن - نیلے (سوسنی) رنگ کا ایک پھول جسکی پتیوں کو زبان کرشبہ دیتے ہیں۔ شقائق نیلہ کا پھول۔ مغز اور جمع دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔ بنباغ یا انباغ یا بناج۔ سوکن۔ ایک دند کی دو بیویاں۔

دو جو رو کا خاوند مشہور ہے کہ ہمیشہ پیشانی اور پریشانی بہتا ہے۔ منہ کہوں: ہن پریشانی کی علامت۔ کچلا۔ کو پیالہ کرشبہ تریں۔ کیونکہ اسکا منہ کھلا ہوتا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ ایک لاتہ میں بڑے پرسیوں کی طرح صراحی تھی۔ دوسرے منہ کی لانی کی طرح پیالہ تھیں۔ لانا۔ پچھلے شہر سے قطعہ بند ہے مطلب یہ ہے کہ سوسن کا تہہ صراحی اور لالہ کو تہہ میں پیالہ تھا۔ سوسن صراحی کا اور گل لالہ پیالہ کی شکل کا ہوتا ہے۔

(۷) ترجمہ۔ جوانی کی پیش رفت کا پھول کی طرح غنیمت سمجھو۔ اسکا نظریہ اس کا صرف ہی فرض ہے کہ پیغام پہنچا۔ مطلب یہ ہے کہ پھول کی طرح جوانی کی بہاری بھی چند روزہ ہے اس لئے اسے غنیمت سمجھو۔ حتی الامکان اس سے مستفید ہو۔ یہ وقت پہلے تہہ ہیرا لیکو۔ ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ بتا دیں ماننا آنا آپ کا کام ہے

وما علینا الا سبک

ردیف (ف)

غزل

۱	اگر بکشم زہی طرب رکبند زہی شرف	طلع اگر مدد کند و آتش آدرم بجف
۲	گر چہ صبا سہمی برد قصہ من ہر طرف	طرف کم ز کن بست این دلچ مید من
۳	یا و پند نیکینند این پیران ناخلف	چند بناز پرورم ہر بتاں سنگدل
۴	وہ کہ دریں خیال رجم عمر غزیند تلف	از زخم ابرو تو ام بیج کشائشی ز شد
۵	مبغیچہ زہر طرف میزندم بچنگ د ف	من بخیاں ز ابدی گوشہ نشین و طرف آنکہ

۱۔ کس نہ دست زیں کمان تیر مراد بر بہت
 ۲۔ مست یاست محاسب ہنوش لا تحف
 ۳۔ یال ووش دراز بادایں حیران شریف
 ۴۔ کز پیر پیش خاطر م اشکر عم کشیدہ صفت
 ۵۔ اپڑ دوست کی شود دست کش خیال من
 ۶۔ بچیز نڈزا ہدان جام نچواہ و لاقتل
 ۷۔ صوفی شہر بن کہ چون اقمہ شہر میخورد
 ۸۔ من بجام دل خوشی می خورم و طرب کنم

حافظ ارقم زنی در وہ خاندان عشق

(۱۰)

(۱۰)

بدرق رہست شود ہمت شحمنہ بخت

(۱) ترجمہ۔ نصیب گریا ہی کرے تو اس کو دامن کو ہاتھ میں لاؤں۔ اگر میل واپس ساتھ پیچوں تو زہے خوشی اور اگر وہ بچو قتل کرے تو زہے عزت۔

(۲) ترجمہ۔ تیرے تڑا میڈل نے کسی کی مہربانی سے فائدہ نہ اٹھایا۔ اگر چہ باوصیاء ہر قدر چاروں طرف پھیلائی رہی۔ طرف بستن۔ تحقیق لغوی کے لیے دیگر الفاظ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر چہ تیرے عشق کو قصہ کو باوصیاء طرف انکاف عالم میں پھیل لاتی رہتی ہے مگر کسی معشوق سے بچنے فائدہ نہ ہوا۔

(۳) ترجمہ۔ میں سنگدل معشوقوں کے عشق کو کب تک رستہ بناؤں۔ یہ نصف بیڑے باک بھی یاد نہیں کرے یا ہر جگہ ان کو کیا امید ہو سکتی ہے؟

(۴) ترجمہ۔ تیرے ابرو کا خم کو مجھ کوئی کشائش دے آسودگی حاصل ہوئی۔ واہ کہ اس ٹیڑے۔ یہ خیال میری عزیز عمر تلف ہو گئی۔

کچ اور ابرو کی رعایت ظاہر مطلب یہ ہے کہ تیرے عشق سے فائدہ اٹھانے کا خیال ایک کچ خیال ہے۔
 (۵) ترجمہ۔ میں ایک نیشن زائد کے خیال میں ہوں اور ظن یہ کہ منیچے ہر طرف سے چنگ دہن بجا کر مجھ اپنی طرف رغبت کرتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ میں زائد گوشتہ نہیں کامرید بننا چاہتا ہوں اور منیچے اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ ع۔

پادست دگرے دست بدست دگرے

(۶) ترجمہ۔ معشوق کا ابرو کے خیال کا دست کش ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس کمان سے کئی سرا کا تیر نشانہ نہیں لگایا۔ دست کش۔ ہاتھ سے کھینچنے کی چیز۔ جیسے کمان وغیرہ۔ مطلب یہ ہے کہ معشوق کو کمان ابرو تک کہی خواہ خیال

میں ہیں میرا تہہ نہیں پہنچ سکتا۔

(۷) ترجمہ۔ زاہد بخیر ہیں۔ پیالہ بانگ کہچہ نہ کہہ۔ محاسب ریا میں مست ہر شراب پی اور باکل نہ ڈر۔

(۸) ترجمہ۔ شہر کے صوفی کو دیکھ کر شبہہ کا لگے کہ طرح کہا نامی۔ اس شخص کو راک جانور کے گردن کے بال و روہم ہی ہے
لقمہ شبہہ حرام کمال۔ یاں گردن بال گھوڑی کی گردن کے بال۔ خوش علف۔ اچھا چارہ کھانے
والا لفظ آگیا ہے۔ مراد حرام کھانے والے ہے۔ زاہد اور زاہد معمولاً دو سروں کی کمانی کو پوٹا بہرنے
کے عادی ہوتے ہیں۔ اس کو خواجہ نے ان کا نوراک کو نغمہ شبہہ کہا ہے۔

(۹) ترجمہ۔ میں کن نئی لک خوشی پشایا پیوں اور خوشی کیوں۔ کیونکہ شکر غم نے میری دل کے چاروں طرف
صفیں باندھی ہیں۔

(۱۰) ترجمہ۔ حافظ خاندان عشق کر کے۔ تیرا لگ تو دم رکھے گا۔ تو شمعہ نجف کی دعائیس رت کا بدو تم ہو
جاہلگی۔

بدرقہ۔ رہنما۔ رفیق راہ۔ شمعہ نجف یا شامہ نجف۔ مراد امیر المؤمنین حضرت علی اکرم اللہ وجہہ نجف عراقی
سربین ایک شہور شہر سے جہاں حضرت علی اکرم اللہ وجہہ مدفون ہیں۔

مرحیف (ق)

غزل

۱	وگر نہ شرح دم ہم باتو داستان فسراق	۱	زبان غلام ندارد سربیاں فسراق
۲	قرین محنت اندوہ و مہم قران فسراق	۲	رفیق خیل خیال و ہم کاب شکیب
۳	بسر سید نیلہ بستر زمان فسراق	۳	درین مدت عمر ہم کہ برامید وصال
۴	زروی عجز نہام بر آستان فسراق	۴	سری کہ بھر گردن لہنج سرے سو نوم

۵	چگونه بازگنم بال در هوای وصال	۵	کی نیستی غم و دل پر در آشیان من سراق
۶	بے مانند کشتے عمر غرقه شود	۶	ز بوی شوق تو در بحر سیرگان من سراق
۷	فلک بھی دیدم را اسیر حیر عشق	۷	بیست گردن صبرم بر میان من سراق
۸	کنوں چه چاره کہ در بحر غم بخوردالی	۸	فنا وہ کشتی صبرم ز باد بان من سراق
۹	چگونه دعوی صیلت کنم بجان کہ شد دست	۹	نشتم کویل تضاد و غم مضامین من سراق
۱۰	فراق و بحر کہ آرد در درجہاں یار ب	۱۰	اگر روی بھریں یاد و خانمان من سراق

پہا شوقی گراں ہا بے شدی حافظ

(۱۱)

بدست بھرتا کی کسی غمان من سراق

(۱۰)

(۱) ترجمہ: تلم کی زبان فراق کا حال بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ وگرنہ فراق کی درستان میں تپتے سے مفصل بیان کرتا۔

(۲) ترجمہ: ہم خیال کا فنا یعنی میں اور صبر کے ہر کا نہیں۔ غم و اندوہ کا سانچہ میں دل در فراق کا نمونہ ہے۔
یعنی تیرے خیال میں صبر کر کے بیٹھے میں در غم و اندوہ کا دل میں عجم ہے۔

(۳) ترجمہ: انسوں کی کہ میری عمر کا زمانہ وصال کی امید میں ختم ہو گیا اور فراق کے زمانہ کا خاتمہ نہ ہوا۔

(۴) ترجمہ: وہ سر جیسے میں فخر کے ساتھ آسمان و طائفا تھا۔ اب عاجز ہی فراق کے استہانہ پر رکھ دیا ہے

(۵) ترجمہ: وصال کی آرزو میں بازو کس طرح کہوں۔ کیونکہ میری دل کی پند نے فراق کو گنہ گار میں پر گرا دی ہے
یعنی آرزو وصال میں لٹنے کی طاقت نہیں ہے۔ ہوا اور بال کشادگی کی رعایت ظاہر۔

(۶) ترجمہ: فراق کو بھر پانا پیدائنا میں تیرے شوق کی موج سے عمر کی کشتی اسی بڑی مدت میں غرق ہو جائیگی

(۷) ترجمہ: آسمان زنجیر بچھا کہ میرا حلقہ عشق میں گرفتار ہے تو میرے صبر کی آدن کو فراق کی سی ہوا بندھ دیا۔
چنبر۔ حلقہ۔ طوق۔ کند۔ قید۔ دائرہ کا محیط۔

(۸) ترجمہ: اب کیا علاج کی کہ بھر غم میں فراق کو باد بان و صبر کی کشتی گرا اب میں پڑ گئی۔

(۹) ترجمہ: میں اب جان ہی تیرے دل کا دعویٰ کی طرح آدن کہ میرا تن تضاد کا کویل در میرا دل فراق کا ضامن ہو گیا

یعنی جسم موت کا کیل اور دل بچر کا ضامن ہو گیا ہے۔ صرف جان باقی ہے۔ ویل کا دعویٰ کس طرح کر دوں۔ کون مرد کرے گا۔ دعویٰ۔ کیوں اور ضمان قانونی اسے طلاق میں لکھی کی ہیں۔

(۱۰) ترجمہ۔ خد فراق اور بچر کو جہاں کیسے ن آیا۔ کہ بچر کا رو سیاہ ہوا اور فراق کا ظلمت پر باد ہو

(۱۱) ترجمہ۔ حافظا اگر شوق کو پاؤں سے پیرستہ طو ہو سکتا۔ تو فراق کی باگ کوئی شخص بچر کے اتمہ میں نہ دیتا۔ یعنی اصل بچر اگر شوق کا اعتبار میں نہ دے۔ تو بچر و فراق کا نام ہی نہ ہوتا۔ کیونکہ شوق ہمیشہ وصال کا طالب ہے نا۔

غزل

مبا د کس چہ منجستہ بتکامی فراق	۱	کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلائی فراق
غریب عاشق و بیدل فقیر سرگرداں	۲	کشیدہ محنت ایام و درد بائی فراق
اگر بدست من افتد فراق را بچشم	۳	بہ آب یدہ دمہم با تو خونجسای فراق
کجا روم چہ کنہ حال دل کرا گویم	۴	کہ او من بستاند دہد جزای فراق
زور و جہبہ و فراقم وی خلاصی نیست	۵	مگر کہ زاد سرا مادر از بر ای فراق
فراق را بفرق تو مستلا سازم	۶	چنانکہ غول بچکانم زوید نامی فراق

بدائع عشق تو حافظ چو بیل حسری

(۷)

(۷)

زند بروز و شبان خلفشاں نوای فراق

(۱) ترجمہ۔ چہرستہ جان کس طرح کوئی ہی فراق میں۔ بستان ہو۔ کیونکہ مبری تمام عمر فراق کی نصبت میں گذر گئی۔

(۲) ترجمہ۔ یہ غریب عاشق و بیدل فقیر اور سرگرداں ہوں۔ زمانہ کی تکلیف اور فراق کا درد برداشت کرتا ہوں۔

(۳) ترجمہ۔ اگر سیرۂ تہ کو تو فراق کو قتل کر دوں اور اس کے قتل کے خون بہا میں آنسو دکھایا نی دوں۔

یعنی فراق کو قتل کرنے کے بدلے رو تلموں۔ (مگر روزنا حصول مراد کی خوشی کا ہو گا۔)

(۴) ترجمہ۔ کہاں جاؤں کیا کروں دل کا حال کس کو کہوں۔ جو میرا انصاف کرے اور فراق کو سزا دے

(۵) ترجمہ۔ بچر اور فراق کو درد سے جو اکلیم ہی خلاصی نہیں۔ شاید ماں بچر فراق کو لئے ہی پیدا کیا ہے

(۶) ترجمہ - فراق کو تیرے فراق میں ایسا بتا کر دوں۔ کہ فراق کی آنکھوں کو لوہہ ٹپکا گئے۔
 فراق کو ایک شخصیت فرض کر کے فرماتے ہیں کہ فراق کو بھی تیرے ہجر میں مبتلا کرنا چاہتے تاکہ اسکا
 دل بھی خون ہو۔ اور اسے معلوم ہو کہ دوسرے لوگوں کا فراق میں کیا حال ہوتا ہے۔
 (۷) ترجمہ - حافظ تیرے عشق کو داغ و سبیل سحر کی طبع رات دن فراق کے خون نشان نامے کرتا ہے۔

غزل (۳)

۱	گرت دم میسر شود زبے تو رفیق۔	مقام امن و مہربانی رفیق شفیق
۲	ہزار بار میں این نکتہ کردہ ام تحقیق	جہاں کار جہاں جلا پیچ در پیچ است
۳	کہ کیسی سعادتی بود رفیق شفیق	در طبع و درد کہ تا این زمانہ استم
۴	کہ در کس نے عمر نہ قاطعاً طریق	با منے رو و فرصت شمر غنیمت وقت
۵	کہ ما بدست نزدیکم زوہ بیچ طریق	کجا است اہل دلے تا کند دلالت خیر
۶	کہ تر کذب لعل از شراب ہر چو عقیق	فدای غم زہ سانی ہزار جان آن دم
۷	بجہتہ اوزر صد ہزار فرنگ عین	حلاوتی کہ تر اور چہ ز بخندان است
۸	خوش است خاطر ام از فکر این خیال رفیق	اگر چہ موسی میانت بچوں منی نرسد
۹	کہ مہر خاتم چشم من است ہر چو عقیق	اگر بزرگ عقیق است اشک من چو عقیق
۱۰	تصویرت کہ عقلش نمیکند تصدیق	بیا کہ تو بزرگسار و خندہ جام

بخندہ گفت کہ حافظ غلام طبع تو ام

(۱۱)

(۱۲)

بید کہ تا بچہ تو درم ہمیکند تحقیق

(۱) ترجمہ - امن کا معام شراب صاف اور مہربان دوست۔ اگر یہ چیزیں تیرے ہمیشہ میرے آئیں تو زہد قسمت۔
 (۲) ترجمہ - جہاں اور جہاں کے تمام کام بالکل اچھے ہیں۔ میں نے ہزار دفعہ اس نکتہ کی تحقیق کی ہے۔
 یعنی میں ہزار بار آزما چکا ہوں کہ دنیا اور ماں بہا تمام ناپائیدار اور بیچ ہیں۔ کل من علیہا فان۔

(۳) ترجمہ سانس صدفوس! کباب تک مجھ میں معلوم نہ ہوا۔ کہ مہربان دوست کیسیا کر سعادت ہوتا ہے۔

یعنی مہربان دوست کی صحبت فیوضِ کاچندہ اور سعادت کا منبع ہوتی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ کسی من کی جگہ میں جا اور وقت کی متاع کو ضیعت جان۔ کیونکہ رہن عمر کی گہات میں لگا ہوئی ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ متاعِ عمر کے لوٹے جانے کا ہر وقت خطرہ ہے۔ وقت کو ضیعت جان اور کوئی امن کی

جگہ تلاش کر۔

(۵) ترجمہ۔ کوئی اہل لہذاں ہرگز نیک نہ کہاؤ۔ کہ ہم کسی راستہ سے دوستی نہ پہنچ سکے۔

یعنی کوئی ایسا عارفِ سالک مل جاتا جو منزلِ محبوب تک ہماری پہری کا کرے۔ ہم خود بخود تو وہاں نہیں پہنچ

سکے۔ یہ شعور درتِ شہد پر ہے۔

(۶) ترجمہ۔ ساعتِ ساتی کے ایک غزہ پر ہزار جانین بان ہوں جب ان پر لبیل کو شرابِ سخن سے تو کرتا ہے۔

تعلل و عرقین کی رعایت ظاہر۔ یہاں دلوں سے ترخ آئے ہیں۔

(۷) ترجمہ۔ تیرے چاہ و زخماں میں شیرینی ہے۔ اسکی حقیقت کو لاکھ گہریاں میں نہیں پہنچ سکتی۔

چاہ اور عرقین کی رعایت ظاہر۔

(۸) ترجمہ۔ اگر تیری بالِ مہیسی کہ مجھ میں تک نہیں پہنچ سکتی۔ تاہم میرا دل اس بدایا خیال کی نگر و خوش ہر

یعنی اگر مجھ میں تیری بالِ مہیسی باریک مگر تک نہیں پہنچ سکتے تاہم اس کو خیال میں لے کر خوش رکھتی ہیں۔ جو مہیا

اور وہ عرقین کی رعایت ظاہر۔

(۹) ترجمہ۔ اگر میرا آنسو عینِ کلبج میں تو کیا مجھ کیونکہ میری آنکھوں کی انگشتی کی مہترین کلبج ہے۔

یعنی میرے مشوق کی سرخ میگوں آنکھوں کا نقشہ ہر وقت میری آنکھوں میں ہوتا ہے اس کی سیر آنسو ہی سے ہوتی ہے

حاصل کلام یہ کہ مشوق کے خیال میں ہر وقت خون کے آنسو رہتا ہوں۔

(۱۰) ترجمہ۔ اگر مشوق کو لے جاؤں گے خندہ تو بکرنا ایسی بات ہے جو کبھی عقل نہیں ہوتی۔

یعنی شراب اور شاہد سے تو بعد عیداز عقل ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ نہیں کہ کہا کہ اسے حافظ میں تیری طبع موزوں کا غلام ہوں۔ دیکھو کہ مجھ کو کسے راجح بنا تا ہے۔

یعنی میری طبیعت کیا ہے کہ مشوق اسکا غلام ہو۔ صرف مجھ کو یہی توفیق بنا رہا ہے۔

ردیف (ک)

غزل

۱	ازاں گناہ کہ نفعے رسد بغیر چہ پاک	اگر شرابِ بخی جبر و فتنال بر خاک
۲	اگر خود برد اجلت ناگہاں بہ تیرہ مفاک	بزن براج فلک حایا سا روع عشق
۳	کہ بی بیغ زند روزگار تیغ بلاک	مخوڑیغ و بنجور می بشاہد و ن چنگ
۴	کہ روز واقعه پاؤ آنگیہ رازِ سخاک	بخاک پای تو ای سرو ناز پرور من
۵	بمذہب ہمہ کفر طریقت مت اماک	چہ دوزخی چہ بہشتی چہ آدمی چہ ملک
۶	مباد تا بقیامت خراب طارم تا ک	فریب دختر ز طرقتہ میسندرہ عقل

براہیکدہ حافظہ توں انجہاں رفتے
دعا می دل دلت باد منس دل پاک

(۴)

(۵)

- (۱) ترجمہ جتنے شراب پڑ تو ایک گھونٹ زمین پر گرا دے۔ جس گناہ سے کسی اور کو فائدہ پہنچے۔ اس کو کیا ڈر۔ شراب پینے والوں کا دستور ہے کہ پیو سے پہلے توڑی سی شراب زمین پر گرا دیتے ہیں۔ تاکہ ان شراب جادو کے اس کا فیض پہنچے۔ جو زیر زمین دفن میں مطلب یہ ہے کہ اگرچہ شراب جیسی چیز کا گرا نا گناہ ہے لیکن چونکہ دوسرے کا فائدہ مقصود ہے اس لئے اس گناہ سے نہیں ڈرنا چاہئے۔ یا یہ سمجھو کہ شراب پینا اگرچہ گناہ ہے۔ لیکن چونکہ ساتھ ہی اور لوگوں کو بھی پانی جاتی ہے۔ اس لئے گناہ نہیں۔
- (۲) ترجمہ۔ اس وقت آسمان کی بلندی عشق کا پردہ لگا رہے گا۔ کیونکہ خود موت تجھ کو ناکاہ تارک ہے۔ گراہی میں لجا بیگی۔ سراوق سراپردہ۔ خیر۔ وہی مضمون ہے جو شعر غرض نہ میں گذر چکا ہے۔
- (۳) ترجمہ۔ دنیغ ذکر اور شاہد و دنیا جو چنگ کے تہہ شراب پی۔ کیونکہ زمانہ بیداری دنیغ ہلاکت کی تلوار مارنا ہے۔

یعنی دنیا فانی ہے۔ زندگی کا باہر وہ نہیں۔ بیدارین شراب پی اور دفت و جنگ کی آواز سن۔
 (۱۴) ترجمہ - میرے ناز پروردہ مشوق تجھ کو اپنے ہاڈوں کی قسم کی کو قیامت کو دن میری خاک سے پاؤں نہ اٹھانا
 واقعہ - سے مراد روز قیامت ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔ اِذَا وَكَقَعَتِ الْوُاقِعَةُ (سورہ واقفہ)
 یعنی جس وقت قیامت آئیگی۔

(۱۵) ترجمہ - کیا پیشی اور کیا دوزخی کیا آدمی اور کیا فرشتہ۔ تمام کے مذہب میں نسل طریقت کا گنہ ہے۔
 مطلب یہ ہے کہ نسل ہر مات و مذہب میں نسبتاً گنہ ہے۔
 (۱۶) ترجمہ - دختر ز و شراب کا فریضہ کی کو طیبہ صحت و عمارت کہ تہی۔ خدا کی کو قیامت تک نیکو کار کا طارم ویرانہ
 طارم - تارم کا مراد ہے۔ کلاڑی گاگر۔ بالافانہ۔ کو ٹہنہ۔ قاعدہ ہے کہ کلاڑیاں کپڑی کر کے اور چھت کپڑی پرانگہ
 کی بیل چڑھاؤ بیڑیوں سے طارم تاک کہتے ہیں۔

(۱۷) ترجمہ - سجا فظ شراب کی راہ تو جہان ہی خوش فرم چلا گیا۔ اہل دل کی دعا تیرے پاک دل کی منوس ہو۔
 مطلب یہ ہے کہ شراب عشق پہنچتے پیتے تو جہان ہی نصرت ہو گیا۔ تمام اہل دل کی دعا تیرے ساتھ ہے۔

غزل

۱	حق نگمدار کہ من میروم انت معک	۱	ای دل ریشم ابا لب تو حق نمک
۲	ذکر خیر تو بود حال تبیح ملک	۲	توئی آن گوہر کیدانہ کہ در عالم قدس
۳	کس عیار ز رخالص نشاید جھک	۳	و خلوص منت اہست کشکی تجرہ کن
۴	وعدہ از دہش بند و مانہ دو دیدیم تو یک	۴	گفتہ بودی کہ شوم مست و دو بوست بد ہم
۵	خلق را از دہن خویش مینداز بشک	۵	بکشتا پستہ خندان و شکر ریزی کن
۶	من شام کہ ز بونی کشم از چرخ فلک	۶	چرخ بر ہم زخم از بس ز بر ادم گردو

چون بر حافظ خویش شکر آری بار (۴)

ای قیب از بر او کید و قدم بیشترک (۵)

(۱) ترجمہ - آکرمیز ذمہ ل کو تیرے لب پر حق نمک ہے۔ اس میں کا خیال رکھ لیں کہ جاننا ہوں خدا تیرے ساتھ ہو۔ اللہ معک۔ خدا تیرے ساتھ ہو (عربی)

(۲) ترجمہ - تو وہ گویا کہتا ہے کہ عالم قدس میں - فرشتوں کی تسبیح کا تیرا ذکر خیر ہے۔ گوہر سیکھ لانا۔ وہ موتی جو صف میں صرف ایک ہو۔ بہت بڑا۔ خوبصورت اور آبدار ہوتا ہے۔ یہاں گوہر سیکھ لانا سے مراد ذات باری تعالیٰ - وحدۃ لا شریک لہ۔

(۳) ترجمہ - سیرتِ خلوص میں اگر تیری کوئی شک ہے تو تجری کر لے کہ ننگ کسوٹی کو برابر کیوں پی چیز زرا خالص کہرا ہے تو نہیں بچاں کئی امتحان ایک کسوٹی ہے۔ جس سے صدق و کذب کی تمیز ہو سکتی ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اگر تیری سیرتِ خلوص میں کوئی شک ہے تو مجھ امتحان میں ڈال کر آزمائش کرے۔

(۴) ترجمہ - تو نے کہا تھا کہ میں مست ہو گا اور تجھ کو دو سے دو گا۔ اس عہد کو مدت ہو گئی اور تم نے نہ ایک کچھ مانا دو۔ یعنی کچھ ہی نہ ملا۔

(۵) ترجمہ - پستہ خدا کی کہول پر شکر ریزی کو خلقت کو اپنی دہن میں شکر میں نہ ڈال مطلب یہ ہے کہ دنیا کو ابھی تیری دہن کا عدم و وجود میں شکر ہو مگر کہول و ربابت کرتا کہ لوگوں کو یقین ہو جا۔ کہ تیرا ہی دہن ہے۔

پستہ خدا کی ہر مراد دہن شکر ریزی ہر مراد شیریں گفتاری پستہ و شکر کی رعایت ظاہر معشوق کی تنگی دہن کا ذکر ہے۔

(۶) ترجمہ - اگر آسمان میری مراد کو خلاف پہر تو اس درم برہم کروں۔ میں آدمی نہیں ہوں کہ چرخ فلک سے خواری برداشت کروں۔

بڑا فلک ابھی دل جلوں سے کام نہیں | جلا کا خاک نہ کروں تو داغ نام نہیں

(۷) ترجمہ - سیرتِ خلوص اسکو اپنی محافظ کو پاس نہیں چھوڑتا۔ تو خود ہی ایک قدم اس سے دور دور رہ۔ یعنی جب تو معشوق کو محافظ کے پاس جو اس کا صادق عاشق ہے۔ نہیں بیٹھنے دیتا۔ تو تجھے لازم ہے کہ خود ہی دور ہو کر بیٹھ۔

غزل (۳)

۱	اے پیکِ نبیِ نجیبہ چہ نامی فدیک	۱	ہرگز سیاہ چروہ ندیدم ہاں تک
۲	خوبان سزود کہ بڑت آئیدہ جملگی	۲	واکھاہ خاک پای تو بوسند کابیک
۳	ہم نظاہر از دو چشم تو در دیدہ مردے	۳	ہم روشن از دہل تو در دیدہ مردک
۴	از دم حسن و سی تو گہرہ داشتی	۴	از دیدش بسجده نیرداشتی ملک
۵	صورت نکراں چہین اگر آن چہرہ بنگرند	۵	نقش نگارخانہ چہیں را کند حک
۶	از طرف بام روی چو ماہ تو ہر شبی	۶	ماند آفتاب ہے مابہ از فلک

دروستی حافظ اگر نیت یقین

(۴)

(۴)

ز خالصت و باک نید از محک

(۱) ترجمہ - اے مبارک قدمِ قاصد تیرا کیا نام؟ میں تجھ پر قربان ہوں! جیسا کسی گندم رنگ میں یہ ملامت نہیں کی۔
یہ غزل نسبتاً معلوم ہوتی ہے۔ سیاہ چروہ کے لئے دیکھو شعرت ۱۰ فدیت تک (عربی) میں
تجہ پر قربان ہوں!۔

(۲) ترجمہ - مشقوں کو چاہو کہ نام تیرا دروازہ پرائیں۔ اور پھر ایک ایک کر کے نام تیری خاک پاگو بوسہ دیں۔
اس شعر میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نام دیگر انبیاء و فضیلت بتائی گئی ہے۔ اگرچہ تمام پیغمبر علیٰ نبیاء و علیہم السلام
قابل تعظیم و تکریم ہیں۔ مگر ایک دوسرے پر فضیلت قرآن کریم کی ثابت ہے۔ تِلْكَ الرَّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى
بَعْضٍ وَمِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ (بقبرہ) یعنی پیغمبریں ہی میں نے بعض کو بعض
پر فضیلت دی۔ ان میں سے ایسا بھی ہے جس کو خدا نے بتیں کیوں اور بعض کو مراتب بلند کئے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ
بلندی مراتب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رکھتا ہے اور انکو تمام دیگر انبیاء پر فضیلت ہے۔

ہم انبیاء در پناہ تو اند	مقیم در بارگاہ تو اند
تو ہر منبری ہمہ نشین	تو سلطان کی ہمہ چاکرانہ

(۳) ترجمہ تیری آنکھوں آنکھ میں مردہ کی نظر ہے۔ اور تیرے دو لبوں کی آنکھیں تیری روشنی ہے۔
 مطلب یہ ہے کہ تمام جہان کی آنکھیں مردہ اور دفاتر کی آنکھوں کی برکت سے ہے اور تمام جہان کی آنکھوں کی بنیادی
 تیرے لب لعل کے دیدار سے ہے۔
 (۴) ترجمہ مادہ کو اگر تیرے چہرے کی خوبصورتی سے عجب ملاحظہ ہوتا۔ تو فرشتے اسکے دیکھنے سے سجدہ کرنے میں مشغول نہ ہوتے۔
 مطلب یہ ہے کہ اگر آدم علیہ السلام کے چہرہ پر تیرے چہرے سے کسی خوبصورتی ہوتی۔ تو فرشتے اس کو دیکھنے میں قادر
 مشغول ہو جاتے۔ سجدہ نہ کرنے کیونکہ سجدہ کی حالت میں وہ اسکے چہرے کو دیدار سے محروم رہتی۔ حال کلام یہ ہے کہ تیرے
 چہرے کے لئے بھی وہ اسکے چہرے سے آنکھیں اٹھا کر زمین کی طرف نہ جھکتے۔ اور نیچے نہ دیکھتی اور بہت ناز اس کے
 دیکھنے میں ہی مصروف و محو رہتے۔ کیونکہ

در بزم وصال تو ہنگام تماشا	نظارہ نہ جنبیدن مرگھاں گلہ دار دو
----------------------------	-----------------------------------

(۵) ترجمہ چین کے مصور اگر وہ چہرہ دیکھ لیں۔ تو نگار خانہ چین کے نقش کو مٹا دیں۔
 یعنی چین کے مصور اگر تیرے چہرہ کو اکیلا نہ دیکھ لیں۔ تو نگار خانہ چین کے تمام نقشوں کو جہاں علی و اعلیٰ تصویر
 بنی ہوئی ہیں۔ مٹا دیں اور صرف تیری تصویر بنادیں۔

(۶) ترجمہ محل پر تو تیرا چہرہ صیبا چہرہ ہر رات۔ اس طرح چمکتا ہے۔ جلیق آسمان سے سورج۔

(۷) ترجمہ۔ اگر تجھ کو فطرتی دوستی پر چین نہیں۔ تو خالص سونا نہ کہسوٹی سے نہیں ڈرتا۔

یعنی اگر تجھ پر دوستی میں شک ہے۔ تو بیشک امتحان کرے۔ خالص سونا نہ کہسوٹی سے نہیں ڈرتا۔ دیکھو شعر
 ک ۲۔

غزل (۴)

۱	اگر تم تو دوستی از دشمنان اندازم ہلاک	۱	ہزار دشمن اگر مینتہ قصد ہلاک
۲	اگر نہ میر دم از جہتت بیم ہلاک	۲	مرا ہمید وصال تو زندہ میدارد
۳	زمان زمان کم از خم چو گل گریبان چاک	۳	نفس منبر اگر از بادشوم بویت
۴	بود صبور دل اندر فراق تو عاشاک	۴	رود خواب و چشم از خیال تو نہیات

۵	فان وحی قطبان کیون فداک
۶	وگر تو زہر دہی بہ کہ دیگرے تریاک
۷	بقدر بنیش خود ہر کسے کنڈا راک
۸	سپر کھ سرو دست بند ام از تراک

بچشم خلق عزیز آنکبہ شوی حافظ

(۹)

(۹)

کہ بردش نہی سے مسکت بر خاک

(۱) ترجمہ - اگرچہ ہزار دشمن ہی مجھ ہلاک کر سکا ارادہ کریں تاہم اگر تو میرا دوست ہو تو مجھ دشمنوں کو کیا ڈر ہے۔

یعنی - دشمن چہ کند جو مہربان باشد دوست

(۲) ترجمہ تیری دھمال کی امید مجھ کو زندہ رکھتی ہے۔ وگر نہ ہر دم مجھ تیرے ہی جیسے ہلاک ہو جائیگا خطرہ ہے۔

ایک دم ہی تم کو جینا ہجر میں تھانا گوارا | پر امید دل میں برسوں کو اٹا ہو گیا۔ (ذوق)

(۳) ترجمہ - اگر ہلاکیت اس کو ساتھ ہو اس تیری خوشبو نہ سونگھوں۔ تو ہر دم ہول کی طرح غم ہو کر میان چاک کر رہوں
گل دبو کی رعایت ظاہر

(۴) ترجمہ - اگر میری دوا لکھوں کہ تیری خیال کو باوجود غیبا جاؤ تو افسوس کا جھیل دل کو تیری فراق میں صبر سوہاگن ایسا
نہیں ہو سکتا۔

مطلب یہ کہ تیرے خیال میں مجھ کو کبھی غم نہ لائی اور تیرے فراق میں کبھی میرے دل کو صبر حال نہیں ہوا۔

(۵) ترجمہ - تیری تلوار کی ضرب میرا قتل ہو نامیری ابدی زندگی اور دیکھ میری وح اس بات میں غم نہ ہو کہ تجھ پر
قرآن ہو جائے۔

یہ شعر تمام تر عربی ہے۔

اک شکر خان مجھ کو تسلیم را | ہر زمان از عشق جانے دگر است

(۶) ترجمہ تیرا زخم گناہ بہتری نسبت اس کا دوسرا مرہم لگاؤ۔ اگر تو نہ ہوتا تو دوسرے کے تریاق دینے سے بہتر ہے۔

(۷) ترجمہ یہ تجھ جیسا کہ تو ہے۔ ہر نظر کب دیکھ سکتی ہے۔ ہر ایک شخص اپنی اپنی مینائی کے مطابق اور اگر کسی
مطلب یہ ہے کہ کنہ ذات کو کما حقہ کوئی شخص نہیں پاسکتا صرف اپنی اپنی عقل کی حد تک ہر ایک شخص

اسکو جتنا ہی حقیقت میں انسان کی محدود عقل کو لے اس غیر محدود ذات کا پورا پورا ادراک ناممکن ہے۔

تو اس در بلاغت بس جہاں رسید	نہ ادراک در کنہ دانش رسد
نہ در کنہ ہیچون جہاں رسید	نہ فکرت بغور صفائش رسد

اسی مضمون پر مرزا عبدالقادر بیدل نے کہا ہے

اگر از زمین بہیہ ارسم و گرا از سمک بہ سارسم	بیدل رمیدہ بکارسم کہ رسم بغیرم مقام اد
---	--

مجموعہ تہی کی ذات کے فہم و ادراک سے بالاتر ہونے کے متعلق عرفی نے کہا ہے

نور حیرت در شب اندیشہ اوصاف تو	بس ہایوں مرغ عقل از آشیان آند آست
ادمان جاستہ چشم تیر کز کردہ جا	معرفت کوزیر حکمی بر نشاں آند آست

اسی مضمون پر ہے۔ ماعرف فک حق معرفتک۔ یعنی ہم نے تجھ کو جیسا کہ تو ہے نہیں پہچانیا
مزید شیع کے لئے دیکھو شعرا لفظ ۲۔

(۸) ترجمہ۔ اگر تو چہ لو اسے ہی سار توں باک نہیں ڈوگا۔ اپنے سر کو ڈھال بناؤ لگا لیکن تیری فتراک و ناتہ تبدیل نہاؤ لگا
مطلب یہ ہے کہ میں تیرے سب جہد و تمیز پر اذیت کر دگا لیکن تیرے عشق سے باز نہیں آؤ لگا۔

(۹) ترجمہ۔ اے حافظ لوگوں کی آنکھوں میں تو اس وقت عزیز ہوگا جب کہ دروازہ کی خاک پر تو عاجزی سے سر
دکھ دے گا۔

سرفیض (ل)

غزل

۱	رسد ز دولت وصل تو کار من بھول	اگر کبوی تو باش در مجال وصول
۲	خواب کردہ مرا آن دو نرگس کھول	قرابردہ ز من آن دو سنبل مشکبوس
۳	بود زنگ عادت ہر آنہ مصقول	دل ز جو اہر مہر تو صیقلے دارد

۴	دران ماں کہ تیغِ غمت شوم مقبول	من شکستہ بہ حال زندگی یا بم
۵	کہ طاعت من بیدل نہایت مقبول	چہ جرم کردہ ام ای جان دل بھضرت تو
۶	بہ سچ اینبارم روئے خوش و غم	جو برد تو من مینواسے بے زرو زو
۷	کہ گشتہ ام زغم و جور روزگار طول	کیا روم چہ کنم حال دل کرا گویم
۸	کہ ساختہ دل تنگم قسرا کا غم	خراب تر ز دل غم نسیم تو جہای نیافت

بدر و عشق بساز و خموش فضا

(۹)

(۹)

روز عشق مگر نداشت پیش اہل حصول

(۱) ترجمہ۔ اگر مجھ پرے کو چہ میں پہنچوں کی اجازت ہو۔ تو تیرے وصل کی دولت تو میری مراد حاصل ہو جائے۔

و حصول۔ پہنچا کسی کا کسی دوسری چیز کے پاس۔ وصل ہونا۔

(۲) ترجمہ۔ ان دو سیماہ زلفوں نے میرا قرار چہین لیا۔ اور ان دوسرے سا آکھوں نے مجھ پرست اور خراب کر دیا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ دل کو تیری محبت کے جوہرں تو صیقل ہوتا ہے۔ اور حادثوں کی زنگ سے ہر طرح صیقل یاب ہوتا ہے۔

ہر آئینہ۔ بیشک۔ ضرور۔ البتہ۔ تحقیق۔ ناچار۔ بے وفادہ۔

مطلب یہ ہے کہ دل کا آئینہ تیرے عشق کی وجہ سے صاف ہو اور اس پر حوادثِ دہر کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

زنگ اور آئینہ میں صفت ایہام ہے۔ جو اہر۔ صیقل۔ زنگ۔ آئینہ کی رعایت ظاہر۔

(۴) ترجمہ۔ مجھ پر شکستہ دل بہ حال کو زندگی مجھے۔ جو وقت کہیں تیرے عشق کی تو اور قتل ہو جاؤں۔

مطلب یہ ہے کہ عشق میں مرنا دائمی زندگی حاصل کرنا ہے۔ دیکھو شعر ک۔

(۵) ترجمہ۔ جان دل! میں نے تیری درد گاہ میں کیا جرم کیا ہے کہ مجھ بیدل کی بندگی قبول نہیں ہوتی

جانِ دل سے مراد معشوق۔ قریناً اسی ضمن میں پر غالب کا شعر ہے۔

کیا وہ ضرور کی خدائی تھی؟

بندگی میں مرا عیب نہ ہوتا

(۶) ترجمہ۔ جیت تیری درد پر مجھ پر جو بے زار دے روز کو کسی دروازہ سے آنا جانا نصیب نہیں ہوتا۔

(۷) ترجمہ۔ تو ادر کہاں جاؤں کیا کروں دل کا حال کسے کہوں۔ کیونکہ میں زمانہ کے جو رنج و غم کھول رہا ہوں۔
یہ دونوں شعر قطبہ بندی ہیں۔ مرزا بیول کا شعر ہے۔

تو کیم مطلق دین گدا چکنی جزا ایک بخوانیم | درد گیرے بنا کہ من بجار دم چو برانیم

(۸) ترجمہ۔ تیرے غم سے میرے دل کو زیادہ دیران اود کوئی جگہ نہ دیکھی۔ کہ میرے تنگ دل میں اس اپنی منزل
اور فرار گاہ بنائی۔

بتان باہوش لڑی ہوئی منزل میں رہتے ہیں | ادراغ | کہ جسکی جان جاتی ہے اسی کے دل میں رہتے ہیں۔

(۹) ترجمہ۔ آغا فدا در عشق کو ساتھ ہوا الفت پیدا کر اور خاموش ہو جا۔ اور عشق کے راز قلمندہ کسے سامنے
ظاہر نہ کر۔

یعنی اسرار عشق دیا ایگان عشق کے سینے میں ہی رہنے چاہتے ہیں۔ اہل عقل ان اسرار کے اہل نہیں ہوتے۔

غزل (۲)

۱	پڑای کست نیت جہانی بتو مائل	ای بردہ دم را تو بدین شکل و شمائل
۲	پیش توجہ گویم کہ چہا میکشم از دل	کہ آہ کشم از دل و گہ تیر تو از جان
۳	نیک کونہ بود ممتنعے نازک بر جاہل	وصف لب لعل توجہ گویم بر قیباں
۴	مہ را اتواں کرو بروی تو مست ابل	ہر روز چہنت زدگر روز فزون است
۵	چوں نیک حریفیم چہ حاجت بر محصل	دل کوئی جان میدہت غم چہ فرستی

(۶) حافظ چو تو پا در سرم عشق نہادای

(۷) درد امن اود دست زن از ہمہ گجل

(۱) ترجمہ۔ ۲۔ عشق تویر دل کو اس شکل و شمائل سے لے گیا۔ مجھے کسی کی پردہ نہیں اور ایک جہاں تجھ پر عاشق

شمال۔ شمشید کی جمع خستیں۔ عادتیں۔ فدا کی وہ صورت نعلین اور وضع کمنوں میں استعمال کرتے ہیں۔

تونداری سے سردی عزیزاں در نہ	یہ سنیے نیت گزشتہ بازار تو نیت
(۱۲) ترجمہ کہہ ہی میں لڑکھائی نہ چھینتا ہوں اور کہی جان ہی تیرا تیر نکالتا ہوں تیرے سامنے کیا کہوں کہ میں دل دیکھا کچھ نہ نکالتا ہوں۔	
(۱۳) ترجمہ تیرے دل لعل کی تعریف تمہیوں ہی کیا بیان کروں۔ جاہلوں کے سامنے باریک نکتے بیان کرنا مناسب نہیں ہے۔	
(۱۴) ترجمہ۔ جب تیرا حسن ہر روز پہلے ہی روز یاد ہو جائے گا۔ تو چاند کو تیرے رخسار کے مقابلہ میں نہیال سمجھو۔ یعنی تیرا حسن روزا فردن ہے اور چاند کا حسن بڑھ نہیں سکتا۔ اس کو تیرے چہرے کے مقابلہ میں چاند کو نہیں لاسکتے۔	
(۱۵) ترجمہ۔ ٹو دل لے گیا ہو جان کی تو کوئی تیرا ہوں غم کیوں بھیجیا ہو۔ جب ہم خوش معاملہ اسامی ہیں، تو محصل کی کیا ضرورت ہے۔	
محصل۔ حال جو سرکاری کسین وغیرہ بھول کر تا ہے۔ مطلب یہ کہ دل تو پہلی ہی سو ہم تجھ دے چکے ہیں۔ باقی رہی جان وہ ہی دینے کو ہم تیار ہیں غم کا محصل بھیجے کی کیا ضرورت ہے۔ محصل صرف ناوہند اسامیوں کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ اسی ضمنوں کے لئے دیکھو شعرت ۱۱۔	
(۱۶) ترجمہ۔ احفاظ جب ذمہ عیش میں پاؤں رکھا ہو تو اسکے دامن کو مضبوط پکڑے اور باقی تمام سے قطع تعلق کرے۔	
یعنی عشق میں شرط یہ ہے کہ سوا معشوق کو باقی تمام چیزوں سے عاشق قطع تعلق کرے۔ اسی ضمنوں کے لئے دیکھو شعر اولیٰ	
زہر چہ بہت گزیر است و ناگزیر است	زودت گسل از ہر چہ در جہاں بگسل (سعدی)

غزل (۳)

۱ ای خرت چون خلد و علت لبیل	لبلیت کردہ جان دل لبیل
۲ سبز پوشان خطت بر گرد لب	۲ ہچو عورت گزرد لبیل
۲ ناوکشیم تو در ہر گوشہ	۲ ہچو منفتادہ دار و صدیل

۴	سرد کن انسان کہ کردی بر حبیبیل	یار باین آتش کہ در جان من ست
۵	گر چہ او دارد جاسلے بس حبیبیل	من نمی یابم مجال ای دوستان
۶	دست ما کو تاہ خوش رہا بر حبیبیل	پای بانگ ست بمنزل بس دراز
۷	فرغ غور کسی جوید و سبیل	حسن نظم از بیان تغنیت
۸	بلکہ معنی را جنین حسن حبیبیل	آفرین بر کلک نقاشی کہ داد
۹	ہاتھ آوڑا دین سخن یا جبر حبیبیل	معجز ست این شعر یا بحر سلال
۱۰	کس نیار دفت در می زیر حبیبیل	کس اندکفت شعری زیر نمط

حافظارے پنج عشق نگار۔

(۱۱)

(۱۱)

بھج مورفستادہ زیر پای پیل

(۱) ترجمہ۔ ۱۔ عشق تیرا چہ بہشت کی طرح ہے، در تیرا کب سبیل ہے۔ تیرے سبیل کو دیکھ کر جان اور دل کو وقف (قربان) کر دیا ہے۔

سبیل بہشت کے ایسے مکان نام ہے۔ ہر ایک نرم اور خوش گو چیز کو کہتی ہیں شراب۔

سبیل (۱) راہ و طریق (۲) وقف (۳) پانی یا شربت جو راہ خدا وقف کیا جائے۔

(۲) ترجمہ۔ ایک گد تیرے خط کے سبز پوش اس طرح ہیں جطرح سبیل کے گدو ہیں۔

یعنی تیرا سبزہ خط تیرے بسو کی گد اس طرح ہے جطرح نہر بہشت کے گدو حوران بہشت۔

(۳) ترجمہ۔ تیری آنکھ کے تیرے نہر طرف میری طرح سے مقول گرا۔ ہے ہوئے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ تیرے تیرے زگان نے نہر طرف صد ہا عاشقوں کو قتل کر ڈالا ہوا ہے۔ گوشہ ادبیم کی رعنا۔

(۴) ترجمہ۔ خدا ان لوگوں کو جو میری جان میں ہے۔ اس طرح سرد کر جطرح ابراہیم پر کی تھی۔

حضرت ابراہیم حبیبیل علیہ السلام کو جب فردوسے آگ میں ڈالا تھا۔ تو خدا تعالیٰ کے حکم سے

یہ آگ کو تپتی بڑھ آؤ سکلما علی ابراہیم۔ وہ آگ سرد ہو گئی تھی۔

(۵) ترجمہ۔ ۱۔ دوستو مجھ (وصال کی) طاقت نہیں۔ اگرچہ اسکا جمال بہت خوبصورت ہے۔

(۶) ترجمہ۔ ہمارا پاؤں لنگڑا ہے اور منزل بہت دور ہے۔ ہمارا اتہا چھوٹا ہے اور خبر درخت پر ہے۔

یہ شعر بہت مشہور ہے اور اکثر بطور ضرب المثل استعمال ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ گو بہر مقصود تک ہماری رسائی بہت مشکل ہے۔ کیونکہ تیار یاں اسباب ناکافی ہیں۔

ابامہنبلایا بلند اور نارسا بختی گنبد | رکتی بزم اپنی معذوری پر بلبلانِ نر پاس

(۷) ترجمہ۔ اس نظم کی خوبی محتاج بیان نہیں کیا۔ آفتاب کی روشنی پر کسی کو دل کی ضرورت ہے۔

خواجہ صاحب اپنی کلام کی تعریف کرتے ہیں۔ دو شعر معروض میں استہمامِ انکاری ہی مطلب یہ ہے کہ البصداق ع آفتاب آہِ دل آفتاب۔ سیر شعرد کی خوبی ہی عیان اور ظاہر ہے۔ محتاج بیان نہیں۔

(۸) ترجمہ۔ اس نقاش کے قلم پر آفرین ہو جیسا معانی کی دوشیزہ کو ایسا عمدہ صن دیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس نقاش کو قلم پر آفرین ہو جس نے اور تازہ خیالات کو الفاظ کا ایسا خوبصورت اور ذریعہ جامہ پہنایا ہے۔ یہ بھی اپنے شعروں کی تعریف ہے۔

(۹) ترجمہ۔ یہ شعر معجزہ میں یا سحر حلال۔ اس کلام کو کاف لایا ہے۔ یا جبریل۔

سحر حلال (۱) جائزہ جادو (۲) فصیح و بلیغ شعر سخن جو جادو کی طرح اثر کرے۔ جلد و حرام ہو لیکن جادو اثر کلام جائز ہے۔ اس لہجہ سحر حلال کہتے ہیں (۳) الہی شہدانی کی ایک شنوئی جو دو جہوں میں پڑھی جاسکتی ہے اور قافیہ مکرر ہیں لیکن معانی مختلف ہیں۔ یہ شعر بھی خواجہ حافظ نے اپنے کلام کی تعریف میں کہا ہے۔

(۱۰) ترجمہ۔ کوئی آدمی اس طرح شعر نہیں کہ سکتا۔ کوئی آدمی اس طرح موقی نہیں پڑ سکتا۔

یہ بھی شاعرانہ نغمہ یہ شعر ہے۔

(۱۱) ترجمہ۔ عشق کے عشق کے پیچھے سے حافظ اس طرح گرا ہے جس طرح چوٹی ٹی ہاتھی کے پادوں کے نیچے۔

غزل (۱۲)

۱	کہ کس مباد ز کردارِ ناصوابِ خجل	بعد گل شد م از توبہ شرابِ خجل
۲	نیم ز شاہدِ ساقی بیچ بابِ خجل	صلاحِ من ہمہ جامِ مہیتِ من بخت
۳	شدیم در نظرِ سرہاں خوابِ خجل	ز خونِ رفت مرادوش دترہ چہ چشم
۴	کہ نستیم ز تہ در رویِ آفتابِ خجل	تو جو رویِ تری ز آفتابِ خدا

۵	کہ شد ز شہوہ آن چشم پر عتاب نخل	رواست نگر گس مست از کند در پیش
۶	کہ از سوال ملویم و از جو اب نخل	بود کہ یار نیر سگ نہ ز خلق کریم
۷	اگر نہ از لب لعل تو شد شراب نخل	بزیرب لب چه روجام ز خنک دزد
۸	نیم بیاری تو فنیق ازیں جناب نخل	بخ از جناب تو عملت تانافه ام
۹	کہ شد ز نظم جوشش لو لو خوشاب نخل	ازاں ہفتہ رخ خوش در نقاب صفت

حجاب ظلمت از اں بست آنخبر گشت

(۱۰)

ز نظم حافظ و ایں صبح ہر جو آب نخل

(۱۱)

(۱) ترجمہ - سویم بہا میں شراب سے توبہ کرنے سے میں شرمندہ ہوں۔ خدا کرے کوئی بڑی کاموں کو شرمندہ نہ ہو۔
یعنی سویم بہا میں شراب سے توبہ کی بڑا کیا۔ اناہم ہوں۔

(۲) ترجمہ - سیری صلاحیت صرف جام شراب ہی اور میں اس نصیب پر شاہد ساتی کسی طرح شرمندہ نہیں ہوں
مطلب یہ ہے کہ اگر شراب عشق کا ایک پیالہ نصیب ہو جائے تو سلطان عشق کو دربار میں شرمندگی نہیں اٹھانی پڑتی

(۳) ترجمہ - کل رات میری آنکھوں کی منزل کا اس قدر فون بہا کہ مجھ کو نیند کے مسافروں کی نظر میں شرمندہ ہونا پڑا
نیند کے مسافر یعنی نیند نہ نیند تمام رات آنکھوں کی منزل میں آرام کرتی ہے۔ خواجہ صاحب بنا تو میں۔ کہ
کل رات میں خون کے آنسو و تار تار اور ایک لحظہ بھی نیند نہ آئی۔ کیونکہ میری آنکھیں جو نیند کا مقام
ہیں۔ تمام رات خون سے پُر رہیں۔

(۴) ترجمہ - تو آفتاب ہی زیادہ خوبصورت ہے۔ خدا کا شکر کہ تیرے مقابلہ میں آفتاب شرمندہ نہیں ہونا پڑا (اگر آفتاب
سے زیادہ خوبصورت نہ ہوتا تو مجھے آفتاب کے سامنے شرمندہ ہونا پڑتا۔

(۵) ترجمہ - نگر گس مست ڈاگر چھکایا ہوا ہے تو جائز ہے۔ کیونکہ وہ معشوق کی پر عتاب آنکھ کے شیوہ
سے شرمندہ ہے۔

کہ بہر پیش چشم منت خط بندگی نوید

آعلم دوات و کاغذ ہم جمع کرد ز گس

(۶) ترجمہ - بہتر ہو اگر مجھ کو اپنے اخلاق کی یاد ہو گناہوں کی پرکشش نہ کرے۔ کیونکہ ہم سوال و طول میں اور
جہاں سے شرمندہ۔

یعنے ہمارے اعمال تو اس بل نہیں کہ سال جواب میں عمدہ برآئیں۔ بہتر یہی ہوگا کہ محتجب تھی ہمارا اعمال کے متعلق سوال جواب بالکل نہ کرے۔

اگر نشتم گیری بہت درگناہ | مرد زرخ فرست و تراز و مخواه (سعدی)

(۷) ترجمہ۔ اگر شراب تیرے لب لعل کی نشترندہ نہیں ہے تو پیالہ زیر لب کیوں نہ ہر خندہ کرتا ہے۔
خندہ جام مشہور ہے۔ خواہر صاحبہ تو ہیں کہ چونکہ شراب معشوقی کو لب لعل کی نشترندہ ہے اس لئے پیالہ زیر لب نہ ہر خندہ کرتا ہے۔

(۸) ترجمہ۔ مدت گذر گئی و گریز کی تیری جنابت نہ نہیں مولا قیمت کی یاوری سے تیری جناب سے میں نشترندہ نہیں ہوں۔

یعنے خوش قسمتی و تیرے درد واز پر سر رکھے ہو مگر گذر گئی۔ ورنہ نشترندہ ہونا پڑتا۔

(۹) ترجمہ۔ چونکہ خوش آئی کی حافظہ کی عمدہ نظم کی نشترندہ ہے۔ اس لئے اس اپنے پہرہ کو صدف کے پردہ میں چھپایا ہوا ہے۔

یعنے حافظہ کے شعراء تاب میں موتیوں کو یہی بڑھکر ہیں اس لئے موتی نشترندگی کی وجہ سے صدف میں چھپے رہتے ہیں

(۱۰) ترجمہ۔ آب حیات نفلت، کہ پردہ میں اس بنم ہے کہ حافظہ کی نظم سے اور اسکی پانی کی طرح روان طبیعت سے وہ نشترندہ ہے

خواہ صاحبہ ناز میں کہ چو کہ میرے شعراء حیات ہی بڑھکر روح افزا اور جان پرور ہیں۔ اور آپ حیات ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا اسلیو آب حیات بوجہ نشترندگی کے ظلمات میں بند ہے کہ مشہور ہے کہ آب حیات کا چشمہ تاریکی میں ہی ضعف حسن تعیل ہے۔ اور شاعرانہ فخر یہ شعر ہے۔

غزل (۵)

خوش خبر باش از نسیم شمال	۱	کہ با میرد زمان موصال
ما بسلمے و من بندے سلم	۲	این خیر سنا و کیف الحال

از حریفان طوسل لالا مال	۳	عرصہ بزمگاہ خالے ماند
فاشلو احالما عن الاطلال	۴	عفت الاربعد عافیتہ
ماچہ بازند شبر وان خیال	۵	سایہ فگن حالیا شب حبر
صہمت ہننا سان انقال	۶	قصہ عشق لا انفصام لہا
آہ از کیں بسا پوجا جلال	۷	ترک ماسوی کس نمی نگرود
موجب مر جبا نعال تعال	۸	یا بریدے السح حکم اللہ

حافظ عشق و صابری تاجند

(۹)

(۹)

نالہ عاشقان خوش است بنال

(۱) ترجمہ - آسیم شمال خوشتری کس (دیشا) کہ ہمارا زمانہ وصل قریب ہے۔
 شمال - وہ ہوا جو قطب شمالی کی طرف سے آتے۔
 (۲) ترجمہ - سلی کو کیا حال ہو اور ذی کلم میں کون ہو۔ ہمسائے کیسے ہیں اور کیا حال ہے۔
 سلی - عرب کی ایک مشہور مشوق۔ مجازاً ہر ایک مشوق کو کہتے ہیں۔ ذی کلم ایک شہر کا نام۔
 مشوق کا مقام - عاشق با دشتال کو اپنے مشوق اور اس شہر کا حال پوچھ رہا ہے۔
 (۳) ترجمہ - بادہ نوشوں کو اور شراب کے پیرے ہو پیاہوں کو بزم گاہ کا میدان خالی ہو گیا۔
 (۴) ترجمہ - عیش و عشرت کے بعد یہ گہر و دلیرن ہو گیا۔ اب اسکا حال کہنڈرات کی پوچھ۔
 اطلال جمع لعل - دیران اور سپریمکانات کو نشان - کہنڈر - یعنی ہمارا مقام عشرت یا ہماری بزم گاہ جو پہلے آباد تھی۔ اب اکو صرف کہنڈر موجود ہیں۔ وہی مضمون ہی جو گذشتہ شعر میں ہے۔

پدم نوبت میزند بر گنبد آفراسیاب

پردہ دہای میکند بر قصر عین کبوت

(۵) ترجمہ - اب تو شب چہرے تری کی میلادی ہے۔ دیکھ خیال کے شب اب کیا کرتے ہیں۔
 شب روس و ادا ات کو چھلنے والا (مجازاً چھ) شب ان خیال سے مراد خیالات۔ خیالات چونکہ اکثر رات کو پیدا ہوتی ہیں اس لئے خیالات کو شب بزمان خیال کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پھر کہ اندھیری رات ہی عجیب عجیب خیالات دل میں گزرتی گی۔

(۶) عشق کے قصہ کی کوئی انتہا نہیں۔ یہاں زبان گو یا کی بیکار ہو جاتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ عشق کا قصہ احاطہ بیان ہی باہر ہے۔ ہندو جہاں شاعر میں یہی حکایت عشق کے لیے پایاں ہو سنے کی طرف اشارہ ہے۔

نئے گردید کو تہہ ریشہ یعنی راکھروم | حکایت بود بے پایاں بنجامونی واکروم

(۷) ترجمہ۔ ہمارا مشق کسی کی طرف نہیں دیکھتا۔ اس غرور اور جاہ و جلال پر انہوں!

(۸) ترجمہ۔ قاصد عشق کو قاصد خدا تیری مدد کرے۔ خوش آمد بخوش آمدید! تعالیٰ اللہ تعالیٰ اللہ!

برید۔ قاصد تحقیق لغوی کے لئے دیکھو شعرت لہجہ حلی۔ نام مقام۔ مجازاً مقام عشق۔
تعالیٰ۔ کلمہ حسین دربر آظہار خوشنودی۔

(۹) ترجمہ۔ حافظ عشق اور میر تاجکے عاشقوں کا نالہ چاہا معلوم ہوتا ہے۔ نالہ و فریاد کر۔

غزل (۶)

۱	یہ بھی بن مظفر ملک عالم و عادل	۱	داری جہاں نصرت بن خسرو کامل
۲	بروی جہاں وز نہ جان و تن و دل	۲	ای آنکہ در سلام پناہ تو گشودہ
۳	انعام تو بر کون و مکان فائض و مثال	۳	تعظیم تو بر جان خرد واجب و لازم
۴	بر روی مرا فتاد کہ شد جل مسائل	۴	روز ازل از کلک تک یک نظر و سیاه
۵	ای کاش کہ من بودی آن بندہ مقبل	۵	خورشید چو آن حال سیہ دید بدل گفت
۶	دست طربانک دہن این سلسلہ مگسل	۶	شام افغانک از بزم تو در قص و سماع ست
۷	شد گون بدخواہ گرفتار سلال	۷	می نوش و جہاں بخش کہ از خم کندت
۸	خوش بخش کہ ظالم نبرد راہ بمنزل	۸	چوں دور فلک کبیرہ بہ تیغ عدل ست

حافظ قلم شاہ جہاں مقسم رزقت

(۹)

از بہر عدلیت مکن اندیشہ باطل

(۹)

یعزل شاہ یکسی کی مدح میں ہے۔ اپنے کلام میں اور یہی کئی جگہ خواجہ صاحب نے شاہ کبھی کی تعریف کی ہے۔ دیکھو
لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۸۔ ۱۹ سو انجمری۔

(۱) ترجمہ۔ جہان کا بادشاہ دین کی نصرت اور کامل شہنشاہ یکسی ابن مظفر بادشاہ عالم و عادل۔

(۲) ترجمہ۔ ۴ ممدوح تیری پناہ نے اسلام میں جہاں پر جان و تن اور دل کا روزن کہول دیا ہے۔

روز نہ یا روزن۔ روشن دان۔ تایدان۔ مطلب یہ ہے کہ اہل اسلام پر تیری عظمت نے جان و دل اور
تن کے روزن بنیاد دہانی اور دنیاوی فوائد کے دو واڑے کہول دیئے ہیں۔

(۳) ترجمہ۔ تیری تعظیم جان اور عقل پر واجب لازم ہے۔ تیری بخشش کوئی مکان کو فیض پہنچانی اور کبھی کے مسائل حل

فقا ایض۔ فیض پہنچانے والا۔ شامل۔ شامل حال۔ عام۔ یہ شعر شہوت ترین شعروں میں سے ہے۔

(۴) ترجمہ۔ انزل کو دن تیری قلم سیاہی کا ایک قطرہ۔ چاند کے چہرے پر پڑا اور تمام مسائل حل ہو گئے

چاند کے چہرے پر سیاہی پائی داغ ہوتے ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ روز انزل سے ممدوح کو قلم سے

ایک قطرہ سیاہی کا چاند کے چہرہ پر گرا جس سے داغ پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ قلم اور سیاہی کی تحریر سے مسائل حل کئے

جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میرے ممدوح کے قلم کی اس تحریر سے جو چاند پر ہوئی دنیا کے تمام مسائل حل ہو گئے۔ گویا

روز انزل سے ہی میرے ممدوح کا نام دنیا کے ارباب عقلمندان میں درج ہے۔

(۵) ترجمہ۔ سوچو جب تک سیاہی تل کچھ اتول میں کہا کاش (زل کی جگہ) میں یہ مقبول بندہ ہوتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ آنایا بی نام روشنی اور نور کو چھٹ کر عارض جاننا کہ تل کی سیاہی قبول کرنے پر تیار ہے۔ آفتاب

رنگ کے نام کہ رخسار معنوق کا تل میں کیوں ہوا۔ حال کو مقبول بندہ اس تل کو کہا ہے کہ ہمیشہ چہرہ پر ہوتا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ آ بادشاہ تیری بزم سے آسمان ہی قصن سماج میں مشغول ہے۔ اس سلسلہ کو امن سے دسٹ طرب کو نہ ہٹا۔

یعنی بزم طرب کو قائم رکھے۔ کیونکہ آسمان ہی اس سے مظلوم ہوتا ہے۔

(۷) ترجمہ۔ شارب پی اور جہاں کو بخش کیونکہ تیری کندہ کے غم سے۔ یہ خواہ گو گردن زمینوں میں گرفتار ہو گئی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ شارب پی اور بخشش عام کر تیرے دشمنوں کی گزینوں زیر نرسیدہ ہیں۔

(۸) ترجمہ۔ جب آسمان کو دو نما متر عدل کر رہا ہے۔ تو تو شر، رہ کظالم کبھی نزل مقصود پر نہیں پہنچتا۔

مطلب یہ ہے کہ تیرا عہد کمال انصاف کا عہد ہے اس لئے خوشی سے زندگی بسر کر کہ تیرے دشمن جو ظالم ہیں۔ کبھی

کاسیاب نہیں ہو سکتے۔

(۹) ترجمہ - حافظا جہاں کے بادشاہ کا علم روزی تقسیم کرنے والا ہے۔ تو روز کی کیسی میوہ منکر نہ کر۔
صلہ و انعام کا لطیف پیرا میں تقاضا کیا ہے۔

غزل

۱	رہزراں عشق بس باشد دلیل	۱	آج چشم اندر رہش کہ دم سبیل
۲	بوج اشک ناکی آرد در حساب	۲	آنکہ گشتے راند در خون قبتیل
۳	اختیار سے نیت بد نامے ما	۳	دلنی فی عشق من یہدی اسبیل
۴	بی می و مطرب بغرد و سخم مخواں	۴	راحتے فی الراح للنی السلسبیل
۵	آتش سوئی بستاں بر خود مزین	۵	ورنہ از آتش گذر کن چوں خلسیل
۶	یا مکن با پیلباناں دوستی	۶	یا اینا کن خستہ در خورد پیل۔
۷	یا بنہ بر خود کہ مقصد گم کنے	۷	یا منہ پای اندرین رہے دیسیل
۸	یا تگش بچہ پیرہ نیل عاشقی	۸	یا فرویر جائزہ تقویٰ پینیل
۹	شاہ عالم را بقا و عزد و مال	۹	با دو ہر چیزی کہ خواہد زین قبیل

حافظا مثنوی داری بسا

(۱۰)

(۱۰)

ور نہ دعویٰ نیست غیر قال و قیل

(۱) ترجمہ - ساکد کے لئے عشق ہی کافی رہے۔ میں نے اسکی راہ میں آنسوؤں کی سبیل لگا دی ہے۔
سبیل - مسافروں کے لئے پانی جو رستہ میں رکھا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ راہ عشق میں ساکد کے لئے عشق ہی
کافی رہنا ہے اور کسی رہنما کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح راہ عشق میں دل کی سبیل کی ضرورت نہیں آنسوؤں کی سبیل کافی ہے
(۲) ترجمہ - ہمارا آنسوؤں کی مریح کو کسبیل میل نا ہے۔ وہ جس نے مقبول کر خون میں کشتی چلائی ہے۔
یعنی عشق ذہن راہ عشقوں کو تھک گیا اور ان کے خون کو دیا بہا ہے میں میرا آنسوؤں حساب میں ہیں۔
(۳) ترجمہ - ہمدی بدنامی ہمارا اختیار میں نہیں ہے۔ جو عشق کا رستہ اسی ذہن ہے جو کسو جتا ہے۔

یعنی خدانے۔

(۴) ترجمہ۔ شرابِ مطرب کے بغیر پھر بہشت میں نہ بگا میری راحت شراب میں ہو۔ سببیل میں نہیں۔

یعنی مجھے بہشت کی نہر میں نہیں چاہئیں۔ شراب چاہئے۔ اگر بہشت میں بلاتا ہی۔ تو شرابِ مطرب بھی تہ ہونے چاہئیں۔

(۵) ترجمہ۔ معشوقوں کو چہرے کی آگ اپنی آنکھ نہ لگا۔ دردناک ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح گذر جا۔

یعنی آنسو عشق اپنی جان و دل کو نہ لگا۔ اگر لگانا ہو تو اتنی کراہت پیدا کر کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح تو آگ کو آنکھ سے نکل سکے۔

(۶) ترجمہ۔ یا تو فیل بانوں کو دوستی پیدا نہ کر۔ یا گھر کو ہاتھی کے قدم کے مطابق تعمیر کر۔

یہ شعر شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا ہے۔ سچوں کو بھی معلوم ہے۔ ان مطالب کی لاپرواہی اور غفلت کا اس کو بڑھ کر ثبوت ملتا ہے۔ کیا ہو گا۔ گلستاں باہشت ہم میں ہے۔

اگر نیا شہ در میاں مالیت سبیل
یا کبش برخان و مان انگشت پنل
یا بتاکن خانہ در خورد و پیل۔

پیش درویشاں بود خوشت مباح
یا مرو با یاد ازرق پیر ہن
یا کن با پیل بانان دوستی

ہمارے پاس ۱۲۱۳ھ کا ایک نسخہ ملی یونان ہے۔ جس میں کاتب کی ہمدانی کی شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر بھی درج ہو گیا ہے۔

ہچو حال تست زیر پائے پیل

زیر پائت گردانی صال مور

بعض پرانے تلمیذی یونان میں اس شعر کی بجائے یہ شعر ہے۔

یاد ہندوستان بر یاد پیل

یا رسوم پیل بانان یا گویہ

پیل را ہندوستان یا دودن۔ ہاتھی کو سستی اور ہوش میں لانا۔ ہاتھی ہندوستان کا جانور ہے۔ یہ ضرب المثل اہل ایران نوران کی اختراع ہے۔ کیونکہ ایران میں ہاتھی کو ہندوستان یا دودن لانا گویا اس کو سستی کرنا ہے۔ اسخی فیل ہے "مستان را سرود یاد و داندین" مطلب یہ ہے کہ یا تو ہاتھی کو سستی اور شورش میں لا۔ ورنہ فیلبانوں کی طرح مست ہاتھی کو قابو میں لانا کی ترکیب سیکھ۔

(۷) ترجمہ۔ یا اپنی آب پر نھار دیکھ تاکہ تو مقصد کو گم کر دے یا اس رستہ میں بغیر ہنگامہ کو قدم نہ رکھ۔

مطلب یہ کہ راجشقی میں گو تو منزل مقصود پر پہنچنا چاہتا ہے۔ تو رہا اور ہادی کی تلاش کرادراگر گمراہ ہوتا ہے تو
 بخجک جا اور اپنے آپ پر ہر دوسہ کر۔ ضرورت مرشد کے لئے دیکھو شعر دہا۔
 (۸) ترجمہ۔ یا تو چہ چشوق کارنگت لگا۔ یا تقویٰ کے جامہ کو نیل میں بہا دے۔
 یعنی اگر عشق اختیار کرتا ہے۔ تو نام و ناموس اور تقویٰ کو دریا میں ڈال دی۔
 نیل (۱) مشہور رنگ (۲) اور نیل۔ نیل اور نیل میں صنعت نہیں ہے۔
 (۹) ترجمہ۔ جہاں بادشاہ کو بقا عزت اور مال نسیب ہو اور ہر کیل میں قسم کی چیز جو وہ چاہے۔
 دو ستر مصرعہ کا لفظ باد بیعہ مصرعہ سے متعلق ہے۔ شاہ عالم سے مراد بادشاہ وقت جو خواجہ صاحب کا مؤرخ ہے۔
 (۱۰) ترجمہ۔ حافظ اگر تیرے پاس معانی ہیں تو لا۔ وگرنہ تیرا دعویٰ صرف بات ہی بات ہے۔
 یعنی اگر تیرے پاس معانی نکات اور مضامین کا خزانہ ہے۔ تو پیش کر۔ ورنہ دعویٰ تنگمویٰ فضول ہے۔

غزل (۸)

۱	ہر کس شنید گفتا ند در قائل	۱	بگفتم در وصف آن شامل
۲	مضیب البجایا محمودہ انحصائل	۲	دل ادہ بیاری عاشق کشی نگاری
۳	جانم بخت آخر در کسب این فضائل	۳	تحصیل عشق وزندی آسان نمود اول
۴	گفت آن زمان کہ نبود جان و میثاق	۴	گفتم کہ کی بہ بخشی جہان نا تو انم
۵	ارتشافی چہ سید امثال میں مسائل	۵	حلاج بر سر این نکته خوش سر لید
۶	چند آنگلاز جوانب بگنجیم وسائل	۶	در دا کہ برد خود بام نہاد و لب
۷	الکوی شرم چو مستال برابر تو مائل	۷	دین گوشہ گیری بودم چو چشم مست
۸	از لوج سینہ سر گرفت گشت زائل	۸	از آب میں صدر و طوفان لوج دیدم

دو بیت حافظ تقوید چشم زخم

(۹)

آیا بود کہ سینم در گرونت حامل

(۹)

- (۱) ترجمہ - اس صورت کی تعریف میں جو کچھ میں نے بیان کیا جس کی سنا کہا کہ خدا کہنے والے کو جزائے خیر ہے۔
شماک صورت دیکھو شعر لٹا۔ لٹہ در قائل کہنے والے کا اجزہ کے پاس ہے۔ خدا کہنے والے کو جزائے
خیر ہے۔ یہ دعائیہ جملہ جو ما اسی تو پر لکھا یا کہا جاتا ہے جہاں کسی شاعر کا کوئی عمدہ اور دلچسپ شعر نقل کیا جاتا ہے
مطلب یہ ہے کہ معشوق کے حسن کی تعریف میں جب کہی میں نے کچھ کہا تو گوئی لٹہ در قائل کہا۔
- (۲) ترجمہ - تو نے ایک حسین عاشق کو معشوق کو دل دیا ہے جس کی عادتیں خوب ہیں اور خصمیں پسندیدہ ہیں۔
- (۳) ترجمہ - عشق اور زندگی کا حال کرنا یہ سزا آسان نظر آیا لیکن آخر کار ان نفسیوں کے حاصل کرنے میں ہری جان بلی گئی
تشریح کے لئے دیکھو شعر الف پ
- (۴) ترجمہ - میں پوچھا کہ میری اتوان جان پر تو کئی شش کر گیا۔ اس جواب کا کہ جب جان در میان میں حاصل نہیں ہوگی
مطلب یہ ہے کہ جب تک پردہ خودی در پندار ہستی در میان حاصل ہو عشق میں ناز المرام ہونا ناممکن ہے۔

ہے بیخودی ہی جس سے ہوتا ہے ترجمہ حاصل غایب جو آتے ہو یا سے حضور تیرا (اسی زبانی)

(۵) ترجمہ - منصور ولی پر یہ کچھ بہتا چہا بیان کرتا تھا کہ اس قسم کے مسئلے شافعی ہی نہ پوچھو۔
صلاح (۱) و دنیا (۲) حسین بن منصور الحلاج البیضاوی قدس سرہ سے مراد ہے۔ مولانا جامی رحمت اللہ علیہ
نعمات الانس میں لکھتے ہیں کہ وہ طبعاً بزم کا اولیا تھے۔ ایک دن ایک صوفی کی دکان پر بیٹھے تھے کہ اسی کسی کام
پر مسجد یا خیال آیا کہ میں اس کو کام سے مٹا دوں۔ اگلی صبح اشارہ کیا تو بولے ایک طرف اور روئی ایک طرف
ہو گئی۔ اس لئے لوگوں کو صلاح کہنا شروع کر دیا عراق میں ہی ہیں اور حضرت جنید کی صحبت ہی ہے، فیضیاب ہوتا
ہیں۔ عمرو بن عثمان کی کے شاگرد ہیں۔ انامحی کہنے پر ان کو سولی دی گئی اور ان کے بدن کو جلا کر جلی میں
ڈال دیا گیا۔ واقعہ ۳۲ھ کا ہے۔ اکثر مشائخ کا ان کو معاملہ میں خلافت ہے۔ بعض انکو دکر تے ہیں اور
بعض انکو قبول کرتے ہیں۔ متاخرین میں یہ تمام انکو قبول کیا ہے۔

شافعی - اہل سنت کو چار اماموں میں سے ایک کا نام۔ بڑی عالم و فاضل فقیہ تھے۔ اکھاسی نام محمد بن ادریس بن عباس
بن عثمان بن شافع تھا۔ اپنی داد و اشاعت کی طرف منسوب ہو کر شافعی کہلائے۔ ۲۰۰ھ میں ۵۴ برس کی عمر پا کر
وفات پائی۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ منصور صلاح کے 'انامحی' کے مطالبہ معافی فرقہ کے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔
بڑے سے بڑا فقیہ ہی 'انامحی' کے اسرار و رموز کی حقیقت و آشتی نہیں ہو سکتا۔ ظاہری شریعت کے

سائل اور ہیں۔ اور حقیقت کے نکات اور ہیں۔ جس منفی نے منصور کے قتل کا فتویٰ دیا تھا۔ اگر انا الحق کی حقیقت کو سمجھتا تو ہرگز ایسا فتویٰ نہ دیتا۔ چنانچہ بعض بزرگوں نے فتویٰ دینے سے انکار ہی کر دیا۔ کہتے ہیں کہ شافعی کی تفسیر میں اس شعر میں اس لفظ ہے کہ جس منفی نے منصور کے سولی چڑھانے جانے کا فتویٰ دیا تھا وہ شافعی ہی تھا۔ اس شعر کا یہ معنی ہی ہو سکتا ہے کہ اس نکستہ کو منصور ہی سولی پر چڑھکا چاہا بیان کر سکتا ہے۔ شافعی سے اس قسم کے مسائل نہ پوچھنے چاہئیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ عشق کے ذوق نکتے عقل پر عمل نہیں ہو سکتے۔ دیکھو شعر شریف۔

ل ۱۳۶ ص ۱/۲ ص ۱/۲ ص ۱/۲

جاننا ادگان عشق سے پوچھو رہے فنا	آئیں جناب خضر ہی کچھ نا بلدی ہیں
اور سلم و ادب مکتب محبت میں	کہ ہے وہاں کا مسلم جدا ادیب جدا

(۱۳) ترجمہ۔ افسوس کہ مشوق نے مجھ کو اپنے دروازہ میں نہ جانے دیا۔ میں نے ہر خپلوں اور ہر سو کیلے ڈھونڈھے۔ ترجمہ۔ عین گوشہ گیر، میں میری دست آنکھوں میں آیا تھا۔ اپنے سول کی طرح تیرے ابرو پر عاشق ہو گیا ہوں۔

آنکھوں کو گوشہ نشین کہتے ہیں کیونکہ وہ پردہ میں ہیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ایک وقت وہ تھا جب میں تیری دست آنکھوں کی طرح زلف نشین تھا۔ اور کار و باج عشق ہی آتش تھا۔ اب یہ حالت ہے کہ اس ستوری کو چھوڑ کر منیٰ آج کی در تیرے ابرو کا عاشق ہو گیا ہوں۔ عین (ع چشم) اور چشم کی رعایت ظاہر۔

(۱۴) ترجمہ۔ میں اپنی آنسوؤں کو صد ہا طوفان نوح دیکھ چکا ہوں۔ لیکن سینہ کی تختی سے تیرا نقش بالکل زائل نہ ہوا۔ یعنی تیرے آنسوؤں کا سیلاب لوح سینہ سے تیرے نقش کو نہ دھو سکا۔ اسی مضمون اور تشریح کے لئے دیکھو

شعر ۱۳۶۔

(۱۵) ترجمہ۔ اسے دوست حافظ کا ہاتھ نظر کیلے تعویذ ہی۔ خدا کرے کہ میں اس کو تیری گردن میں حاصل دیکھوں۔

حاصل۔ وہ چیز جو گلے میں آلی جاوے۔ نظر یہ کے لئے عموماً لوگ گلے میں تعویذ ڈال لیتے ہیں۔ خواجہ صاحب معشوق کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ میرا ہاتھ ہی چشم زخم کے لئے تعویذ کا کام دیتا ہے۔ اسے اپنے گلے میں ڈالے۔

(خواجہ صاحب ہر جیلہ و بہانہ سے معشوق کے گلے میں ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں)

غزل (۹)

۱	حقا کہ بود طاعت او ضائع و باطل	۱	پرس کہ نذار و بجان ہر تو در دل
۲	از جان خود آسان داز عشق تو مشکل	۲	برداشتن از عشق تو دل فکر محال است
۳	ای دست مگر ہم تو کنی حل مسائل	۳	از عشق تو واضح چہ مرا منع نماید
۴	بچون تو کسی زیبا در شکل و شامل	۴	گشتم جہاں را کہ بہ بنیم و ندیم
۵	آن لب من میں کہ بودیہ قبائل	۵	ای ز اہر خود میں بدیہ کدہ بگذر
۶	چون گشت مرا کام دل ز لعل تو حاصل	۶	از دل تو شستند قیاس ز طبع دست

حافظ تویر و بندگی پیر مغاں کن

(۷)

(۸)

بر دامن او دست زن از ہمسہ بگسل

یہ غزل کفر پرانے نامی دیوانوں میں نہیں ہے۔ اور غالباً الحاقی ہے۔ مطلقاً دوسرا مصرعہ وہی ہے۔ جو شعر لے چکا دوسرا مصرعہ ہے۔

(۱) ترجمہ۔ دنیا میں جس شخص کے دل میں تیری محبت نہ ہو۔ خدا کی قسم جو کہ اس کی طاعت ضائع اور بیکار ہے۔

مطلب یہ ہے کہ بندگی بغیر عشق الہی (یا بغیر حب رسول) محض بیکار اور بے سود ہوتی ہے۔

(۲) ترجمہ۔ تیرے عشق سے دل اٹھالینا ایک ناممکن خیال ہے۔ اپنی جان سے دل اٹھالینا آسان ہے لیکن تیرے عشق سے دل اٹھانا مشکل ہے۔

(۳) ترجمہ۔ واضح تیرے عشق سے جو کچھ کیا منع کرتا ہے۔ دستوں اگر تو مسائل کو حل کرے۔ تو کچھ مقصد برآئی ہے۔

(۴) ترجمہ۔ ہم تمام جہاں میں پھر کہ شکل صورت میں تجھ جیسا کوئی اور حسین و نکمیں ایک نہیں نہ دیکھا۔

یعنی تمام دنیا میں کوئی حسین شکل و شامل میں تیرے برابر نہیں ہے۔

(۵) ترجمہ۔ آخر میں زہد شرافت کے دروازہ کو ہمو کر گزار اور وہاں سیراں عشق کو دیکھ جو قبائل کا شرافت ہے۔

(۶) ترجمہ۔ رقیب تیرے مولیٰ کی امید دہا تو ہر دوہو بیٹھے۔ جب تیرے لب کی میرا ذلی مقصد حاصل ہوا۔

یعنی جب چہ تیرے لب سے لعل کا پورے نصیب ہوا۔ تو رقیب تیرے مولیٰ سے یا کوس ہو گئے۔

۱۰) ترجمہ - آغا خانجا اور پیرخان کی بندگی کر۔ اس کو دامن کو منظر پر اور سے قطع تعلق کرے۔

دیکھو شعرل پہ۔ دوسرا مصرعہ دو نو شعروں میں شترکہ ہے۔

غزل (۱۱)

۱	بہ شرح تو اسی لعبتہ خجستہ اتصال	۱	بہر خط تو اسی بیت سما یوں فال
۲	بنوش لعل تو اسی آئینے گانے من	۲	بزنک پوی تو اسی تو بہار حسن جمال
۳	باں صیغہ عارض گزشت گلشن چشم	۳	باں حدیقہ بنیش کہ شد مقال خیال
۴	باں عشق کہ راست مہر خاتم چشم	۴	باں گہر کہ شمار است در بلخ مقال
۵	ابلیج ساق تو و نغمہ شہ آہ گل	۵	بیوی زلفت تو و کجست نسیم شمال
۶	بہ جلوہ پای تو و شہیر پای رفتن چشم	۶	بوشو ہای تو و غمراہی چشم غزال
۷	بگرو راہ تو یعنی بسایہ امیہ	۷	بجاک پای تو یعنی بر شک آب لال
۸	بفرماہ نمانیت با قباب بلبند	۸	باستان رفعت با آسمان جلال

کہ بی فضای تو حافظ اگر التفات کند

(۴)

(۴)

بہر بازماند چہ جاے مال و مثال

بملاحظہ ترکیب نوی اس غزل کے تمام شعرل کر ایک جگہ قسیم بنیای پہلے آٹھ شعرل تم اور قطع غزل جابجا تم اور جو قسیم ال کر کہ جگہ قسیم بنا بہت بلند پارہ غزل ہے۔ اور خواجہ صاحب کی قادر الکلامی پر دال ہی الفاظ کا انتخاب۔ بندیش اور ترکیبیں غمراہ جگہ قسیم آفرین کی مستحق ہیں۔

خواجہ صاحب کا خطاب اس غزل میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے۔

(۱) ترجمہ - آمبارک نصلت و آمشوق تیری ناگہب کے جاند کی قسم - آمبارک فال الی نشانانی اتیرے خط کی ریز کہ قسم۔

دوسرے مصرعہ میں مشوق کو آیت ہایوں فال کہا ہے۔ خط اس مراد سببہ خطایا تمخویر نقش و نگار سے یعنی سزا

سن کے نقش نگار کے عہد کی قسم۔

(۲) ترجمہ۔ آ میری آب حیات تیرے لب لعل کو آب حیات کی قسم ہے۔ حسن ہونال کی نو بہار تیری رنگ بو کی قسم۔ بہار اور رنگ و بو کی رعایت ظاہر۔

(۳) ترجمہ۔ اس صفت خداد کی قسم جو انھوں نے بے نیاز باغ کو دی۔ اس باغ نظر کی قسم جو خیالات کا بحث ہے۔ عارض مشوق کو یا ایک باغ پر جسے آنکھ دیکھ کر غلطی ہوتی ہے۔ اور جو ہر وقت عاشق کو خیال میں رہتا ہے اور کوشش اور صدیقہ پیش کرنا ایک ہی معنی میں اور وہ عارض مشوق کی صفت میں واقع ہوئے ہیں۔

(۴) ترجمہ۔ اس عشق کی قسم جو ہماری آنکھ کی نگہبندی کی مہر ہے۔ ان موتیوں کی قسم جو ہمت و دہن میں ہیں عشق و مہر اور لب لعل۔ آنکھ کی نگہبندی کی شکل ہوتی ہے۔ طیرتیرے عشق کی مہر اور لب لعل کی قسم ہے۔ اس طرح عشق کی آنکھ میں ہر وقت مشوق کے لب لعل کا نقشہ جاری رہتا ہے۔ بلیغ وہ خوش گفتہ چہرے کے نقشہ کا بیغہ مقال ہو اور مشوق کا دہن جو گفتگو میں نہایت فصیح و بلیغ ہے۔ گہر سے مراد دانستہ۔ مقال کلام یہ کہ تیرے لب اور تیرے دانتوں کی قسم۔

(۵) ترجمہ۔ تیرے اخلاق کی پاکیزگی کی قسم اور ہونال کے گلہ سستہ کی خوشبو کی قسم تیری زلف کی خوشبو کی قسم اور تیرے شمال کی خوشبو کی قسم۔

نفسہ۔ خوشبو۔ ہما کا پلنا شمامہ دستبو۔ گلہ سستہ۔

طیب خلق کو نفع دینا اور بے زلف کو بخت نسیم شمال کہا ہے۔

(۶) ترجمہ۔ تیرے جلووں کی قسم اور حرکات شہیم کے شہووں کی قسم تیرے عشق و دل کی قسم اور شہیم ہونال کے جلووں کی قسم۔

غزال۔ بچہ آہو۔ ہرن کا بچہ۔ ہرن نوا۔ احتمال فارسی میں معنی ہرن ہے۔ مشوق کی آنکھ کو ہرن کی آنکھ کی شکل دیکھیں۔

(۷) ترجمہ۔ تیرے رستے کی گرد کی قسم یعنی سادہ امید کی قسم۔ تیری پاؤں کی خاک کی قسم یعنی رنگ آب صاف کی قسم مشوق کی گرد راہ کو سادہ امید اور اس کی پاؤں کی خاک کو رنگ آب صاف کہا ہے۔

(۸) ترجمہ۔ تیرے چاند جیسے سردی کی قسم اور تیرے بلند آفتاب کی قسم تیرے بلند آفتاب کی قسم اور آسمانیں جلال کی قسم۔

معتشوق کے قد بلند کو سربو باہ نما اور آفتاب بلند کہا ہے اور اس کو بلند آستانہ کو آسمان جلال سے تشبیہ دی ہے۔

(۹) ترجمہ۔ کہ اگر تیری رضا کو بغیر حافظہ عمر کثرت بھی تو جب کہ سے تو وہ زندہ نہ رہے۔ مال منال کا تو ذکر ہی کیا ہے خواجہ صاحب نے آئی ہیں کہ جو نام مذکورہ بالا چیزوں کی قسم ہے کہ تیری رضا کو بغیر مال و منال تو کیا زندگی ہی مجھ کو درکار نہیں۔

غزل (۱۱)

۱	بیا کہ بوی ترا میرم اسی نسیم شمال	۱	شمس توج و داد و صفت برق وصال
۲	کہ نیت صبر جمیل در اشتیاق جمال	۲	احاد یا جمال حبیب تفت و انزال
۳	بشکار آنکہ برفگن در پردہ روز وصال	۳	شکایت شب چراغ فروگذا را می دل
۴	توان گذشت ز جو رقیب در عمہ جمال	۴	چو یار بر صلح است و غدر میخواید
۵	کشید ایم بہ تجریر کار گاہ خیال	۵	بیا کہ پردہ گل زیر نفست خانہ چشم
۶	کہ کس مباد و چون در پی خیال بحال	۶	بجز خیال بان نوبت دول تنگ
۷	اے کس بن خود نہا شد بہ جان خویش ملال	۷	مائل مصافحت می نمایم از جاناں
۸	پسنا کہ بیچا سش نشیبت تعنا حوال	۸	مرا دلیت پریشان بدست غم پاپال

قتیل عشق تو شہ صاف غریبے دلے

(۹)

(۹)

بشکار آنکہ برفگن در پردہ روز وصال

(۱۱) ترجمہ۔ میں نے عشق کی خوشبو سونگھی اور وصال کی بجلی کی لہجہ و غدار کر دیا۔ اے شمال آگے تیری بو پر قربان ہو جاؤں (یا تیری بو کے لئے مرتا ہوں)

روح۔ بفتح۔ آسائش فرحت۔ تازگی۔ خشکی نسیم۔ بخیر شہ۔ لطیف ہوا۔

پہلا مصرعہ عربی ہے۔ بعض قسمی دیوانوں میں دوسرا مصرعہ اس طرح ہے۔ ع۔ بیا کہ بوی تو سے یام از نسیم باو شمال در اوصبا کو دیار مجرب کیا قاصد کہ تو میں مطلب۔ یہی کہ عشق کی خوشبو دار اور لطیف ہوا ہے چل رہی ہے جو

روح کو راحت بخشتی ہو اور جمال محبوبہ تیری تجلیات ہی کا کھیر چمک ہی میں۔ لیکن ان تمام چیزوں کو پورا
حفاظت حاصل کرنے کے لئے تیرے زور ہی کو کہہ دو اور محبوبہ کے فاسد یعنی آنحضرت ہی کو کہہ دو علی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تشریف لے
ہو کر) خائف و معذرت سے ہمیں آشتی بنا کر رہیں۔

(۲) ترجمہ ہے معشوق کا اونٹوں کے ساربان ٹہر جا اور اتر آ۔ کیونکہ جمال محبوبہ کے اشتیاق میں مجھ کو صبر علیل میں بیچ
صدی۔ ساربانوں کی وہ خوش آواز آ رہی ہے جو وہ اونٹوں کو کھینچتے ہیں۔ **صادی** صدی **غزل** جمال
جمع بل اونٹ۔ مطلب یہ کہ اوائل محبوبہ کے ساربان ناز کو کھڑا کر اور اسی نگاہ تمام کر شوق دیدار میں مجھ کو صبر
کی طاقت نہیں رہی۔ جمال اور مجھ میں کتنی نہیں ہے۔

(۳) ترجمہ ہے۔ دل شب بھر کی شکست چھوڑ دے اس امر کے شکر یہ میری کہ روز وصال نے پردہ اٹھا دیا ہے
(۴) ترجمہ ہے جسے معشوق کو صلح کا خیال ہوا۔ عذر خاہی کہ تیری تو یہ حال تو تیرے جور سے درگزر کر سکتے ہیں۔
مذہرے خواہ میں نے اپنی بیخاگاری کا عذر خواہ ہے۔

(۵) ترجمہ ہے۔ اگر آنکھ کے سات پردوں کے نیچے کارخانہ خیال کی تحریر سے پہول کا پردہ بچا یا ہے۔
ہفت خانہ چشم۔ یعنی ہفت پردہ چشم یا ہفت لائے چشم یا ہفت طبقہ چشم آنکھ کے سات طبقے
جو حسب ذیل ہیں (۱) منجم جو سب باہر ہے (۲) قرینہ (۳) صند (۴) منگبوتیہ (۵) مشکبکیہ (۶) شمشیر
(۷) صلیبہ کارگاں۔ کارخانہ نصد صاف لاین اور کپڑا بننے کا کارخانہ قاعدہ جو کہ عزیز مہمان کھانڈ
نہایت اعلیٰ مکان میں نہیں فرش بچھائے جاتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے اپنے معشوق کو کہنے اپنی آنکھوں میں
جگہ بنائی ہے اور آنکھ کے ساتوں طبقے کے نیچے پہلو کو فرش بچھا یا ہے۔ جسے کارخانہ خیال میں تیار کیا
گیا ہے۔ تاکہ معشوق وہاں جا کر رہے۔

(۶) ترجمہ ہے۔ سو آتیرے دہن کے خیال کے میرے تنگ ل میں در کپہ نہیں خدا کر میری طرح کوئی شخص
ناممکن خیالات کے در پے نہ ہو۔

یعنی میرے دل تنگ میں تیرے دہن تنگ کے خیال کے بغیر اور کوئی خیال نہیں اور چونکہ تیرا دہن کبھی تنگ
نہے ہے اس لئے اس کا خیال ہی ایک خیال جمال ہے۔ جس کا پورا ہونا مشکل۔

(۷) ترجمہ ہے۔ میں معشوق کو مصیحت کو طور پر حال ظاہر کرتا ہوں کیونکہ کوئی آدمی در آل اپنی جان سے حال
نہیں کرتا۔

یعنی نیر امشوق میری جان ہو لہذا اگر میں کسی پر طلال نظر کرنا ہوں تو وہ صرف برائے مصیبت ہو تاہم کہ چونکہ
کوئی آدمی فی بحقیقت اپنی جان و طلال نہیں کہتا۔ جان پر شخص کو عزیز ہوتی ہے۔ جانان اور جان کی رعایت ظاہر۔
(۸) ترجمہ میرزا دل پریشان اور دم کہ تہوں کو ایسا پامال ہے کہ کسی کو اسکے حلالی کو واقفیت نہیں۔
پہلے مصرعہ میں بدست غم پامال کا ترکیب میں دمت و پا کا مقابلہ لطیف ہے۔
(۹) ترجمہ۔ اگرچہ غریب حافظ تیرے عشق کا کشتہ ہے۔ ہماری خاک پر گند کر ہمارا خون نچو حلال ہے۔
یعنی اگر یہ میرے عشق کا کشتہ ہوں لیکن میرا خون تجھ پر حلال ہے اور میری خاک کو اپنے اقدام میں نہ لانا
سے میں بخشنے۔

غزل

۱	تیا بشکینیم توبہ و گردن میان گل	ساتی بیار بادہ کہ آمد زمان گل
۲	چوں بلبلان نزول کنیم آشتیان گل	کوروی خار خندہ زمان تا چمن رویم
۳	کایا نت خوشدلی بر سید از زبان گل	در سخن ستانج بادہ توش آکن
۴	یار و شراب خواہ و سرا بوستان گل	گل چمن سید شو امین از فراق

(۵) حافظ امبال گل طلبی پوچھ بلبلاں
جان کن مندا خنک ہ باغبان گل (۵)

(۱) ترجمہ۔ ہمسایے شراب کہ ہم بہار آگیا ہے۔ تاکہ ایک بار پہر باغ میں توبہ کو توڑیں۔
یعنی شراب پینے سے جو ہم نے توبہ کی تھی۔ اسکو توڑ دیں اور باغ میں میٹھ کر شراب پیں۔
(۲) ترجمہ۔ کانٹوں کی پڑاہ نہ کر کے ہنستے ہو کہ باغ تک میں اور بلبلوں کی طرح چول کہ آشتیاں زمین نزول کریں
(مقام کریں)
کورچی خار۔ علی الرغم خار۔ علی الرغم نف خار۔ یعنی کانٹوں کی پڑاہ نہ کر کے۔ کانٹوں کی خلاف نشا
کوڑھی چشم فلاں۔ فارسی محاورہ جو مقابل علی الرغم فلاں جو عربی محاورہ ہے دیکھو ت لیا۔

(۳) ترجمہ - باغ کے صحن میں شراک پالہ پی کیونکہ پہول کی زبانی خوشدلی کی نشانیاں پہنچی ہیں۔

یعنی پہول کا کھلنا موسم بہار کی آمد کا نشان ہے۔ چوتیسین عشرت کا موسم ہوتا ہے۔

(۴) ترجمہ - پہول باغ میں پہنچ گیا اور فراق کی غم سے کہ ہو جاوے یا شراک پہول کے بوستان سرا کی طلبک - بوستان سرا - پہول گھر۔

(۵) ترجمہ - احمافظ اگر تو پہول کا دصال چاہتا ہو تو بیلوں کی طرح باغبان کی رستہ کی خاک پر جان تران کر دے۔

درخیف (م)

غزل (۱)

۱	خاک می بوسم و عذر کرش میخو اہم	۱	آنکہ پامال جکاروہ چو خاک راہم
۲	چاکر معتقد و بندہ دو لخواہم	۲	من نہ آنم کہ بجور از تو بنالم حاشا
۳	ترسم نمی دست کہ باد می ببرد ناگاہم	۳	دزدہ خالم و در کوی تو ام وقت خوش است
۴	حالیا دیر میغانست حوالت گاہم	۴	صوفی صومعہ عالم قدسم لیکن
۵	آن مبادا کہ کند دست طلب کو تاہم	۵	بستام در خم گیسوی تو امید دراز
۶	واندران بجز اسند از حسن تو کرد آگاہم	۶	میخیزانہ سحر جام جهان بنیم داد
۷	تا بہ بینی کہ در ان حلقہ چہ صاحب جاہم	۷	با من انہ شین خیز و موسیکہ آئی
۸	گر چہ آنم کہ ہوائی تو کشد ناگاہم	۸	بر شمع قدرت شعاع صفت میلزم
۹	باہمہ پادشہ بندہ تو را بن شاہم	۹	نو شتم آمد کہ نخر رخسار و میگفت

(۱۰) مت بگدشتی از حافظت منبت نشیند
 آہ اگر دامن حسن تو گبیرم آہم

(۱) ترجمہ۔ جس نے مجھ کو خاک بنا لیا ہے۔ میں اس کی خاک بچھڑتا ہوں اور اس کی ہر مانیوں کا عند خواہ ہوں یعنی مجھ پر ناچیز کو پامال کرنے کی جو تکلیف اس نے گوارا فرمائی ہے اس کا عند خواہ ہوں اور اس ہر مانی کا شکر بے ادراک رہا ہوں۔

(۲) ترجمہ۔ حاشائے میں ایسا آدمی نہیں ہوں کتر سے جو کسی فریاد کو دل میں معتقد نہ کر اور دولتخواہ غلام ہوں۔

دولت خواہ اور یاد دولت کے لئے دعا کرنے والا۔

(۳) ترجمہ۔ میں خاک کلاکین ہوں دیر سے کہ چشم بے پردہ سے اچھانڈ رہا ہے۔ دوسرے میں ڈرتا ہوں کہ ہوا کا کوئی ہونکا ہوا چاٹنے لگے اگر نہ بچا ہے یعنی اب تو میرے ساتھ وقت اچھا نہ رہا ہے۔ لیکن ہستی سے غبار کا کچھ بہرہ نہ نہیں۔

(۴) ترجمہ۔ میں عالم قدس کی عبادت گاہ کا صدیقی ہوں۔ لیکن فی الحال مجھ پر معان کے حوالے کیا گیا ہے۔ عالم قدس۔ سے مراد عالم بالا جہاں ابتدا سے آفرینش میں انسانی رو میں عبادت حق میں مشغول تہیں اور تعلق جسمانی سے پاک تہیں۔ ویر معان سے مراد خرابات دنیا۔ جو جب غصہ ہی قبول کرنے کے بعد روح کا مسکن قرار پائی۔ انسان فی الحقیقت عالم قدس کا رہنموی والا تھا۔ گردش ایام اس خراب آباد میں آگیا۔ اسی مضمون کے لئے دیکھو تہ پہلے۔ شعر دیکھو مہتمم مہتمم مہتمم مہتمم مہتمم

سر روحانیاں داری سے نو در اندر تری	سوز اپنے در آتا تباہ و دہانیاں سبھی	عرفی
حسن مطلق کا ازل کو دن سے مراد ہوا تھا	لامکان کتھو میں سبکو وہ مرا کا شان تھا	
دل کا حاکم جان کا مالک غم جانا نہ تھا	میرا جس کو میں سمجھتا تھا وہ صاحب تھا	
یا رخ عالم کا تماشا با عیش و غفلت ہوا	دیکھو دیکھو کون کا زوں کے لئے افسانہ تھا (امیر بیانی)	

(۵) ترجمہ۔ میں تیرے گمبہ کے غم میں بیتابی میں مبتلا ہوں۔ خدا کے کہیں یا نہ ہو کہ میری دست ملک کے گناہ کر دی۔

یعنے میری بہت سی امیدیں تیرے گیسو کو وابستہ ہیں۔ خدا کرے کہ میرا دستِ طلبے ہاں تک پہنچ جائے
گیسو اور دراز کی رعایتِ ظاہر۔ دراز و کوتاہ کا مقابلہ لطیف۔

(۶) ترجمہ: بحر کے وقت پیر بخینا نے مجھ کو شرابِ عشق کا ایک پیالہ دیا جس نے مجھ کو جامِ جہاں میں دیا۔ اور اس سے میں مجھوترے حسن و آگاہ کر دیا۔
یعنے پیر بخینا نے مجھ کو شرابِ عشق کا ایک پیالہ دیا جس نے مجھ کو جامِ جہاں میں دیا۔ مجھ کو ہر دو عالم کے اسرار کو
آگاہ کیا اور تیرے حسن کا جلوہ بھی مجھ کو ایسی جام سے نظر آیا۔ دیکھو شعر العارفِ ظاہر ہے کہ جامِ عشق کے
بغیر حسنِ مطلق کا مشاہدہ ناممکن ہے۔

(۷) ترجمہ: بجز اوشنئس (سکین) کے ساتھ ائبہ کریم خان کی طرف چل دو دیکھو کہ اس حلقہ میں میں کتنا صاحبِ تہذیب
یعنے اگرچہ میں بظاہر ایک نئی سکین ہوں لیکن شرابِ خاندانِ محبت کو بادہ نوشوں میں میرا تہ بہت بلند ہے۔

(۸) ترجمہ: تیرے ہند کی شمع پر میں شعلہ کی طرح کا نچا ہوں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ تیری ہوا (آرزو) مجھ کو ناگاہ فنا کرے گی
شمع کا شعلہ ہمیشہ لڑتا رہتا ہے۔ اور ہوا کے ایک جھونکے سے بجھ جاتا ہے۔ دیکھا ہے صاحب فرماتے ہیں کہ میں تیرے
عشق میں ہر وقت شعلہ کی طرح جلتا اور کا پتار ہتا ہوں اور معلوم ہے کہ جنبش یا دھڑکی کا ایک صدمہ ہی فنا ہو جاوے گا۔

(۹) ترجمہ: صبح کو وقتِ شاہِ مشرق کا یہ کہنا بھی بہت پسند آیا۔ کہ باوجود اس تمام سلطنت کو میں شاہِ توران شاہ کا غلام ہوں
شاہِ خاور یا شاہِ مشرق یعنی آفتابِ مطلب یہ ہے کہ آفتاب اگرچہ تمام عالم پر بادشاہی کرتا ہے۔ لیکن باقی
توران شاہ کا غلام ہے۔ توران شاہ کے لئے دیکھو لسان الغیب جلد اول صفحہ ۱۵۰ انگریزی۔

(۱۰) ترجمہ: دوست ہو کر گند گیا اور حافظ کا تونے کو یہ خیال نہ کیا۔ انسو ہو گا گری آہ تیرے دامنِ حسن کو کچھ لے۔
مطلب یہ ہے کہ دوستی کی حالت میں سیر پاس ہو کر چلا گیا اور میرے کچھ خیال نہ کیا۔ کہ یہ عاشق سکین کی حالت میں ہی
سکینوں کی آہ کو ڈرنا چاہتا ہے۔ اگر تیری آہ تیرے حسن کی دامن گیر ہوئی تو نتیجہ اچھا نہ ہو گا۔

غزل (۳)

بارہا گفت ہم دوبارہ دگر میگویم	۱	کہ نہیں لستہ ہیں ہنہ بخود پیویم
در پاس آئینہ طوسی صفتم داشتہ اند	۲	انچہ استا وازل گفت ہاں میگویم
من اگر خرام اگر گل چین آرائی ہست	۳	کہ از ہاں دست کہ می پرورم میرویم

۴	گوہری کرم و صاحب نظری مجبوریم	دوستان عیب من بیدل حیران مکیند
۵	انکم عیب کز دنگ ریامیشیم	گر چہ بادق طبع می گلگون عیبست
۶	می سرایم شب بوقت سحر سے بویم	خندہ و گریہ عشاق زجای درگست

حافظم گفت کفاک مغیبا نہ مبوی

(۷)

(۷)

گو کہن عیب کے من مشک ختن سے بویم

۱۱۱ ترجمہ۔ میں کئی عیب کا ہی اور اب پر کہتا ہوں۔ کہ میں بیدل اس کے ساتھ پر خود بخود نہیں چلتا۔
 یعنی میرا مشرب اور میری رکش بری مرضی پر منحصر نہیں ہے۔ قادر مطلق جبر چاہتا ہے لے جا رہا ہے۔
 تاہم صاحب نے بینکس عقیدہ کا بار بار اظہار کیا ہے۔ چنانچہ دیکھو شعر الف تیب الف تک الف تیب الف تیب الف تیب
 تیب تیب تیب تیب وغیرہ وغیرہ۔
 ۱۱۲ ترجمہ۔ سلطان نفا، قدر نے مجھ کو طوطی کی طرح آئینہ کی دوسری طرف دکھایا ہے۔ جو کچھ استاد ازل نے
 کہا ہے۔ میں وہی کہتا ہوں۔
 بعض یونانیوں میں دوسرا مصرعہ اس طرح ہے ح۔ آئینہ استاد ازل گفت۔ گو۔ سے گویم یعنی جو کچھ استاد ازل
 نے کہا کہہ رہا ہوں۔ کہتا ہوں۔

۱۱۳۔ گو کہ آئینہ کو سامنے طوطی کو رکھنا آئینہ کی پیچھے آئینہ کی پیچھے آئینہ کی پیچھے آئینہ کی پیچھے آئینہ کی پیچھے
 لفظ بولتا ہے۔ طوطی آئینہ میں اپنی شکل دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ دوسرا طوطی ہے جو بول رہا ہے اپنے جھنڈ کی آواز کی نقل کرنے
 کی کوشش کرتا ہے اور بولنے لگتا ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں جو کچھ کہتا ہوں اپنی طرف سے نہیں کہتا۔
 جس طرح استاد ازل نے فرمایا ہے۔ اسی طرح کہتا ہوں۔ اور مثال دیکھو مضمون کو اس طرح واضح کیا ہے کہ
 طوطی جو کچھ کہتا ہے اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ اس پر وہ جو کہہ رہا ہے اس کا استاد کہتا ہے۔ اس کی نقل کرتا ہے۔
 اس شعر کے متعلق اکثر کہا جاتا ہے کہ طوطی کو تو آئینہ کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا ہے
 کیوں کہا ہے اور اس شکل کو من کرنے کی مختلف روگوں مختلف کوششیں کی ہیں۔ جلدی آئینہ سے کوئی من
 طلب شکل نہیں۔ الفاظ ہیں و پیش آئینہ استعمال ہوتے ہیں۔ فرض کرو کہ ایک تو آدم آئینہ کے
 اوپر اور وہ آدمی بیٹھے ہیں۔ ان میں ہر ایک دوسرے کے متعلق کہتا ہے کہ میں کیسے فحشہ است۔ اسی طرح

عالموں نے قضا و قدر یا ہمتا و ازل کے مقابلہ میں خواجہ صاحب کو یوں آئینہ دکھا جاسکتا ہے۔

”بے پشت“ پر غور کرو اور دیکھو کہ جو شخص تمہاری پشت کے سامنے کھڑا ہے اس کو کہتے ہیں کہ بے پشت تھا اس لئے اسے ہمت یا درمیں کی جگہ سے ”دربر“ پڑھ لو۔ اسی مضمون پر ہے۔

اگر تومہ پندار کہ این قصہ ز خود میسگویم	اگر توش نزدیکی بسم آرزو آواز سے ہست
---	-------------------------------------

ذرا دیکھا تو ایسی حقیقت کا انکشاف کرتے ہیں۔

فانی از خوشنم من و باقی بقی	شد لیلہ کو خیمہ بیکبار شوق
آرمیم باقی و از خود میسہ	آن ہم بپوشد کعبہ در من و سہ
بالہ مسا ز خوشنم گشت حجت	سے نیارم پر لب اللہ چو گشت خدا

نیاز کا شعر ہے۔

نیاز این گشت گو از من بہ نیاز	کہ نے گفت ارانے راز نیاز
-------------------------------	--------------------------

۳) ترجمہ۔ میرا خواہ کاشا ہوں خواہ پول لکن باغبان کوئی اور ہو کہ میری ہاتھ سے جو جو پالتا ہو اکتا ہوں۔
 میرے خواہ میں کاشا ہوں یا پہول۔ مجھے بنانے والا کوئی اور ہو کہ میری پرورش میرے ایشو و نما اسی کا ہتھ میں ہو
 وہی مضمون جو جو نقل ہذا کے مطلع میں ہے۔

خود اگر گفراست اگر ایمان او	دست باقی حضرت و آن او
اگر حکیم و گریم در سرشت	تھکا تو این نقش برین نوشت
اگر آسودہ روز ناموں سے یوم	چنان کا فریدی ہماں سے یوم

(۴) ترجمہ۔ آدھو مستو مجھ بیدل دیران کی عیب کی نہ کہو میرے پاس ایک گوہر ہے اور کسی صاحب نظر کی نظر سے ہے۔
 یعنی میرا ہونے کو ہزل کے قدر دان کی تلاش میں ہوں۔ جو اسکی قدر قیمت سمجھو اور اسکا خریداری ہو۔
 (۵) ترجمہ۔ اگرچہ اپنی نوع کے ساتھ شراب پیچ کا لگا نامیو ہے۔ لیکن بلاضل صبر نہیں کیونکہ میراں سو یا کارنگ جو تاپا
 وقت نوع سے مراد ذوق یا مطلب ہے کہ شراب پیچ جیسی چیز کو خور کر یا جیسے بڑے جامہ پر لگانا بیگناہ بنا رہے
 لیکن میں ذوق نوع کو شراب پیچ سے اس قدر متاثر ہوں کہ اس کو رنگت ہا ہا ہا ہا۔ لہذا میرا ضل نہ جان نہیں۔ حالانکہ
 یہ کہ خور کر یا پینے سے باہر نوشی بدرجہا بہتر ہے۔

(۶) ترجمہ۔ ماشوق کا ہنسا آسودہ نام کی دھڑکتی ہے۔ رات کو وقت میرا گاتا ہوں اور صبح کے وقت روتا ہوں۔

یہ عشاق کے ہر ایک نعل کا ایک خاص سبب ہوتا ہے۔ اور انکا خذہ و گری مشوق کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔
 سورہ النجم میں ہے۔ وَ اِنَّهُ هُوَ اَضْحَكُ وَاَنْكَبُ۔ (اور ہر کہ وہی ہنسنا ہا ہے اور وہی رولا تا ہے) اس کا نظریہ
 کے کسی نعل کی ماہیت کا ظاہر میں نظر نہیں آسکتی۔ حضرت نظامی نے اس کا قصیدہ فرماتے ہیں۔

تسبیح نامت شباب آورم

چرا دل شب بے ننگ خواب آورم

ترا خوافم و ریزم از دیدہ آب

چو در نیم شب سر آرام ز خواب

(۱) ترجمہ۔ حافظ نے چھو لہا کہ در میخان کی خاک کو نہ تو نگہ۔ اسے کہو کہ میری عیب جوئی نہ کرے۔ کیونکہ میں شکر
 مقن ہو گیا رہا ہوں۔

یہ میرے لئے در عیب کی خاک بن کر شکر مقن ہے۔

غزل (۳)

۱	مشتاق بندگی دعا گوئی دو لہتم	۱	باز آ می ساقیا کہ ہوا خواہ خد مہتم
۲	بیرشن نامے نظلمات حیرتم	۲	ز آنجا کہ فیض جام سعادت فروخت
۳	نا آشنا عی عشق شدم ز اہل رستم	۳	ہر چند غرق ہو گیا ہم رشش جہت
۴	کایں بود سر نوشت ز دیوان صہ رستم	۴	عید ہم کن برندی وید نامی امی تیر
۵	این موہبت رسید ز ایوان مستم	۵	می خور کہ عاشقی ز بچبست اختیار
۶	فکر می کن ای صبا ز مکانات غیرتم	۶	گردم ز نظر ہشکس آن نگار
۷	آوردہ و کشیدہ بود قوف فرستم	۷	در بار و تو تیر نظر تا گوش ہوش
۸	در عشق زین تو ہوا خواہ غیرتم	۸	من کز وطن سفر بگزیدم بعبور خویش
۹	ای خضر چہ بچستہ مدد کن بہتم	۹	دریا و کوہ در رہ و من خستہ ضعیف
۱۰	لیکن بیجان دل ز مینا جان خستہتم	۱۰	دورم بصورت اندر دوتسرای دوست

حاصلاً بیچین ختم تو خواہد پیرجان
 در این خیالم۔ بدہد عمر مہلتم

(۱۱)

(۱۱)

(۱) ترجمہ۔ آسانی واپس لگے میں خدمت کا آرزو مند ہوں بندگی کا شائق ہوں اور از دیو دولت کا دعا گو ہوں۔

(۲) ترجمہ۔ چونکہ تیرے سعادت کو نونہل جام کانفیض (موجود) ہے۔ جو حیرت کی تاریکی سے باہر نکلنے کی راہ دکھا۔

حیرت۔ (۱) تجسب ایک حالت پر قائم رہ جاتا۔ (۲) اصطلاح تصوف میں ایک خاص حالت کا نام جو مقام حیرت کہتے ہیں ذات و اوصاف باری تعالیٰ کے فہم و ادراک میں سالک ایک خاص مقام پر جا لے گا ایک حیرت کا سامنا ہو جاتا ہے جس سے وہ نہ رادہ ہو سکتا ہے نہ اُدھر۔ اکثر اسی مقام سے واپس ہوتا ہے تاہم آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اسی مقام حیرت کو متعلق عربی ڈاکھا ہے

اور حیرت در شب اندیشہ اوصاف تو | بس ہمایوں مرغ عقل از ہمشایان ماند خستہ

اسی حیرت کی کیفیت کو شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے درشت کہا ہے۔

چہ شبہا نشستم دریں سیرگم | کہ در ہشت گرفت استنجم کہ قلم

اور اسی مقام حیرت کو نظامی گنجوی نے عقل کے لئے ایک کلمہ بتایا ہے۔

کہ چند انکا اندیشہ گردد بلغم | سر خودیوں نادر دوزیں گنہ

مطلب یہ ہے کہ میری عقل تو مقام حیرت کی ظلمات ہی باہر نہیں نکال سکتی۔ اگر تو مثل ہدایت میرے ساتھ کرے تو اسکی روشنی سے میں اس مقام سے نکل کر تیرے نزدیک آسکتا ہوں حاصل کلام یہ ہے کہ شراب عشق کو حکم نور کے بغیر منزل مقصود تک پہنچنا مشکل ہے اور مقام حیرت کی تاریکی کو طے کرنا محال ہے۔ دیکھو شعر ۵۵

پرژو ہندہ را یادہ زان شد کلید | کز اندیشہ خوشین در تو دید

نشاید ترا جز بتو یا فسق | حسان با ند از ہر در آفتن

(۳) ترجمہ۔ میں ہر چند ہر طرف بوجہ گناہ میں قی ہوں۔ لیکن جیسے تیرے عشق کا تیرا کہ ہوا ہوں اہل رحمت میں جو ہو گیا ہوں۔

شش جہت (۱) مشرق (۲) مغرب (۳) شمال (۴) جنوب (۵) اوپر (۶) نیچے۔ آشنا۔ (۱) تیرا کہ (۲) دفع

(۴) ترجمہ۔ آنفیر زندگی و دنیا کی باجمہ عیبت لگا کر کہیں نہ کہ دفتر آفرینش میں میرے لئے یہی لکھا تھا۔

دیوان فطرت۔ لوح محفوظ۔ قسمت کی کتاب۔ دیکھو شعر اربعہ

(۵) ترجمہ۔ شراب پی لے کہ عاشقی کو شمش اور آفتیاری محال نہیں ہوتی۔ یہ نعمت ہجو ابوان تمسک علی ہے۔

(۶) ترجمہ۔ سہ سب اگر تو اس عشق کی لطف معینہ کا دم مارتی ہے تو میری غیرت کے بدلے سے ڈر نہ رہ۔

خارجہ صاحبہ باوصیاء کو مخاطب کر کے فرماتی ہیں کہ تو میرے معشوق کی لطف معینہ میں کی خوشبو کو کھینچ لے گی اور اگر کھینچ لے

دیکھ ہے۔ دیکھہ! میری غیرت جوش میں آئیگی۔ اس سے ڈر۔

(۶) ترجمہ۔ تیرے ابرو میں نظر کا تیرہ طاقت (کے کان) کی حد تک لایا جاو اور کھینچا جاو۔ اب بڑی قسمت پر موقوف ہوں۔
 ہوش۔ (۱) عقل (۲) ہلاکت موت۔ ابرو کو کان اور نظر کو تیرہ کہاوی۔ تاہم وہی کہ تیرہ انداز کان میں تیرہ لگا کر دیکھ
 کھینچ کر اسے کان تک جاتے ہیں تاکہ تیرہ دور تک نہ کرے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تیرہ کی تیرہ اور میں تیرہ نظر اس حد تک کھینچا جاو
 ہے کہ ہلاکت کی حد تک پہنچا ہے۔ یعنی یہ تیرہ کان سے نکل کر صبر کو لگے گا اسے ہلاک کر ڈالے گا پس تیرہ
 ہلاکت اب فرصت پر منحصر ہے۔ جبر وقت آئے یہ تیرہ مارا بیچو ہلاک کر دیا۔ گوش ہوش کی رعایت اور خوبی ظاہر۔
 (۸) ترجمہ۔ میں جس تیرہ ہی نام علم میں ہوں وہ سب افسانہ ہیں کہ تیرہ۔ دیدار کے عشق میں مسافر کی کا خانان ہوں
 یعنی تیرہ۔ دیدار کے لئے وطن چھوڑنے پر تیار ہوں۔

(۹) ترجمہ۔ سستہ میں یا اور پہاڑ میں اپنی سستہ وضع ہوں آسمان کا وہ چھتر چھتر اور دعا ہست سے میری ہر دگر۔
 (۱۰) ترجمہ۔ بظاہر میں دست کی دوسری ہر دگر کے دروازے ہوں لیکن حقائق میں اس کی گدگی کا غم ہوں۔
 (۱۱) ترجمہ۔ حافظ تیری آئینہ کی سائے اپنا جان دیدار کیا میں ہی خیال میں ہوں بشکریہ عمر مہلت دے۔
 یعنی میں اس خیال میں ہوں کہ تیرہ، پاس آکر میں بشکریہ تجھ تک پہنچنے سے پہلے ہی نہ مر گیا۔

غزل

۱	دکان معرفت بدو جو پر بہا نسیم	۱	خیر تہا طریق کلان رہا نسیم
۲	بائز صبا مہامی صبور ی قبا نسیم	۲	برو گیران نگار قبا پوش بگزو
۳	بہتر ز طاعتی کہ بروی و رہا نسیم	۳	مقتدا زلت از نظر خلق در حجاب
۴	مسلک بود کہ مہو کند گز خطا نسیم	۴	آن کو بنیاد لقیہ چندیں نواخت کرد
۵	مہکل بود کہ دوش از گفتن ہا نسیم	۵	گر یک شبی بدست من آفت و نگار من
۶	گفتا تو صبر کن کہ مرادت تو نسیم	۶	گفتم گفتت کام دلم حاصل از لبست

ساقطہ زانیہ کنند ایام عبیت

(۴)

(۴)

ایں پنج روزہ عمر بیاتما وفا نسیم

یہ غزال شیخ سعدی علیہ السلام کی ہے اس عنوان لغت کے لئے نواجذ صاحب کو کاتبوں کی مہربانی اور مطبع دارال
 کی عنایت کا مشکور رہنا چاہئے۔ دیکھو سان الغیب جلد اول صفحہ ۵۲-۵۳ سوانح صغریٰ۔
 (۱) ترجمہ۔ لفظ تاکر کلفت کے طریقہ کو چھوڑ دیں معرفت کیا کان کو دودھ کے بدلے ہسٹلینج دیں۔
 دکان معرفت کو دودھ کے بدلے بھی ہسٹلینج گماہی۔ لفظ جو میں شراب جو کھیرٹن یہی اشارہ ہے۔
 (۲) ترجمہ۔ قیادش عشوقی دوسروں کے پاس جاتا ہے اس کو ہی ہم بھی صبر کے جامہ کو چاک کرتے ہیں۔
 (۳) ترجمہ۔ غلقت کی نظر سے پردہ میں ستر گناہ۔ اس طاعت کو بہتر میں جو ہم روی دریا سے کریں۔
 یعنی لوگوں کو دکھانے کے لئے عبادت کرنے کی نسبت لوگوں سے چھپا کر گناہ کرنا بہتر ہے۔ حاصل کلام
 یہ کہ ریاکاری سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔

(۴) ترجمہ۔ جس نے سابقہ حقوق کے بغیر استعد عنایت کی ہے ممکن ہے کہ اگر ہم غفلت کریں تو عاف کر دے گا۔
 یعنی جب خدا بغیر عافیت کے ہم پر عنایت کرتا ہے تو امید ہے کہ ہمارا گناہ بھی بخوش دیکھا۔
 (۵) ترجمہ۔ اگر یہ استغوثی کسی رات میرے آئینہ لگے گا۔ نوپہر دیکھیں نہیں کہ ہم کو دامن کو با تہہ سے چھوڑ دیں۔
 (۶) ترجمہ۔ میں سے ہمارا کبر۔ سب سے میرے دل کی ہر اوصاف بند ہوئی۔ اس نے جواب دیا کہ میرا کرم
 بڑی مراد پوری کرینگے۔

(۷) ترجمہ۔ آسمان ظاہر حمد زمانہ وفات نہیں کہنا اگر اس مجرورہ زندگی کو کلفت ہوگا اور میں۔
 یعنی زندگی کا بھروسہ نہیں جو دن گزرے سے شش و عشرت میں گزارنا چاہئے۔



بقلم صاحب دارالحدیث کاتبہ علیہ الرحمۃ وریاوی

